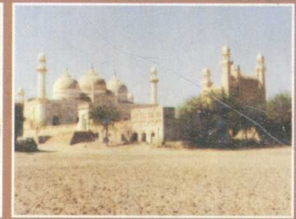

چولستان

www.KitaboSunnat.com

احمد غزالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چولستان

احمد غزالی

الفیصل ناشران و تاجران کتب
غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المکتبۃ الرحمانیۃ
۹۹۔ جے ماڈل ٹاؤن۔ لاہور
نمبر ...21...

جملہ حقوق محفوظ ہیں۔

اگست 2007ء

محمد فیصل نے

آر۔آر پرنٹرز سے چھپوا کر شائع کی۔

قیمت:-/400 روپے

AI-FAISAL NASHRAN
Ghazni Street,Urdu Bazar,Lahore.Pakistan
Phone : 042-7230777 Fax : 00242-7231387
http : www.alfaisalpublishers.com
e.mail : alfaisal_pk@hotmail.com
e.mail : alfaisalpublishers@yahoo.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست

لوک ورثہ پہچان، تلاش اور حفاظت	11
قیمتی خزانہ	35
☆ دریا کی کہانی	39
☆ ہاکڑہ دریا کی کہانی	45
ہاکڑہ بستیاں	50
ہاکڑہ قوم	50
دریا کے مختلف نام	50
سبزہ اور ہریالی کا خاتمہ	50
☆ چولستان وجہ تسمیہ	53
وچولو	55
چولن	55
چول	56
چیلستان	56
چلن چلن	56
چولی	57
''چھولی''	57
☆ چولستان کا طول وعرض	59
صحرائے کبیر	62
صحرائے صغیر	62
ذیلی نشیب	62
اژدھا کا سفر	63
شہزادی کی نہر	64
☆ موسم اور بارش	65
برگزیدہ مسافر	67
دوربینی	67
☆ ٹوبھے اور کنڈ	69
پانی کے صحرائی ذخیرے	71
ہر قوم کا علیحدہ کنواں	72
پانی صاف کرنے کا طریقہ	72
☆ مٹی اور مزاج	75
صحرا کے مختلف موڈ	77
''ڈہر''	77
ڈہروں کے تین نام	78
سراب	79
قدیم آثار	80
سونے کے ذرات اور عقیق کے ریزے	81
مٹکے	82
ٹیلے	82
توے کے بغیر روٹی	82
جامد ٹیلے	83
متحرک ٹیلے	84
چراگاہیں	85
صحرائی سیمنٹ	86
دریا کا ''اٹ''	86
مٹی کا صابن	87
☆ صحرائی ہوا	89
دعا	91
بارش آندھی	93
واولوجھنا	93
☆ راستے اور سفر کی روایت	95
بہاول نگر، پھلوہ اور مروٹ	98

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہاولپور، کنڈ والا، یزمان اور شاہی والا 99
رحیم یار خان، باغ و بہار اور گلمرگ 100
پیاسے مردوں کی پکار 100
قطرن کی جڑیں اور پیاس کا علاج 102
صحرا کا بھولا 102
☆ پراسرار روشنی / صحرا میں سوئے ہوئے بزرگ 105
پراسرار روشنی 107
صحرا میں سوئے ہوئے بزرگ 109
شیدن کے خانے 110
چرواہے 111
صحرا کی ریت 113
"ٹراؤ" 115
☆ خواجہ فریدؒ کی شاعری اور چولستان 117
ڈائن روہی 119
رشک ملیر روہی 121
☆ پرندے 129
بھوکڑ 131
تکور 133
بھٹ تیتر 134
کشمیرا 134
چرگ 134
باز 135
چکی 135
تیتر 135
بٹیر 136
گدھ 136
مرغابی 136
☆ مکڑی 139
نسل 141
خونخوار مکڑی 142
☆ سانپ اور لوک علاج 145
سانپ 147
زہر کا علاج 147
"ساہ پیونا" سانپ 148
ناگ کا بیر 149
تر داٹھی 150
☆ جانور 151
سیاہ ہرن 153
چنکارہ ہرن 154
بارہ سنگھا 155
سیاہ گوش 155
گیدڑ 155
لومڑی 156
☆ لال سہانرا نیشنل پارک 157
جھیل 161
جنگل 162
ریسٹ ہاؤس 162
مچھر 162
☆ مویشی 165
چولستانی اونٹ 168
بوڑھے اونٹ کی مستی 169
غمزدہ اونٹنی اور چرواہوں کی ذہانت 169

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اونٹنی کی سخت کوشی	170
بزرگوں کے برابر احترام	171
اونٹ کا کینہ	171
بھیڑیں	174
سپلی بھیڑ	174
بچی بھیڑ	175
بانسری کی سروس	176
رتی گائے	176
چتی گائے	177
گائے کی دیگر اقسام	177
مویشیوں کی پسندیدہ نباتات	177
مویشیوں کا علاج	180
☆ لوک گیت	183
چھلا	186
چولستان کا مشہور سہرا	187
مہندی کا سہرا	191
لڑھاؤ	193
مشہور ڈوہڑے	198
مارواڑی گیت	199
قدیم لوک رنگ	207
گائمن	209
گائمن اور کھجور کے درخت	224
ساز وسامان	226
کھجوروں کی قسمیں	227
کھجور کے پودے کو مادہ بنانے کا ٹونا	230
منکا ٹوٹنے کا خوف	231
شاگردی کی مدت	232
کھجور کھانے کی رمز	232
آسیب زدہ درخت	233
تنہا درخت پر کالا جادو	234
آندھی روکنے کا ٹونا	234
☆ جڑی بوٹیاں اور لوک علاج	235
پھتوکڑ، قطرن، چھپری	238
پرم ڈنڈی، بکھڑا، گورکھ پان، بوپھلی	239
کھار، لانی، گندی بوٹی،	240
اٹ سٹ، لونگ، لاڑاں	240
جنڈ، دودھک، کریہنہ، کھپ، گھوڑے وال، سونا بوٹی	241
کوڑتمہ، کھوی، ''شریہنہ'' کا پانی	242
چولستانی مرہم، تبخیر کا علاج	243
سردی لگ جانے کا علاج، بچھو کے ڈسے کا علاج، کھار کی آگ	243
کیکر کی آگ، پھوگ	244
☆ لوک کہانیاں	245
قبر کا سلام	247
نہ عورت کا کہا مانتا نہ سر کٹواتا	251
تاجر کا انتقام	254
احمد خاں ڈاکو اور ملوک شہزادی	259
لالچی اندھے	264
موتل اور مینڈھرا	266
جگ ڈے	269
مہر لطیف کی دانائی	269
ماسی بھیڈ	271
احمد خان کی شہادت	273
بہاول خاں اور حاضر جواب میراثی	275
سلطانِ دِلّی کا دورہ	277

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہاول خاں کی نہریں	278
گناہ کا کفارہ	278
خان نے دو بچھڑے ہوئے دلوں کو کیسے ملایا	279
بہاول خاں اور جولا ہے	279
قریشیوں کی پُر تکلف دعوت	280
☆ بچوں کی کہانیاں	281
ریکار یکی	283
بیل کی تھلی	284
سوئی دہار	285
ڈراور کا خزانہ	286
دیو کا منتر	287
حق گو شہزادی	289
میاں ٹھگو اور سات بھائی	290
ذہین لڑکا	294
چالاک بڑھیا	296
☆ قومیں	301
ڈراور	303
ڈھوری	303
رکن پور	303
دین گڑھ	303
سالم سر	304
خان گڑھ	304
بجنوٹ	305
چانچڑاں والا ٹوبہ	305
نواں کوٹ	305
خیر گڑھ	305
رنہال	305
لیارا کنڈیرہ	305
اسلام گڑھ	306
مروٹ	306
پھلوہ	306
موج گڑھ	306
رانا بھانا	306
رسول سر	306
سندھ کے جاٹ عہد نبوی ﷺ میں	306
☆ غیر مسلم قومیں	307
ہندو اقلیتی اقوام	309
ہندو آبادی	309
بانوری	311
پیدائش کی رسمیں	312
شادی کی رسمیں	312
پوتھی نکلوانا	313
بارات کی روانگی	313
وداع کی رسم	315
دوشیزہ اور پھیکے چاول	316
چار چکر	316
نصیحت	316
بدشگونی	317
موت کی رسمیں	318
گیارہویں کی روٹی	318
خوش بخت	318
اچھا شگون	318
بھیل اقوام	319
دستکاری	319
عبادت گاہیں	319

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تہوار	320
جل کوخراج	320
زیورات	320
پسندیدہ رنگ	321
☆ چولستان کے روایتی زیور	323
بالیاں	325
جھمکے	325
سونے کی "مرکی" اور "کنگن"	326
ہنسی	326
بولا	326
پوپا	326
☆ چولستانی گھروں میں استعمال کی جانے والی اشیاء	327
تنگ	327
منیاں	327
چھج	327
پنکھا	327
جالا	327
تونگ	327
پڑاٹ	328
بوکا	328
ٹینگا	328
چکی	328
تھڑے	328
گہی	328
خشک لسی	328
ڈھیرو	329
منجھن	329
گھنڈیائیں	329
☆ گھر کے حصے	331
گھڈی	333
کلہوٹی	333
گھڈڑا	333
گڑاونی	333
تنور	333
☆ رسم ورواج	335
امراء کی مسکن نشینی	337
ترک صحرانہ کرنا	337
بکری کا گوشت	338
سادات کا احترام	338
قیلولہ کی عادت	338
چوری اور نشہ سے پرہیز	338
تھلکو پیر	339
سرڈھانپنا	339
تضحیک کے چند نام، تکیہ کلام	339
حسن کے معیار	340
"سندھ" شہروں کا صحرائی نام	340
اٹا گھٹا	341
غذا	341
لباس	341
رقص	342
ایک اہم لوک ساز	343
☆ توہمات	345
بُنجا	347
موندھا کھلہ (الٹا جوتا)	348
فجر مردان	348

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ٹورا 348
"ٹھیلا سا" 349
☆ آوازیں اور شگون 351
چکور کی آواز 353
گدھے کی آواز 353
بادلوں کی گرج 353
تیتر کا بولنا 353
☆ چولستانی دستکاریاں 355
زیورات 357
کلام فرید میں زیورات اور پہناوے کا ذکر 357
چولستانی دستکاریاں 359
کِندی 360
تھلیے 360
فلاسی 361
بوری 361
چھٹی 362
عرجین 362
لوئی یا لوکار 362
☆ مشہور مقامات 363
مسجد علی مردان 365
مزارات صحابہ کرام 365
مزار حضرت چنن پیرؒ 366
مسجد ڈراور کا پتھر 366
پہلوان کا ڈھانچہ 366
آسیب زدہ ریسٹ ہاؤس 366
رام ڈے بابا 367
رانجھے دی جھوک 368
شہر بہاولپور کی محرابیں 368
حضرت ملوک شاہؒ کی دعا 369
پیر صاحب کی گھوڑی 369
سسی دی ماڑی 369
خواجہ غلام فرید کا محل 370
للّی کا مزار 370
محمد بن قاسم کی سپاہ کا میدان جنگ 370
مکھن کا پتھر 371
تانبے والا کنواں 371
خواجہ غلام فریدؒ کی مسجد اور کنواں 371
☆ اکھان / پہیلیاں 373
اکھان 375
کہاوتیں 379
پہیلیاں 381
☆ نامور صحرا نشین 389
حضرت چنن پیرؒ 391
پیر فریدؒ 392
دولا سائیں 393
بخت فقیر 396
موسیٰ لکھ پال 398
گاماں بی بی 400
حضرت پہلوان شہید 401
راجہ پڑھاڑ 402
چنیسر ٹانوری 402
جیا بہادر 402
تحریری ماخذ 405
زبانی روایات 407

-☆-

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوک ورثہ

پہچان، تلاش اور حفاظت

فوک لور کیا ہے؟

''فوک لور'' یا لوک ورثہ کیا ہے؟ اس کا سمجھنا تو آسان ہے لیکن چند جملوں میں اس کی تعریف مشکل ہے۔ اس کا لفظی مطلب تو ہے "The lore of the people" یعنی عام لوگوں کی ریت اور روایات، لفظ ''فوک لور'' کا استعمال سب سے پہلے غالباً ولیم جان تھامس William John Thomas نے 1846ء میں کیا تھا۔ لندن سے چھپنے والے ایک رسالے Atheraeum کے ایک شمارے میں ایک مضمون کے ذریعے اُس نے اپنے پڑھنے والوں پر زور دیا کہ انہیں قدیم زمانے کے لوگوں کی عادات واطوار، رسم ورواج، قوت مشاہدہ، توہمات، محاوروں، اور عام محفلوں میں گائے جانے والے گیتوں (ballads) وغیرہ کو اکٹھا کر کے محفوظ کر لینا چاہیے۔(1)

مطالعہ فوک لور کی ابتدا کب ہوئی؟

'فوک لور' یا لوک ورثہ کے مطالعہ اور اسے اکٹھا کرنے کا رواج سترھویں صدی کے اُس دور تک تلاش کیا جا سکتا ہے جب یورپین دانشوروں کے اندر قدیم یونان اور رُوم کی تہذیبوں سے متعلق نوادرات اکٹھا کرنے کا ذوق پیدا ہوا۔ ان نوادرات کو 'مقبول عام نوادر' (popular anitiquities) کا نام دیا گیا اس سے اُن کا مطلب تھا ''یورپی ممالک کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عوام کا قدیم طرز زندگی' (2) خود ولیم جان تھامس اور اُسی زمانے کے کچھ اور دانشور کے سامنے جرمنی کے دو بھائیوں جیکب گرم (1785-1863) اور وِلہیلم گرم (1786-1859) کا وہ کام (3) بطور ماڈل تھا جس میں دونوں بھائیوں نے اپنے علاقے کی جرمن روایات کا تعلق دیومالائی کہانیوں (mythology) کی جڑوں میں تلاش کرنے کی کوشش کی۔ یہ دونوں بھائی، جن کو فوک لور دانشور پیار سے "گرم برادرز" کے مشترکہ نام سے پکارتے ہیں، خود بھی اپنے پیشرو جوھن گاٹفرائیڈ فان ھرڈر Johann Gotfried Von Herder (1744-1803) سے متاثر تھے۔ ھرڈر بہت پہلے یہ بات زور دے کر کہہ چکا تھا کہ جرمنی کی اصل روح اس کے لٹریچر میں نہیں جو بجائے خود لاطینی اور فرانسیسی ماڈلز پر مبنی ہے بلکہ اس کی اصل روح اُس کے اپنے رسم و رواج، گیتوں، محاوروں اور عام آدمی کی زندگی میں ہے۔ اور یہی فوک لور ہے۔ گرم برادرز کی "پریوں کی کہانیاں" بہت مشہور ہوئیں۔ ان کہانیوں کے مطالعہ سے لوگوں میں یہ شعور بیدار ہوا کہ یہی جرمن کہانیاں اپنے مختلف لبادوں اور ناموں کے ساتھ نہ صرف سارے یورپ میں بلکہ ایشیا اور مشرق قریب (Near East) میں بھی ملتی ہیں۔ اس بات سے اس خیال کو مہمیز ملی کہ کیا ان سب کہانیوں کا منبع ایک تو نہیں؟ اگر ایسا ہے تو وہ منبع کہاں ہے؟ اسی خیال نے دانشوروں بالخصوص 'لوک ورثہ' کے ماہرین کو دُنیا بھر کے ممالک اور لوگوں کے 'لوک ورثے' کو اکٹھا کر کے تقابلی مطالعہ کرنے کا شوق اُبھارا۔

مطالعہ فوک لور کے چند پہلے دانشور

اُنیسویں صدی کے آخری سالوں میں 'لوک ورثہ' یا فوک لور کے مطالعہ نے بہت زور پکڑا۔ ابتدا میں کامیابیوں اور ناکامیوں کا ملا جلا نتیجہ سامنے آیا۔ ابتدائی دور کے چند دانشوروں نے (وِلہیلم گرم، تھیوڈور بینفی، میکس مُلر، اینڈریو لینگ وغیرہ) اپنی ساری کاوشیں ایک ہی سوال کے جواب کی تلاش میں صرف کر دیں کہ لوک داستانوں کا منبع (Origin) کیا ہے اور یہ کس طرح دور دراز کے علاقوں میں پہنچیں۔ ان میں ایک گروہ تو اس بات میں اُلجھ کر رہ گیا کہ مختلف علاقوں کی داستانوں میں مماثلت انڈو یورپائی زبان کے پھیلاؤ کی وجہ سے ہے جب کہ دوسرے گروہ کا خیال تھا کہ یہ مماثلت ستاروں کی گردش اور موسموں کے ردوبدل کے مشاہدہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ردعمل میں مماثلت کی وجہ سے ہے، بہر حال ان ابتدائی دُشواریوں کے باوجود تمام مغربی ممالک میں لوک روایات اور لوک ورثہ کے مطالعہ کا شوق بڑھتا گیا۔ 1878 تا 1890 کے درمیانی عرصہ میں یورپ کے سبھی ممالک اور امریکہ میں 'فوک لور' کے مطالعہ کے لیے باقاعدہ رسائل و جرائد کا آغاز ہو چکا تھا۔(4) یہاں تک کہ برصغیر میں 1872 جیمز برجیس نے جرنل آف انڈن اینٹیکوری (Journal of Indion Antiquery) کا آغاز اپنے ذاتی اخراجات سے شروع کیا۔ اس کے اغراض و مقاصد میں دیگر مضامین کے ساتھ ساتھ 'فوک لور' بھی شامل تھا۔ مشہور فوک لورسٹ کرنل رچرڈ کارنک ٹمپل (Richard Carnack Temple) تین دہائیوں سے زیادہ عرصہ کے لیے اس کا ایڈیٹر اور مالک رہا۔(5)

'فوک لور' کے مطالعہ کے ابتدائی ایام میں جرمن دانشوروں کے علاوہ فرانس فن لینڈ، ناروے، ہالینڈ، برطانیہ، ڈنمارک اور رُوس کا سکالرز نے بڑا کام کیا۔(6) اس تحریک کو اُس وقت خاص تقویت ملی جب 1907 میں فوک لور دانشوروں نے مل کر FF کے نام سے ایک عالمی تنظیم بنا لی۔ FF دراصل "Folklor Fellows" یا Federation de Folklinsts یا Folkloristescher Forscher bund کا مخفف تھا۔ بغیر کسی باقاعدہ تنظیم، اور تنظیمی عہدہ داروں کے اس کا بنیادی مقصد فوک لور سے متعلق غیر معمولی صفات کی حامل کتابیں شائع کرنا تھا۔ یہ کتابیں 1907 سے FF Communications کے ٹائٹل سے چھپنا شروع ہو گئیں۔ آہستہ آہستہ فوک لور پر اشاعت کا سلسلہ اس قدر بڑھ گیا کہ برلن سے ایک سالانہ ببلیوگرافی کا آغاز غالباً 1917 میں کرنا پڑا۔ جو Volks kundliche Bibliographic کے عنوان سے شائع ہونی شروع ہوئی۔

کیا فوک لور محض لوک گیتوں اور لوک داستانوں کا مجموعہ ہے

آج 'فوک لور' کا مفہوم بہت وسیع ہو چکا ہے۔ آج 'لوک ورثہ' صرف لوک داستانوں یا لوک گیتوں کے مجموعے کا نام نہیں ہے۔ یہ مشترکہ عوامی اعتقادات، رسوم اور روایات کا مجموعہ ہے جو ایک نسل سے دُوسری نسل تک خود بخود اور محض لوگوں کی یادداشت کی قوت سے منتقل ہوتے رہتے ہیں۔ یہ نثر کی صورت میں ہوتا ہے اور نظم کی شکل میں بھی ہوتا ہے۔ یہ ورثہ ہمیں فن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور دستکاریوں کے اعلیٰ نمونوں کی شکل میں ہم تک پہنچتا ہے۔لوک روایات اتنی ہی پرانی ہیں جتنی انسانی تاریخ۔زمانہ ماقبل تاریخ کے جتنے بھی نمونے تصاویر اور دستکاریوں کی شکل میں ملتے ہیں یہ اُس دور کی لوک ریت کا ہی ایک حصہ ہیں۔سینہ بسینہ منتقل ہونے والے لوک ورثے میں گیتوں کی مختلف اقسام کے علاوہ جنوں، پریوں اور بھوت پریت کی کہانیاں (Fair-tales) یا Marchen، حکایت Legands، ابتدائے آفرینش سے متعلق دیو مالائی کہانیاں اور واقعات(Myths)،طویل روحانی داستانیں،مختصر رواتی قصے کہانیاں، (Folktales) ۔لوگوں کے اندر رچ بسے توہمات ، خوش عقیدتی، بچوں کی لوریاں (Nursery Rhymes)،میلوں ٹھیلوں،عرسوں اور مذہبی اور معاشرتی تقریبوں پر ہونے والے ناچ گانے،وغیرہ اسی ریت کا حصہ ہوتے ہیں۔یہ لوک روایات عوامی زندگی کا اِتنا اہم جزو ہوتی ہیں کہ اگر کسی وجہ سے ایک خاص گروہ کسی دُور دراز مقام پر منتقل ہو جاتا ہے تو یہ لوک ورثہ بھی ان کے ساتھ اپنی نئی جگہ پر چلا جاتا ہے۔اور وہاں کی زندگی کا حصہ بن جاتا ہے۔ایک نقطۂ نظر کے مطابق انڈو یورپائی گروہ سے تعلق رکھنے والی اقوام جہاں بھی گئیں اپنی لوک روایات کو ساتھ لے کر گئیں۔اسی طرح جب بعض افریقی گروہوں کو غلام بنا کر امریکا لے جایا گیا تو وہ بھی اپنے ساتھ اپنی لوک روایات کو لے کر گئے۔

فوک لور کے مطالعہ کے دو رجحانات

جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں،فوک لور کے مطالعہ میں ہمیشہ سے دو رُجحانات واضح طور پر ملتے ہیں۔بیسویں صدی کے پہلے نصف میں زیادہ تر فوک لور کے تقابلی مطالعہ پر زور دیا جاتا ہے۔اس اندازِ فکر میں کہانیوں پہیلیوں (Riddles)، محاوروں اور لوگ گیتوں کا ایک معتدبہ ذخیرہ اکٹھا کیا گیا اور ساتھ ہی یہ بھی جاننے کی کوشش کی گئی کہ ان لوک روایات نے اپنا سفر کہاں سے اور کس طرح شروع کیا اور اس طرح پتہ لگانے کی کوشش کی گئی کہ انڈو یورپائی لوک ریت کس طرح زمان و مکان میں پھیلی۔سٹتھ تھامپسن اسکو Indianist تھیوری کا نام دیتا ہے۔(7)

اس کے برعکس بیسویں صدی کا دوسرا نصف فوک لور کی Contextual Study کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زمانہ گنا جاتا ہے۔ ایس۔ تھامپسن اسکواینتھرو پالوجیکل تھیوری کا نام دیتا ہے۔ اس رجحان کے تحت دانشوروں نے اس خیال کو چیلنج کرنا شروع کیا کہ تمام لوک ریت ایک ہی انداز میں پروان چڑھیں۔ اس اندازِ فکر کے تحت سکالرز نے کسی علاقے کی لوک روایات کو انہیں لوگوں کی سوچ وفکر اور ان کے مخصوص جغرافیائی، ماحولیاتی اور موسمی تغیر و تبدل کے ذریعے سمجھنے کی کوشش کی۔ سِتھ تھامپسن (1885-1974) پہلے طرزِ فکر کا نمائندہ تھا جب کہ فرانز بوواس (1858-1942) کی سوچ دوسرے گروہ کی طرزِ فکر کی بنیاد بنی۔ (8) فی زمانہ لوک روایات کو عوام کی اپنی آواز سمجھ کر پرکھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ یعنی یہ دیکھنے کی کوشش کی جارہی ہے کہ عوام خود کس طرح ان لوک روایات کا استعمال کرتے ہیں۔ یہ بھی دیکھا جارہا ہے کہ آج کے دور میں ریڈیو، ٹی وی اور اخبار و رسائل کے میڈیا کے ساتھ مل کر عوام کس ردِ عمل کا اظہار کرتے ہیں۔ پرانے فوک لورسٹس اصل عوام کے ردِ عمل اور طرزِ عمل کو سمجھنے کی کم ہی کوشش کیا کرتے تھے۔

کہا جاتا ہے کہ 'فوک لور' کسی قوم، نسل یا علاقے کے عوام کی اصلی ذہنیت اور سمجھ بوجھ کا پرتو ہوتی ہے۔ جن علاقوں میں بھی سکالرز نے 'فوک لور' کو اِس خیال کے ساتھ جمع کیا وہاں کے لوگوں کے اندر 'فوک لور' کے مطالعہ سے اپنی ایک علیحدہ شناخت پہچاننے میں بڑی مدد ملی۔ اُنیسویں صدی میں اہل یورپ نے بالخصوص فوک لورسٹس (Folklorists) کی ایسی کوششوں کے ذریعے اپنی قوم کی تعمیر (hetin building) کا ایک اہم ذریعہ بنایا۔ فن لینڈ کے ایلیاس لنراٹ (1802-44) اپنے ملک کے دور دراز علاقوں میں گھوم پھر کر " کالے والا" (The Kalevala) کی وہ رزمیہ داستان (Epic) اکٹھی کی جو آج اس قوم کا قابلِ فخر سرمایہ سمجھی جاتی ہے۔ آئر لینڈ کی جنگ آزادی کا جذبہ کو بھی آئرش فوک لور نے دوآتشہ کیا تھا۔ آج بھی افریقا، ایشیاء اور لاطینی امریکا کے بہت سے ممالک اپنے اندر آزادی کی تحریک کو اپنے اپنے علاقے کی لوک ریت سے وابستگی کی بنا پر آگے بڑھا رہے ہیں۔

لوک روایات ہم تک کن شکلوں میں پہنچتی ہیں

کسی علاقے کی لوک روایات ہم تک کئی ذرائع سے پہنچتی ہیں۔ ان میں پانچ انتہائی اہم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور بنیادی ذرائع ہیں۔

مادی شکل (Material Form)

سب سے اہم ذریعہ مادی اشیاء ہیں جو عوام مختلف مواد سے تشکیل دیتے ہیں۔ ان میں مٹی، لکڑی، پتھر، دھات اور کپڑے کے سامان سے بنی ہوئی اشیاء شامل ہیں۔ ان اشیاء کا عام سطح کے لوگوں کے ہاتھوں تشکیل پانا ہی ضروری نہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ ان کا دلچسپ، دلکش اور مفید ہونا بھی ضروری ہے۔ ایسی ہی اشیاء لوک فن اور لوک دستکاریاں کہلاتی ہیں۔

زبانی (Oral/Verbal)

لوک ریت کی بہت سی باتیں جیسے گیت، کہانیاں، قصے، محاورات، بُجھارتیں وغیرہ عوام کی زبانی یادداشتوں کے ذریعے آنے والی نسلوں تک پہنچتی ہیں۔ یہ گیت شادی بیاہ کے موقع پر مرد اور عورتیں گاتی ہیں، میلوں اور عرسوں پر مرد رقص کے ساتھ ان کو الاپتے ہیں۔ بھاٹ اور قصہ گو گاؤں گاؤں جا کر لوک داستانیں اور حکایتیں نظم اور نثر میں سناتے ہیں۔ رات کے وقت بڑی بوڑھیاں بچوں کو جنوں پریوں اور شہزادوں اور شہزادیوں کے قصے سناتی ہیں، یا مائیں اور بڑی بہنیں چھوٹے بچوں کو لوریاں سنا کر بہلاتی اور سلاتی ہیں۔

موسیقی (Music)

ہر فوک لور کی موسیقی کی اپنی دُھنیں ہوتی ہیں اور لوک گیتوں کی اپنی لے اور تان ہوتی ہے۔ ہر فوک لور کی موسیقی کے اپنے مخصوص آلات ہوتے ہیں۔ جیسے پنجاب میں ڈھول اور اک تارا، سارنگی، سندھ میں شہنائی، بلوچستان میں چنگ اور صوبہ سرحد میں بربطہ۔

حرکاتی (Kinesic)

فوک لور کے 'حرکاتی' شعبے میں لوک رقص، اور بچوں اور نوجوانوں کی مختلف کھیلیں (Games) جو مختلف حرکات کی مرہون منت ہوتی ہیں۔ جانوروں کے مقابلے اور مخصوص گاڑیاں جو انسان یا سامان کی نقل و حرکت کے لیے استعمال ہوتی ہیں۔ لوک رقص اس شعبہ میں آتے ہیں۔

روحانی / تصوراتی (Conceptnal)

اس میں 'فوک لور' کا وہ شعبہ آتا ہے جس کا تعلق انسانی اعتقادات تصورات، روایتی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خیالات اور مافوق الفطرت موجودات سے ہو جیسے دیو مالائی کہانیاں (Myths)، حکایات (Legands)، پریوں کی کہانیاں(Fair-Tales) وغیرہ۔

فوک لور کی اقسام

عام طور پر کسی علاقائی فوک لور کو چار بڑے شعبوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

1-لوک فن ودستکاریاں(Folk Arts & Crafts)

2-لوک داستانیں(Folktales)

3-لوک گیت(Folk Songs)

4-لوک حیات(Folk Life)

لوک فن

لوک فن بالعموم تصاویر، مجسموں اور دستکاریوں کے اُن نمونوں کے لیے استعمال ہوتے ہیں جو ایسے فن کاروں اور کاریگروں نے بنائے ہوں جنہوں نے ان فنون اور دستکاریوں سے متعلق کوئی باقاعدہ تعلیم یا تربیت نہ لی ہو۔ لوک فن کاروں کا تعلق معاشرے کے عام طبقے سے ہوتا ہے۔ اور اُن کی بنائی ہوئی اشیاء عام لوگوں کے لیے ہوتی ہیں۔ یہ فنکار شعوری طور پر فن کی باریکیوں اور اس کی ابجد سے واقف نہیں ہوتے۔ ان کو اپنے گردوپیش فن کی دنیا میں ہونے والی تبدیلیوں اور پیش رفتوں کا بھی شعور نہیں ہوتا۔ وہ صرف ان روایات اور تکنیکی باریکیوں کو آگے بڑھانے میں دلچسپی لیتے ہیں۔ جن کا استعمال وہ خود اور ان کے آباو اجداد صدیوں سے کرتے چلے آرہے ہیں۔ لوک فن کار بالعموم اپنی سادگی، تازگی اور قواعد وضوابط کی پابندیوں سے آزاد ہونے کی وجہ سے عوام اور خواص پر کسی کی توجہ اپنی طرف مبذول کرانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ بالعموم یہ لوگ اپنے فن پاروں پر اپنا نام بھی نہیں لکھتے اور اس طرح ان کے شہہ پارے بے نام رہ جاتے ہیں۔ اکثر لوک فنکار دیہاتوں، قصبوں اور چھوٹے شہروں کے باسی ہوتے ہیں۔

لوک داستانیں(Folktales)

لوک داستانوں کو جرمنی میں (Marchen) فرانسیسی Cntis populaires اور انگریزی میں Fairy Tales ان کی تعریف یہ کی گئی ہے کہ یہ خیالی کارناموں اور واقعات پر مبنی روایتی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہانیاں ہیں۔(12)

دی نیو انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا (جلد ۷) میں لوک داستان کی تعریف یہ کی ہے کہ " زبانی فرضی کہانی، لیکن عملی طور پر ہمہ گیر اور وقت اور مقام کی قید سے آزاد"۔(13)

کہانی سنانا (Story telling) یا قصہ گوئی انسانی تاریخ کا قدیم ترین فن ہے۔ دنیا میں ہر خطے کی اپنی مخصوص داستانیں ہوتی ہیں۔ مشرق ہو یا مغرب کہانی سننا یا کہانی سنانا وقت گزاری کا بہترین مصرف سمجھا جاتا ہے۔ بعض ممالک میں قصہ گوئی ایک باقاعدہ پیشہ ہوتا ہے، جیسے ہمارے ہاں کے بھاٹ، مراثی، اس طرح بعض مقامات قصہ گوئی کے لیے مخصوص ہوتے ہیں جیسے پشاور میں قصہ خوانی بازار اور لاہور میں حضوری باغ۔ قصہ گوئی اور قوموں کے عروج و زوال کا باہمی رشتہ معکوس ہوتا ہے۔ لوک داستانوں میں وہ قصے کہانیاں یا داستانیں شامل ہوتی ہیں جو اُس معاشرے کو ہر مرد اور عورت، ہوشمند بچوں اور جوانوں کو زبانی یاد ہوتی ہیں۔ یہ داستانیں انہوں نے اپنے بزرگوں اور پیشہ ور بھاٹوں یا مراثیوں سے سن رکھی ہوتی ہیں۔ جنوں اور پریوں کی کہانیاں یا مختصر قصے زیادہ تر بچے رات کے وقت اپنی دادی یا نانی سے سنتے تھے۔ افسوس کہ ہمارے ہاں آج کل یہ رواج ختم ہوتا جا رہا ہے۔ طویل رزمیہ قصے یا وہ قصے جو نظم میں لکھے ہوئے ملتے ہیں زیادہ تر پیشہ ور بھاٹوں اور مراثیوں سے سنا کرتے تھے۔ اب قصہ گویوں کی یہ نوع بھی ختم ہوتی جا رہی ہے۔ لوک داستانوں کی بھی کئی اقسام ہیں۔

1- دیومالائی کہانیاں یا myth

2- حکایات یا legands

3- رومانوی قصے (Romantic Stories) جو اکثر و بیشتر کلاسیکل ادب کا حصہ بن جاتے ہیں۔

4- جنوں اور پریوں کے قصے Fairy Tales/Marchen جیسے قصہ ہیر رانجھا، سسی اور مہینوال وغیرہ۔

5- بولتے جانوروں کی کہانیاں

لوک داستانوں کی اقسام پر تفصیلی بحث کے لیے دیکھیں سٹتھ تھامپسن۔ فوک ٹیل، صفحات 10-7۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیو مالائی کہانیاں (Myths)

لوک روایات کی سب سے قدیم قسم ہے۔ اپنی اصلی صورت میں یہ درحقیقت قدیم انسان کے ابتدائے آفرینش سے متعلق خیالات اور اعتقادات کا مظہر ہوتی ہیں یا پھر کائنات میں رونما ہونے والے واقعات اور تبدیلیوں کے متعلق ایک عقلی توجیح۔ ان کے برعکس حکایات یا لیجنڈز بھی ایک ایسے قدیم دور سے تعلق رکھتی ہیں۔ جب انسانوں کا دوسری مخلوقات (جنگلی اور مافوق الفطرت مخلوقات) سے میل جول Interaction آج کے زمانے سے کہیں زیادہ تھا۔ ان میں جانور بولتے ہیں، محسوس کرتے ہیں، دشمنیاں پالتے ہیں اور دوستیاں نبھاتے ہیں۔ طوطا و مینا کی یہ کہانیاں زمان اور مکان کی قید سے آزاد ہوتی ہیں۔ اس لیے یہ کہانیاں ایک ہی انداز میں شروع ہو کر ایک ہی انداز میں ختم ہوتی ہیں۔ جیسے

ابتدا۔ ''ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ'' یا ''Once upon a time''

اختتام۔ ''اور اس کے بعد وہ خوش و خرم زندگی گزارنے لگے۔ یا They lived happily ever after اس زمانے کو انسان، حیوان، چرند اور پرند بھی ایک دوسرے کی زبان سمجھتے اور بولتے۔ ایک دوسرے کی شکلیں اختیار کر سکتے ہیں۔ اچھے برے کی تمیز رکھتے ہیں۔ وفا اور بے وفائی کا مطلب سمجھتے ہیں، خوشی اور غمی کے لمحات ایک دوسرے کے ساتھ بانٹتے ہیں۔ شیر کی بہادری، بھیڑیے کی سفاکی، لومڑی کی چالاکی، بھیڑ کی سادگی، اُونٹ کی کینہ پروری، کتے کی دوستی انسان کی بے وفائی وغیرہ ایسے کئی محاورے اور ضرب الامثال انہی کہانیوں سے جنم لیتے ہیں۔

انہی کہانیوں کی ایک اور قسم، جو ذرا بعد میں وجود میں آئی۔ جنوں اور پریوں اور شہزادوں، شہزادیوں کی کہانیاں ہیں ان کو انگریزی میں Fairy tales اور جرمن زبان میں Marchen کہتے ہیں۔ یہ کہانیاں جنوں اور پریوں کے انسانوں کے ساتھ میل جول یا Interaction سے وجود میں آئی ہیں۔ ان میں اکثر کسی پری کا کسی خوبصورت شہزادے کی محبت میں گرفتار ہونا، کسی پری کا کسی جن کی قید میں ہونا اور پھر کسی دور دراز علاقے سے آئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے شہزادے کو اس کو قید سے چھڑانا، کسی شہزادے یا شہزادی یا دونوں کا کسی خزانے کی تلاش میں نکلنا، کسی ہیرو کا اپنے لوگوں کو جنوں اور دیوروں یا راکھشسوں کے استحصال سے نجات دلانا (راجہ رسالو کی کہانیاں)، روحانی طاقت رکھنے والی ہستیوں کا ہوا میں اڑنا، ناممکن کو ممکن کر دکھانا، مُردوں کو زندہ کرنا، لاعلاج بیماریوں کا علاج کرنا وغیرہ شامل ہوتی ہیں، یہ حکایات اور قصے کہانیاں اپنے ساتھ کوئی تاریخی سند تو نہیں رکھتیں، لیکن قدیم زمانے سے اب تک وہ ہمارے معاشرے میں اس طرح رچ بس گئی ہیں کہ ہم انہیں اپنی معاشرتی تاریخ سے الگ نہیں کر سکتے۔ دراصل یہ لیجنڈز ہماری زبانی تاریخ کا ایک اہم جزو ہیں (جس کی طرف اب زیادہ توجہ نہیں دی جا رہی)۔ برصغیر میں جب فوک لور پر کام کی ابتدا انیسویں صدی کے آخری چوتھائی یا کوارٹر میں شروع ہوئی تو سب سے پہلے لوک داستانوں کے تحفظ پر زور دیا گیا۔ سب سے پہلے لال بہادر دے Lal Sehari Day نے بنگال کی لوک داستانیں Folk tales of Bengel 1883 میں اور سر رچرڈ کانرک ٹمپل Richard Canrack Temple نے حکایات پنجاب (۳ جلدیں) The legends of the Punjab 1884 میں شائع کر کے دنیا بھر کے فورک لورسٹس کو حیران کر دیا۔ بعد میں 1903 میں چارلس سوِنرٹن Charles Swynnerton نے رومانٹک ٹیلز فرام دی پنجاب لکھ کر فورک لور کے اس شعبے کو اور آگے بڑھایا۔

اس کے بعد چارلس فریڈرک اوس برن Charles frederic Usborne نے وارث شاہ کو شہرہ آفاق نظم ''ہیر رانجھا'' کا انگریزی نثر میں 1922 میں ترجمہ کر کے پنجاب کی اس رومانوی داستان کو مغربی دنیا میں متعارف کرایا۔

یہ بات بھی دلچسپی سے خالی نہیں کہ لوک داستانوں کا سب سے قدیم مجموعہ ''پنج تانترا'' Panjtantra برصغیر میں معرضِ وجود میں آیا اور یہاں سے سفر کرتا ہوا اور کئی لبادے، زبانیں اور نام بدل بدل کر دنیا کے مختلف علاقوں میں سفر کرتا رہا۔ کلیلہ و دمنیٰ، انوار سہیلی، الف لیلیٰ کی ہزار داستاں اور حتی کے قدیم یونانی زبان کی مشہور کہانیاں Folks Yaesope اسی پنج تانترا کی کہانیوں سے ماخوذ ہیں۔ اس کے علاوہ انگریزی زبان میں فرانسس جینز چائلڈ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(1823-1896) کے اکٹھے کیے ہوئے گیت (Ballads) بہت مشہور ہیں جس میں سولہویں صدی کے ابتدائی دور کا ہیرو رابن ہڈ، قابل ذکر ہے۔ یونانی زبان میں لکھی گئی Odyssey اور Illiad تاریخ کے اس ابتدائی دور مشہور رزمیہ نظمیں ہیں۔ برصغیر میں مہابھارت اور رامائن کی طویل رزمیہ نظمیں لوک ورثہ کے اس شعبہ سے تعلق رکھتی ہیں بلکہ اب تو یہ بھی کہا جارہا ہے کہ جعفری چوسر کی Canterbory Tales شیکسپیئر کے لکھے ہوئے بیشتر ڈرامے انہیں قدیم لوک داستانوں پر مبنی ہیں۔ (10)

لوک گیت

کہا جاتا ہے کہ لوک گیتوں کی ابتدا تاریخ کے ابتدائی دور میں معرض وجود میں آنے والے جنگ ناموں، یا رزمیہ نظموں اور بیلڈز Bellads کی مرہون منت ہے۔ بہر حال وقت کے ساتھ ساتھ رزمیہ نظموں اور ہیروز کی داستانوں کے ساتھ معاشرتی زندگی کے دوسرے واقعات پر بھی لوک گیت لوک گیتوں کے ذخیرہ میں شامل ہو گئے۔ جس میں بالخصوص شادی بیاہ، پیدائش اور موت، فصلوں کی کٹائی کے موقعوں پر گائے جانے والے گیت، خوشی کے موقع پر رقص کرتے ہوئے گانے والوں اور رقاص کا ساتھ دینے کے لیے موسیقی کے آلات زیادہ اہمیت اختیار کرتے گئے۔

پہیلیاں، یا بجھارتیں، اور ضرب الامثال یا محاورے اور لوریاں Nursery Rhymes بھی انہیں لوک گیتوں کا ایک by-prolucts ہیں۔

لوک حیات

فوک لائف یا لوک حیات کسی علاقے کے لوگوں کی قدیم روایتی طرز زندگی کے مطالعہ کا نام ہے۔ مغربی دنیا، بالعموم صنعتی دور سے پہلے کے زمانے کی روایتی زندگی کا مطالعہ لوک حیات کے مطالعہ کے زمرے میں آتا ہے اور 'فوک لوز' کا حصہ شمار ہوتا ہے۔ ہمارے ہاں ابھی تک بہت سے علاقوں میں لوک حیات کا یہ دور ابھی تک جاری اور ساری ہے۔ اور ابھی ہمارے پاس وقت ہے کہ ہم اس کو محفوظ کر لیں۔

لوک حیات کے مطالعہ میں کسی گروہ یا علاقے کی معاشرتی زندگی کے تمام پہلوؤں اور ادوار کا مشاہدہ کیا جاتا ہے۔ اس ''حصہء لوک ریت'' میں ہم نہ صرف پیدائش سے موت تک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہونے والے عمل کو ضبطِ تحریر میں لاتے ہیں بلکہ اسی کے ساتھ ساتھ اس دائرے Cycle کے اندر استعمال ہونے والی اشیاء انکو متاثر کرنے والے جغرافیائی اور موسمی حالات اور تغیر وتبدل، توہمات، رسومات اور وقت گزاری کے مشاغل، کھیل اجتماعی کام، سبھی باتوں کا احاطہ کیا جاتا ہے۔ مثلاً ایک ماہر فوک لور کے زیر مطالعہ عوامی سطح پر بنائے جانے والی اور عوام کے استعمال میں لائے جانے والی دستکاریوں اور دیگر فنون کے نمونے، فن تعمیر کے عجوبے، زنانہ، مردانہ اور بچوں کے ملبوسات اور زیورات، گھروں کے اندر استعمال ہونے والا سازوسامان، اندرونی زیبائش کے مختلف نمونے، کھانا بنانے اور کھانا کھانے کے برتن، مختلف پیشہ وروں کے اوزار، روایتی حفاظتی اور جنگلی ہتھیار، لوک موسیقی کے آلات، ذرائع نقل وحمل میں استعمال ہونے والی گاڑیاں اور ان میں جتنے والے جانور، کھیتی باڑی میں کام آنے والے جانور، انسانی خوراک پیدا کرنے والے جانور اور پرندے، جنگلی حیات، اور خوراک اور چارے میں کام آنے والی مختلف فصلیں اور پھل وغیرہ۔

فوک لور کی خصوصیات

لوک روایات کی مندرجہ ذیل خوبیاں یا خصوصیات ہوتی ہیں۔

- ☆ ان کا انداز روایتی ہوتا ہے۔
- ☆ ایک نسل سے دوسری نسل تک خود بخود زبانی منتقل ہوتی ہیں۔
- ☆ ان کا مزاج بنیادی طور پر پرکشش ہوتا ہے۔
- ☆ ان کو محفوظ کرنے کے لیے روایتی انداز میں تعلیم یا تربیت کی ضرورت نہیں ہوتی۔
- ☆ ان کا انداز اجتماعی یا communel ہوتا ہے۔ کلاسیکل اور لوک فن میں یہی فرق ہے۔
- ☆ کسی ایک لوک ریت کی ابتدا تو بیشک کسی فرد واحد کی ذہنی کاوش یا بے اختیار اظہار کی بنا پر ہوتی ہے۔ لیکن یہ جلدی ہی اجتماعی ملکیت کا حصہ بن جاتی ہے اور ذات واحد پس منظر میں چلی جاتی ہے۔
- ☆ فوک لور بیان کرنے والے کے سامنے کوئی لکھا ہوا مسودہ نہیں ہوتا۔ وہ صرف اپنی یادداشت پر بھروسا کرتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ بالعموم ایک ہی لوک روایت لباس بدل بدل کر دوسرے علاقوں میں بھی دہرائی جاتی ہے لیکن ہر دو جگہوں پر اس کی Version میں فرق ہوتا ہے۔ مشہور بین الاقوامی کہانی ''سندریلا'' Cindrella مختلف اندازوں کے مطابق 300 سے لے کر 1000 شکلوں یا Version میں ملتی ہے''۔

☆ لوک روایات جامد نہیں ہوتیں۔ زمان اور مکان کے بدلنے سے اس کی شکل تبدیل ہوتی رہتی ہے۔

☆ اس کی شکل وصورت محدود ہوتی ہے۔ اس کا محدود اور مختصر ہونا ہی اس کی بقا کا ضامن ہوتا ہے۔

☆ فوک آرٹ اور کلاسیکل آرٹ میں ایک فرق یہ ہی ہے کہ اوّل الذکر میں صرف عام لوگ حصہ لیتے ہیں اور موخر الذکر میں خواص۔

☆ فوک پر لور عوام الناس کی اقدار اور سوسائٹی یا معاشرے کے رسم ورواج کا مظہر ہوتا ہے اور صرف معاشرہ اس میں ردوقد یا تبدیلی لانے کا حق دار ہوتا ہے۔

☆ فوک لور محض ایک زیبائشی مہر کا نام نہیں ہے۔ اور نہ ہی یہ فن برائے فن اور ادب برائے ادب ہوتا ہے۔ بلکہ اس کے بنانے اور محفوظ کرنے کا ایک مقصد ہوتا ہے۔ یہ ایک دوسرے کے ساتھ رابطے میں رہنے کا جواز مہیا کرتے ہیں۔ اس کے ذریعے ہم ایک دوسرے کی غمی اور خوشی میں شریک ہوتے ہیں۔ خوشی کے لمحات ایک دوسرے کے ساتھ ہنسی مذاق کے ساتھ، ناچ کر گا کر گذارنے کا ایک بہانہ۔

☆ ایک ہی جگہ پر رہنے والے کئی گروہوں میں بٹے ہو سکتے ہیں۔ ہر گروہ کا جغرافیائی، نسلی، معاشرتی اور مذہبی پس منظر الگ ہو سکتا ہے۔ ان گروہوں کی علیحدہ علیحدہ پہچان، جنس، زبان اور مذہب کی بنیاد پر بھی ہو سکتی ہے۔ ان کا آپس میں معاشرتی میل جول Social interactin ایک دوسرے کی زندگی اور خیالات پر اثر انداز بھی ہو سکتا ہے۔ ان میں ہر گروہ کیلئے ضروری نہیں کہ وہ اپنا علیحدہ فوک گروپ پیش کرے۔ لیکن پھر بھی ان سب گروہوں میں ایک چیز جو مشترک ہوگی وہ ان کی لوک روایات ہوں گی۔

☆ لوک روایات سادہ اور مختصر یا طویل اور پیچیدہ بھی ہو سکتی ہیں۔ لیکن پہلی صورت کا زیادہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امکان ہے۔

☆ لوک روایات کو فوری طرح وضع نہیں کیا جا سکتا۔ ان کو قبول صورت ہونے میں ایک لمبا عرصہ درکار ہوتا ہے۔ اور یہ اُس وقت تک زندہ رہتی ہیں جب تک یہ معاشرے کے لیے قابل قبول ہوں۔

☆ بعض لوک سکالرز نے لوک روایات کی اصلیت پرکھنے کا یہ طریقہ تجویز کیا ہے کہ اصل فوک لور وہ ہے جس کی کم از کم دو Version ہیں دو مختلف مقامات پر ملیں۔ جس لوک ریت کی صرف ایک Version ملے وہ یا تو انتہائی نایاب ہوتی ہے یا موضوع۔ اس کو قبول یا رد کرتے ہوئے بڑی احتیاط اور پرکھ کی ضرورت ہوتی ہے۔ جیسے ''سندریلا'' کی کہانی کی تین سو سے زیادہ Versons بعض سکالرز کے مطابق 500 اور بعض کے نزدیک 1000 ورژن یورپ کے بے شمار ممالک کے علاوہ ترکی، چین اور کوریا کے ممالک میں ملتی ہیں۔ اس طرح قدیم برصغیر کی وہ کہانیاں جو ''پنج تانترا'' Panjtantra کے نام سے مشہور ہیں روپ بدل بدل کر ہمیں بدھسٹ جاتکاز (Buddhist-Jataka)، اور کلیلہ و دِمنٰی، طوطا مینا، انوار سہیلی، الف لیلیٰ کی ہزار داستاں، اور سریر کتھا ساگرا مالا، کے نام سے زمان و مکان بدل کر ایران، شام، عراق، وسطی ایشیا، اور یورپ کے ممالک میں ملتی ہے۔

☆ دنیا بھر لوک گیتوں کی دھنیں بالعموم بہت سست ہوتی ہیں۔ ہاں البتہ بعض لوک رقص ایسے ہوتے ہیں جن کے ساتھ گائے جانے والے گیتوں کی دھنیں بہت تیز ہوتی ہیں۔ جیسے پنجاب کا بھنگڑا اور لڈی۔

☆ فوک لور نظم اور نثر ہر دو شکلوں میں ملتی ہے۔ لیکن فوک لور کی نظم نثر سے زیادہ قابل اعتبار ہوتی ہے، اور آسانی سے یاد رکھی جا سکتی ہے۔ جب کہ نثر کی صورت ایک ہی مقام اور وقت پر بیان کرنے والے دو افراد کا بیان سیاق و سباق کے لحاظ سے ایک دوسرے سے مختلف ہوگا۔

☆ اسی وجہ سے ایک ہی فوک Legend یا کہانی کے کئی کئی متن ہمیں ملتے ہیں۔ انہیں فوک لور کی Variatians کہتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برصغیر پاک و ہند میں مطالعہ فوک لور

فوک لور کو سائنسی بنیادوں پر پرکھنے، مطالعہ کرنے اور اکٹھا کرنے کا سہرا بلاشبہ دو جرمن بھائیوں، جیکب گرم اور ولیہلم گرم کے سر جاتا ہے۔ ان کی پہلی کتاب ''گھریلو کہانیاں'' (Kinder-und Hausmarchen)، 1856 میں لپزگ میں چھپی اور 1884 میں اسکا انگریزی ترجمہ Household tales کے عنوان کے ساتھ لندن سے چھپا۔ انیسویں صدی کے آخری سالوں میں بین الاقوامی طور پر مطالعہ فوک لور کی کیا پوزیشن تھی؟ اس کے متعلق سٹتھ تھامپسن لکھتا ہے۔

"......In the last years of ninteenth century the study of the Folktales as well as of all other aspects of Fokelore began a period of vigorous activity.We have seen some thing of the mingled success and failure of the earlier students in this field. They were pioneers opening up a virgin land, where there had been no bounderies surveyed and where there were no prospects to guide them.......Wilham Grimon, Benfey, Hax Mullex and Andrew Lang had all essayed to answer the fundamental questions as to the nature of the Folktale, its origin and distribution and through representatives of each School still laboured and wrote, it was clear that these ninteenth century scholar has been premature in there diogmatism."(14)

اُنیسویں صدی کے آخر تک مغرب میں دو مکتبۂ فکر کے سکالرز برسرِ پیکار تھے۔ ایک Indianists اور دوسرے انگریز Anthropologists۔ بقول سٹتھ تھامپسن:

"The Indianists were tracing almost every thingback to India and the English Anthropologists were doing remarkable work under the Inspiration of a new assumption. The paraliel development of culture all over world"(15)

باہمی کشمکش کے اسی دور میں برصغیر ہندو پاکستان میں مطالعہ فوک لور کی بنیاد رکھی جا رہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھی۔اس خطہ میں لوک داستانوں اور لوک روایات کو سائنسی بنیادوں پر پرکھنے، مطالعہ کرنے اور محفوظ کرنے کا سہرا ڈاکٹر جیمز برجیس، ڈاکٹر جے۔ایف۔فلیٹ اور لیفٹننٹ کرنل سر رچرڈ کارنک ٹمپل کے سر جاتا ہے۔ انہوں نے 1872ء میں جرنل آف انڈین اینٹیکوری Journal of Indion Antiquary کے نام سے بمبئی سے ایک رسالہ جاری کیا اور پھر مسلسل پچاس سال سے زیادہ عرصہ تک یہ رسالہ چھپتا رہا۔ 1892 میں رچرڈ ٹمپل اس جریدے کا ایڈیٹر بنا اور پھر تین دہائیوں سے زیادہ عرصہ تک وہ یہ فرائض انجام دیتا رہا۔اور اس طرح بالآخر یہ رسالہ رچرڈ ٹمپل کی پہچان بن گیا اس رسالے میں انڈین فوک لور پر بہت سے مضامین چھپے اور اس طرح انڈین فوک لور پر ابتدائی طور پر لکھنے والے بہت سے نام سامنے آئے۔ان میں سب سے زیادہ اہم نام فودر رچرڈ ٹمپل کا تھا جنہوں نے 1884 میں حکایات پنجاب The Legands of the Punjab تین جلدوں میں لکھ کر پنجاب کی سرزمین پر فوک لور کے مطالعہ کی بنیاد رکھی۔انہی ایام میں لال بہاری ڈے نے فوک ٹیلز آف بنگال 1883، والسٹن نے انڈین فیری ٹیلز، سوونرٹن نے راجہ رسالو، اور رومانٹک ٹیلز آف پنجاب 1903 اور چند دوسرے دانشوروں نے جاگتے کی کہانیاں (Wide-awake Spines) اور قدیم ایامِ دکن (Old Deccan Days) لکھ کر برصغیر کی مختلف لوک داستانوں کو بین الاقوامی سطح پر متعارف کرایا اور برصغیر میں فوک لور کے مطالعہ کی ٹھوس بنیاد رکھ دی۔

1872 میں انڈین اینٹیکوری کے پہلی جلد میں اور پھر تیرہویں جلد میں ڈاکٹر برجیس نے رسالے کے اغراض و مقاصد بیان کیے۔ ان کے مطابق اس کا مقصد برصغیر سے متعلق تحقیق کے لیے مشرق اور مغرب کے درمیان ایک پُل کا کام کرنا تھا۔اس میں چھپنے والے مضامین میں برصغیر کی آرکیالوجی ایتھنالوجی، جغرافیہ تاریخ، لسانیات، لٹریچر، مسکوکات، فلسفہ اور مذاہب سے متعلق مضامین چھپتے تھے۔ایک معتدبہ حصہ فوک لور یا لوک روایات کے لیے بھی مخصوص تھا۔ابتداء میں جتنا کام ہوا اس کا محور زیادہ تر لوک داستانیں تھیں جب کہ اس مضمون کے دوسرے شعبے مثلاً لوک فن اور دستکاریوں، لوک گیت اور لوک حیات پر بہت کم توجہ دی گئی۔

1872 میں جب انڈین اینٹیکوری کا اجرا ہوا اس وقت برصغیر میں فوک لور کا مطالعہ اپنی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابتدائی حالت میں تھا۔ اس علم کی ترقی اور اس کو ایک معروف مضمون بنانے میں اس جریدہ نے بہت اہم کردار ادا کیا۔ بالخصوص پنجاب کی لوک کہانیوں سے متعلق چھپنے والے مضامین نے لوک کہانیوں اور لوک روایات کو سائنسی بنیادوں پر اکٹھا کرنے (Collection) اور جتھہ بندی (Classification) کرنے کے لیے ایک اہم رہنما طریقہ وضع کرنے میں بھی اہم کردار ادا کیا۔ (16) برصغیر کے جن علاقوں کی لوک روایات مضامین اس رسالے میں چھپے وہ یہ ہیں۔

پنجاب، کشمیر، اوڑیسہ، اودھ، کاٹھیاواڑ، بنگال، جنوبی ہند، مغربی ہند، برما، مدراس، تبت، بمبئی (اب ممبئی)، جنوبی کناڈا، سکم، وسطی ہند، وادیٔ سند، تامل، شمالی ہند، مغربی پنجاب، حیدرآباد۔

علاقائی فوک لور چند مخصوص عنوانات کے تحت بھی مضامین چھپے جن میں پارسیوں اور موپلاؤں کی فوک لور، انڈین جپسی، روح، اعتقادات، رسم ورواج، شیطان کی پرستش وغیرہ۔

انڈین اینٹیکوری میں فوک لور کے مختلف شعبوں پر چھپنے والے مضامین کے مصنفین کے نام یہ ہیں۔

Col- R.C.Temple, W.C. Bennet, J. Buryess,
G.H. Damant, John Beames, Ms. F.S.Steel,
S.M. Natesa Shastri, Putlibai Nadia (Mrs.Kabraji),
A.H. Francke, C.E. Luard, G.B. Backeka,
J. Hinton Knowbs, Sir G.Grierson on Gupsies,
Taw Sen Ko, Dr. W. Croke, Col. L.A.
Waddel, B. Honghton, J. Men. Campbell,
F. Fawcett, M.R.Pedlow, G.U.pope,
H.A. Rose, M.N. Chittanab, R.A. Gupta,etc.

اس کے علاوہ R.F.Enthoren نے اے۔ ایم۔ ٹی جیکسن کے مضامین فوک لور آف کونکن کا ایک انڈیکس شائع کیا۔ اسی طرح ڈاکٹر ایل۔ ڈی بارنت نے ''سنہالی فوک لور'' میں ''حروف تہجی رہنما برائے سنہالی فوک لور'' 1916 میں چھپنی شروع ہوئی۔ 1921 میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

. چارلیس فریڈرک اوسیورن نے پنجاب کی مشہور منظوم لوک داستان ہیر رانجھا (مصنف سید وارث شاہ) کا انگریزی نثر میں ترجمہ کر کے اپنے لیے شہرت دوام حاصل کیا۔ بعد میں ممتاز حسن مرحوم نے مزید حواشی اور تعارف کے ساتھ اس کو ایک خوبصورت کتاب کی شکل میں 1966 میں شائع کرایا۔(17)

پنجاب اور کشمیر کی لوک داستانوں پر مبنی جو چند قابل ذکر کتابیں انہیں ایام میں شائع ہوئیں ان کے نام ہیں۔

F.A. steel, Tales of the Punjab. London 1894-

F.A steel - RC - Temple wide wake stories - a collection of tales told in Punjab, Kashmir, Bombay 1884; Charles Swynnerton, Romantic Tales trim the Punjab with Indian Knights. Entertainers, London 1903. New Ed. London 1908; J.H. Knowles, Tales of Kasher, London 1888-1893.

رچرڈ سی ٹمپل نے اپنی کتاب حکایات پنجاب (تین جلدیں) کے طویل دیباچے میں جہاں برصغیر کے تمام علاقوں کی لوک داستانوں کے مشترکہ خدوخال بیان کئے ہیں وہیں اس نے ان مشکلات کا بھی ذکر کیا ہے جو ایک فوک لورسٹ کو لوک گیت اور لوک داستانیں اکٹھا کرتے وقت پیش آسکتی ہیں۔ اس نے جو محتاط طریق کار اپنایا اس کی تفصیلات بھی اسی دیباچے میں درج کر دی ہیں۔ اور یہ رہنما اصول آج بھی مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔ اگرچہ آج کل ماحول کی تبدیلی سفر کی آسانی اور ڈاکومینٹیشن میں آڈیو اور ویڈیو کی سہولتیں وغیرہ کو سامنے رکھ کر ٹمپل کے طریق کار کو بہتر اور فول پروف بنایا جا سکتا ہے۔ ایک بات ضرور ہے کہ سواری اور سفر کی تمام تر آسانیوں اور ریکارڈنگ کی تمام تر سہولتوں کے باوجود آج کے فوک لورسٹس کا کام زیادہ مشکل ہو گیا ہے۔ اور وہ اس لیے کہ لوک کہانیاں اور لوک داستانیں سننے کے جو اصل ذرائع ہمارے پیشروؤں کو میسر تھے۔ بھاٹ، مراثی، قصہ گو، گھر کی بڑھی بوڑھیاں) وہ اب دن بدن مفقود ہوتے جا رہے ہیں۔ آج کی مائیں تو کجا بیشتر دادیاں اور نانیاں (Grand mothers) خود اپنے لوک ورثے سے ناواقف ہیں۔ اس پر مستزاد یہ کہ فلموں اور ٹی وی پروگرامز کے ساتھ ساتھ ماڈرن میوزک اور پاپ سنگرز نے جہاں لوک گیتوں کو موجودہ نسل میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متعارف کرایا ہے وہیں انہوں نے لوک گیتوں کو اپنی اصل حالت سے بہت دور کر دیا ہے۔

قیام پاکستان کے بعد ہمارے ہمسایہ ملک ہندوستان میں تو اس موضوع پر بہت کام ہوا مثلاً صرف ہندوستان کی لوک داستانوں پر 21 جلدوں پر مشتمل کام ہوا اس کام کا جنرل ایڈیٹر پی۔ سی۔ رائے چوہدری تھا۔ اسی رائے چوہدری نے بہار، بنگلہ دیش اور تھائی لینڈ کی لوک داستانوں اور فوک لور پر بھی کام کیا۔ اس کے برعکس پاکستان میں اس موضوع پر کچھ زیادہ کام نہیں ہو سکا۔ شروع شروع میں جن چند لوگوں نے اس موضوع پر قلم اٹھایا۔ لوک داستانوں اور لوک گیتوں کے ایسے مجموعوں تک محدود تھا جو فیلڈ ورک پر مبنی نہیں تھا۔ مثلاً شفیع عقیل کی پنجابی لوک کہانیاں 1963، اور پنجاب رنگ 1968، زینب غلام عباس کی فوک ٹیلز آف پاکستان 1957، ایف۔ اے سٹیل جسیم الدین اور کاروال پینٹر کی لکھی ہوئی تحریروں پر مبنی Folk Tales of Pakistan، 1961۔ رفیق خاور کی چناب سے پدما تک۔ عوامی کہانیاں (1961 سے پہلے) ڈاکٹر عبدالسلام خورشید کی کتاب پاکستان کے لوک ناچ، اور نازش کاشمیری اور راجہ رسالو کی مشترکہ کاوش۔ پنجاب دے لوک گیت 1965۔

1970 کی دہائی میں ایک طرف پاکستان لوک ورثہ انسٹیٹیوٹ اسلام آباد لاہور میں پاکستان پنجابی ادبی بورڈ معرض وجود میں آیا تو کچھ مزید معیاری کتابیں دیکھنے میں آئیں، ان کے ساتھ کچھ دوسرے ادارے اور کچھ لوگوں کی ذاتی کاوشیں بھی شامل ہوئیں۔ میرے پاس وقت اور جگہ کی کمی کی وجہ سے میں پاکستان بھر کے مختلف علاقوں، کے فوک لور پر کیے گئے کام کا احاطہ تو نہیں کر سکتا۔ اس لیے میں پنجاب کی فوک لور پر کیے گئے کاموں کا اجمالی طور پر ذکر کروں گا۔ پنجاب سے باہر میں بہرحال ایک کام کا ذکر ضرور کروں گا جو سو فیصد اور یجنل اور مبنی بر فیلڈ ورک ہے۔

اٹلی کے ڈاکٹر توچی کی رہنمائی میں عنایت الرحمٰن سابقہ کیوریٹر سوات میوزیم سیدو شریف میں پہلی بار سوات کی لوک داستانیں (Folk tales of swat) اکٹھی کرنا شروع کیں۔ 1968 میں اس کی پہلی جلد روم سے شائع ہوئی۔ اس میں اصل پشتو ٹیکسٹ کے ساتھ ساتھ انگریزی ترجمہ بھی شامل تھا۔ سب سے اہم بات یہ تھی کہ اس کتاب میں چند نقشوں کے علاوہ 102 تصاویر بھی شامل تھیں۔ کافی عرصہ بعد 1984 میں اس کام کی دوسری جلد Folktales of

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

swat پشاور سے شائع ہوئی۔ اس کا سائز اگرچہ چھوٹا تھا مگر فارمیٹ پہلی جلد والا تھا۔ یعنی پشتو ٹیکسٹ کے ساتھ ساتھ انگریزی ترجمہ اور کوئی 27 کے قریب تصاویر۔ 1993 میں عنایت الرحمٰن نے ان سب کہانیوں کا اردو میں ترجمہ کیا اور اسے پشتو اکیڈمی پشاور یونیورسٹی نے شائع کیا۔

1970 کی دہائی اور اس کے بعد پنجاب میں اس موضوع پر کافی کام ہوا۔ شروع شروع میں تو توجہ لوک گیتوں تک محدود رہی۔ اس میں غالباً سب سے پہلا کام ڈاکٹر سیف الرحمٰن ڈار کا تھا جس نے "پپلاں دی ٹھنڈی چھاں" 1977 اور رُکھ تاں ہرے بھرے 1977 میں پنجابی لوک گیتوں کی ہر صنف کو جمع کر کے شائع کیا۔ ہر دو کتابیں پاکستان پنجابی ادبی بورڈ نے شائع کیں۔ پھر تنویر بخاری کی دو کتابیں۔ "لوک گیت" اور "ماہیا فن تے بنتر" نور احمد ثاقب کے "تاریخی ڈھولے" ریاض احمد شاد کی 'باتاں' 1980، باغ حسین کمال کی 'لوک گاون' 1980 مشتاق صوفی کی کتاب 'بار دے گیت'، اے۔ ڈی اعجاز کی کتاب "کال بلیندی"، کرم حیدری کی کتاب "پوٹھوہاری گیت" 1961 سامنے آئیں۔ یہ سب کتابیں پاکستان پنجابی ادبی بورڈ لاہور نے شائع کیں اور مقبول عام ہوئیں۔

پاکستان لوک ورثہ نے جہاں اور بہت سے ایسے کام کیے جن سے عوام کے اندر اپنے لوک ورثہ کی محبت اور اسکو محفوظ کرنے کا احساس جاگا وہیں انہوں نے پنجاب کے لوک ورثے کو محفوظ کرنے میں بھی کافی کاوش سے کام لیا۔ ان کی سب سے پہلی اشاعت غالباً مظہر الاسلام کی کتاب 'لوک پنجاب' تھی جو لوک ورثہ کے ادارے کی طرف سے 1977 میں پیش کی گئی۔ اس کے بعد شاداب انصاری مرحوم کی دو کتابیں۔ "کنیں بُندے" 1984، بار دے ڈھولے (ڈھولیاں وچ داستاناں) اسی ادارے سے شائع ہوئیں۔ بعد میں شارب نے ادارہ ویلفن شائنگ فورم لاہور کے ادارہ سے دو کتابیں دستکاریاں (لوک ورثہ)، پنجاب دیاں گھریلو دستکاریاں۔ اور "ٹانگے جھنگ دے" شارب کی تمام کتابیں جھنگ کے لوک ورثے سے متعلق ہیں۔ جھنگ کے ہی بارے میں بلال زبیری نے جھنگ کی لوک کہانیاں لکھ کر اس علاقے کی لوک ریت کے بارے میں ہماری معلومات میں کافی اضافہ کیا۔

شاہین ملک نے "اعوان کاری" لوک حیات کے بارے ایک نئی روایت قائم کی اس کے بعد ڈاکٹر مہر عبدالحق نے "تھل"، کرم حیدری نے "سرزمین پوٹھوہار"، احمد سلیم نے "لوک وار"،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اقبال صلاح الدین نے ''باردی سار''، سجاد حیدر نے ''واریں''، عبدالغفور درشن نے ''لوک تماشے'' اور ''ٹپے'' 1993، مختار علی نیر نے ''مہتلاں''۔ ہندکو ضرب الامثال 1974، ارشد میر نے ''بجھ میرا انجھکا'' (پنجابی بجھارتاں دا مجموعہ) 1972۔ اور بشیر حسین بھٹی نے ''دُلاّ بھٹی، پنجاب کا بے تاج بادشاہ'' لکھ کر پنجاب کے فوک لور کے مختلف موضوعات پر قلم اُٹھایا۔

پنجاب لوک روایات پر جس فوک لورسٹ نے سب سے زیادہ سائنٹفک اور سب سے زیادہ سنجیدگی سے کام کیا ہے وہ احمد غزالی ہیں۔ ان کی خوبی یہ ہے کہ ایک اہم عہدے پر فائز ہونے والے سرکاری افسر ہونے کی باوجود ہمیشہ خود فیلڈ میں جا کر، تحقیق کی پرخار وادیوں میں خود کو اُلجھا کر اپنا مواد خود اکٹھا کیا۔ احمد غزالی کی دوسری خوبی یہ ہے کہ وہ ماکروسٹڈی (Macro study) کی بجائے مائیکروسٹڈی (Micro study) کا قائل ہے۔ وہ اپنے لیے کسی لامحدود کینولیس کا انتخاب کرنے کے بجائے کسی مخصوص کینولیس کو منتخب کرتا ہے وہ مقابلتاً ایسا علاقہ اپنی تحقیق کے لیے پسند کرتا ہے جو جغرافیائی، لسانی، ثقافتی آب وہوا اور فن اور گھریلو دستکاریوں کے ساتھ لوک ورثے میں اپنا ایک علیحدہ وجود رکھتا ہو۔ پھر ایسے علاقے میں جب وہ تحقیق کے لیے جاتا ہے تو اس کی ثقافتی اور سماجی اور تاریخی زندگی کا کوئی پہلو تشنہ نہیں رہنے دیتا۔ مزید برآں زبان اور لہجہ پر مکمل عبور ہونے کے باوجود احمد غزالی لوک مواد کو اپنی ضرورت کے مطابق توڑتا اور موڑتا نہیں۔ ایک سچے فیلڈ ریسرچ کی طرح وہ اپنے مواد کو من وعن پیش کر دیتا ہے۔ ہاں اس کے لہجہ کی شگفتگی لوک روایات کے رُوکھے سُوکھے موضوعات کو دلچسپ بنا دیتی ہے۔ چولستان کے لوک ورثہ پر اس کی سب سے پہلی کتاب پاکستان لوک ورثہ نے 1984 میں پہلی بار شائع کی تھی۔ اس کی اشاعت کے ساتھ ہی احمد غزالی نے فورک لورسٹ کی حیثیت سے اپنے آپ کو ملکی سطح پر منوالیا۔

''چولستان'' کے بعد ''ساندل بار'' 1988 اور پھر ''وادیٔ سون سکیسر'' 1992 لکھ کر احمد غزالی نے پنجاب کے ان تین اہم جغرافیائی خطوں کی مکمل لوک روایات کو محفوظ کر دیا ہے۔ یہ تینوں کتابیں آنے والے محققین کے لیے 'رول ماڈلز' کے طور پر کام کریں گی۔ ''چولستان'' کا تیسرا ایڈیشن مزید مفید حواشی اور تازہ ترین تصاویر سے مزین ہو کر پھر ہمارے ہاتھوں میں ہے اور مجھے یقین ہے کہ پاکستان کے لوک ورثہ سے محبت کرنے والے اپنے اس لازوال خزانے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی حفاظت کے لیے آگے بڑھیں گے۔(انشاءاللہ)

سیف الرحمٰن ڈار
12مئی2007
83-جی،مرغزار کالونی
ملتان روڈ،لاہور84780

-☆-

Foot Notes حواشی

1. The Athenaeum, London, 1846.
2. John Macdowall, "Folklox" in the new book of Knowledge. Danbury, Connecticut, 1947, vol.6 (F), P.312.
3. Jacob Grimm and Wilhlm Grim. Kinder-und Hausmarchen, Reklam, Leipzig, 1856. Translated by Margarel-Hunt, under title HOUSEHOLE TALES, London, 1884.
4. Stith Jhonpson, the Folktale. Newyork, 1946, P 392.
5. Richard Canrack Temple, Fifty Years of Indian Antiquary. Bombay, 1922.
6. For Detail See, Stith Jhampsm,The Folk Tale ,New York, 1946, PP 391-405.
7. Ibid, P.393.
8. John McDowell, 'Folklox' in the New Book of Knowledge. Daubury, Connectiant, 1947, volume 6(F), P.312.
9. ڈاکٹر سعید بھٹا۔"پنجابی زبانی تاریخ دی سانبھ"۔ترنجن۔مئی 2007ء۔صفحات15تا28۔
10. John McDowell, 'Folklox' op ul; PP.308-309 and Allan Dundis, "Folklox" in the World Book Encyclopedia Chicago, 1990, vol.7 (F), P.325.
11. John McDowell, "The Korean Cinderella", in the New Book of Knowledge. Dan Satry connectiant. 1997, PP.308-311.
12. Dictionary of Social Sciences by Forter Rose as by Ulfit Afzal in, Romeo and Juliet in the Light of Eastern Folk Tales, Lahore,1987. P .G.
13. As quoted by Ulfat Afzal, op. at.P.6.
14. Stith Thompsm. The Folktale, P.391.
15. Ibid, P.392.
16. R.C Temple, Fifty Years of Indian Antiquary. PP.7-8.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

17. ممتاز حسن مرحوم کی تحقیق کے مطابق اوسبورن 1877ء میں پیدا ہوا اور کم عمری میں ہی 6 نومبر 1919ء میں انگلینڈ میں فوت ہوا۔ لیکن آر۔سی ٹمپل کے بیان کے مطابق اوسبورن کا ''ہیر رانجھا'' کا ترجمہ انڈین اینٹیکوری کی جلد 50 (1921ء) میں چھپنا شروع ہوا تھا۔ اور اسے اسی رسالہ کے ایک سپلیمنٹری جلد کے طور پر شائع کیا [(آر۔سی ٹمپل۔ انڈین اینٹیکوری کے پچاس سال۔ (انگریزی) (بمبئی۔ ت ث ڈ) ص۔16]۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اوسبورن کا انگریزی ترجمہ اس کی ناگہانی وفات کے بعد چھپنا شروع ہوا۔ ممتاز حسن مرحوم نے خود اوسبورن کے انگریزی ترجمے کو کتابی شکل میں نہیں دیکھا تھا۔ بلکہ ان کی ایڈٹ کردہ کتاب کی ٹیکسٹ ایک ٹائپ شدہ نسخہ پر مبنی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قیمتی خزانہ

جناب احمد غزالی بہاولپور کے ایک انتہائی معتبر اور علمی خانوادے کے چشم و چراغ ہیں۔ اعلیٰ پائے کے علمی ماحول میں احمد غزالی صاحب کی تعلیم و تہذیب نے اُن کی شخصیت کی تشکیل میں کئی امتیازات یک جا کر دیئے ہیں۔ تصوف، ادیان کا تقابلی مطالعہ، قدیم اسطور، عہد پارینہ کی تاریخ، ادب، تہذیب و ثقافت، آرٹ اور کلچر سے اُن کی دلچسپی اور وابستگی نے انہیں ایک ہمہ جہت شخصیت بنا دیا ہے اور وہ ہمیشہ اپنا علمی شعور دوسروں تک منتقل کرنے کی آرزو مند رہتے ہیں۔

بہاولپور کا صحرائے چولستان اپنے اندر تاریخ کی کئی ان منٹ کروٹیں سمیٹے ہوئے ہے۔ ماہرین آثارِ قدیمہ کا قیاس تھا کہ عظیم وادی سندھ کے دو تہذیبی مراکز موہن جودڑو اور ہڑپہ کے درمیان تقریباً چار سو میل کا طویل فاصلہ ہے اور آج سے ہزاروں برس پہلے یہ فاصلہ بہت زیادہ تھا۔ پھر ہڑپہ اور موہن جودڑو میں تغیراتی یکسانیت تمدنی زندگی کے خدوخال کی مماثلت پوری وادی سندھ کی سرزمین پر کسی ایک مرکزی قوت کی حاکمیت کی نشاندہی کرتی ہے۔ لہذا ان دونوں شہروں کے عین وسط میں ان دونوں شہروں کا ہمعصر اور ہم پلہ ایک اور شہر کا وجود ناگزیر تھا۔

پاکستان کے مایہ ناز ماہر آثارِ قدیمہ کا ہڑپہ اور موئن جودڑو کے عین وسط میں قلعہء ڈرِوار چولستان کے قریب گنویری والا کی دریافت اور اس کی سطح زمین پر بکھرے نوادرات کا موئن جودڑو کی تیسری اور چوتھی زیرِ زمین سطح کا ہم عصر ہونا ایک حیرت انگیز انکشاف کے علاوہ وادی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہاکڑہ کو عظیم وادی سندھ کی جنم بھومی ثابت کرتا ہے۔ اسی لیے ماہرینِ اثری باقیات اب قبل از ہڑپائی دور PRE-HARAPPAN PERIOD کو ہاکڑہ تمدن کے نام سے منسوب کرتے ہیں۔ ڈاکٹر رفیق مغل نے چولستان میں ہاکڑہ تمدن کے ناوے مقامات دریافت کیے بعد میں محکمہ آثار قدیمہ کے سابق ڈائریکٹر محمد صدیق نے صحرائے چولستان میں مزید چوبیس مقامات تلاش کیے۔ عروج یافتہ اور متاخر ہڑپائی دور کے بہت سارے آثار اس کے علاوہ ہیں۔ سر آرل سٹائن (1941) ڈاکٹر ہنری فیلڈ (1955) ڈاکٹر رفیق مغل 1974 تا 1977 جناب محمد صدیق (1992) اور جناب محمد حسن نے اس صحرا کی اثری باقیات کے حوالے سے انتہائی بیش قیمت انکشافات کیے ہیں۔ مجموعی طور پر ہاکڑہ عہد کے ابتدائی 99 مقامات (3800 ق م یا 3500 ق م تا 3300 ق م یا 3200 ق م) سے لے کر ابتدائی ہڑپائی عہد۔ عروج یافتہ ہڑپائی عہد۔ متاخر ہڑپائی عہد اور دیگر ناقابل شناخت آثار کی تعداد 424 بنتی ہے۔ یعنی اس صحرا میں ایک جگہ ہزاروں برس کی قدیم تاریخ اپنی تمام تر عظمتوں کے ساتھ مدفون ہے۔

اس کے علاوہ دنیا کے قدیم ترین علمی و ادبی خزانے ویدک لٹریچر کے پہلے وید رگِ وید میں خطہء بہاولپور کے دریاؤں اور آبی گزرگاہوں کی بے پناہ تعریف و توصیف ہمارے اس قیاس کو تقویت دیتی ہے کہ سب سے قدیم رگِ وید ہزاروں برس پہلے اسی وادی ہاکڑہ میں مرتب اور تخلیق ہوئے۔ یہی وجہ ہے کہ رگِ وید میں جگہ جگہ شتادرو (ستلج) وپاس (بیاس) سپت سندھو (سندھ) اور سرسوتی (ہاکڑا/ گھارا) کا ذکر اور ان دریاؤں کی قصیدہ خوانی ملتی ہے ویدک لٹریچر کی ایک ممتاز ماہر اور ویدک ہند کی مصنفہ میڈم زیڈ۔ اے۔ راگوزن رقم طراز ہیں کہ رگِ وید کی تدوین کے مقام کے لیے پنجاب کا نام استعمال کرنا درست نہیں یہ وہ مقام ہے جہاں ایک طرف ستلج، دُوسری طرف سندھ اور تیسری طرف سرسوتی بہتا ہے اور انہیں دریاؤں کی کناروں یا انہیں دریاؤں کے درمیانی مقام پر رگِ وید کی تدوین اور تخلیق ہوئی۔ گذشتہ کئی برس سے وادئ سندھ کے قدیم باشندوں کی باقیات خانہ بدوش بھیل قبائل کے قدیم گیت اکٹھے کرتے ہوئے راقم کو ایک ایسے منظوم قصہ "باپوجی کا قصہ" تک رسائی ہوئی ہے جو شاید ویدوں کا ہم عصر ایک طویل رزمیہ ہے۔ اور وہ اس وقت کی نشان دہی کرتا ہے جب آریا وادئ سندھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے وادیٔ ہاکڑہ میں داخل ہو رہے تھے۔ میرے اس قیاس کی تائید ہندوستان کی مشہور تاریخ دان رومیلہ تھاپر کی تصنیف ''سومنات'' کے ایک تحقیقی حوالے سے ہوتی ہے۔ جس میں ''باپو جی'' کے قصے کو راجھستان کا ایک قدیم وعظیم رزمیہ تسلیم کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اس صحرا سے دریائی گیتوں کی دریافت جن میں عہدِ پارینہ کے کئی تاریخی حوالے موجود ہیں۔ انسانی ابتدائی دور کی لوریاں جن میں سات سروں کی بجائے صرف دو یا تین سروں کا استعمال ہوتا ہے۔ تار سے پہلے جانور کی تانت سے بنے ہوئے قدیم سازوں کی موجودگی اس صحرا کو تاریخِ قدیم کا بہت بڑا امانت دار ثابت کرتی ہے۔ اس لیے صحرائے چولستان پر تحقیق کرنے والوں کی ذمہ داریاں کسی عام مصنف سے کہیں زیادہ ہیں۔

بہاولپور میں اپنے قیام کے دوران میں ڈائریکٹر آرٹس کونسل کی حیثیت سے جناب احمد غزالی نے مقامی کلچر کا عمیق مطالعہ کیا۔ ازاں بعد جب انہیں کچھ عرصہ کے لیے صحرائے چولستان میں صحرا کی ترقی اور بحالی کے لیے نئے امکانات تلاش کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی تو انہیں صحرائی تہذیب وثقافت، خانہ بدوش قبائل کے رسم ورواج، صحرائی باشندوں کے فوک وزڈیم، لوک ورثہ، زبانی روایات، معاشرتی زندگی اور وسیبی رہتل کو قریب سے جاننے کا موقع ملا۔ وہ ہمہ وقت چولستانیوں سے کسی نہ کسی موضوع پر مکالمے میں مصروف رہتے تھے۔ ایک خاص جذبہ اور وفور کے ساتھ صحرائی زندگی کو جاننے اور ریکارڈ کرنے کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ اُن دنوں یوں محسوس ہوتا جیسے صحرا کا بے پناہ سحر اور اس کی فینٹیٹی نے انہیں مکمل طور پر اپنے حصار میں لے رکھا ہے۔ صحرا سے اس روحانی وابستگی اور رومانوی دلبستگی نے اُن میں ''چولستان'' جیسی کتاب لکھنے کی تحریک پیدا کی۔

یہ کتاب صحرائے چولستان کے بارے میں انتہائی اہم معلومات کا ایک قیمتی خزانہ ہے۔

ڈاکٹر نصر اللہ خان ناصر

بہاول پور

☆

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دریا کی کہانی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک بڑھیا تنور تپائے مکئی کے دانے بھون رہی تھی۔ پاس ہی درخت پر ایک کوا تاک لگائے بیٹھا تھا۔ جونہی بڑھیا کی نظریں ٹوکری سے ہٹیں۔ کوا تیزی سے لپکا اور ٹوکری سے ایک بھنا ہوا دانہ اٹھا کر درخت پر جا بیٹھا۔ بڑھیا کوے کی حرکت دیکھ کر آگ بگولا ہوگئی۔ اس نے کوے سے کہا میرا بھنا دانہ لوٹا دے۔ اپنی بات منوانے کے لئے منت سماجت بھی کی۔ مگر کوا نہ مانا۔ بولا: نہیں لوٹاتا۔ کرلے میرا کیا کرنا ہے۔ اس پر بڑھیا کو بہت غصہ آیا۔ وہ درخت کے پاس گئی، کہنے لگی۔ اے درخت! اے درخت! میرا کہا مان اپنی شاخوں کو زور زور سے ہلا۔ کوے کو اُڑا دے، بیٹھنے نہ دے۔ ''میں کوے کو کیوں اُڑانے لگا''۔ درخت نے جواب دیا۔ ''بھلا اس نے میرا کیا بگاڑا ہے''؟ بڑھیا درخت سے بھی بگڑ گئی، کہنے لگی۔ اس بے پروائی کا ابھی تم کو مزہ چکھاتی ہوں۔ غصہ سے بھری ہوئی وہ ترکھان کے گھر پہنچی، کہنے لگی اے ترکھان، اے ترکھان، درخت میرا کہنا نہیں مانتا، ابھی چل اور اس کو کاٹ ڈال۔ ترکھان بولا میں کیوں درخت کو کاٹوں، بھلا میرا اس نے کیا بگاڑا ہے؟''

اب کیا تھا کہ بڑھیا کا پارہ اور بھی چڑھ گیا۔ سیدھی کوتوال کے پاس پہنچی، بولی کوتوال، کوتوال، ترکھان کو قید کرلے۔ وہ درخت نہیں کاٹتا۔ کوتوال نے کہا ''بی بڑھیا! ترکھان نے کوئی جرم کیا ہو تو میں اس کو قید میں ڈال دوں۔ بلاوجہ ایسا نہ کروں گا۔

یہ سن کر بڑھیا کا غصہ اور بھڑکا۔ ''تیرا کچھ نہ رہے''۔ بڑھیا نے غصے میں کہا۔ ''ابھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں بادشاہ سے کہہ کر تیری نوکری ختم کراتی ہوں۔'' بڑھیا شاہی دربار میں پہنچی اور کوتوال کے خلاف فریاد کی۔ بادشاہ نے بڑھیا کو الٹا ڈانٹ پلادی۔ بادشاہ نے کہا جب تک کوتوال اپنا کام ٹھیک ٹھاک کرتا ہے، ''میں اسے نوکری سے کیوں نکالوں''؟

بڑھیا اپنا سر پکڑ کر بیٹھ گئی، سوچنے لگی اب کیا کروں ___ کیوں نہ محل کے اندر جا کر ملکہ کو لگائی بجھائی کروں۔ یہ خیال آتے ہی وہ محل کے اندر پہنچی اور رو رو کر اپنی روئیداد ملکہ کو سنائی۔ بولی! ''اے ملکہ، اے ملکہ، تم بادشاہ سے روٹھ جاؤ کیونکہ اس نے میری فریاد نہیں سنی''۔

''دیوانی ہوگئی ہو کیا'' ملکہ نے کڑک کر جواب دیا۔ اپنے سرتاج سے بھلا میں کیوں روٹھ جاؤں ___ ''فسادن بڑھیا جا اور جا کر اپنا کام کر'' ''کیوں پھرتی ہے اِدھر اُدھر آگ لگاتی'' ___ اب کیا تھا بڑھیا کی ہمت جواب دینے لگی ___ لیکن وہ ہمت ہارنے والی نہ تھی۔ وہ ملکہ سے بدلہ لینے کی راہ سوچنے لگی۔ آخر اس کو ایک راہ بجھائی دی۔ سیدھی دریا کے پاس پہنچی اور رو رو کر اپنی دکھ بھری کہانی سنائی۔

اے دریا! اے دریا! تو مجھ دُکھیا کی مدد کر اپنا رخ ملکہ کے محل کی طرف موڑ لے۔ تاکہ ملکہ کا محل غرق ہو جائے۔ بڑھیا کی فریاد سن کر دریا کا دل پسیج گیا۔ دریا نے اپنا رخ بدل لیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے دریا کا پانی شاہی محل کی طرف بڑھنے لگا۔ ملکہ نے جب طوفانی موجوں کو محل کی طرف بڑھتے دیکھا تو سمجھ گئی کہ یہ بڑھیا کی بددعا کا اثر ہوگا۔ اس نے جھٹ سے بڑھیا کو بلا کر کہا ''میں تیرے کہے کے مطابق بادشاہ سے روٹھ جاؤں گی۔ خدا کے لئے دریا کو روک دے کہ وہ میرا محل تباہ نہ کرے۔

بادشاہ کو جب ملکہ کے ارادے کی خبر ہوئی تو وہ بولا۔ رانی، رانی، مجھ سے نہ روٹھ میں ابھی کوتوال کو نوکری سے نکالتا ہوں۔ کوتوال نے سنا تو اسے اپنی جان کے لالے پڑ گئے۔ بولا! میں ابھی ترکھان کو قید کرتا ہوں۔ بادشاہ کے غضب سے مجھے بچا۔ ترکھان کو خبر ہوئی تو اس نے کہا میں ابھی درخت کو کاٹتا ہوں، مجھے حوالات میں بند نہ کر۔ درخت یہ ماجرا دیکھ کر چلّا اٹھا۔ میں ابھی کوّے کو اڑاتا ہوں، مجھے کاٹ نہیں۔ یہ دیکھ کر کوّا بولا مجھے نہ اُڑا میں ابھی بھُنا ہوا دانہ لوٹاتا ہوں۔ کوّے نے بھُنا ہوا دانہ اٹھا کر بڑھیا کی ٹوکری میں ڈال دیا۔ یوں یہ چولستان کی ایک لوک کہانی اختتام کو پہنچتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چولستانی بچے بڑی بوڑھیوں کی گود میں بیٹھ کر کھلی ہوئی چاندراتوں میں جب یہ کہانی سنتے ہیں تو حیران ہوتے ہیں۔وہ دریا کتنا بڑا ہوگا۔کتنا عظیم ہوگا لیکن وہ دریا ہےکہاں؟ جس نے ملکہ اور بادشاہ کو بھی جھکنے پر مجبور کر دیا تھا۔جب انہیں بتایا جاتا ہے کہ وہ دریا یہیں چولستان میں بہا کرتا تھا تو وہ حیرانی سے گردوپیش کو دیکھتے ہیں چاروں طرف جہاں تک نگاہ کام کرتی ہے ریت ہی ریت نظر آتی ہے۔

بڑے بوڑھے انہیں بتاتے ہیں کہ صدیوں پہلے یہ دریا یہیں بہا کرتا تھا۔اس دریا کا نام ''ہاکڑہ'' تھا۔ہاکڑہ ایک عظیم دریا تھا۔پھر معلوم نہیں کیا ہوا۔وہ دریا سوکھ گیا۔ساری ہریالی ختم ہوگئی۔ریت ہی ریت باقی رہ گئی۔

ہاکڑہ دریا کا معاملہ خالی خولی کہانی نہیں، بلکہ ایک تاریخی حقیقت ہے۔

جس دریا کا یہ تذکرہ ہے مورخ اسے وادی ہکڑہ کا گمشدہ دریا کہتے ہیں۔یہ دریا صفحہ ہستی سے مٹ کر ناپید ہو چکا ہے، مگر اس کی اجڑی ہوئی رہگذر بیوہ کی مانگ کی طرح صحرائے چولستان میں آج بھی نوحہ کناں ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہاکڑہ دریا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم صحرائے چولستان کی کہانی اس گمشدہ دریا کی کہانی سے شروع کرتے ہیں۔تقریباً چار ہزار سال قبل مسیح کی بات ہے۔صحرائے چولستان کے وسط میں دریائے سرسوتی ٹھاٹھیں مارتا ہوا گزرتا تھا۔اسی دریا کو آج بھی ہاکڑہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

چولستان کے باسی اس دریا کے روپوش ہو جانے کا ذکر کرتے ہیں لیکن وہ نہیں جانتے ایسا کیوں ہوا؟ اس دریا کا خشک ہو جانا صدیوں پرانا واقعہ ہے، لیکن اسے بیان کرتے وقت ہر شخص یوں بات کرتا ہے جیسے یہ واقعہ آنکھوں دیکھا ہو۔

کہتے ہیں خشک ہونے سے پہلے اس دریا میں قیامت کا طوفان اٹھا تھا۔''رسول سر'' کے قادر بخش کٹوال نے اپنے بزرگوں سے سن رکھا ہے کہ ایک مرتبہ سندھو ٹھیٹر کی جانب سے کالے بولے بادل اٹھے، زمین سے آسمان تک چھا گئے۔مگر وہ بادل نہ تھے بلکہ دریا کی لہروں کے خوفناک ریلے تھے۔جب وہ قریب آئے تو ہر طرف پانی کی بپھری ہوئی لہریں تھیں۔آج بھی چولستان کے دامن میں ھاکڑہ کی خشک راہ گزر ناگن کی طرح بل کھاتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ تین سو میل طویل ریگ زار میں اس کا پاٹ تواتر کے ساتھ واضح دکھائی دیتا ہے۔اس پاٹ میں دبے ہوئے گھونگے اور سیپیاں دیکھ کر محقق حیران رہ جاتا ہے کہ یہ دریائی باقیات تپتے ہوئے صحرا میں کیونکر موجود ہیں۔آپ ''حاصل ساڑھو'' جو بہاول نگر کا قدیم نام ہے، سے کوٹ سبزل (علاقہ رحیم یار خان) تک چلے جائیں تو یہاں وہاں ھاکڑہ دریا کا پرانا پاٹ آپ کو نظر آئے گا۔ھاکڑہ کی خشک گزرگاہ کے کنارے کنارے تقریباً دس پندرہ میل کے پیٹے میں چار سو سات کھنڈرات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے آثار ملتے ہیں۔ جو اندازاً ایک سے چار ہزار قبل مسیح پرانے ہیں۔ یہ معدوم و مدفون بستیاں زمانہ قدیم کے چرواہوں کی اقامت گاہیں تھیں۔ دریائے ھاکڑہ اس خطے کا پالن ہار تھا۔ اور جب دریا سوکھ گیا تو یہ خطہ زمین ماضی کی آبادیوں کا مدفن بن گئی۔ جسے اب آثار قدیمہ کے ماہرین ھاکڑہ تہذیب کے آثار کا نام دیتے ہیں۔

قدیم جغرافیائی تقسیم کی رو سے دریائے ھاکڑہ سندھ اور ہند کے درمیان حدِ فاصل کا کام دیتا تھا۔ یہ دریا سابق ریاست بہاول پور کو جنوب مشرق میں ریاست ہائے بیکانیر اور جیسلمیر سے جدا کرتا تھا اور شمال کی سرحد تو واضح طور پر اس کی مرہون منت تھی۔ اس دریا کا قدیم نام سرسوتی تھا۔ اور وادی سندھ کے سات دریاؤں میں سے ایک تھا۔

محققین اپنی کتابوں میں جگہ جگہ دریائے ہاکڑہ کا تذکرہ کرتے ہیں۔ کرنل ناڈ کا خیال ہے کہ یہ دریا سومرا خاندان کے عہد حکومت میں خشک ہوا۔ یہ قوم اب گروہی کے نام سے پہچانی جاتی ہے۔ مگر ہیگ کا مؤقف یہ ہے کہ ہاکڑہ زمانہ قبل از تاریخ کا دریا تھا۔

اولڈ ہم اپنی کتاب جیالوجی آف انڈیا کے باب ''صحرائے ہند کے گمشدہ دریا'' میں لکھتا ہے کہ دریائے ھاکڑہ صدیوں پہلے بہتا تھا۔ بلکہ اس سے بھی پہلے اولڈ ہم اپنی رائے کو تقویت دینے کے لئے کننگھم کا حوالہ دیتا ہے۔

جی۔ ایس۔ پور ''فارسٹ اکالوجی'' میں لکھتے ہیں۔ تین ہزار سال قبل راجھستان میں بہنے والی بے شمار ندیاں مفقود ہو گئی تھیں۔

محقق پروفیسر منور علی خان لکھتے ہیں۔ یہ روپوش دریا جسے مؤرخوں نے سندھ کا گمشدہ دریا کہا ہے اسی ''سپت سندھو'' نظام کی ایک شاخ تھا۔ جس کی تائید رگ وید سے ہوتی ہے اور جو دریائے سندھ سے شروع ہو کر جہلم، چناب، راوی، بیاس، ستلج کو شامل کر کے دریائے ☆ سرسوتی یا گھاگریا ھاکڑہ پر ختم ہوتا ہے۔

☆۔ دریائے سرسوتی: مشہور مصنف ڈلوڈراس لکھتا ہے کہ ایک مشہور ہندو دیو مالائی کہانی کے مطابق ''سرسوتی مہادیو کی بیٹی تھی مگر ایک دن اس کا طاقتور باپ نشہ میں مدہوش ہو کر اس کے عزت کے درپے ہوا۔ سرسوتی بھاگی اور تعاقب میں آنے والے کے غالب آ جانے کے خدشے سے زمین میں غرق ہو گئی۔ جب سرسوتی بھاگ رہی تھی تو اس کے قدموں کے نیچے سے چشمہ ابل پڑا جو سرسوتی دریا کہلایا اس لئے روپوش ہو جانا اس دریا کی فطرت بن چکی ہے۔ یہ دریا اب بھی برسات میں ظاہر ہو جاتا ہے اور موسم میں پھر سے روپوش ہو جاتا ہے''۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نورالزمان نے اپنے مضمون چولستان قبل از تاریخ میں لکھا ہے کہ رگ وید کا ایک حصہ وادی سرسوتی یا کروکشترا کی مقدس سرزمین پر ترتیب دیا گیا تھا۔

گیوخرے نے لکھا ہے کہ قدیم ویدوں میں ایسے دریاؤں کا تذکرہ درج ہے جو سندھ اور گنگا کی طرح مشرق اور مغرب میں بہتے تھے۔ دریائے سرسوتی ☆ بھی ان میں سے ایک تھا۔ تاریخ انسانی کے اس دور میں ساتھ کی آبادیوں نے دریائے سرسوتی سے ایک مذہبی تقدس وابستہ کر رکھا تھا۔ اس دور کے تمام مذہبی تہواروں اور عبادتوں میں اس دریا کا حوالہ ملتا ہے۔

صاحبزادہ عبدالرسول لکھتے ہیں کہ قدیم دریا ہاکڑہ کی گزرگاہ کا علاقہ رگ وید، راماعن اور مہا بھارت کے مطابق اس وسیع خطہ کا حصہ تھا۔ جہاں دریاؤں کے سنگم واقع تھے۔ اب بھی اتفاق سے ''سپت سندھو'' میں دریاؤں کے سنگم بالعموم ان علاقوں میں واقع ہیں، جو آج کل بہاول پور ڈویژن اور ملتان ڈویژن میں پائے جاتے ہیں۔

ڈاکٹر رفیق مُغل رقمطراز ہیں کہ صحرائے چولستان کا یہ قدیم دریا ھاکڑہ یا گھگرندی، ویدی دور کا دریائے سرسوتی تھا جو آریائی اقوام کے نزدیک مقدس تھا۔ ھاکڑہ کو بھارت میں گھگر یا گھاگرا کہتے ہیں۔

ڈاکٹر ایچ لی سرے، ویسٹ پاکستان گزیٹر میں لکھتے ہیں۔ اس میں شبہ کی گنجائش نہیں کہ بیشک مقابلتاً ماضی وقریب کے زمانے تک دریائے سندھ اپنے موجودہ رخ سے کہیں زیادہ جانب مشرق گھگر یا ھاکڑہ اور سندھ کے مہران میں بہتا تھا اور عظیم الشان دریا اپنے موجودہ رخ سے مشرق کی جانب سے سیدھا بحیرہ عرب میں جا گرتا تھا۔ الور ھاکڑہ کے کنارے پر آباد تھا۔

جی۔ ایس۔ پور ''فارسٹ اکالوجی'' میں دوسرے مقام پر رقمطراز ہیں کہ تین ہزار سال قبل راجھستان جنگلات میں گھرا ہوا تھا۔ مغلوں کے دور میں یہاں چیتوں کا شکار کھیلا جاتا تھا۔

نورالزمان اوج اپنی نظم ''ہاکڑہ'' میں کہتے ہیں:-

بس یہی تاریخ کہتی ہے یہاں دریا بھی تھا

☆۔ سر آرل سٹائن لکھتے ہیں کہ رگ وید میں ایک علاقہ ''دنا سانا'' کا حوالہ ملتا ہے۔ یہ مقام ہے جہاں وید کے الفاظ کے مطابق دریائے سرسوتی ریت میں گم ہو جاتا ہے۔ (یہ نام رانا بھانا سے صوتی مماثلت رکھتا ہے۔ راقم)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور تہذیبوں کا گہوارہ یہی صحرا بھی تھا
اب وہ موج بیکراں آتی نہیں لیکن نظر
وسعتوں میں جس کی پنہاں ہیں بہت لعل و گہر

ہاکڑہ بستیاں

بہاول پور کے صحرائی اور آباد علاقوں میں اس نام کی کئی بستیاں اب بھی موجود ہیں۔

''ہیگ'' کا بیان ہے کہ اکثر بستیاں اس دریا کے خشک تاس میں واقع ہیں۔ ریلوے سٹیشن کلانچ والا کے پاس موضع ہاکڑہ بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

ہاکڑہ قوم

اس نام کی ایک قوم دیہی علاقوں میں اب بھی موجود ہے۔ قوانین منظور میں لکھا ہے کہ یہ قوم داؤد پوتروں کی ذیلی شاخ شمار ہوتی ہے۔ یہ مقتدر اور خوش حال ہیں۔ اس قوم کے افراد کسی ایک جگہ پر جمعیت کی صورت میں آباد نہیں ہیں بلکہ مختلف مقامات پر بکھرے ہوئے ہیں۔

دریا کے مختلف نام

ھاکڑہ دریا ''گھارا'' ''گھاگرا'' اور ''گھگر'' کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ گھارا سنسکرت میں ہڑپ کر جانے والے کو کہتے ہیں۔

سرائیکی زبان میں لفظ ''گھگر'' کا عوامی مطلب ہے تباہ ہو جانا یا دیوالیہ ہو جانا۔ یہ مطالب اس نام کے ساتھ جڑے ہوئے المیے کے تصور کو اُجاگر کرتے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہاکڑہ دریا سے متعلق روایات اور حکایات کو اکٹھا کیا جائے اور ہاکڑہ تہذیب کی دبی ہوئی بستیوں اور آثار قدیمہ پر مزید تحقیق کی جائے۔

سبزہ اور ہریالی کا خاتمہ

دریائے ھاکڑہ کے خشک ہو جانے پر صحرائے چولستان ایک عفریت کی صورت میں نمودار ہوا۔ اور آس پاس کی ہر شے کو ریت میں بدل دیا اور ریت کا سمندر بلا شرکت غیرے ہر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرف ٹھاٹھیں مارنے لگا۔انسان کو قدرت کے اس چیلنج کا سامنا کرنا پڑا۔لیکن انسان اپنی جنم بھومی کو تیاگ دینے پر تیار نہ ہوا۔لہذا اس نے جدوجہد کو اپنا شعار بنالیا۔

یہ صحرا ''تھل'' ''روہی'' اور ''چولستان'' کے ناموں سے پکارا جانے لگا۔خواجہ فریدؒ کے کلام میں یہ تینوں نام مختلف جگہوں پر اسی صحرا کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔آپؒ بے آب و گیاہ کا تصور ''تھل'' کہہ کر پیش کرتے ہیں۔برسات کی آمد اور سبزے کا بیان کرنا ہو تو وہ ''روہی'' کا لفظ استعمال کرتے ہیں اور صحرا کا مستند اور مجرد فکر دینے کے لئے آپ لفظ ''چولستان'' استعمال کرتے ہیں۔کرنل ٹاڈ نے اس صحرا کے لئے موزوں تینوں ناموں کے مفہوم پر روشنی ڈالی ہے۔

> قاری چونکہ چولستان ''تھل'' اور ''روہی'' کے الفاظ کا اکثر مطالعہ کرے گا۔اس لئے ان کے فرق سے باخبر ہونا ضروری ہے۔عام بول چال میں تھل کا مطلب بے آب و گیاہ لیا جاتا ہے۔روہی بھی صحرا کا ہی مفہوم ادا کرتا ہے۔مگر یہاں کے باسی اس سے مراد صحرا کا ایسا سماں لیتے ہیں جس میں خودرو جھاڑیاں پائی جاتی ہیں۔یعنی صحرا کا جنگل۔

تھل کا مفہوم ادا کرتے ہوئے کرنل ٹاڈ مزید لکھتے ہیں :-

> "As the reader will often meet with the words "thul" and "rooe", he should be acquinted with distinction between them. The first means arid and bare desert, the other is equally expressive of the desert, but implies the presence of natural vegetation, in fact, the jungle of the desert."

تھل کے مفہوم کی وضاحت کے لئے ضروری ہے کہ ہم مارو ستھالی کے معانی کے تجزیے کو دہرائیں ''موت کی وادی''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سنسکرت میں مارو کا مطلب موت ہے اور ستھالی کا مطلب
ہے خشک بنجر علاقہ ۔ستھالی بعد میں بگڑ کر تھل بن گیا۔ مطلب
ہے نخلستان کا الٹ ۔ایسے علاقے جو قطعی طور پر بنجر ہوں ۔

کرنل ٹاڈ کا خیال ہے کہ جہاں جہاں سطح زمین اس قدر بنجر پائی گئی وہاں لوگوں نے علاقے کو تھل کہنا شروع کر دیا۔اس کی مثال پیش کرتے ہوئے وہ اپنی متذکرہ کتاب میں ''کادر''، ''گوگا'' ''مالی ناتھ'' یا ''برمیر'' اور ''خاور'' کے تھلوں کا ذکر کرتے ہیں۔سرائیکی زبان میں کوئی ایسا لفظ نہیں جو تھل کا قریب ترین مفہوم ادا کر سکے۔البتہ ''روہ'' کا لفظ اب بھی برتا جاتا ہے۔جس کا مطلب چھوٹی پہاڑی ہے۔ چند اہل دانش کا خیال ہے کہ صحرا میں ریت کے ٹیلوں کی ساخت دور سے چھوٹی پہاڑی کے مثل لگتی ہے۔اس نسبت سے اس ریتلے علاقے کو یہاں کے لوگ ''روہی'' پکارنے لگے۔

سرائیکی شعراء ادباء کے ہاں ان تینوں لفظوں کا جدا جدا مزاج متعین ہے۔فراق کے مضامین کے ساتھ لفظ ''تھل'' حُسن پیدا کرتا ہے اور وصل کی پر کیف بہاروں کے بیان میں ''روہی'' استعمال میں آتا ہے۔لوگوں کی بول چال میں ''تھل'' کم مگر ''روہی'' اور ''چولستان'' زیادہ بولا جاتا ہے لیکن سرکاری اور ادبی ریکارڈ میں اس صحرا کے لئے چولستان کا نام مختص ہے۔یہ صحرا چولستان کے نام سے کس طرح مشہور ہوا۔اس کے متعلق بھی متعدد آراء موجود ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

چولستان وجہ تسمیہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وچولو

چولستان کے موجودہ صحرائی علاقے اور قدیم جغرافیائی حد بندیوں کو پیش نظر رکھیں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ یہ خطہ زمین مغرب میں تھر اور جنوب مشرق میں راجپوتانہ کے وسیع صحرا کے درمیان میں پڑتا ہے۔ چنانچہ اس صحرا کے محل وقوع کو ملحوظ رکھ کر پہلے پہل اس کو ''وچولو'' درمیان کا علاقہ کہا جانے لگا۔ جو رفتہ رفتہ بدل کر چولستان ہو گیا۔ یہی وجہ ہے کہ جغرافیہ سندھ میں ''وچولو'' کو چولستان کا ماخذ بیان کیا گیا ہے۔ گو لفظ چولستان کی اور بھی تاویلات ہیں جو آگے درج کی جارہی ہیں۔ مگر یہ رائے سب سے زیادہ صائب ہے۔

چولن

اس صحرا میں تند و تیز ہواؤں کے جھکڑ چلتے رہتے ہیں۔ آندھی بکثرت آتی ہے۔ جس کی وجہ سے ریت کے ٹیلے متحرک رہتے ہیں۔ اور ان صحرائی ہواؤں کی زد میں آ کر ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتے رہتے ہیں۔ 1945ء کی سلوی کلچر کانفرنس میں لیفٹیننٹ کرنل ''ویسٹ لینڈ'' نے سال 1870ء اور 1935ء کے درمیان کئے جانے والے مشاہدات پر مشتمل ایک نقشہ پیش کیا تھا۔ اس میں دکھایا گیا تھا کہ ریت کے ٹیلوں نے شمال مشرق کے رخ پر 65 سالوں میں نصف میل سفر کیا تھا۔ اس آہستہ رد عمل کی وجہ یہ ہے کہ ٹیلوں کی ریت کو صرف آگے بڑھنا ہی نہیں ہوتا بلکہ فضا میں بلند ہو کر بکھرنا بھی ہوتا ہے۔ سرائیکی زبان کا لفظ ''چولن'' ٹیلوں کی حرکت کی اس کیفیت کو بیان کرتا ہے۔ اس حالت میں اگر ٹیلوں کو دیکھا جائے تو یوں لگتا ہے جیسے اوپر ایک بہت بڑی چھلنی استادہ ہے جس سے چھن چھن کر ریت کے ذرات دوبارہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زمین پر جمع ہو رہے ہیں۔ ایسے میں انسان کے لئے سانس لینا دشوار ہو جاتا ہے۔ دلشاد کلانچوی کے الفاظ میں ''اس شکست و ریخت اور اکھاڑ پچھاڑ کے عمل کو سرائیکی زبان میں ''چولن'' کہتے ہیں''۔ چولستان کے موجودہ نام کا ایک ماخذ یہ لفظ بھی ہو سکتا ہے۔

چول

ترکی زبان میں ریگستان کے لئے ''چول'' کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ سر آرل سٹین کے بقول ''چولستان'' اس سے ماخوذ ہے۔ ان کے خیال میں جنوب مشرقی ایرانی حملہ آوروں کی بدولت یہ لفظ یہاں پہنچا اور اپنے فارسی لازمہ کی وجہ سے لفظ چولستان کی شکل اختیار کر لی اور اس صحرا کی دائمی پہچان بن کر آج تک رائج ہے۔

چیلستان

ایک قیاس یہ بھی ہے کہ لفظ ''چیلستان'' جس کا مطلب بے آب و گیاہ ہے بگڑ کر ''چولستان'' بن گیا ہے۔ یہ لفظ عراقیوں کے ہاں صحرا کے لئے برتا جاتا ہے۔ چولستان میں بھی چونکہ حالات اس نوع کے ہیں، اس لئے یہ نام اس صحرا کے لئے موزوں سمجھا گیا اور پھر وقت کے ساتھ بگڑ کر چولستان بن گیا۔ اسی حوالے سے، اے۔ کے۔ خالد، چیلستان کو صحرائے چولستان کی وجہ تسمیہ قرار دیتے ہیں۔

چلن چلن

چولستان میں پچاس ہزار سے زائد لوگ خانہ بدوشی کی زندگی گزار رہے ہیں۔ تاریخ اور لوک دانش کے مطابق صدیوں پہلے بھی اس علاقے میں یہی صورتِ حال تھی۔ خودرو گھاس اور پانی کے ذخائر کی تلاش میں ہمہ وقت گردش کرنے والے اور اسی کرب میں مبتلا رہنے والے صحرائی بتیلے جو برسات کے مہینوں میں (جو فروری سے جولائی تک کا عرصہ ہے۔) زیریں چولستان میں ٹوبوں کے اطراف ان خانہ بدوشوں کے میلے لگے ہوتے ہیں۔ مگر فروری سے جون کے مہینوں میں جب ٹوبے سوکھ جاتے ہیں اور زمین کا ڈو کی پپڑیوں میں بدل جاتی ہے تو یہ لوگ اپنے مویشیوں سمیت بالائی چولستان میں چلے جاتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خانہ بدوشوں کی زندگی مسلسل چل چلاؤ ہوتی ہے۔ سرائیکی زبان میں چلتن چلتن کے الفاظ اس مفہوم کو ادا کرتے ہیں۔ ممکن ہے اس حوالے سے یہ صحرا چولستان کے نام سے موسوم ہو گیا ہو کہ صحرا کی وحشتیں مسلسل کوچ کا پیام دیتی ہیں اور کاروانوں کو راہوں پر قیام نصیب نہیں ہوتا۔

چولی

چولستانی خواتین سترہ گز اور بیس گز کے پھیلاؤ والے گھاگرے پر کسی ہوئی مختصر چولی پہنتی ہیں۔ جو بہت بھلی لگتی ہے۔ خواجہ غلام فریدؒ نے بھی اپنی کافیوں میں ''روہی'' کو نازک نازوالی اور غمزے اور نخرے کرنے والی ''جٹیوں'' کا مسکن کہہ کر پکارا ہے۔ یہ سچ ہے کہ یہاں کی خواتین اپنے پہناوے کے لحاظ سے یکتا دکھائی دیتی ہیں۔

بیگم یسین کا خیال ہے کہ چولستانی پیرہن ''چولی'' نے اس صحرا کو چولستان کا نام دلوایا۔

> چولستانی خواتین نے وہ خوش رنگ ملبوسات پہن رکھے تھے خصوصاً ''چولی'' جو کرتی کی جگہ پہنی جاتی ہے۔ کھڈی کے سرخ کپڑے کی بنتی ہے اوپر رنگدار کشیدہ کاری کی جاتی ہے۔ شاید چولی کی وجہ سے یہ علاقہ چولی والیوں کا دیس کہلایا جانے لگا اور پھر بگڑ کر چولستان بن گیا۔

چھولی

سرائیکی میں ''چھولی'' کا لفظ ''لہر'' کے سترادف استعمال ہوتا ہے۔ صحرا کا منظر بیان کرنا ہو تو کہا جاتا ہے۔ ''ریت دا سمندر چھولیاں پیا مریندے'' یعنی ریت کا سمندر لہریں لے رہا ہے۔

اس لئے ایک خیال یہ بھی ہے کہ ''چھولیاں'' کا لفظ ''چولستان'' کے نام سے صوتی یکسانیت رکھتا ہے۔ اس صوتی قربت کو پیش نظر رکھیں تو یہ امر بعید از قیاس نہیں لگتا کہ چولستان کے نام نے اپنی تشکیل میں اس لفظ سے بھی اثرات قبول کئے ہوں گے۔

ا۔ رپورٹ ۱۹۷۰

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چولستان کا طول و عرض

جغرافیہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحرائے ریگستان کا رقبہ دس ہزار تین سو نناوے مربع میل پر مشتمل ہے جو مشرق و مغرب کی طرف پھیلا ہوا ہے۔ جس میں بہاول پور ڈویژن کے تین انتظامی اضلاع بہاول نگر، بہاول پور اور رحیم یار خاں کے علاقے شامل ہیں۔ شمال مشرقی ضلع بہاول نگر کا ایک ہزار پانچ سو اسی مربع میل علاقہ۔ وسطی ضلع بہاول پور میں چولستانی رقبہ نسبتاً باقی اضلاع سے زیادہ ہے۔ یہ چھ ہزار دو سو چرانوے مربع میل ہے۔ ضلع رحیم یار خاں میں جو پنجاب کی سرحد کے قریب واقع ہے۔ دو ہزار پانچ سو پچیس مربع میل کا علاقہ چولستان میں شامل ہے[1]۔

صحرائے چولستان بہاول پور ڈویژن کا دو تہائی رقبہ ہے جس کے شمال میں دریائے ستلج، جنوب میں دریائے سندھ کا زرعی علاقہ ہے۔ مشرق اور جنوب میں اس صحرا کے آخری کنارے بھارت کی سرحدوں سے جا ملتے ہیں۔ سرحد سے پرے راجھستان کے صحرائی سلسلے پھیلے ہوئے ہیں۔ اس صحرا کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

---

1 بہاول پور، بہاول نگر اور رحیم یار خاں کے اضلاع میں چولستانی رقبہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

ضلع	مربع میل	ایکڑ	ہیکٹر
ا۔ بہاولپور	۶۲۹۴	۴۰,۲۸,۱۶۰	۱۶,۳۰,۱۳۹
۲۔ بہاولنگر	۱۵۸۰	۱۰,۱۱,۲۰۰	۴,۰۹,۲۱۸
۳۔ رحیم یار خاں	۲۵۲۵	۱۶,۱۶,۰۰۰	۶,۵۳,۹۷۲
	۱۰,۳۹۹	۶۶,۵۵,۳۶۰	۲۶,۹۳,۳۲۹

صحرائے چولستان کا طول چار سو اسی کلومیٹر ہے۔ اس صحرا کا ارض بیس کلومیٹر سے لے کر ایک سو بانوے کلومیٹر کے درمیان تک کہیں کم اور کہیں زیادہ ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحرائے کبیر (Greater Cholistan)

''(گریٹر چولستان)'' وہ علاقہ جو جنوب میں دور تک چلا گیا ہے۔ صحرائے کبیر کہلاتا ہے۔ اس کی سطح بلند ہے اور زمین ریتلی ہے۔ اس کا کل رقبہ سات ہزار مربع میل ہے [۱]۔ چولستانی جب ''روہی'' کا نام لیتے ہیں تو ان کی مراد صحرائے کبیر ہوتا ہے۔ ''ہرن'' ''تلور'' اور ''بھوکڑ'' جھاڑیوں سے بھرے ہوئے صحرائے کبیر کے دامن میں ملیں گے۔ یہ چولستان کا وہ حصہ ہے جہاں سیاحوں کی رسائی بہت کم ہوتی ہے۔ صحرا کے اس گوشہ میں آباد چولستانی باقی دنیا سے منقطع ہو کر رہتے ہیں۔ انہیں صحرا نے اپنے رنگ میں رنگ لیا ہے۔ ان کے چہروں پر صحرا کی چھاپ لگی ہے۔

صحرائے کبیر کی زمین چٹانی ہے وہاں ایسے ٹوبے موجود ہیں جنہیں سال میں ایک بار لبالب بھر لیا جائے تو پانی محفوظ رہ سکتا ہے۔ دقت یہ ہے کہ بارش کے پانی کی قلت ہے ورنہ وہاں کے رہنے والے لوگوں کو گرمیوں میں زرعی علاقوں کی طرف ہجرت کرنے کی ضرورت نہ پڑے۔

صحرائے صغیر (Lesser Cholistan)

(''لیسّر چولستان'') آبادکاری نظام کے تحت جو علاقہ زیر کاشت آیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ چولستان کا جو نشیبی علاقہ چلا گیا ہے۔ وہ صحرائے صغیر کہلاتا ہے۔ یہ علاقہ تقریباً تین [۲] ہزار مربع میل پر پھیلا ہوا ہے۔ اس کی سطح نیچی ہے۔ بعض مقامات پر طویل چٹیل میدان موجود ہیں جنہیں مقامی زبان میں ''ڈھر'' کہتے ہیں۔ ان ڈھروں کی مٹی (الیوویئل Alluvial اور کیل کیئریئس Calcareous) چونہ دار دریائی مٹی ہے۔

ذیلی نشیب (Great Depression)

ہاکڑہ کے دریائی نشیب کے علاوہ ایک اور نچلی سطح کا علاقہ ہے جسے ذیلی نشیب کہتے ہیں جو آباد زرعی علاقوں کے ساتھ ساتھ چلا گیا ہے۔ یہ نشیب مختلف ناموں سے مشہور ہے۔ چنانچہ دین محمد اس طرح بیان کرتے ہیں۔ ''اس ذیلی نشیب'' کو ''حاصل ساھو'' میں ''بھاگاں'' کہتے

۱۔ 18,852sq KM

۲۔ 8,081sq KM

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ میکلوڈ گنج روڈ میں ''ترہانوالی''۔ منچن آباد میں ''کالی بڈی''، شہر فرید (مہار شریف) میں ''ہریاری'' یا (غاروآں)۔ حاصل پور میں ''پکھل'' یا پکھالا۔ ٹبہ ریکا میں ''مجلانا''۔ شیخ واہن میں ''چلکانہ''۔ طلبانی میں ''پھٹ''۔ خیر پور شرقی میں ''گھاگرا''۔ محمد پور اور کنجالا میں ''گرنگ''۔ سنجر میں ''حرات''۔ ڈیرہ بکھا میں ''کلکی''۔ بہاول پور میں ''دھند''۔ اُچ میں ''چوھدری'' گڑھی اختیار خاں میں ''ترکری''۔ مؤ مبارک میں ''کلا''۔ نوشہرہ میں ''گرہیلہ''۔ گڑھی بیگر میں ''دھند'' اور ''تکہ''۔ کوٹ سبزل میں ''گورہیلہ''۔

یہ ذیلی نشیب دریائے ہاکڑہ کی سیج سے تین یا بارہ میل کے فاصلہ پر اور متوازی شمال مشرق سے جنوب مغرب کی سمت بہاول نگر سے کوٹ سبزل تک (قدیم شہروں کے ساتھ ساتھ) چلی گئی ہے۔

موجودہ شہری آبادیاں ان ناموں سے تو واقف ہیں۔ مگر ان کے تاریخی پس منظر سے واقف نہیں۔ مثال کے طور پر منچن آباد میں ''کالی بڈی'' کا نشیب شہر سے دور ایک گڑھے کی صورت میں موجود ہے۔ کسی کو معلوم نہیں کہ یہ جگہ کالی بڈی کے نام سے کیوں مشہور ہے۔ اس جگہ کوؤں کے غول اترتے رہتے ہیں دور سے دیکھیں تو کوؤں کی وجہ سے یہ جگہ کالی دکھائی دیتی تھی۔ نوجوانوں کا خیال ہے کہ اس مخصوص منظر کی وجہ سے اس جگہ کو کالی بڈی کا نام دے دیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ نام قدیم ہے۔ یہ ذیلی نشیب بھی اتنا ہی پرانا ہے جتنا کہ یہ نام۔ ہندو اس ذیلی نشیب کے بارے میں دو لوک کہانیاں بیان کرتے ہیں۔

اژدہا کا سفر

کہتے ہیں کہ دریائے جمنا میں ایک خوفناک اژدہا رہتا تھا۔ جب اس کی تباہ کاریاں حد سے بڑھ گئیں تو جمنا کی موجیں بھی اس سے ناخوش ہوگئیں۔ جمنا نے اس اژدہا کو حکم دیا کہ اس کی حدود سے نکل کر سمندر میں چلا جائے۔ اژدہا کو سمندر تک جانے کے لئے پانی کا راستہ درکار تھا۔ اس لئے اس نے جمنا سے درخواست کی کہ وہ پانی کچھ متلاطم موجیں اسے مستعار دے دے جن کے ذریعے وہ اپنا سفر عافیت سے کاٹ سکے۔ دریائے جمنا نے اژدہے کی بات مان لی۔ اس نے ایک نیا تندو تیز دریا اپنی کوکھ سے نکالا جو اس اژدہا کو بہا کر سمندر میں چھوڑ کر آیا۔ یہ ذیلی نشیب اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واقعہ کی یادگار ہے۔

شہزادی کی نہر

بہت پہلے یہ علاقہ ''گستاسپ'' کے زیرنگیں تھا۔اس بادشاہ کی ایک نیک دل بیٹی تھی۔ جب ''گستاسپ'' نے اس کی شادی کی تو یہ علاقہ جواب ذیلی نشیب اور ٹیڑھے میڑھے گڑھوں کے باقیات کی شکل میں موجود ہے بادشاہ نے اپنی بیٹی کو جہیز میں دے دیا۔شہزادی کو خدمت کا ذوق قدرت کی طرف سے ملا تھا۔اس نے اس علاقے میں زرکثیر صرف کر کے ایک طویل نہر کھدوائی۔ جس کی بدولت بہت سی بستیوں میں خوشحالی آ گئی۔آج وہ نہر اپنی اصل حالت میں موجود نہیں ہے۔مگر اس کے آثار نشیبوں کی صورت میں ابھی تک باقی ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موسم اور بارش

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چولستان میں گرمی بھی شدت کی پڑتی ہے اور سردی بھی۔ گرمیوں میں دوپہر نا قابل برداشت ہو جاتی ہے مگر صبح اور شام کے سمے بڑے خوشگوار ہوتے ہیں۔ اسی طرح سردی چار سو پھیلے ہوئے ریت کے سمندر کے باعث راتوں کو شدید ہو جاتی ہے۔ مگر جیسے ہی دھوپ نکلے موسم بھلا لگتا ہے۔ برسات جولائی اور اگست کے مہینوں تک محدود ہے جس کی شرح تین تا پانچ سالانہ ہوتی ہے۔ لوگوں کی خوشی کا دارومدار بارش پر ہے۔ اگر بارش مقررہ شرح کے مطابق ہو جائے تو ٹوبے یا قدرتی گڑھے پانی سے بھر جاتے ہیں جن سے پورے سال کی ضروریاتِ آب نوشی پوری ہو سکتی ہیں۔

برگزیدہ مسافر

کسی خاص موقع پر بارش کا ہو جانا اس مناسبت سے نیک شگون سمجھا جاتا ہے۔

کسی مسافر یا بزرگ کی آمد یا قیام کے دوران بارش ہو جائے تو چولستانی اس کا سہرا اس کے سر باندھ دیتے ہیں اور نزول باراں کی وجہ سے اس مسافر یا بزرگ کی بہت عزت کرتے ہیں۔

دور بینی

سردیوں میں ہوا میں نمی کی وجہ سے دور دور تک نگاہ کام کرتی ہے۔ دس بارہ میل کے مقامات طلوع کے وقت یوں دکھائی دیتے ہیں جیسے سامنے موجود ہوں۔ اس موسم میں خوبصورت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پرندے تلور اور ہرنوں کے آوارہ غول دیکھ کر لوگوں کو بہت خوشی ہوتی ہے۔سردیوں میں ایسا لگتا ہے کہ جیسے سردی وجود کو یخ کر رہی ہو۔ایسے میں جھوکوں کے پاس سوکھی ہوئی صحرائی جھاڑیاں جلا کر صحرائی لوگ خود کو گرم رکھتے ہیں۔سردیوں میں کھجور کے کٹے ہوئے تنے کو آگ لگا دی جاتی ہے تو وہ دن رات کئی کئی ہفتے سلگتا رہتا ہے۔اس کے آس پاس بیٹھ کر مسافر اور مکین دونوں راحت پاتے ہیں۔

اس کے برعکس گرمیوں میں یوں لگتا ہے کہ جیسے انسان بھٹی میں پڑا ہو۔کیونکہ درجہ حرارت کبھی کبھی 120 درجہ فارن ہیٹ سے بھی تجاوز کر جاتا ہے۔مگر اس موسم میں آندھی ابھی میلوں دور ہو تو انسانی آنکھ اسے فاصلے سے دیکھ سکتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ٹونے اور کنڈ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چولستان میں میٹھا پانی سب سے بڑی رحمت اور سوغات سمجھا جاتا ہے۔ یہاں اس کا واحد ذریعہ بارش ہے۔ چولستانی بارش کے پانی کو "ٹوبھوں" اور کنڈوں میں محفوظ کر لیتے ہیں۔ ٹوبھا زیریں سطح ☆ پر قدرتی گڑھا ہوتا ہے یا پھر محنت سے بنایا جاتا ہے۔ بارش ہوتی ہے تو دور دور سے پانی خود بخود بہہ کر گڑھے میں جمع ہو جاتا ہے۔ یہاں ٹوبھا آس پاس کے رہنے والوں کی زندگی کا ضامن ہے۔ ٹوبھے میں پانی کی سطح جوں جوں کم ہوتی جاتی ہے چولستانیوں کی پریشانی بڑھتی جاتی ہے۔ ٹوبھے انسانوں اور مویشیوں کے لئے جدا جدا ہوتے ہیں۔ یا پھر اس کو مٹی گارے یا پتھر کی حد بندیوں سے بانٹ دیا جاتا ہے۔ مویشیوں کا ٹوبھا گہرا نہیں بنایا جاتا جبکہ انسانوں کے لئے مخصوص ٹوبھے کے کنارے تراش تراش کر گہرے کر دیے جاتے ہیں۔ تاکہ خواتین پانی بھرتے وقت مٹی کے گھڑوں کو اس میں ڈبو کر آسانی سے پانی بھر سکیں۔ پورے چولستان میں کل پانچ سو ٹوبھے ہیں۔

پانی کے صحرائی ذخیرے

صحرا کی دھوپ پانی کی دشمن ہے۔ پانی اگر کھلے مقام پر ہو تو صحرائی دھوپ اس کا پچاس فیصد بخارات کی شکل میں اڑا دیتی ہے۔ پانی کو محفوظ رکھنے کے لیے چولستانی زیر زمین تالاب بناتے ہیں۔ مقامی زبان میں اسے "کنڈ" کہا جاتا ہے۔ یہ بیس ہاتھ گہرا اور آٹھ دس ہاتھ کشادہ کمرہ ہوتا ہے جس کی دیواروں کو صحرائی سیمنٹ سے پلستر کیا جاتا ہے اور جس پر گول ڈھکنا رکھا جاتا

☆۔ زیر زمین پانی کی سطح کی گہرائی ۸۰ فٹ تا ۱۲۰ فٹ ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔اس کنڈ کوایسی جگہ بنایا جاتا ہے جوقدرتی طور پر نیچی سطح پر ہو۔اس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ پانی ہرطرف سے خود بخود وافر مقدار میں یہاں اکٹھا ہو جاتا ہے۔کنڈ کا منہ اونچا ہوتا ہے۔جس کی دو تین فٹ اونچی دیواریں بنائی جاتی ہیں تاکہ ڈھکنا اونچا رہے۔زمین کی سطح پر بڑے بڑے سوراخ ہوتے ہیں جن کے ذریعے پانی اندر جاتا ہے۔پانی نکالنے کے لئے ڈھکنے والا ل سوراخ استعمال کیا جاتا ہے۔جس میں اس مقصد کے لئے ڈول ڈالا جاتا ہے۔کنوؤں کی طرح ''کنڈ'' ☆ بھی عوامی ملکیت شمار ہوتے ہیں۔

ہر قوم کا علیحدہ کنواں

چولستان میں جہاں کبھی ہاکڑہ ستلج اور جمنا بہتے تھے۔کہیں کہیں شفاف پانی کے ذخائر موجود ہیں۔مگر عام طور پر زیر زمیں پانی کھارہ اور ناموزوں ہے۔

چولستان کی ہر بستی میں ہر قوم نے اپنے لئے کنویں کھود رکھے ہیں۔بستی کا کوئی بھی جوان کنواں کھودنے پر مامور کر دیا جاتا ہے۔جو زمین پر دائرہ بنا کر کھودنا شروع کر دیتا ہے۔ساتھ ساتھ صحرائی سیمنٹ سے اس کے اطراف کی دیواروں پر پلستر کرتا چلا جاتا ہے۔اس طرح ہر روز وہ اوسطاً پانچ ہاتھ گہرائی میں چلا جاتا ہے۔کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کام کرنے والا زیر زمیں گہرائی میں مشغول تھا اور اس کے اوپر سے اطراف کی دیواریں آپس میں مل گئیں۔ایسا ہو جائے تو بے چارہ کام کرنے والا زندہ درگور ہو جاتا ہے۔مگر یہ اس صورت میں ہوتا ہے جب پلستر نہ کیا گیا ہو یا اس کے سوکھنے سے پہلے مزید کھدائی شروع کر دی گئی ہو۔کنوئیں کی جگہ کا انتخاب قوم کے بڑے بوڑھے کرتے ہیں جنہیں زیر زمیں پانی کی موجودگی کا اندازہ کر لینے کا تجربہ ہوتا ہے۔بڑا بوڑھا تجربہ کار گردونواح میں گھومتا ہے اور جہاں اسے فرحت محسوس ہوئی اس جگہ کو کنویں کے لیے نشان زد کر دیتا ہے اور اس نشان پر کھدائی شروع ہو جاتی ہے۔سارے چولستان میں اس وقت صرف 90 کنویں ہیں۔

پانی صاف کرنے کا طریقہ

بارش کے پانی کو صاف کرنے کا مقبول طریقہ یہ ہے کہ تھوڑی سی پھٹکڑی اس میں ڈال

☆ ۔ٹوبھا خشک ہو جانے کے بعد کنڈ کا پانی استعمال میں لایا جاتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دی جاتی ہے۔ یا پھر باحیثیت لوگ بادام توڑ کر اس کے مغز کو کوٹ کر گھڑے میں ڈال دیتے ہیں۔ پانی فلٹر ہو کر بالکل صاف ہو جاتا ہے۔ پینے والے کو ذرہ برابر شائبہ نہیں ہوتا کہ یہ پانی کبھی گدلا بھی تھا۔ جو مہمان بہت عزیز ہوں انہیں بارش کا مصفا پانی پیش کیا جاتا ہے۔ عام حالات میں کنویں کا قدرے ترش پانی استعمال میں لایا جاتا ہے۔ ''کھوی'' ایک پودا ہے جس کی جڑیں پانی میں بھگو دی جائیں اور وہ پانی پیا جائے تو پانی کی طلب کم ہو جاتی ہے اور چند گھونٹ پی کر بھی تشفی ہو جاتی ہے۔

تاحال میٹھا پانی چولستان کے تین مقامات پر دریافت ہوا ہے۔ رنہال، اسلام گڑھ، گنیاں والا۔ یہ مقامات ہندوستانی سرحد کے ساتھ ساتھ واقع ہیں۔ تحقیق کے مطابق اگر پانی کے دس لاکھ قطروں میں نمکیات کے ۳۰۰۰ ذرّات پی پی ایم موجود ہیں تو وہ انسانی استعمال کے لئے موزوں ہوتا ہے۔ رپورٹ کے مطابق رنہال کے پانی میں تین ہزار سے کم ذرّات موجود ہیں۔ عام طور پر پچاس سے سوفٹ تک پانی انتہائی کھاری نکلتا ہے۔ ایم اکبر انصاری نے تیرہ ٹیسٹ بور کرنے کے بعد جو رپورٹ مرتب کی ہے اس کا مختصر جائزہ لیں تو پتہ چلتا ہے کہ پچاس سے سوفٹ گہرائی تک ۱۳۰۰۰ پی پی ایم سے ۳۹۰۰۰ پی پی ایم ذرّات نمکیات پائے جاتے ہیں۔ مویشی اور جانور ۱۰۰۰۰ پی پی ایم سے ۱۲۰۰۰ پی پی ایم تک پی پی ایم (نمکیات کے ذرّے) پانی پی سکتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مٹّی اور مزاج

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحرا کے مختلف موڈ

صحرائی زمین سپاٹ میدانوں (ڈہر) ریت کے ٹیلوں پر مشتمل ہے۔زمین ایک سی نہیں ہے۔مختلف علاقوں میں مٹی کی نوعیت مختلف ہے۔

یہ تنوع صحرا کے مناظر کو اور بھی جاذبیت عطا کرتا ہے۔زمین کی ساخت کے یہ نمایاں فرق چولستان کو راستوں اور منزلوں کی شناخت میں مدد دیتے ہیں۔ان علامات کے حوالے سے کسی بھی شے کے اصل محلِ وقوع کا بآسانی اندازہ کر لیا جاتا ہے۔آباد علاقوں سے آنے والوں کے لئے سب ''ڈہر'' ''کھنڈر'' اور ''ٹبے ٹیلے'' ایک جیسے ہوتے ہیں۔مگر چولستانی کے لئے ہر ''ڈہر'' ہر ٹھیٹر اور ہر ٹبے کا جدا نام اور پہچان ہوتی ہے۔جس طرح وہ بیسیوں مویشیوں کی شکلوں میں فرق دیکھ لیتا ہے اسی طرح زمینوں کا فرق بھی آسانی سے محسوس کر لیتا ہے۔ان کا یقین ہے کہ قدرت نے یہ نشانیاں اس کی سہولت کے لئے بنائی ہیں تاکہ اسے اپنا مویشی اور مسکن ڈھونڈنے میں مشکل نہ ہو۔چولستانی ان علامات سے اتنے مانوس ہیں کہ انہوں نے ان کے مخصوص نام رکھ چھوڑے ہیں۔

یہ بات تجربہ میں آئی ہے کہ صرف پیدل چلنے کے دوران ہی صحرا کے مناظر کا مشاہدہ ممکن ہے۔کسی ٹیلہ کے پہلو سے گزریئے تو اس کو عبور کرنے میں اتنا وقت صرف ہوگا کہ اس ٹیلے کی ایک ایک لہر، ہر بل اور ہر زاویے سے تعارف حاصل ہو جائے گا۔جب دوسرا ٹیلہ سامنے آئے گا تو ذہن دونوں کے فرق کو سمجھ لے گا۔اس لئے چولستانیوں کے نزدیک زمین کا ہر ابھار اور نشیب انفرادیت کا حامل ہے۔

ڈہر

چولستان میں سخت سپاٹ اور پختہ سڑکوں سے زیادہ ہموار سرزمینیں بھی ہیں۔ چولستانی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسے میدانی سلسلوں کو ''ڈہر'' کہتے ہیں۔ گیارہ لاکھ ساٹھ ہزار نو سو ایکڑ رقبہ اس زمرہ میں آتا ہے۔ ان مقامات کی مٹی چونہ صفت اور زیر زمیں پانی کھاری ہوتا ہے۔ ''ڈہر'' زیادہ تر چولستان کے اس حصہ میں ہیں جسے ہم ''صحرائے صغیر'' کہتے ہیں۔ یعنی آباد زرعی علاقوں سے ملحقہ صحرائی علاقہ، یا یوں کہیئے کہ ڈہر چولستان کے شمال وسطی اور شمال مشرقی حصہ میں پائے جاتے ہیں۔ ''ڈہر'' کی زمینوں کے نیچے عام طور پر پانی کھاری ہوتا ہے اور ان کی سطح پر جو نباتات اگتی ہیں وہ مخصوص ہیں۔ خیال ہے کہ ڈہروں کی زمیں دراصل دریائے ہاکڑہ کی طغیانیوں کا ہدف بنتی رہی ہے۔ اس لئے ڈھروں کے کئی کئی رنگ ہو گئے ہیں۔ سطح کہیں بھوری اور کہیں گہری بھوری۔ مجموعی حیثیت سے یہ علاقہ بنجر شمار ہوتا ہے۔ ڈہر کی سطح اتنی ٹھوس ہوتی ہے کہ عام حالات میں اس پر کچھ نہیں اگتا۔ ''رتے ڈہر'' کو چھوڑ کر جوگنی چنی جھاڑیاں اور پودے عام ڈہروں میں اُگتے ہیں۔ وہ صرف اونٹوں کو مرغوب ہیں۔ یہ جھاڑیاں بھیڑیں اور بکریاں صرف اس صورت میں کھاتی ہیں۔ جب انہیں کھانے کو کچھ نہ ملے یا جب ان کے جسم میں نمک کی مقدار کم ہو۔

''کھار'' ''لانا'' ''لانی'' اور پلچی، ڈہروں میں خود بخود اگتی ہیں اور انہیں کوشش سے بھی اگایا جا سکتا ہے۔ مگر چولستانی ڈہروں میں کاشت کرتے ہوئے گھبراتے ہیں۔ اس لئے ڈہر کے کناروں پر ریت کے ٹیلے سینہ تانے کھڑے ہوتے ہیں اور اندیشہ یہ کیا جاتا ہے کہ وہ ڈہر میں گر کر زمین کو تباہ کر دیں گے۔ زوردار آندھی چلے تو اس کا امکان زیادہ موجود ہوتا ہے۔

ڈہروں کے تین نام

چولستانی ان ''ڈہروں'' کی پہچان تین ناموں سے کرتے ہیں۔ ہر نام ڈہر کی ایک قسم کی نمائندگی کرتا ہے۔ مثلاً ''چٹا ڈہر'' اس کی بالائی سطح سفیدی مائل ہوتی ہے؟ نہ ہو تو اس میں پانی جذب ہوتا ہے اور نہ ہی اس پر گھوڑا دوڑانے سے قدموں کے نشانات ثبت ہوتے ہیں۔ چٹے ڈہر پر آپ کو سبزے کی ایک کونپل یا گھاس کا ایک تنکا بھی دکھائی نہیں دے گا۔ پانی چونکہ اس میں جذب نہیں ہوتا اس لئے برسات کے بعد یہ ڈہر کافی دنوں تک پانی سے بھرا رہتا ہے۔ کئی ماہ بعد جب اس ڈھر کی سطح دوبارہ نمودار ہوتی ہے۔ تو اس میں گھونگے بن چکے ہوتے ہیں۔ چٹے ڈہر میں سفید مٹی دو فٹ گہرائی تک پائی جاتی ہے۔ اس کے نیچے سرخ رنگ کی مٹی ہوتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری قسم ''پولا'' ککڑ ''اندوالا'' ڈہر کہلاتا ہے۔ اس ڈہر کی مٹی بھربھری ہوتی ہے۔ اس پر چلنے سے پیروں کے نشانات بن جاتے ہیں۔ مٹی ایک تہائی کھردری ریت اور دو تہائی تقریباً ایک گرام برابر چھوٹے چھوٹے کنکروں کا مرکب ہوتی ہے۔ ''پولے ڈہر'' پر نباتات میں صرف ''رتا لاڑاں'' اور ''پھلی والا لاڑاں'' اگتا ہے۔ مگر ''پولے'' ڈہروں پر مشتمل علاقہ بہت محدود ہے۔

تیسری قسم کا نام ''رتا ڈہر'' ہے۔ زیادہ تر رقبہ ''رتے ڈہروں'' کے تحت آتا ہے۔ چولستانی زمینوں میں رتا ڈہر ایک چار 1:4 کے تناسب میں موجود ہے۔ ڈہروں میں یہ سب سے بہتر ہے۔ اس ڈہر میں پائی جانے والی پکی مٹی کی بالائی تہہ دو فٹ موٹی اور رنگت میں سرخی مائل ہوتی ہے۔ برسات کے بعد اس ڈھر کی سطح سیاہی مائل جاتی ہے۔ اس ڈہر میں نباتات نسبتاً زیادہ ہوتی ہیں۔ خودرو گھاس از قسم سٹین، قطرن، گنڈیں، بھوبھڑا، دھابن، لاتھیلہ، کلیج اور بوٹیوں میں بوپھلی، کڑوی بوٹی، ہزاردانی، برم ڈنڈی، گورکھ پان، گیدڑوال، گندی بوٹی، مرہٹہ، چوہٹہ چھپری اس ڈہر میں بہت پائی جاتی ہیں۔ درختوں میں جنڈ کریں اکاں اور بیر بھی اس ڈہر میں پائے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ بہت سی صحرائی جھاڑیاں بھی ''رتے ڈہر'' میں ہوتی ہیں۔ ان میں نمایاں یہ ہیں: لانا، کھار، پھوگ، کوکاں بیر، چکن، کھپ، بھنگری، کورد، دھمان اور بگی بوئیں۔ رتے ڈہر میں بسا اوقات خودرو ٹینڈے اگ آتے ہیں۔ روہیلوں (صحرائی باشندے) کو یہ ٹینڈے بے حد بھاتے ہیں۔ برسات میں کبھی کبھی ان ڈہروں میں خودرو تربوز، چبڑھ، کوڑتم اور گوڑھیوال اگ آتے ہیں۔

سراب

چولستان کے یہ ''ڈہر'' یا ہموار میدان دور سے سراب کا منظر پیش کرتے ہیں۔ ذرا دم لینے کے لئے رک جائیں اور دیکھیں تو یوں نظر آئے گا جیسے پانی کی موجیں ٹھاٹھیں مار رہی ہیں اور جیسے جیسے اس کے قریب ہوتے جائیں پانی کی یہ خیالی سرحد آگے ہی آگے ہوتی جائے گی۔ برسات کا موسم ہو تو ویسے بھی یہ ''ڈہر'' کھڑے پانیوں سے بھرے رہتے ہیں اس لئے دوسرے موسموں میں جب یہ سراب بن جاتے ہیں۔ تو کبھی کبھی مقامی باشندگان کی نظریں بھی دھوکہ کھا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتی ہیں۔ اندھیری رات میں اگر آپ ''ڈہر'' میں ہوں اور آسمان پر بجلی چمکتی ہو تو یوں لگے گا پلاسٹک کا ایک بہت بڑا ٹکڑا فضا میں معلق ہے جو وقفے وقفے کے بعد ہل رہا ہے۔ چودھویں کی رات کو ڈہر کی ہموار سطح کو دیکھئے تو یہ احساس ہوتا ہے۔ جیسے چاندنی رنگ کی موٹی تہہ دھرتی پر چپکا دی گئی ہے۔ یہ ''ڈہر'' جہاں کبھی کبھی سراب کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ کبھی کبھار ہرن کی قتل گاہ بھی بن جاتے ہیں۔ ہرن تیز دوڑنے کے لئے ٹیلوں سے کود کر ڈہر میں آجاتا ہے اور یہی حرکت اس کی موت کا سبب بنتی ہے کیونکہ اس معصوم کو خبر نہیں ہوتی کہ اس کے دوڑنے کی رفتار سے کہیں زیادہ تیز رفتار وہ جیپ ہے جو اس کا تعاقب کر رہی ہوتی ہے۔

قدیم آثار

چولستان میں دریائے ہاکڑہ کی تین سو میل ویران گزرگاہ کے اطراف دس سے پندرہ میل چوڑی پٹی کے اندر چار سو سات کھنڈرات ہیں جو تقریباً پانچ سے چھ ہزار سال پرانے ہیں۔ یہ کھنڈرات چرواہوں کی عارضی قیام گاہیں تھیں۔ ان مقامات سے مٹی کے ظروف، جانوروں مویشیوں کی اشکال مورتیاں، مُردوں کی تدفین کے بڑے مٹکے اور تیروں کے پھل ملے ہیں۔ ماہرین ان آثار کو بعض مطابقتوں کے حوالے سے جلیل پور، کوٹ ڈیجی اور ہڑپائی سے متشابہ قرار دیتے ہیں۔ چھ ہزار سال پرانے آثار کو سرائے کھولا، گوملا اور رحمان ڈھیری سے مربوط کرتے ہیں۔ ان آثار پر جن ماہرین نے کام کیا ہے۔ ان میں پاکستانی محقق ڈاکٹر رفیق مغل کا نام سر فہرست ہے۔ جنہوں نے ایک سو دس میل کے طول میں سروے کر کے پہلی بار ایک مربوط رپورٹ مرتب کی جس سے ان آثار کے اسلوب حقیقی کی نشان دہی ہوئی۔ ماضی میں آرل سٹائن ہنری فیلڈ اے گھوش، بی بی لال، بی کے ٹھاکر، کے این ڈکشت، سورج بھاس نے اس سلسلہ میں مساعی کی ہیں۔

چولستان میں سرخ رنگ کے پختہ ٹیلے جو پرانے شہروں کے مدفن ہیں ادھر ادھر بکھرے پڑے ہیں۔ چولستانی ان کھنڈرات کو سرائیکی زبان میں ''تھیڑ'' کہتے ہیں۔ ان ٹیلوں پر مٹی کے لوٹے برتن اور ٹھیکریوں کی اتنی افراط ہوتی ہے نچلی سطح دکھائی نہیں دیتی۔ بھٹی کے پکے ہوئے ان برتنوں کے رنگ سرخ اور سیاہی مائل ہوتے ہیں۔ چولستانی اگر عمارت کی نیو رکھنا چاہیں تو اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صدیوں پرانے ملبے کو سمیٹ کر اس میں ڈال لیں گے۔ صحرا کے سناٹوں میں یہ "ٹھیڑ" کسی خزاں رسیدہ چمن کی یاد تازہ کرنے کو باقی رہ گئے ہیں۔ پرندوں مویشیوں اور جانوروں میں ان پر کوئی بسیرا نہیں کرتا اور نہ انسانوں میں یہ حوصلہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ ان "ٹھیڑوں" پر اپنی جھوکیں اور گوپے بنائیں۔ عہد ماضی کہ یہ پامال شدہ باقیات اس لئے جوں کے توں موجود ہیں۔ شاید ایک نامعلوم خوف چولستانی لوگوں کے دلوں میں گھر کیے ہوئے ہے جس کے باعث وہ اب بھی ان خرابات پر اپنے مساکن کے بنیادیں استوار نہیں کرتا۔

"ان ٹھیڑوں" پر صرف گدھ بیٹھنا پسند کرتا ہے۔ وہ مردار کو کھینچ کر ان مقامات پر لے آتا ہے اور پھر اطمینان کے ساتھ اسے نوچ نوچ کر کھاتا ہے۔

سونے کے ذرّات اور عقیق کے ریزے

کچھ لوگ مٹی کے ان سرخ ٹیلوں پر قسمت آزمائی کے لئے آتے ہیں۔ ان لوگوں کو سونے کی تلاش ہوتی ہے۔ طلوع کا وقت تیز آندھی اور بارش کے فوراً بعد کا وقت سونے کی نشاندہی کے لئے انتہائی موزوں سمجھا جاتا ہے۔ وقتِ طلوع اس لئے شمسی شعاعیں ترچھی زمین پر پڑنے سے اگر کہیں سونے کی رتی ہو تو وہ چمکنے لگتی ہے۔ اور صاف دکھائی دیتی ہے۔ بارش اور آندھی کے بعد بھی ان خرابات کی بالائی سطح سے مٹی اور اوپر کی تہہ ہٹ جانے سے نئی اشیاء ظاہر ہو جاتی ہے۔ اس لئے چولستانی بارش کے خاتمے اور آندھی کے تھمتے ہی ان اخرابات کی طرف چل دیتے ہیں۔ کبھی کبھی سونا ٹوٹے ہوئے ٹکڑے کی شکل میں ملتا ہے۔ جو کسی قدیم زیور کے حصہ سے زیادہ مشابہت رکھتا ہے۔ چولستانی اس ٹکڑے کو دھاگے میں پرو کر گردنمیں لٹکا لیتے ہیں۔ وہ ایسا کیوں کرتے ہیں، انہیں خود معلوم نہیں۔ یہ ایک قدیم رواج ہے۔

یہ "ٹھیڑ" صحرا کی سپیدی کی ضد ہیں کیونکہ ان کی سرخ رنگت کبھی ماند نہیں پڑتی۔ یہ "ٹھیڑ یا تو بلند اور نوکیلے ٹیلوں کی مانند ہیں یا ہموار۔ بڑے ٹھیڑوں کے نشیب میں گھوم کر بعض چولستانی قیمتی پتھر بھی نکال لاتے ہیں۔ کبھی کبھی ان لوگوں کو عقیق بھی مل جاتا ہے۔ اسے بن تراشے ہی گلے میں لٹکا لیتے ہیں یا ڈبیہ میں رکھ کر محفوظ کر لیتے ہیں۔ ان لوگوں کے پاس قیمتی پتھروں کے جو ٹکڑے دیکھے گئے وہ زرد یا سرخ رنگ کے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منکے

ایک اور چیز جو چولستانیوں کو بھاتی ہے وہ بیضوی یا تکونی منکے ہیں جو لوگوں کو ان ''ٹھیٹروں'' سے ملتے ہیں۔ غالباً عہد قدیم کے چرواہوں کو یہ منکے بہت پسند تھے۔ اس وجہ سے اتنی افراط میں اب بھی مل جاتے ہیں۔ یہ مٹی ہڈی اور دیگر چیزوں سے بنے ہوتے ہیں۔ ان کا حجم بادام کی چھوٹی گری کے برابر ہوتا ہے۔ بڑا منکا جامن جتنا ہوتا ہے۔ ان منکوں میں سوراخ ہوتے ہیں۔ اس لئے جس چولستانی کے ہاتھ لگے وہ دھاگا پرو کر جھٹ گلے میں ڈال لیتا ہے۔ کسی خوش نصیب کو اگر سونا بھی اور منکے بھی مل جائیں تو سب کو علیحدہ دھاگوں میں پرو کر گردن میں پہن لے گا۔ ان دھاگوں کو اکثر گردن کے سائز کے برابر رکھا جاتا ہے تاکہ لٹکنے کی بجائے گردن کے ساتھ چپکے رہیں۔

ٹیلے

بلند ٹیلے زیادہ تر رحیم یار خاں کے صحرائی علاقہ میں ملتے ہیں ان کی زیادہ سے زیادہ اونچائی پانچ سو فٹ تک شمار کی گئی ہے۔ ریت کے ٹیلے دیکھنے میں تو ایک جیسے لگتے ہیں مگر ان کی اقسام جدا جدا ہیں۔ صحرائے چولستان کے خانہ بدوش ان کے جملہ انواع سے واقف ہیں۔ اپنے سفر اور حضر میں وہ ٹیلوں کو اپنے مخصوص تجربے کے پس منظر میں دیکھتے ہیں ان سے ہر موقع مناسبت سے تعبیریں نکالتے ہیں۔ ان لوگوں نے ہر ٹیلے کو ایک مخصوص نام دے رکھا ہے جس سے مسافت بتانے اور واقعات کی تفصیل سنانے میں سہولت پیدا ہو جاتی ہے۔

توے کے بغیر روٹی

ریت چولستانیوں کی جنت ہے وہ اس سے بیزار نہیں ہیں۔ دوپہر کے وقت جب تمازت اپنے عروج پر ہوتی ہے۔ ''صحرائے کبیر'' میں پھرنے والے بے خانماں روہیلے اونٹ کے بالوں اور سوتی دھاگے سے بنی ہوئی ''فلاسی'' پر آٹا گوندھ کر اس کا پیڑا بنا کر اسے دونوں ہتھیلیوں کے دباؤ سے بڑھا کر توے کی بجائے گرم ٹیلوں کی گرم ریت پر ڈال دیتے ہیں۔ کچھ دیر کے بعد روٹی کو اس تپتی ہوئی ریت پر الٹا دیا جاتا ہے۔ چند منٹوں کے بعد روٹی پک کر تیار ہوتی ہے۔ اسے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جھاڑ لیا جاتا ہے تا کہ ریت کے موٹے ذرات اتر جائیں۔

ریت کے ان ٹیلوں کو ظاہری ہیت میں بڑا اختلاف ہے لیکن مندرجہ ذیل دو بڑی اقسام کے تحت تقریباً ہر نوع کے ٹیلے کا ذکر کیا جا سکتا ہے۔

1۔ جامد ٹیلے

2۔ متحرک ٹیلے

جامد ٹیلے

جیسا کہ نام سے ظاہر ہے یہ ٹیلے مستقلاً ایک جگہ قائم اور مستحکم رہتے ہیں۔ چاہے تُند ہوائیں چلیں یا آندھیاں اُٹھیں ان کی ترتیب نہیں بگڑتی۔ صحرائے چولستان کے قافلوں کی کوشش ہوتی ہے کہ کس جامد ٹیلے کے نزدیک پڑاؤ ڈالیں۔ اس کا بڑا فائدہ اور تحفظ یہ ہوتا ہے کہ آندھی آجانے کی صورت میں اشیاء، مویشیوں اور انسانوں کا اڑتی ہوئی ریت کو بوچھاڑ کی زد میں آ کر دفن ہو جانے کا اندیشہ نہیں ہوتا۔ جامد ٹیلے کی بڑی پہچان یہ ہے کہ اس پر نباتات اگی ہوتی ہے۔ ایسے ساکت و جامد ٹیلے کو چولستان ''رتا ٹبہ'' بھی کہتے ہیں۔ ''رتے ٹبے'' پر اکثر جھاڑیاں اور گھاس ہوتے ہیں۔ پھوگ، لانا، چگ، بھرٹ، بھوبھرا، گم اور کھپ علاوہ ازیں جنڈ، ''کرینہہ'' بھی ''رتے ٹبے'' پر پائے جاتے ہیں۔ ''ٹبہ پکا بھتہ'' پر صرف ''لانا'' کی جھاڑی ہوتی ہے۔ صحرائی ٹیلے کی ایک اور قسم ''رتوی'' یا ''کسرے'' والی ہے۔ اس میں دو تہائی ریت اور ایک تہائی چکنی مٹی ہوتی ہے۔ بارشیں ہو جائیں تو ان کی مٹی سیاہی مائل ہو جاتی ہے۔ چھیر، کھرن پار، کھڈی، گورکھ پان، لانا، بوپھلی، ہزاردانی، چھمری، برہم ڈنڈی، کھپر بوٹی جیسی نباتات برسات کے بعد اس جگہ اکثر اگ آتی ہیں۔ کبھی کبھی خودرو تربوز اور پُھٹ بھی اگتے ہیں۔ ''راہ کڑاہ'' یا ''رکڑ'' سرخی مائل مٹی ہے جس میں ریت نہیں ہوتی۔ یہ پتھر کی طرح ٹھوس اور سخت ہے۔ مینہ برسے تو اس مٹی میں ایک ناگوار بُو پیدا ہو جاتی ہے۔ فسکلانی گھاس کے علاوہ اس میں کچھ نہیں اگتا۔

ایک ٹیلہ اونٹ کے کوہان کی شکل والا بھی ہے۔ جس کی سطح برگ و بار سے بالکل خالی ہے۔ یہ تمام تر راکڑہ مٹی سے بنا ہوا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متحرک ٹیلے

یہ ٹیلوں کی وہ قسم ہے جو صحرائی ہواؤں کے باعث اپنا ٹھکانہ بدلتے ہیں۔ ان کی سب سے بڑی پہچان یہ ہے کہ ان کی بالائی سطح ننگی ہوگی لیکن ان پر کبھی کبھی ''کھپ'' اور ''پھوگ'' اگ آتے ہیں۔ ان متحرک ٹیلوں کو ''ککے ٹبوں'' کا نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ ایک شکل نہیں رکھتے بلکہ کئی طرح کے ہوتے ہیں۔ بارشیں بہت ہوں تو ''ٹبہ رتولا'' ''پرلانا'' ''سٹین'' ''نن'' اور ''پھوگ'' ظاہر ہو جاتے ہیں۔

مغربی اور شمالی حصہ میں جو ٹیلے ہیں ان پر لہریں نمایاں نظر آتی ہیں۔ ان کی ریت ہولے ہولے رینگ کر ایک سے دوسری جگہ منتقل ہوتی ہے۔ ان ٹیلوں کی ایک طرف ریت اور دوسری طرف پیالہ نما گھاؤ ہوتے ہیں۔ یہ مخصوص ٹیلے چولستان میں تقریباً پندرہ لاکھ پانچ ہزار ایکڑ پر پھیلے ہوئے ہیں۔ کہیں کہیں ریت اور چکنی مٹی ملے ہوئے ہوتے ہیں۔ ان ٹیلوں کی ریت میں پانی روکنے کی صلاحیت بالکل نہیں ہوتی۔ نباتات انتہائی کم تعداد یہاں دکھائی دیتی ہیں۔ یہ بوٹے مویشیوں اور جانوروں کے لئے زیادہ قوت بخش نہیں ہوتے۔ یہ وہ ٹیلے ہیں جو آباد علاقوں سے قربت کے باعث بے حساب چرائی اور کٹائی کی وجہ سے نباتات سے محروم ہو گئے ہیں۔ ان ٹیلوں کے متحرک ہو جانے کی ایک وجہ یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ انسانوں اور مویشیوں نے مل کر ان پر موجود خودرَو نباتات کو کاٹ دیا ہے۔ یہ ٹیلے آس پاس کی زرعی زمینوں کو نقصان پہنچاتے رہتے ہیں۔ ان ٹیلوں پر صرف ''پھوگ'' اور ''لانا'' باقی رہ گیا ہے۔ تاہم ان ٹیلوں پر ''پھوگ'' اور ''فراش'' کو کوشش سے اُگایا اور بڑھایا جا سکتا ہے۔ ان کی افزائش سے پہلے کوئی دوسری چیز کاشت کرنا ممکن نہیں کیونکہ زمین پر جو بیج پھیلائے جائیں وہ متحرک ریت کے نیچے دفن ہو جاتے ہیں۔ ان جگہوں پر جہاں جہاں چکنی مٹی پائی جاتی ہے کنوئیں کھدوائے جائیں تو پانی نکلنے کے امکانات زیادہ ہوتے ہیں۔

چولستانی ٹیلوں کی ایک اور قسم بھی ہے۔ یہ ٹیلے پہاڑی نما ہوتے ہیں جو حرکت کرتے رہتے ہیں اور اس کے باوجود باہم گندھے ہوتے ہیں۔ یہ ٹیلے صحرائے چولستان کے جنوبی اور شمالی حصہ میں پائے جاتے ہیں۔ یہ تمام علاقہ خشک سالی کا شکار ہے۔ ٹیلے کا جو رخ ہوا کی طرف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتا ہے۔اس میں ریتلی مٹی کی آمیزش ہوتی ہے اوراس کی دوسری طرف متحرک ریت ہوتی ہے۔ ان ٹیلوں پر نباتات کم اُگتی ہیں۔صرف ''پھوگ'' کا پودا۔ ''رتالاڑاں'' ٹیلوں کے درمیان وادی نمازمین ہوتی ہے۔ جہاں مخل بھکری، بھمبر، بوئیں، گورکھا اگ آتے ہیں۔ جنڈیا تو ڈھلوان پر ہوتا ہے یا متحرک ٹیلوں کے کوچ کر جانے کی جگہ پر''کریر''ان علاقوں میں بہت ہوتا تھا۔مگراب زیادہ چرنے کی وجہ سے کمیاب ہوگیا ہے۔

ماہرین کا خیال ہے کہ اس علاقے میں''پھوگ''اور ''فراش'' کی قلمیں لگائی جاسکتی ہیں اورصحرائی گھاس ازقسم''دھماں''اور ''گھورکھا'' کی کاشت بھی ممکن ہے۔

1982ء کے سروے کی رپورٹ کے مطابق ان ٹیلوں کے نیچے صحرا کا چار لاکھ نو ہزار ایکڑ رقبہ موجود ہے۔

صحرائی ٹیلوں کی ایک ساخت اور بھی ہے۔ یہ ٹیلے کنگھی کے دندانوں کی شکل میں ہوتے ہیں ان کی ڈھیریاں ہوتی ہیں۔اوران میں پیالہ نما چھوٹے گھاؤ ہوتے ہیں۔ان ٹیلوں میں ریت اور جامد ڈھیروں کی آمیزش ہوتی ہے۔ ہوا کی سمت والا جو حصہ ہوگا وہ مستقل اور مستحکم ہوگا اوراس میں ریتلی مٹی ہوگی۔ڈھلوان کی طرف متحرک ریت ہوگی۔جو پیالہ نما گھاؤ ہوں گے۔ان میں ریتلی مٹی ہوگی۔ان ٹیلوں کی تہہ میں ریت اور چکنی مٹی کا آمیزہ ہوتا ہے۔ریتلی مٹی میں پانی روکنے کی صلاحیت مفقود ہے۔اس کے برعکس چکنی مٹی اور ریت میں پانی روکنے کی بہتر قوت موجود ہوتی ہے۔ برسات ہورہی ہوتو ایک تہائی ٹیلوں کا پانی پیالہ نما گھاؤ میں بہہ جاتا ہے جس کی وجہ سے وہاں نمی زیادہ ہوجاتی ہے جس کے سبب زمین پر دھماں گورکھا بوپھلی اور دودھکل خوب پھلتی پھولتی ہے۔ٹیلوں کے اوپر صرف پھوگ اور بھکری پیدا ہوتی ہیں۔

چراگاہیں

وہ علاقے جہاں نہروں کا جال بچھایا گیا لیکن بعد میں بوجہ قلّتِ آب اس پروگرام کو منسوخ کرنا پڑا۔اب برسات میں صحرا کے لئے نکاسِ آب کا ایک معقول ذریعہ بن گئے ہیں ان علاقوں میں کھدی ہوئی نہریں متروک حالت میں پڑی ہیں۔ یہ زمینیں زیادہ تر جنوبی چولستان میں مشرق سے جانب مغرب پھیلی ہوئی ہیں جن کا رقبہ اندازاً ایک لاکھ تیرہ ہزار دوسواسی مربع گز ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقت کے ساتھ ساتھ یا تو ان کے شکم ریت سے بھر گئے ہیں یا یہ واضح طور پر نظر آتے ہیں۔ ان علاقوں میں ریت چکنی مٹی کا مرکب پایا جاتا ہے۔ بعض جگہوں پر گارے والی مٹی بھی موجود ہے۔ ان علاقوں کی مٹی میں پانی روکنے کی طاقت موجود ہے۔ اس مٹی کے نیچے پائے جانے والے ذرات یا تو چونہ صفت ہیں یا جپسم ہیں۔ بہرحال مٹی میں نمی کی مقدار موزوں اور مناسب ہے۔ ایک امکان یہ بھی ہے کہ زیر زمین پانی بہتر ہو۔ نباتات کی بڑی کثرت ہے کیونکہ ٹیلوں پر صرف جھاڑیاں پائی جاتی ہیں۔ اور میدانی علاقے میں ''چھمبر'' ''دھماں'' اور ''لانا'' جیسے خوبصورت گھاس اگتے ہیں۔ ''بوپھلی'' اور ''ڈھسکل'' کی بوٹیاں بھی اس زمین پر کثرت سے ہوتی ہیں۔ یہ اراضیات مویشیوں اور مسافروں کے لئے بڑی پر کشش ہیں کیونکہ چارہ پانی اور سایہ ان علاقوں میں بآسانی میسر ہے۔ ٹوبوں کے کناروں پر ''جنڈ'' خوب ہوتا ہے۔ جو ہمہ وقت عمدہ چارہ اور سایہ کا سرچشمہ ہے۔ محنت کی جائے تو اس زمین پر صحرائی گھاس ''گورکھا'' اور ''گھامن'' بڑی کامیابی سے کاشت کیا جاسکتا ہے۔

صحرائی سیمنٹ

یہ سفید رنگ کی مٹی ہے جو زیادہ تر ''رسول سر'' اور ''بجنوٹ'' کے علاقہ میں پائی جاتی ہے۔ یہ مٹی ٹھوس شکل میں ہوتی ہے۔ چولستانی اس مٹی کو بطور سیمنٹ استعمال کرتے ہیں۔ پہلے اس کو پھاوڑے سے توڑ کر ڈلوں کے شکل میں نکال لیا جاتا ہے۔ پھر گائے کے گوبر کی آنچ دے کر خاکستر کرتے ہیں۔ ان جلے ہوئے ڈھیلوں کو پیس کر چھان لیا جاتا ہے۔ بس یہی ان صحرانشینوں کا سیمنٹ ہے۔ چولستانی اس مٹی سے پانی ذخیرہ کرنے کا زمین دوز تالاب (کنڈ) بناتے ہیں۔ اس سے کنویں کے اطراف پلستر کر کے نئے کنوئیں بنائے جاتے ہیں۔ مکانوں اور فرشوں کے پلستر کے لئے بھی اس کے استعمال کا ''رواج'' عام ہے۔

دریا کا ''اٹ''

قلعہ ڈراور سے پینتیس میل دور احمد پور کا تاریخی شہر ہے۔ یہاں ظروف سازوں کا ایک مشہور خاندان آباد ہے☆۔ جنہوں نے مٹی کے نفیس برتن بنانے میں بڑا نام پیدا کیا ہے۔ احمد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پورے کوئی چار میل اوچ کی جانب قدیم دریا کی سیج ہے۔اسے یہاں ''اٹ'' کہا جاتا ہے۔ یہاں سے ایسی پتھر نما مٹی نکلتی ہے جو خشک ہو تو تراشنے اور گیلی ہو تو ڈھالنے کے لئے انتہائی موزوں ہوتی ہے۔ان ظروف کی انوکھی تراش خراش اور حسن وزیبائی میں اس نادر مٹی کا بھی حصہ ہے۔اس مٹی کو رنگ کر ظروف میں بھی ڈھالا جاتا ہے اور اس کے علاوہ قدرتی رنگت کے ساتھ بھی۔ان کو تیار شدہ حالت میں دیکھ کر کوئی ناواقف یقین نہیں کرسکتا کہ یہ مٹی کے برتن ہیں[1]۔

مٹی کا صابن

گزرے ہوئے دور میں ''میٹ'' (ملتانی مٹی) کو صحرا میں بطور صابن استعمال کرنے کا رُجحان عام تھا۔میٹ کے ذخائر ڈراور کے قریب بھی موجود ہیں۔اس کے علاوہ جیسلمیر کے رخ پر سرحدی چولستانی علاقے میں گہرائی پر ملتانی مٹی وافر مقدار میں دستیاب ہے۔

مٹی کی ان اقسام کے علاوہ ''بنگر اور کنکر'' بھی دیکھنے میں آتے ہیں۔''ڈہروں'' میں سرمئی سفید رنگت والی مٹی ''بنگر'' کہلاتی ہے اور کنکریوں سے مخلوط ریت جو چولستان کے شمال مشرقی حصہ میں ہوتی ہے۔اکثر تعمیرات کے مصرف میں لائی جاتی ہے۔

۱۔رحیم بخش اس خاندان کے مورث اعلیٰ تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحرائی ہوا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دعا

چولستانیوں کی صرف دو مرغوب دعائیں ہیں۔ باران رحمت کے نزول کی دعا اور پھر ''ڈھکن'' (صحرائی ہوا) کے چلنے کی دعا۔ بارش سے چونکہ راستے بھیگ جاتے ہیں۔ اس لئے کارواں رک جاتے ہیں۔ گرد آلود ''ڈھکن'' چلتی ہے تو راستوں کا نم خشک ہو جاتا ہے اور رکے ہوئے قافلے دوبارہ منزل کی طرف رواں دواں ہو جاتے ہیں۔ چولستان میں ''ڈھکن'' کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ ''دھرتی دی ماکھی اے'' مطلب یہ کہ یہ ہوا شہد جیسی ہے۔ ''اے دھرتی دا وات بھر ڈیندی اے'' یہ دھرتی کے دہن کو حلاوت سے لبریز کر دیتی ہے۔ ''ڈھکن'' ایک باریک تہہ گیلی سطح پر بچھا دیتی ہے جس کی وجہ سے اونٹوں کے پیر زمین میں دھنسنے نہیں پاتے۔ قافلوں کے لئے یہ ہوا اتنی ہی مفید ہے جتنا انسان کی صحت کے لئے شہد۔

زرخیز علاقوں میں جہاں درخت اور پودے عام ہوتے ہیں ہوا کی رفتار کا اندازہ نہیں ہوسکتا صحرا میں ہوا کے تھپیڑے سینے اور پشت پر یوں لگتے ہیں جیسے کوڑے۔ صحرا میں ہوا عجیب و غریب آوازیں پیدا کرتی ہے۔ ان آوازوں کی نوعیت آتی رتوں اور گزرتے لمحوں کا پتہ دیتی ہے۔ اکیلا بیٹھا ہوا چولستانی ان آوازوں پر کان لگا کر ان سرگوشیوں کو سنتا ہے۔ گرمیوں کا موسم ہو تو رات اور سحر کے اوقات میں یہ ہوا عجیب طرب انگیز خنکی لئے آتی ہے۔ خوابیدگی کی مدہوشی منوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بڑھ جاتی ہے۔گرمیوں میں جب حبس سے شہروں میں سانس بوجھل ہو جاتی ہے۔صحرا میں حبس نہیں ہوتا۔ ہر وقت ہوا چلتی رہتی ہے۔ یہ ہوا اٹھکیلیاں کرتی ہوگی۔صبح کے وقت مستی میں رچی ہوئی ہوا تھپکیاں دے دے کر آپ کو دوبارہ سلا دے گی۔ آپ جتنی بار اٹھنے کی کوشش کریں گے ناکام ہوں گے۔ بس سوتے ہی بنے گی۔ یہ صحرائی ہوا کا ایک روپ ہے۔ دوپہر کو جب ہوا میں انگارے دہکنے لگتے ہیں تو اس کے تیور بدلے بدلے دکھائی دیتے ہیں۔ پھر اس ہوا کے زناٹے گھر گھر اعلان کرتے ہیں کہ ''جھوکوں'' کے اندر سائے میں چھپ کر بیٹھ رہو۔اب ستانے اور دم لینے کا وقت ہے۔

یہ ہوا جنوب مغرب سے شمال مشرق کی طرف چلتی ہے۔صحرائی بستیوں کے کچے مکانوں اور ''گوپوں'' کا رخ بھی اسی وجہ سے اکثر جنوب کی طرف ہوتا ہے۔اس کے باوجود یہ مکان اس صحرائی ہوا کو زیادہ سے زیادہ قبول کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ کچے کمروں کے فرش پر بکھری ریت پر پانی کا ترشح باہر سے آنے والی گرم ہوا کو سرد کر دیتا ہے۔اس لئے وہ خوشگوار ہو جاتی ہے۔

چک

''چک'' ایک چولستانی جھاڑی ہے اس میں باریک ریشے ہوتے ہیں۔ چولستانی چک سے ایک مخروطی جھاڑی بناتے ہیں۔جس کو اندر سے لکڑیوں کے پنجرے سے سہارا دیا جاتا ہے اور جھاڑی کو رسیوں کے ساتھ اس کے چاروں طرف باندھ دیتے ہیں۔ درمیان میں ایک ستون نما موٹی لکڑی زمین میں گاڑی ہوتی ہے جو بلندی پر چھت کا وزن اٹھائے رکھتی ہے۔ چولستانی اس کو ''گوپا'' کہتے ہیں۔ یہاں کے بڑے لوگ دوپہر کا وقت اس گوپے میں کاٹتے ہیں۔ ملازم کو مامور کیا جاتا ہے کہ وہ پانی چک کی چنی ہوئی دیواروں پر ڈالے۔اس عمل سے ''گوپا'' چاروں طرف سے نم آلود ہو جاتا ہے۔گرم لو جب چھن چھن کر اس میں سے اندر آتی ہے تو بہت خوشگوار ہو جاتی ہے۔ چولستانی گرمیوں میں غسل کرنے کے بعد بالائی جسم پر کافی دیر تک قمیص پہنے بغیر گھومتے رہتے ہیں۔اس لئے کہ گیلے بدن کو ہوا کے ٹکرانے سے جو لذت پیدا ہوتی ہے اس سے یہ لوگ محروم نہیں ہونا چاہئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بارش یا آندھی

بادل چھائے ہوئے تو چولستانی دعا کرتے ہیں کہ ہوا نہ چلے۔ ورنہ وہ بادلوں کو اڑا کر لے جاتی ہے۔ جب ہوا رک جانے سے حبس ہو جائے تو یہ آندھی یا بارش کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔ تجربے کی بنا پر چولستانی حبس کی نوعیت دیکھ کر اندازے لگاتے ہیں۔ اگر حبس کے باعث جلد سے چکناہٹ خارج ہو تو برسات ہوگی۔ دوسری صورت میں آندھی کا امکان ہے۔ چولستان میں آندھی دبے پاؤں نہیں آتی۔ دور حدِ نظر سے اوپر کسی سمت مٹی کی دیوار فضا میں بڑھتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ ایسی صورت میں لوگ سامان سمیٹ لیتے ہیں اور دوسرے حفاظتی اقدامات کر لیتے ہیں۔ آندھی کی آمد سے سات دس منٹ پہلے ایک شور بلند ہوتا ہے۔ لوگ آندھی کی طرف پیٹھ کر لیتے ہیں۔ اس صحرائی آندھی کے کئی رنگ ہوتے ہیں۔ بھوری، سرخی مائل اور سیاہی مائل چولستان کی مٹی کے بھی اتنے ہی رنگ ہیں۔ صحرائی ہوا چلے تو ہرن ہوا کی طرف منہ اٹھا کر کچھ دیر کے لئے نتھنوں کو ہلاتا ہے اسے اندازہ ہو جاتا ہے کہ پانی کتنی دور ہے اور کون سی گھاس اس طرف کو زیادہ اگی ہے۔ یہ صلاحیت چولستانی مویشیوں کے علاوہ یہاں کے بعض باشندگان میں بھی پائی جاتی ہے۔

وادلوجھنا

صحرائی بگولے (وادلوجھنا) چھوٹے اور بڑے دائرے والے ہوتے ہیں۔ کوشش یہ کی جاتی ہے کہ ان سے دور رہا جائے۔ قافلے والے اور تنہا مسافر اسے دیکھ لیں تو راستہ بدل لیتے ہیں۔ ان بگولوں میں آ جانے والوں کے غائب ہو جانے کے بہت سے قصے زبان زد عام ہیں۔ چولستانی بگولوں کو جنات کا رقص سمجھ کر ان سے خوفزدہ رہتے ہیں۔ ان کا خیال ہے ان بگولوں کی زد میں داخل ہونے والا جنات کے غضب کو دعوت دیتا ہے۔

ایک خیال یہ بھی ہے کہ اگر اپنی ٹوپی اس صحرائی بگولے میں پھینک دی جائے تو بعض دفعہ جنات اسے سونے یا چاندی سے بھر کے واپس پھینک دیتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راستے اور سفر کی روایت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحرائے چولستان میں داخل ہونے کے تمام راستے زرعی علاقوں سے شروع ہوتے ہیں۔ یہ راستے کچے ہیں اور غیر مقامی باشندے صرف جیپ کے ذریعے انہیں طے کرتے ہیں۔ برسات کے دنوں میں یہ راستے ناقابل استعمال ہو جاتے ہیں۔ اگر برسات کے دنوں میں مجبوراً سفر کرنا پڑے تو جیپ کو میدانوں کی بجائے ٹیلوں پر چلایا جاتا ہے۔ اس سے رفتار بہت کم اور سفر بہت طویل ہو جاتا ہے۔ مگر ٹائروں کا گیلی مٹی میں دھنسنے کا خطرہ باقی نہیں رہتا۔ کیونکہ جتنی بارش ہو ٹیلوں کی بھربھری مٹی اس کو جذب کر لیتی ہے اور بالائی تہہ خشک رہتی ہے۔ البتہ ''ڈہروں'' اور نچلی سطح پر پانی جمع رہتا ہے اور وہاں جیپ چلانا مشکل ہوتا ہے۔ پانی کے جمع ہونے کی یہ حالت صرف جولائی اگست کے مہینوں میں ہوتی ہے۔ سال کے بقیہ مہینوں میں نہیں۔ غیر مقامی باشندے اگر پانی سے لبالب ''ڈھروں'' میں سفر کرنا چاہیں تو ٹریکٹر اور ٹرالی کے ذریعے کر سکتے ہیں۔ تجربے سے ظاہر ہوا ہے کہ کھڑے پانیوں میں میلوں اس طرح بخیر و خوبی سفر کیا جا سکتا ہے۔ دور دور ٹیلوں کے سر تین سے پانچ فٹ پانی سے بھرے ''ڈہر'' کے چاروں طرف دکھائی دیتے ہیں۔ بڑھتا ہوا ٹریکٹر جھیل میں چلتی ہوئی لانچ کا منظر پیش کرتا ہے۔

صحرائے چولستان میں ہموار سطح اور ڈہروں میں مویشیوں اور مسافروں کے مسلسل چلنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے واضح راستے بن گئے ہیں۔ کرنل ٹاڈ ہند کے ''صحرائے اکبر'' کا نقشہ کھینچتے ہوئے تحریر کرتے ہیں۔

ان (صحرائی سلسلوں) کے درمیان راستے پائے گئے جو مویشیوں کے مسلسل گزرنے کے باعث پختہ دکھائی دینے لگے ہیں۔

الفنسٹن صحرائی راستوں کی دشواریوں پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں۔'' ہمارا سفر لمبا نہیں ہوتا تھا۔ زیادہ سے زیادہ چھبیس میل اور مختصر ترین پندرہ میل، لیکن میرے آدمیوں کو جو تکان ہوتی تھی وہ سفر سے کوئی مناسبت نہ رکھتی تھی۔ ہم آگے پیچھے قطار میں چلتے تھے۔ ہماری قطار دو میل لمبی ہوتی۔ ہم جس راستے پر بڑھ رہے تھے وہ چکر کھا کر ریت سے بچ بچا کر نکلتا تھا۔ وہ راستہ اتنا تنگ تھا کہ بیک وقت دو اونٹ ایک ساتھ اس پر نہیں چل سکتے تھے۔ اگر غلطی سے اونٹ راستے سے ادھر ادھر نکل جاتا تو اس کے پیر ریت میں اس طرح دھنس جاتے جس طرح کہ برف میں ہوتا ہے۔''

سرکاری ریکارڈ میں صحرائے چولستان کے راستوں کی مجموعی لمبائی ایک ہزار ایک سو نناوے میل ہے۔ چولستانی رقبہ چونکہ ڈویژن بہاول پور کے تینوں اضلاع پر پھیلا ہوا ہے۔ اس لئے بہاول نگر، بہاول پور اور رحیم یار خاں کے ان تینوں اضلاع سے راستے اس صحرا کی طرف نکلتے ہیں۔ یہ راستے کبھی واضح اور کبھی دھندلے نشانات کی شکل میں ہوتے ہیں۔ غیر مقامی باشندگان ان راستوں پر سفر کریں تو انہیں بھٹکنے کا اندیشہ نہیں رہتا۔

بہاولنگر، پھلڑہ اور مروٹ

1۔ ضلع بہاول نگر میں پختہ سڑکوں کی آخری حد ایک طرف پھلڑہ (فورٹ عباس) کو چھوتی ہے اور دوسری طرف مروٹ کو۔ پھلڑہ یا فورٹ عباس سے دو راستے صحرائے چولستان کی طرف نکلتے ہیں۔ فورٹ عباس سے ایک راستہ قدرے جنوب مشرق سے ہو کر جنوب مغرب کی سمت چلا جاتا ہے۔ یہ راستہ پھلڑہ شکارگاہ سے ہو کر گزرتا ہے۔ سرکاری ٹوبہ ''کدلاں'' اس راستے کی ابتدا میں دائیں طرف واقع ہے۔ یہ راستہ ٹوبہ باقر سے ہوتا ہوا رانا بھانا کے قریب سے گزر کر سرحد کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متوازی ضلع بہاول پور کے چولستانی علاقہ میں داخل ہو جاتا ہے۔

2۔ دوسرا راستہ بھی پھلڑہ (فورٹ عباس) سے نکل کر ''کرلان'' سے ہوتا ہوا ''لارن'' کے نجی ٹوبے اور چھوڑا والا کے سرکاری ٹوبے کو تقریباً چھوکررانا بھانا سے جاملتا ہے۔

3۔ مروٹ کے مقام سے تیسرا راستہ برآمد ہوتا ہے اور جنوب کے رخ پر رانا بھانا سے مل جاتا ہے۔ سرکاری ٹوبہ وکٹورا ابتدا میں اور ''کھتر والی'' اور ''ولی'' کے نجی ٹوبہ جات اس راستے کے آخر میں آتے ہیں۔

بہاولپور، کڈ والا، یزمان اور شاہی والا

یہ راستے ضلع بہاولپور کے آباد زرعی علاقوں سے چولستان میں داخل ہوتے ہیں۔

''کڈ والہ'' سے جنوب مشرق کی جانب موجگڑھ واقع ہے جہاں سے ہو کر یہ راستہ پاکستانی سرحد تک چلا گیا ہے۔ ختن کا نجی ٹوبہ موجگڑھ سے پہلے اور گاجو اور فتح والی کے دو نجی ٹوبے موجگڑھ کے بعد راہ میں آتے ہیں۔

یزمان سے ایک راستہ دین گڑھ ڈھوری اور پھر بجنوٹ سے ہوتا ہوا پاکستانی سرحد کے قریب ''سدرے والی'' کے نجی ٹوبے تک چلا جاتا ہے۔

دوسرا راستہ یزمان سے چنن پیر اور ڈراور کو کمان کی شکل میں ملاتا ہے۔

یزمان سے تیسرا راستہ مغرب کی طرف ڈیزرٹ برانچ سے آخر میں بنگلہ ٹیل والہ سے شروع ہوتا ہے اور مٹھڑا کے ذریعے ڈراور سے جاملتا ہے۔

بہاول پور کی تحصیل احمد پور شرقیہ سے چوتھا راستہ شاہی والا سے ہو کر ڈراور تک چلا گیا ہے۔

ڈراور کو صحرا میں مرکزیت حاصل ہے۔ یوں بھی ڈراور صحرائے کبیر اور صحرائے صغیر کی حد فاصل پر واقع ہے۔ ویسے بھی نقشے پر ہم نصف صحرا کو ڈراور کے جنوب مغرب اور نصف کو جنوب مشرق میں پھیلا ہوا دیکھتے ہیں۔ آباد زرعی علاقوں سے اکثر صحرائی راستے ڈراور آ کر ختم ہو جاتے ہیں۔ اور ڈراور سے جنوب کی طرف نکلنے والے راستے صحرا کے مشہور مقامات کو جاتے ہیں۔ گویا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈراور سے بآسانی ہر صحرائی مقام کی طرف مراجعت کی جاسکتی ہے۔ بلا مبالغہ ڈراور صحرا کا دل ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ تاثر میں ڈوبے ہوئے لوک گیتوں میں ڈراور کا نام اب بھی گونجتا ہے۔

ڈراور سے مغرب کی طرف جانے والا راستہ چاچڑاں کے نجی ٹوبے کی طرف جاتا ہے۔ قدرے جنوب مغرب کو ہو کر چلئے تو نواں کوٹ اور بجنوٹ کو چھو کر گزر یئے گا۔ ذرا جنوب مشرق کے ہاتھ بڑھیئے تو خان گڑھ اور پھر مشرق کی سمت پیش رفت کریئے تو رکن پور کا پڑاؤ آجائے گا۔ یہاں سے کمان کی طرح شمال کا سفر واپس موج گڑھ پہنچا دیتا ہے۔ اس کے برعکس بجنوٹ سے مغرب کی طرف پیشقدمی کی جائے تو اسلام گڑھ پہنچ سکتے ہیں۔

رحیم یار خاں، باغ و بہار اور گلمرگ

باغ و بہار کے مقام پر خان پور اور ترنڈہ سے آنے والی دو سڑکیں ملتی ہیں۔ باغ و بہار سے جنوب کی طرف صحرائی راستہ نجی ٹوبے سوریاں اور دوسرا نجی ٹوبہ بارہ والا سے ہوتا ہوا چاہ بھائی خان والا سے جاملتا ہے۔ یہاں سے اسلام گڑھ زیادہ دور نہیں۔ گلمرگ سے اسلام گڑھ جانے والا دوسرا راستہ نسبتاً سیدھا ہے۔ رحیم یار خاں سے پختہ سڑک گلمرگ تک لے آتی ہے۔ گلمرگ سے اسلام گڑھ کا سفر شروع ہوگا۔ سرکاری ٹوبہ کھپلا راہ میں آئے گا۔ سفر جاری رہے تو چاہ بھائی خان والا اور پھر اسلام گڑھ کی آخری منزل تک رسائی ہو جائے گی۔ اگر چاہیں تو صادق آباد سے سوار ''مائنز'' اور کا دھرا ڈسٹری بیوٹری کو عبور کر کے صحرا میں داخل ہو سکتے ہیں۔ یہ طویل راستہ نجی ٹوبہ نون والا اور چاہ سنجری والا سے ہو کر اسلام گڑھ سے مل جاتا ہے۔ تحصیل احمد پور سے متصل تحصیل لیاقت پور میں دو راستے مزید ہیں۔ ایک کلر والا سے نکلتا ہے۔ اس پر روانہ ہوں تو سرکاری ٹوبہ گاجو والا دائیں طرف آئے گا اور اس پر سفر جاری رکھنے سے ڈراور کا مقام آجائے گا۔ دوسرا راستہ نور افشاں سے نمودار ہوتا ہے۔ ٹوبہ جال والی کو دائیں طرف رکھتے ہوئے یہ راستہ نجی ٹوبہ چاچڑاں اور پھر سیدھا نواں کوٹ کا رخ کرتا ہے۔

پیاسے مُردوں کی پُکار

راستوں اور آبادیوں کے دور نزدیک پیاس سے جاں بحق ہونے والوں کی قبریں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موجود ہیں۔ اُس طرح ہلاک ہونے والے پہلے راستہ بھول جاتے ہیں اور پھر بھٹکنے کے دوران اپنی چھاگل کا پانی صرف کر بیٹھتے ہیں۔ چولستانی مسافروں کا یہ دستوار العمل ہے کہ سفر پر جانے سے پہلے راستے میں اگر کسی پیاسے کی قبر پڑے تو اس پر پانی ڈالتے ہیں۔ اس عمل سے ان کا خیال ہے کہ ایک تو پیاس سے مرنے والا باآواز بلند پانی نہیں مانگے گا اور دوسرا ان کا سفر عافیت سے طے ہوگا اور راہ میں پانی کی تنگی پیش نہ آئے گی۔ ڈراور کے اطراف میں ایسے 13 پیاسوں کی قبریں ہیں۔ ایسے کئی افراد سے ملنے کا اتفاق ہوا جنہوں نے پیاسے مُردوں کی پکار سنی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ پیاسا مردہ مسافر کو واسطے دے دے کر پانی مانگتا ہے۔ وہ توجہ نہ دے تو اس کے باپ دادا کا نام لے کر اسے بلاتا ہے۔ پیاسے مُردے جس درد بھرے انداز میں لجاجت، منت اور زاری کرتے ہیں وہ مسافر کئی دن تک بھول نہیں پاتا۔

علاوہ ازیں سفر کے لئے پیاسے مردے کا پکارنا بدشگونی سمجھی جاتی ہے۔ اس لئے ہر مسافر اپنی ضرورت سے زائد پانی ساتھ لے لیتا ہے جسے وہ پیاسے کی قبر پر بہا کر اطمینان سے اپنے سفر پر روانہ ہو جاتا ہے۔ حیرت کی بات ہے یہ کہ پیاس سے مرنے والوں کی موت اکثر رات کے وقت واقع ہوتی ہے۔ دانا لوگ اس کا سبب یہ بتاتے ہیں کہ رات کے وقت امید ختم ہو جاتی ہے۔ جب کہ دن کے اجالے میں کسی مددگار کے پہنچنے کا امکان پیاسے کو زندہ رکھتا ہے۔ پیاس سے مرنے والے کی لاش سے اتنی وحشت ٹپکتی ہے کہ خوف آتا ہے اور کئی دنوں تک یہ منظر نظروں کے سامنے رہتا ہے۔ جب کوئی چولستانی اس المیے سے دوچار ہو جائے یعنی نہ تو اس کا احساس سمت بحال ہو اور نہ ہی کوئی مددگار پانی لے کر پہنچے تو وہ اپنے تن کے کپڑے پگڑی اور جوتا قریب کی جھاڑی پر ڈال دیتا ہے۔ اور خود جھاڑی کے سائے میں عریاں لیٹ کر ریت کے نیچے سے ٹھنڈی مٹی نکال کر سینے پر ڈالتا ہے۔ صحرا میں نگاہ میلوں دور تک چلی جاتی ہے۔ اس لئے عام حالت میں چار اور چھ میل سے باآسانی کپڑے، جوتے اور پگڑی کو جھاڑی پر آویزاں دیکھا جا سکتا ہے۔ اگر کوئی دوسرا چولستانی یہ دیکھ لے تو سمجھ جاتا ہے کہ کسی کی جان خطرے میں ہے اور فوراً اس طرف لپکتا ہے۔ اگر دم ہو تو پانی کی چھاگل ہونٹوں سے لگتے ہی زندگی پلٹ آتی ہے۔ اگر موت کام کر چکی ہو تو انسان مجسمے کی طرح ساکت پڑا ہوگا۔ آنکھیں کھلی ہوں گی یوں آنے والا دور سے پہچان لے گا۔ بڑی بڑی وحشت زدہ کھلی کھلی آنکھیں۔ ریت سے اٹے ہوئے بکھرے بال، اکڑا ہوا برہنہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جسم، پیاس سے مرجانے والوں کی لاشیں اکثر بہت دیر کے بعد دریافت ہوتی ہیں۔ شمسی شعاعوں کی وجہ سے جسم کی شکل بگڑ چکی ہوتی ہے۔ اس لئے آنے والا اس جگہ گڑھا کھود کر لکڑیوں سے لڑھکا کر وہیں اس کی تدفین کا سامان کر دیتا ہے۔ کوئی جھاڑی ٹیلہ یا خاردار درخت اس کی نشانی بنائی جاتی ہے تا کہ اس طرف سے گزرنے والوں کو یہ جاننے میں دشواری نہ ہو کہ پانی کس جگہ پر انڈیلنا ہے۔

''قطرن'' کی جڑیں اور پیاس کا علاج

باخبر چولستانی سفر پر روانہ ہونے سے پہلے خوشبودار صحرائی گھاس ''قطرن'' کی جڑیں پانی کی چھاگل میں ڈال لیتا ہے تا کہ تر رہیں۔ چھاگل کو رسیوں سے باندھ کر گردن میں لٹکا دیا جاتا ہے۔ ایک تو چھاگل کی نمی سینے پر محسوس کر کے فرحت ہوتی ہے۔ دوسرے ''قطرن'' کی جڑیں پیاس کی حالت میں چوسنے سے پیاس ختم ہو جاتی ہے۔ یہ جڑ اس لحاظ سے بڑی کارآمد ہے کہ اس کو مستقل منہ میں رکھنے سے راہ چلتے مسافر کی پانی کی طلب بہت کم ہو جاتی ہے۔

صحرا کا بھولا

مشہور ہے کہ صحرا کا بھولا کبھی گھر نہیں آتا۔ البتہ چند تجاویز کے ذریعے کچھ دیر کے لئے وہ اپنا بچاؤ کر سکتا ہے۔ سرگردانی اور تلاش کے دوران امید کے عالم کو طول دے سکتا ہے۔ تا کہ کوئی قافلہ یا راہ گیر ادھر آ نکلے اور اس کا بچاؤ ہو جائے۔ چولستانی راستہ بھول جائے تو آگے جانے کی بجائے اپنے قدموں کے نشانات پر واپس آنے کی کوشش کرتا ہے۔ یا رات کے انتظار میں بیٹھ جاتا ہے کہ قطب ستارے ☆ کو دیکھ کر اپنا راستہ درست کر لے۔ یا کسی اونچے ٹیلے پر چڑھ کر ہوا کے رخ کا اندازہ کرنے کے لئے پہلے ہاتھ سے ریت اچھالتا ہے پھر ٹیلے کی چوٹی پر کھڑا ہو کر اپنا منہ اس طرف کر لیتا ہے جس طرف کو ہوا چل رہی ہو گویا اس کی پشت اس طرف ہوتی ہے جس طرف سے ہوا آ رہی ہو، اور چہرہ سے اس طرف کو جدھر ہوا جا رہی ہے۔ وہ دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر

☆۔ صحرا کی شمالی سمت میں زرعی علاقے ہیں جہاں پانی دستیاب ہے۔ اس کے برعکس جنوب کی طرف ریت ہی ریت ہے اور پانی آسانی سے نہیں ملتا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہونٹوں کے گرد جوڑ کر لمبی لمبی تان میں ہو۔۔۔۔۔۔ہو۔۔۔۔ہو کہتا ہے، اس آواز میں ایک تسلسل پیدا ہو جاتا ہے۔ اسے ہوا دُور دُور تک لے جاتی ہے۔ چولستانیوں کا کہنا ہے اس آواز کو میلوں تک سنا سکتا ہے، جواب میں اگر ایسی ہی مدہم سی صدا آئے تو پکارنے والا اپنی مشکل بیان کرتا ہے اور آواز کا سلسلہ برقرار رکھتا ہے یہاں تک کہ اس پکار کو سن کر کوئی مددگار آ پہنچے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پراسرار روشنی

صحرا میں سوئے ہوئے بزرگ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پُراسرار روشنی

صحرائے چولستان میں چند افراد نے آسمان سے عجیب قسم کی روشنیاں زمین پر اترتی اور چڑھتی دیکھی ہیں۔ ایسا ایک مشاہدہ راقم کے تجربہ میں بھی آیا ہے جس کا ذکر کرنا خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔ یہ سال 1975ء کی بات ہے۔ میں سُلے والا کے مقام پر سکونت پذیر تھا۔ اس صحرائی جگہ کا نام ایک قدیم کنویں کی وجہ سے سُلے والا پڑ گیا ہے۔ یہ نومبر کی ایک سرد رات تھی میرے کمرے کے وسط میں چند گھنٹے پہلے آگ جل رہی تھی مگر اس آگ میں جلنے والی لکڑیاں جو انگارے بن کر دہکتی رہی تھیں، اب راکھ بن چکی تھیں۔ اس آگ کے اطراف میں چولستانی ساتھی بیٹھے ہوئے تھے۔ ان دنوں میرا شوق صرف یہ تھا کہ دن کے وقت صحرا کے مناظر دیکھوں اور راتیں ان ساتھیوں کی باتیں سننے میں گزاروں۔ ایک چولستانی قصہ گو صحرا کے ایک بہادر کا ناقابل فراموش واقعہ اپنے مخصوص انداز میں سنا رہا تھا اور ہم سب ہمہ تن گوش تھے۔ اس خاموشی میں صرف قصہ گو کی نرم اور پُرتاثیر آواز فضا میں تیر رہی تھی۔ اس وقت رات کے دو بجے کا عالم ہوگا ایک چولستانی دوڑتا ہوا آیا اس نے ہانپتے ہوئے بتایا کہ باہر عجیب وغریب روشنی دکھائی دے رہی ہے۔ اس کی بات سن کر ہم حیران رہ گئے۔ میں باہر کی طرف اٹھ دوڑا جلدی میں صرف ایک سلیپر پہن پایا تھا۔ رات کے وقت بچھوؤں اور سانپوں کے پائے جانے کا امکان گرمیوں میں زیادہ ہوتا ہے مگر جب یہ واقعہ پیش

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیا خدا کا شکر ہے موسم سردی کا تھا۔ میں باہر آیا تو میرے پیچھے کمرے میں بیٹھے ہوئے نو دس افراد بھی باہر چلے آئے۔ وہ خاموشی سے میرے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ جونہی میں نے مغرب کی طرف دیکھا، میری حیرت کی انتہا نہ رہی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نورانی محراب جس کی روشنی ٹیوب لائٹ کی طرح ٹھنڈی ہے اور جو ڈیڑھ چار پائی جتنی لمبی اور تقریباً اتنی ہی بلند ہے زمین پر نصب ہے۔ اس محراب میں جو کہکشاں کی طرح ایک رنگ کی روشنی کی ہلکی اور گہری دھاریاں ہیں۔ جہاں میں کھڑا تھا۔ یہ پراسرار محراب وہاں سے کوئی نصف فرلانگ کے فاصلے پر تھی۔ یہ جگہ چونکہ سطح میں اونچی تھی اس لئے فاصلہ اور بھی کم دکھائی دے رہا تھا۔ یہ نورانی محراب کافی دیر تک زمین پر قائم رہی اور پھر دھیرے دھیرے زمین سے اوپر اٹھنے لگی۔ زمین سے بلند ہو کر وہ ہماری نظروں کے متوازی آ گئی اور پھر اوپر اٹھتی گئی حتیٰ کہ اتنی بلند ہو گئی کہ ہم سب سر اٹھا کر اسے دیکھ رہے تھے۔ جب یہ روشنی بہت اونچی چلی گئی اس کے حجم میں تو فرق محسوس نہ ہوا البتہ روشنی مدہم ہوتی گئی۔ بالآخر یہ روشنی اتنی ہلکی ہو گئی کہ ایک باریک پردہ بن کر رہ گئی جس میں سے آسمان کے ستارے دکھائی دینے لگے اور پھر وہ فضا میں گم ہو گئی۔ ہم سب پندرہ یا بیس منٹ تک اس کا مشاہدہ کرتے رہے۔ اس نورانی محراب کے غائب ہوتے ہی ایک چولستانی کہنے لگے۔ ''یہ فرشتے تھے ہمیں دعا مانگنی چاہئے تھی فوراً قبول ہو جاتی'' دوسرا بولا ''خدا نے ہمیں بچا لیا یہ جنات تھے وہ اکثر اس علاقے میں اترتے رہتے ہیں۔ جو بھی ان کے قریب چلا جائے اس کی موت واقع ہو جاتی ہے۔'' میں نے انہیں چپ رہنے کی تلقین کی اور سوچنے لگا کہ میں نے جو کچھ دیکھا ہے اس کی کیا معقول توجیح ہو سکتی ہے۔ حیرت کی بات یہ تھی کہ اس مشاہدے میں جو وقت صرف ہوا اس دوران کسی کو کلام یا تبصرہ کرنے کا ہوش نہیں تھا۔ روشنی کی ایسی محراب ڈراور میں مقیم ایک شخص نے کئی بار شمال کی طرف دیکھی ہے۔ اللہ نواز لشاری جو چولستان کی ایک معتبر شخصیت ہیں اس روشنی کو ایک بار دیکھ چکے ہیں۔ اس نورانی محراب کی آمد اور روانگی کا منظر دیکھنے والے اس کے متعلق طرح طرح کے قیاسات کرتے ہیں۔ عام لوگ اس بارے میں توہمات کا شکار ہیں۔

اس سے ملتا جلتا ایک واقعہ ڈائریکٹر تعلیمات مجید مرحوم کے ساتھ بھی پیش آیا تھا۔ چولستان میں موصوف مغرب کی نماز ادا کرنے کے بعد چہل قدمی کر رہے تھے کہ کافی دور سے چودھویں کے چاند کی طرح روشن گیند جو حجم میں اس سے پانچ گنا بڑی تھی، زمین پر گڑگڑاہٹ کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ لڑھک رہی تھی۔ انہوں نے دیکھا یہ روشن چاند بڑی تیزی کے ساتھ سامنے سے گزر کر دور چلا گیا۔

چولستان میں کہیں کہیں آپ کو جلے ہوئے سیاہ پتھر بھی ملیں گے۔ ان کی ہیئت سے صاف اندازہ ہوتا ہے کہ شہاب ثاقب کے ٹکڑے ہیں۔ اس صحرا میں کبھی کبھی دیوانے انسانوں اور پاگل کتوں سے بھی سامنا ہو جاتا ہے۔ چولستانیوں کا خیال ہے کہ صحرا میں غیر ارادی طور پر آباد علاقوں سے جو افراد داخل ہو جائیں، وہ راستہ نہ ملنے کے سبب ذہنی توازن کھو بیٹھتے ہیں۔ خرگوش اور چوہوں کے تعاقب میں جو کتا ادھر نکل آئے وہ بھی باؤلا ہو جاتا ہے۔ لیکن اس امکان کو بعید از قیاس قرار نہیں دیا جا سکتا کہ صحرا میں نمودار ہونے والی پراسرار روشنیاں اپنی زد میں آنے والوں پر ضرور کوئی منفی اثرات ڈالتی ہوں گی۔ بہرحال چولستانیوں کے ہاں ان روشنیوں کے بارے میں خوف اور ہراس پایا جاتا ہے۔

صحرا میں سوئے ہوئے بزرگ

چولستان میں بزرگوں کا بہت احترام کیا جاتا ہے۔ ولی اللہ صحرا کے لوگوں کے لئے محبوب ہستی ہے۔ گھر کے معاملات سے لے کر مویشیوں کی خرید و فروخت تک ہر بات پیر فقیر کے مشورے سے طے کی جاتی ہے۔ مزاروں پر حاضری دی جاتی ہے۔ مشکل کشائی کے لئے دعائیں مانگی جاتی ہیں۔

صحرا کے کئی اولیاء کے بارے میں ایک مشترک عقیدہ ہے کہ وہ زندہ زمین میں سما گئے ہیں۔ حضرت چنن پیر کا موجودہ مزار ایک روایت کے مطابق ان کے زندہ داخل ہو جانے کی جگہ ہے۔ کہتے ہیں حضرت رنگیلا شاہ بھی جن کا مزار سٹیشن حاصل پور کے قریب ہے۔ اسی طور زندہ زمین میں سما گئے تھے۔ ایک اور مزار مائی صاحبہ کا ہے۔ یہ کم سن ولیہ تھیں جن کی کرامات لوگوں میں مشہور ہیں۔ ایک روز گڑیوں سے کھیلتے کھیلتے زمین میں اتر گئیں۔ لوگوں نے جا کر دیکھا تو زمین کے اوپر ڈوپٹے کا ایک کونہ نظر آ رہا تھا۔ اردگرد گڑیاں پڑی ہوئی تھیں۔ اس جگہ مزار بنا دیا گیا۔ یہ مزار حاصل پور سے بارہ میل دور قصبہ قائم پور میں واقع ہے۔ قائم پور اور حاصل پور کے یہ دونوں مقامات مروٹ اور پھلڑہ سے شمال کی جانب چولستان کی سرحد پر واقع ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان تین مثالوں کے بیان سے یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ آج بھی انسانی آبادیوں میں ہاکڑہ دریا کے زمین میں گم ہو جانے کا سانحہ ایک دوسرے انداز میں دہرایا جا رہا ہے۔ دریا، زمین کی ہریالی کی ضمانت تھا اور جیسے ہی وہ زمین میں گم ہو گیا تو ہریالی کا وجود باقی نہ رہا۔

اللہ کے مقرب بندے چولستانیوں کی توفیق، صلاحیت اور قوت خیال کا سرچشمہ ہیں۔ زندگی کی اس طاقتور علامت کا زمین میں روپوش ہونا باور کر کے چولستانی لاشعور میں پیوست ماضی کے اس سانحہ سے آج بھی رشتہ قائم کئے ہوئے ہیں۔

شیدن کے خانے

''شیدن'' بچوں کا کھیل ہے جو زمین پر لمبے خانے بنا کر کھیلا جاتا ہے۔ ہر خانے کا ایک نام ہے۔ مٹی کی ٹھیکری کو پہلے خانے سے آخری خانے کی طرف لے جانا ہوتا ہے۔ آخری خانہ میں پہنچ کر کھیل ختم ہو جاتا ہے۔ اس آخری خانہ کا نام ''دریا'' ہے۔ باقی آٹھ خانوں کے نام یہ ہیں۔

1۔پیلھ ÷ 2۔ڈوجھ ÷ 3۔تریجھ ÷ 4۔نانی ÷ 5۔ساہو ÷ 6۔ٹاپو ÷

7۔ غڑاپو ÷ 8۔دلدل ÷ 9۔دریا ÷

اس کھیل میں بھی دریا انسانی کوشش کی حد آخر قرار پایا ہے۔ باقی خانوں کا تجزیہ کریں تو یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ اس کھیل میں دریا کی پوری تاریخ بیان کی کر دی گئی ہے۔ مثلاً پیلھ، ڈوجھ اور تریجھ کے الفاظ۔ دریائی زندگی کی مدت اور عہد کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ نانی کا لفظ نانی یاد آنے کے حوالے سے کسی حادثہ کی یاد دلاتا ہے۔ ''ساہو'' سے ملتا جلتا نام حاصل ساہو ہے جو بہاول نگر کا قدیم نام ہے اور جوگھاگرہ کی موجودہ رہگزر بھی ہے۔ ''ٹاپو'' اچھلنے کا مفہوم ادا کرتا ہے۔ اور ''غڑاپو'' ہڑپ کرنے کا، ''دلدل'' کا نام تو بدیہی طور پر دریا کے روٹھنے کے بعد کا منظر پیش کرتا ہے۔ جب اس کے پاٹ میں ہر طرف کیچڑ اور دلدل رہ گیا ہوگا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چرواہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحرائے چولستان کی حدود میں داخل ہوتے ہی ایک تبدیلی رونما ہوتی ہے۔ انسان شور وشغب کی دنیا سے کلی طور پر کٹ جاتا ہے۔ ایک گہرا سکوت چھا جاتا ہے۔ نگاہ دور دور تک کام کرنے لگتی ہے۔ فاصلے قریب آ جاتے ہیں۔ وقت گویا تھم جاتا ہے۔ گہرا سکوت چولستان کی پھیلی ہوئی وسعتوں پر حکمرانی کرتا ہے۔ خامشی کے راج کو دن کے اجالے بھی شکست نہیں دے سکتے۔ خانہ بدوشوں کی آمد ورفت اور آزادانہ گھومتے ہوئے مویشیوں کی گردنوں میں پڑے ہوئے ٹل اس سکوت کی راہ میں مزاحم نہیں ہو سکتے۔

صحرا کی ریت

شہر سے تھکا ہارا انسان یہاں آتا ہے تو چولستان بانہیں کھول کر اس کا سواگت کرتا ہے اور ماں کی طرح اپنی آغوش میں لے لیتا ہے۔ صحرا خاموشی کی زبان میں ہمکلام ہوتا ہے اور چپکے چپکے دھیرے دھیرے نووارد کو اپنا لیتا ہے۔ صحرا دل والوں کا گہوارہ اور درد مندوں کا مسکن ہوتا ہے۔

خواجہ فریدؒ فرماتے ہیں

جتھ کرڑ کنڈا بوئیں ڈھیر اے
اتھ درد منداں دے ڈیرے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جہاں جہاں صحرائی جھاڑیاں ''کرڑ'' ''کنڈا'' اور ''بوئیں'' کثرت سے موجود ہیں وہیں وہیں دردمندوں نے ڈیرے ڈال رکھے ہیں۔

چونکہ ان کے دلوں کی کیفیت بھی ایسی ہی ہوتی ہے۔ اس ضمن میں ولیم پولک لکھتے ہیں:

"The desert, like powerful magnet changes those who come within, its field. Many travellers have left it to be an almost mystical experience, others a challenge to their humanity, to their very survivability. Some have found peace some despair. Others have created from inner resources monuments of literature, philosophy and religion. Perhaps desert is not more that a magnifying lens".

صدیوں سے چولستان فطرت شناس چرواہوں کی ایک آزاد دنیا ہے۔ وہ اپنے مویشیوں کے گلّے لے کر صحرا کی وسعتوں میں بلا روک ٹوک کسی ایک سمت بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ انہیں معلوم نہیں ہوتا کہ ان کا اگلا پڑاؤ کہاں ہوگا اور کل ان کی منزل کون سی ہوگی۔ چرواہے بانسری کو لبوں سے لگا کر تلنگ کا نغمہ چھیڑ دیتے ہیں تو ماحول میں کوچ کے نقارے بجنے لگتے ہیں۔ بھیڑوں اور بکریوں کے رکے ہوئے قدم دوبارہ متحرک ہو جاتے ہیں۔ چرواہا گفتگو کرنا چاہے تو بانسری اس کا واحد ذریعہ ہے۔ صحرا میں مویشی اور انسان کی رفاقت کا انوکھا روپ دکھائی دیتا ہے۔ چرواہے کو اپنے درمیان پا کر بھیڑیں اور بکریاں اس طرح مطمئن ہو جاتی ہیں جیسے کوئی مسیحا ان کے ہمراہ ہو۔ پھر وہ سر جھکائے مطمئن صحرائی گھاس ڈھونڈتی پھریں گی۔ آندھی کے آثار پیدا ہوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو چرواہے بانسری یا منہ سے مخصوص آواز نکالتے ہیں۔ یہ خطرے کا سائرن ہے۔ بھیڑیں، بکریاں جہاں جہاں ہوں گی پلٹ کر چرواہے کے قریب آ جائیں گی۔ دوسری آواز کے ذریعے چرواہا انہیں زمین پر بیٹھ جانے کا حکم دیتا ہے۔ پھر آندھی ختم ہو جانے کا انتظار کیا جاتا ہے۔ تیز رفتار آندھیاں گھنٹوں چلتی رہتی ہیں اور آندھی تھمنے کے بعد آسمان صاف ہوتے ہی یہ چھوٹا سا قافلہ دوبارہ اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہو جاتا ہے۔ چولستان میں ''چنن'' اور ''کلیار'' قوموں کے چرواہے اس لحاظ سے مشہور ہیں کہ مویشیوں کی محبت میں ان کا کوئی ثانی نہیں ہے۔ یہاں کے خوشحال لوگ اپنے مویشیوں کی دیکھ بھال کے لئے چرواہوں کا انتخاب کرتے وقت ان قوموں کو ترجیح دیتے ہیں۔ خواجہ فریدؒ رحمتہ اللہ علیہ روہی (چولستان کی شادابی کا ذکر چرواہوں اور مویشیوں کی تعداد کے حوالہ سے کرتے ہیں)۔

سو سو چھانگاں لکھ لکھ چھیڑو

دو تھڑے دی وہ ڈیون پند ھیڑو

روہی تھئی آباد جدید

چرواہے خوش ہیں اور مویشیوں کے گلّے چر رہے ہیں۔ مسافر روہی کے سرسبز ہو جانے کی خبر دے رہے ہیں۔ روہی پھر سے شاداب اور آباد ہے۔

چولستان میں بھیڑوں کی دو قسمیں پائی جاتی ہیں۔ ایک ''سپلی'' اور دوسری ''بُچی''۔

یا مڑیچی۔ بکری کی جو نسل یہاں پائی جاتی ہے۔ اسے چولستانی ''جتالی'' (جت والی) کہتے ہیں یعنی بالوں والی۔ یہ ہلکے سیاہ اور بھورے سیاہ رنگ کی ہوتی ہیں۔

محکمہ لائیو سٹاک کی رپورٹ ۱۹۸۲ء کے مطابق چولستان میں بکریوں کی کل تعداد ۱۳۳۱۷ ہے۔

ٹراوٗ

سرائیکی میں ''ٹراوٗ'' یا ''ٹورو'' کا مطلب ہے ''چلانے والا''۔ اکثر بھیڑیوں اور بکریوں کے گلّے کے آگے آگے ایک خوبصورت رقص کرنے والا بکرا حرکت کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے جسے مقامی زبان میں ''ٹراوٗ'' کہتے ہیں۔ اس کے پیروں میں گھنگھرو ڈالے ہوئے ہوتے ہیں۔ وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گلّے کے آگے آگے بڑی دلفریب اداؤں کے ساتھ رقص کرتا ہوا چلتا ہے۔ اس کی چال کے ساتھ ساتھ گھنگھرو بجتے ہیں جن کی آواز سن کر بھیڑ بکریاں جان جاتی ہیں کہ قدم کدھر کو اٹھانا ہے۔ عام طور پر ''ٹراؤ'' گلّے کے آگے اور چرواہا وسط میں یا پیچھے ہوتا ہے۔ ٹراؤ دس منٹ میں گنتی کے قدم اٹھاتا ہے۔ اسے دیکھ کر بس دیکھتے رہنے کو جی چاہتا ہے۔ وہ اپنا سر جھٹک جھٹک کر اپنے قدموں پر جھک جھک جاتا ہے اور آگے قدم اٹھا کر پھر گھوم کر ترچھا ہو جاتا ہے۔ کبھی کبھی یوں لگتا ہے جیسے وہ اپنی اہمیت سے باخبر ہے اور اس زعم میں اِترا رہا ہے۔ چرواہا ''ٹراؤ'' کی خصوصی دیکھ بھال کرتا ہے۔ ٹراؤ بکرے ایک خاص نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس نسل کے بکرے چرواہوں کو دریا کے کنارے پر آباد علاقوں سے ملتے ہیں۔ جب چرواہے کی بانسری خاموش ہو تو فضا پر ''ٹراؤ'' کے گھنگھروؤں کا ساز چھا جاتا ہے اور وہی گرمئی سفر کو برقرار رکھتا ہے۔ جب چرواہا کوئی نیا پیغام دینے کے لئے بانسری بجاتا ہے تو سارے گلّے کی طرح ٹراؤ بھی ہمہ تن گوش ہو کر سنتا ہے۔

چولستان میں چرنے پر کوئی پابندی نہیں ہے ماضی میں ''ترنی کی'' صورت میں گلّوں کے چرنے پر ٹیکس لگایا جاتا تھا، جواب ختم ہو چکا ہے۔ اب گائے اور اونٹ صحرا میں کھلے بندوں چرتے پھرتے ہیں۔ اونٹوں کے مالکان تو کئی کئی دن ان کی شکل نہیں دیکھتے۔ اونٹ چرنے کے بعد خود ہی واپس آ جاتے ہیں۔ البتہ مالک کو اونٹ کی ضرورت پڑ جائے تو اسے ڈھونڈنا پڑتا ہے۔ لیکن یہ مشکل کام نہیں۔ ہر اونٹ کا مالک جانتا ہے کہ بہت دن پہلے چھوڑا ہوا اونٹ اس وقت کتنا دور اور کس مقام پر ہوگا اور یہ بات بھی اونٹ کے مالکان کے علم میں ہوتی ہے۔ کہ اونٹ کی پسندیدہ جھاڑیاں کس طرف زیادہ پائی جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے اونٹ کا ہر مالک جب چاہے آسانی سے اسے ڈھونڈ لیتا ہے۔ اس کے علاوہ چولستانی اپنی گائے کی بہت قدر کرتا ہے۔ کیونکہ اس کا دودھ چولستانی کی صبح شام کی غذا ہے۔ چولستانی گائیں صرف دن کے وقت پانی پینے کے لئے مالکوں کی جھوکوں کی طرف آتی ہیں۔ کیونکہ پانی صرف آبادیوں کے قرب میں دستیاب ہے۔ سیر ہو کر پانی پینے کے بعد گائیں دوبارہ صحرا کی وسعتوں میں گم ہو جاتی ہیں۔ کبھی کبھی گردش کرتی ہوئی یہ گائیں دس اور پندرہ میل دور نکل جاتی ہیں۔

صحرا کی جھاڑیاں اور گھاس چرنے کے لئے انتہائی سازگار ہوتی ہے۔ اور بھوکے مویشی کو پورے طور پر مطمئن کر دیتی ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈائن روہی

جولائی سے ستمبر تک کے تین مہینے کے عرصے میں یہاں برسات ہوتی ہے۔ وقت جیسے جیسے ان مہینوں سے دور ہوتا چلا جاتا ہے، صحرا کا چہرہ اسی تناسب سے اداس اور بے جان دکھائی دینے لگتا ہے۔ خواجہ غلام فریدؒ کو ان ایام میں روہی ڈائن دکھائی دیتی ہے۔ وہ اپنے کلام میں اس حقیقت کی منظر کشی اس طرح کرتے ہیں۔

چیتر بہار خزاں ڈسیے
جھوک سمھو ویران ڈسیے
نا کوئی علم نہ کوئی بان ڈسیے
روہی ڈین ڈریندی ہے

بہار کے دن بھی خزاں کے دن معلوم ہوتے ہیں۔ آبادیاں یوں لگتی ہیں جیسے ویرانے ہوں۔ جہاں سے کوئی علم حاصل ہونے یا امید بر آنے کی صورت نہیں ہے، روہی ڈائن بن کر ڈرا رہی ہے۔

پیاس سے گر کر جان دینے والے مویشی صحرا کے راستوں پر بکھرے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ ان کے پنجروں کو گری اور ریت کی بوچھاڑ تراشے ہوئے پتھر کی طرح نمایاں اور شفاف کر دیتی ہے۔ ان کو دیکھ کر زندگی خوفزدہ ہو جاتی ہے۔ اپنے اشعار میں خواجہ فریدؒ ''کرنگ'' کا لفظ پنجروں کی حالت زار بیان کرنے کے لاتے ہیں تا کہ معلوم ہو کہ برسات کے بغیر روہی کتنی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہلاکت خیز ہوتی ہے:

کول نہ نیتم ڈھول دلیندے روہی ریلم کرنگ وے

میرا محبوب چلا گیا ہے اور مجھے تنہا چھوڑ گیا ہے۔ مجھ فراق کی ماری کا پنجریوں پڑا ہے، جیسے روہی میں کرنگ

دوسری جگہ صحرا کی آوارگی کا بیان کرتے ہوئے خواجہ فریدؒ کا سخن ان مصرعوں میں ڈھل کر بھٹک جانے اور آوارہ پھرنے کے تصور کو اجاگر کرتا ہے۔

مٹھی گلڑیں شہر دکھو ہیں دی تتی ملک ملامت ڈوہیں دی

سنجی روہی راوے روہیں دی ڈتی خلعت یار بروچل جت

میرے محبوب نے شہر کی بدنامی اور جگ کی ملامت مجھے عطا کی اور چولستان کے بیاباں کی آوارگی بطور تحفہ دی ہے۔

اس طرح تلاش کے مرحلوں کو خواجہ فریدؒ اجڑی ہوئی روہی کا حوالہ دے کر واضح فرماتے ہیں:

روہ روہی راوے رُلدی نت قدم قدم تے بھُلدی

کڈیں تھک بہندی کڈی جُلدی ہن سانول یار دہر کر

میں تیرے صحرا میں ماری ماری پھرتی رہی ہوں، بار بار ہر قدم پر راستہ بھول جاتی ہوں۔ اس حالت میں کبھی ہمت ہار کر بیٹھ جاتی ہوں۔ کبھی سفر کا عزم کر کے دوبارہ روانہ ہوتی ہوں۔ میرے محبوب اب تو آجا اور آ کر میری حالت زار کو آنکھوں سے دیکھ۔

صحرا میں بھٹکنے والے حق کے متلاشی جب کبھی اپنے مقصود کو پکارنا چاہتے ہیں تو یہ کیفیت خواجہ فریدؒ کے کلام میں اس طرح وارد ہوتی ہے:

روہی محض بشارت درسوں مرسوں بھرسوں مول نہ ڈرسوں

بیدرداں دی دلڑی ترسوں ڈینہہ راتیں گھوں مُوں ہے یار

ریگستان کو دیکھ کر بشارت ملتی ہے، ہم اس سے خوف زدہ نہیں ہوتے، مر جائیں یا ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بکھر جائیں پھر بھی ہرگز خوف زدہ نہ ہوں گے۔ لیکن بے دردوں کا خوف ایسا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ ہم اس کے طفیل دن رات عالمِ تذبذب میں رہتے ہیں۔

اس مضمون کو دوسری جگہ جاری رکھتے ہوئے اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

تھل بر روہی رد ہیں راویں   رولدی ڈوکھڑیں ماری دیار

بار بر ہوں سر باری و دیار

میرے محبوب ادھر دیکھ میرے سر پر محبت کا بھاری بوجھ رکھا ہوا ہے اور میں دکھوں کی ماری صحرا میں بھٹک رہی ہوں۔

روہی راوے روہیں رولیں   نس گیا کرہوں قطار

روہی میں اکیلا بھٹک رہا ہوں اور میرا اونٹ کہیں کھو گیا ہے۔

پُر وحشت سنجڑی روہی   اے دل دیوانی موہی

اے وحشت سے لبریز صحرا تو نو واردوں کو دیوانہ بنا کر لوٹ لیتا ہے۔

چولستان کی اس وحشت کو خواجہ غلام فریدؒ اپنے الفاظ میں یوں بیان کرتے ہیں:

چولستان مقام وحشت اور سودا ہے اور عاشقوں کی جگہ ہے۔
پہاڑوں میں بھی عجائبات بیشمار ہوتے ہیں جہاں چشمے نکلتے
ہیں۔ وہاں پانی کی نہریں اور سبزہ زار باغ اور پھول کثرت
سے ہوتے ہیں۔ مجھے اگرچہ ہر قسم کے ویرانوں اور بیابانوں
سے محبت ہے لیکن میں چولستان کو کوہستان پر ترجیح دیتا ہوں۔
اس وجہ سے کہ پہاڑوں سے ہیبت ٹپکتی ہے لیکن چولستان
سراسر فرحت اور انبساط کا مقام ہے۔''

رشک ملیہر روہی

خواجہ غلام فریدؒ روہی کو برسات کی آمد کے بعد نئے روپ اور نئے رنگ میں دیکھتے ہیں۔ اب یہی صحرا حسن اور زندگی کی آماجگاہ نظر آتا ہے۔ اب وہ اس کا ذکر کرتے ہیں۔ تو یہ ذکر طرب اور کیف کا سماں پیدا کر دیتا ہے۔

روہی راوے روہیں ڈھماں   ہوک پوے ونج مارتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روہی داس سکھے لڈ داسن لپٹیاں جھوکاں ساڑتے

ریگستان میں کوئی ایسا پانی سے بھرا ہوا ٹوبہ مل جائے جس کی شہرت اور دھوم دور دور کے علاقوں تک پہنچ چکی ہو تو رہنے والے اپنی جھوکیں جلا کر اس مقام پر جا کر ڈیرے ڈال لیں گے۔

روہی وڈھڑی گھاتھیے مٹڑیں لگڑ ہاں جاگاں

روہی میں بارشیں خوب ہوئی ہیں۔ خودرو صحرائی گھاس ہر طرف بکثرت لہرا رہا ہے اور چھاچھ بلونے کے مٹکے تیار ہیں۔ اب دودھ کو "جاگ" لگائی جاتی ہے۔

سندھڑی ڈوکھڑے گھاڑے روہی ملڑے بھاگاں

اب دکھ اور درد زرعی علاقوں کی طرف چلے گئے ہیں اور روہی کے مقدر میں خوشیاں لکھ دی گئی ہیں۔

گزری ڈوکھ ڈوہاک دی ماری روہی گل پھل نال سنگاری

مدمستانی ڈینہہ ملہاڑی باد شمالی لُرے دو

دکھ اور تکلیف کا دور گزر گیا ہے، صحرا گلوں اور پھولوں سے سج گیا ہے۔ موسم مدہوش کر دینے والا ہے، دن برسات کے ہیں اور دیکھو اُتر کی ہوا چل رہی ہے۔

سدھڑی تھئی دل قسمت پٹھڑی آپے نڑی راحت روٹھڑی

سوہنٹی موسم روہی وڈھڑی وحشت دوں دل سُر کے دو

میری پھوٹی ہوئی قسمت دوبارہ سنور گئی ہے۔ موسم خوشگوار ہے اور صحرا پر بہار آئی ہے دل شدت جذبات سے مستی کی طرف مائل ہے۔ چولستان کے سناٹے برسات کی آمد کے بعد ختم ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ پھر آئے ان بادلوں کی گرج۔

روہی مینگھ ملہاراں کھمدیاں کھنڈیاں اج کل

ریگستان میں آج کل گھٹائیں چھائی ہوئی ہیں۔ ہر طرف بادلوں کا سماں ہے اور وقفے وقفے کے بعد بجلیاں کوندرہی ہیں۔

خواجہ غلام فریدؒ ریگستان کے مناظر کو دیکھ التفات دوست کی تمنا کو تازہ کرتے ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وچ روہی دے رہندیاں نازک ناز و جٹیاں
راتیں کرن شکار دلیندے ڈیہاں ولوڑن نٹیاں

یہ صحرا نازک اندام جلبیوں کا مسکن ہے، جن کی ادائیں ہوش گم کر دیتی ہیں۔ ان کا جمال راتوں کو دل کا شکار کرتا ہے اور دن کے اجالوں میں یہ پیکران حُسن اپنے مرمریں ہاتھوں سے چھاچھ کے مٹکے بلوتی ہیں۔

اسی موضوع پر حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی کا نمونہ کلام ملاحظہ ہو:

آج پُٹن اُتر پار ڈلے ککر کئی چوٹی منڈا ائے نے مہین جی کھیون نہ کھوٹی
آؤ لالن موٹی گھوریا رن ڈینہڑا

آج اُتر کی طرف بادل چھائے ہوئے ہیں۔ موسم برسات کے آثار بالکل ظاہر ہیں۔ میرے محبوب آ جاؤ۔ روٹھنے کے دن چلے گئے۔

یہ منظر کشی صحرائے تھر سے متعلق ہے جو صحرائے چولستان ہی کا تسلسل ہے۔

روہی وٹھڑی مینگھ ملہاراں بُوٹے بُوٹے تھیاں گلزاراں
شالا موڑم دوست مہاراں بھاگ بھاگ دی موسم آیم

اے دوست ہر بوٹا نئی کونپلوں سے مزیّن ہو گیا ہے۔ یہ اس لئے ہے کہ ریگستان میں برسات کی آمد ہو چکی ہے۔ اب خوش بختی اور وصال کا موسم آ گیا ہے، اس لئے کیا ہی اچھا ہو اگر تم بھی اپنی مہار موڑ کر چلے آؤ۔

روہی لگڑی ہے سانوٹی ترت ولا ہوت مہاراں

اے محبوب ریگستان میں ساون کی جھڑی لگ گئی ہے۔ جلدی سے مہاریں موڑ لو اور میرے گھر چلے آؤ۔

ولھ ککڑیاں رتھڑ کچریاں کئی مہز میترے کھکڑیاں
کئی گدریاں پیلیاں ککڑیاں سر روہی سوہندے سہرے

روہی میں پھیلی ہوئی بیلوں پر کئی رنگ کے تربوز، خربوزے اور چھپڑ خود بخود اگ آئے ہیں۔ ان میں کچھ بھورے ہیں اور کچھ ملگجی ہیں۔ ان خوبصورت مناظر کا سہرا روہی کے سر پر ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھیاں روہی مینگھ ملہاراں کل گُل گلزار بہاراں
وچ سوہندیاں گھنڈ تواراں ہر ٹوبھے چھانگاں پھیڑے

روہی میں مسلسل برسات ہورہی ہے، یوں لگتا ہےکوئی چمن ہچس کی بہار جوبن پر آئی ہوئی ہے۔مویشی ٹوبوں کے قریب سے گزرتے ہیں توان کی گردنوں میں لٹکی ہوئی گھنٹیاں دھیما دھیما ساز چھیڑ دیتی ہیں۔ جب نظارہ ایسا ہوتو متاع دل لٹ جاتی ہےاور خیال ماسوا باقی نہیں رہتا۔

یہی خیال دوسری جگہ اس طرح ادا ہوا ہے :

روہی راوے تھیاں گلزاراں پُھل چترانگ دی باغ بہاراں
گھنڈ تواراں بارش باراں چرچے دھانون گانون دے

ہرطرف کونپلیں پھوٹ رہی ہیں۔ٹیلوں کے عریاں تن سبز ردا سے چُھپ گئے ہیں۔ مویشیوں کی گھنٹیوں کی مدھ بھری صدااور برسات کی بوندوں کا ساز دیوانہ بنارہاہےکوئی گاتا ہے۔ کوئی پانی کی لہروں سے کھیلتا ہے۔اب صحرا سے پل بھربھی دور جانے کودل نہیں چاہتا۔

اصلوں مول نہ ویسا روہی کانہہ کھیلے دلڑی موہی
رانجھن دی سر چیساں ڈوہی تن من ملک تہیندے

برسات اتنی ہوئی ہے کہ ٹیلوں کے درمیان والی سفید زمین پر دلکش سبزہ اگ آیا ہے۔ اب میں رانجھن کے دیس جاکراس کی گائے کا دودھ دوہنے کے بعد چاٹی اپنے سر پر رکھ کر گھوموں گی۔

میں سندھری کیویں جالاں پردیس بیٹھی تن گالاں
تھئی روہی ڈینہہ ملہاڑی

میں سندھری (شہری علاقہ) میں کیسے بسر کروں۔ کیوں پردیس میں رہ کر تن کو جلاؤں۔اب تو ریگستان میں مطلع ابرآلود ہے۔

ساون کے انتظار میں ریگستان کی سرحد پر بیٹھے ہوئے قافلے اب گھروں کو جانے کے لئے رخت سفر باندھ رہے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساون آن سوہیاں روہی   سندھڑوں سگھری لڈتے

میں اپنا اثاثہ اور اہل کنبہ کو ساتھ لے کر دوبارہ روہی میں آ کر آباد ہو جاؤں گی اور وہاں اپنے محبوب کے ساتھ رہوں گی۔

تھی راہی برڈوں جُلساں   دل راہوں مول نہ وَلساں

ونج ساتھ پرینڈے رلساں   وچ روہی کرسوں بُوہی

میں (بچھڑے ہوئے) محبوب کی تلاش میں چل پڑوں گی۔ پھر ان راستوں پر میرے قدم ہمیشہ اٹھتے ہی رہیں گے۔ حتیٰ کہ اپنے مہربان کا ساتھ مجھے نصیب ہو جائے گا۔ پھر ہم دونوں صحرا کو اپنا مستقل مسکن بنالیں گے۔ سبزوں کی رداء تازہ کو دیکھ کر دل کے کنول کھل اٹھتے ہیں۔

روہی رنگ رنگیلی   چک کھپ ہار حمیلاں پاوے

بوٹے بوٹے گھنڈ سہاگوں   گیت پرم دے گا دے

برسات کے بعد پودوں اور پھولوں کے باعث ریگستان میں رنگوں کا حسین امتزاج پیدا ہو گیا۔ ''چک'' اور ''کھپ'' کی صحرائی جھاڑیاں توانا ہو کر ہر طرف پھیل گئی ہیں۔ اور یوں لگتا ہے جیسے آپس میں گلے مل رہی ہوں۔ اس نظارہ کی دید سے روح ونظر سیراب ہوتے ہیں۔ گمان ہوتا ہے کہ بوٹا بوٹا سہاگ کا گھونگھٹ نکال کر محبت کے گیت گا رہا ہے۔

کنڑیں ووڑ پیوم روہی وڈھڑی دی   ڈھولا کل نہ لدھو ڈکھڑیں کُٹھڑ وی دی .

پھاڑیم چولی چُنی رو رو تھیوم چری

میرے کانوں میں ریگستان میں ہونے والی بوندا باندی رس گھول رہی ہے، میرے محبوب تو نے راہ محبت میں ذبح ہو جانے والی کی خبر نہ لی۔ ذرا دیکھ تو میں نے چولی اور چنی کو پھاڑ ڈالا اور رو رو کر دیوانی ہو گئی ہوں۔

برسات ہو جائے تو ٹوبھوں میں بارش کے میٹھے پانی کا ذخیرہ دیکھ کر ہم عمر دوست کی یاد ستانے لگتی ہے۔

روہی وٹھڑی ٹوبھا تاروے   آ مل توں سینگا دے یار

اے ہم عمر دوست ٹوبہ بھرا ہوا ہے اور ریگستان سرسبز ہو چکا ہے۔ اب تیرے قرب کی تمنا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے سوا دل میں کچھ باقی نہیں ہے۔

اور جب روہی کی وسعت کلام فریدؒ میں قرب خدا کا استعارہ بن کر ابھرتی ہے تو ان کا فکران خوبصورت مصرعوں کی صورت اختیار کرتا ہے۔

میڈا ملک ملیرتے مارو تھلڑا روہی چولستان دی توں

میرے پروردگار میرے محبوب کے اس وطن اور فراق میں تڑپانے والی ریت کے سمندر میں ہر طرف ایک وحدت نظر آتی ہے اس وحدت میں تیری یکتائی کا سراغ ملتا ہے۔

یہ صحرائے چولستان ہے جس کی سحر خیز فضاؤں سے نووارد بھی بہت جلد اک گونہ انسیت محسوس کرنے لگتا ہے۔ یہاں کے غزالانِ مست خرام استادہ خاردار بوٹے، خوش رنگ قدرتی گھاس، نوکیلے درخت، پھدکتے ہوئے جنگلی خرگوش، قدم قدم پر پھڑ پھڑا کر اڑ جانے والے رنگا رنگ طیور کسی عظیم سلسلے کی کڑی دکھائی دیتے ہیں۔ ایمرسن نے جس یکسوئی کو شخصی قوت کی روح قرار دیا ہے وہ یہاں پہنچتے ہی مشاہدے اور محسوسات میں آتی ہے۔ من کی دنیا اپنے دروازے وا کر دیتی ہے۔ انسان دل کی دھڑکن کی لے سے لطف اندوز ہوتا ہے۔ شریانوں میں خون کی گردش کا دھیما ساز کانوں میں رس گھولنے لگتا ہے۔ ذہن سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے اس لئے کہ ماحول بڑا فکر پرور ہے۔ فضا میں ایک ننھا سا ارتعاش خواہ وہ صحرائی ہوا سے پیدا ہو یا زمین پر رینگنے والے کیڑے کی بھنبھناہٹ سے انتہائی جاذب توجہ بن جاتا ہے۔

صحرائے چولستان میں ایک نرالی اور اچھوتی دنیا آباد ہے۔ ایسی دنیا جو لبھاتی بھی ہے اور تڑپاتی بھی ہے۔ ایسی دنیا جو دل کی اجڑی ہوئی بستی کو آباد کر دیتی ہے اور روح کے سوئے ہوئے تاروں کو چھیڑ دیتی ہے۔

چاندنی رات کے جاذب روح مناظر دیدنی ہوتے ہیں۔ نور کی کرنوں سے بنا ہوا اک جہان ننھے سے دھڑکتے ہوئے انسانی دل کے اردگرد چاروں طرف بکھرا پڑا ہوتا ہے۔ چاندنی راتوں میں ایک چاند آسمان پر اور سینکڑوں زمین پر تیر رہے ہوتے ہیں کوئی راہ چلتا ہو تو دھول نور کا بادل بن کر اس کے ساتھ ساتھ چلتی ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے کوئی کانوں میں سرگوشی کر رہا ہے، "اے ظلمت میں ٹامک ٹوئیاں مارنے والے بے چین انسان ہوش وخرد سے تو دیکھ اس کی نگری میں ہر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرف اجالوں کا راج ہے۔"

طلوع اور غروب کے مناظر یہاں اتنے فکر خیز ہوتے ہیں کہ ذہن میں طرح طرح کے مضامین وارد ہونے لگتے ہیں۔ غروب کے وقت احساس دامن گیر ہو جاتا ہے کہ صحرا آنکھیں میچ رہا ہے ـــــــ ذرا سا دم لینے کو ـــــــ اور پھر ابھی کچھ دیر بعد یہ اپنی نورانی آنکھیں کھولے گا تو پھر شعاعیں اور کرنیں ہر طرف رقص کناں ہونگی۔ صحرا ایک ایسا مقام ہے جہاں بسنے والوں کی مفلسی بھی ان کی روح کی لطافت کو مردہ نہیں کر پاتی۔ کوئی کتنا بے در اور بے زر ہی کیوں نہ ہو یہاں شعر کی زبان میں بات کہنا اور سننا اس کا مرغوب مشغلہ ہوگا ـــــــ ذرا غور کریں تو اس ماحول کی ہر شے پر اسرار معلوم ہوتی ہے۔ ہوا کے دوش پہ کسی خار دار جھاڑی کا جھولنا یا کسی صحرائی پرندے کا پھڑ پھڑا کر قریب سے اڑ جانا ـــــــ یا دور کہیں ٹیلوں کے اُبھار پر چوکڑیاں بھرتے ہوئے آہو کا دکھائی دینا، دلوں میں عجیب فرحت پیدا کرتا ہے، ایسی فرحت جو سر بستہ راز ہولے، ہولے آشکار کرنے لگتی ہے۔

حضرت خواجہ غلام فریدؒ نے اپنی حیات کے اٹھارہ برس اس صحرا میں گزارے اور ان کا ذوق جلا حاصل کرتا رہا۔ آپ نے اس صحرا کے حوالے سے کبھی صحرائے عرب کے نقوش تابندہ کو تصویر خیال میں روشن کیا اور کبھی اس کی خامشی کو عرفان خودی کا زینہ اور حُب حقیقی کا سفینہ ٹھہرایا۔ خودشناسی اور خدا شناسی کے سوتے انہیں اسی صحرا کے دامن سے پھوٹتے ہوئے دکھائی دیتے۔ اسی لئے صحرائے چولستان کے سکون میں محبوب کی بے حجابانہ جلوہ نمائی کے خوگر ہو کر خواجہ صاحب فرماتے ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

اے ریت سکھی ہئی کیں کنوں — ڈھولا لک چھپ بہندیں میں کنوں
اے روہی یار ملاوڑی دے — شالا ہووے ہر دم ساوڑی دے
ونج چیسوں لسٹری گاوڑی دے — گھن اپنے سوہنے سیس کنوں

یہ ریت تو نے کہاں سے سیکھی ہے کہ میرا محبوب ہو کر تو مجھ سے چھپا بیٹھا ہے۔ صحرا بچھڑنے والوں کو ملانے والا ہے۔ دعا ہے کہ یہ سدا آباد رہے۔ کبھی تو وہ دن آئیگا جب ہم اپنے حسین محبوب سے چھاچھ لے کر پی سکیں گے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خواجہ فریدؒ نے ان اشعار میں منازل سلوک کا مفہوم بڑی خوبصورتی سے ادا کر دیا ہے۔

فرماتے ہیں کہ اے میرے رب میں تیرا متلاشی ہوں لیکن تو نے اپنے چاہنے والے کے روبرو حجابات کس لئے کھڑے کر دئے ہیں۔ میری بیقراریوں کو دیکھ! میں تو اس بات کا تمنائی ہوں کہ ایک روز تیرے قرب کی بادہ عرفاں میرے لبوں سے لگ جائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پرندے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھوکڑ

یہ ایک خوبصورت صحرائی پرندہ ☆ ہے۔اس کا سراپا چولستان کے رنگ میں رچا ہوا ہے۔اس کی پرواز میں شاہانہ تمکنت جھلکتی ہے۔زمین پر بیٹھی ہو تو نظروں کو اور بھی بھلی لگتی ہے۔ بھوکڑ کی قامت تقریباً سوا دو یا تین فٹ اور اس کے پروں پر سفید اور بھورے رنگ کے چوڑے چوڑے دھبے ہوتے ہیں۔صحرائے چولستان بھوکڑ کا دائمی مسکن ہے۔مگر یہ پرندہ تعداد میں بہت کم ہوتا ہے۔موسم گرما میں شکاری بڑے پر امید ہو کر اس کو تلاش کرتے ہیں۔کیونکہ اس موسم میں اس کے پائے جانے کے امکانات روشن ہوتے ہیں۔ماہرین کا قیافہ ہے کہ اس وقت چولستان میں تقریباً پچیس ''بھوکڑ'' ہوں گے۔مگر شکاریوں کا خیال یہ ہے کہ ان کی تعداد ساٹھ ستر کے قریب ہو گی۔تجربے کی بنا پر شکاریوں نے یہ اصول اپنایا ہے کہ خشکی کے جانور کو شوربہ بنا کر کھانا چاہئے اور پانی کے جانور کو بھون کر کھانا چاہئے۔بھوکڑ کو پکڑنے والے اس کلیئے کے تحت اس کا شوربا بنانا پسند کرتے ہیں۔شوربا بنائیں تو گوشت جلدی گل جاتا ہے۔

بھوکڑ کا گوشت رنگت میں سرخ اور ذائقے میں قدرے تُرش، خستہ اور لذیذ ہوتا ہے۔

چولستانی باشندے بھوکڑ کا شکار بڑے دلچسپ انداز میں کھیلتے ہیں۔پہلے ''بھوکڑ'' کے پسندیدہ مقام کا پتہ لگایا جاتا ہے۔اس مقام کی پہچان اس کے پنجوں کے نشانات اور سفید سبزی مائل بیٹ ہوتی ہے۔بھوکڑ عام طور پر ریتلی زمین پر بیٹھتی ہے۔اونچے ٹیلے اور ''ڈہر'' اس کو پسند نہیں ہیں۔بھوکڑ اڑنے کی نسبت دوڑنا پسند کرتی ہے۔انسانی قدموں کی دھمک سن کر بھوکڑ تیزی سے بھاگنا شروع کر دیتی ہے۔اگر دشمن بہت قریب آ جائے تب بھی پہلے بھوکڑ ایک یا دو فرلانگ دوڑنے کو ترجیح دے گی۔شکاریوں کا اندازہ ہے کہ اس کے دوڑنے کی رفتار بیس سے تیس میل فی گھنٹہ ہے۔اس کو

☆۔بھوکڑ Great Indian Bustard

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شکار کرنے کا قاعدہ یہ ہے کہ پہلے دبے پاؤں بھوکڑ کے بیٹھنے کے قریب ترین نکتہ پر پہنچا جائے پھر وہاں سے یکلخت اس پر دھاوا بول دیا جائے مشاق شکاری برق رفتاری سے اس کا تعاقب کرتا ہے جیسے ہی بھوکڑ زد میں آ جائے۔ تو ڈنڈے کی زوردار ضرب مارتا ہے۔ چولستانی ڈنڈے مارنے کے فن میں بڑے ماہر ہوتے ہیں۔ بہت کم نشانہ خطا ہوتا ہے۔ بھاگتی ہوئی بھوکڑ ضرب لگتے ہی زمین پر ڈھیر ہو جاتی ہے۔ انگریزی میں بھوکڑ کو گریٹ انڈین بسٹارڈ کہتے ہیں۔

بسٹارڈ کی بائیس اقسام ہیں۔ یہ تنکے والے بھورے یا سبزی مائل ہوتے ہیں۔ سوتے ہیں تو سر شانوں میں چھپ جاتا ہے۔ یہ پرندہ برطانیہ میں 1832ء کے بعد مفقود ہو گیا ہے۔ اب یہ پرندہ پرانی دنیا تک محدود ہے۔

بھوکڑ کا وزن عام طور پر چار سیر ہوتا ہے۔ مگر شکاریوں نے کبھی کبھی ایسے بھوکڑ بھی شکار کیے ہیں جن کا وزن سات سیر سے زیادہ تھا۔ بھوکڑ چولستان میں پائی جانے والی بوٹی بوئیں کے پھول کھاتی ہے۔ بھوکڑ کی عمر سات یا آٹھ سال ہوتی ہے۔ یہ سال میں بطخ کے انڈے کے برابر دو انڈے دیتی ہے۔

چولستانی باشندوں کا خیال ہے کہ بھوکڑ زمین سے فضا میں بلند ہونے میں زیادہ وقت لیتی ہے۔ لیکن اگر فضا میں اڑتی ہو تو بے حد تیز رفتار معلوم ہوتی ہے۔ زمین سے اس کی اڑان کے بارے میں صحیح اندازہ لگانا انتہائی دشوار ہے۔ کہنہ مشق شکاری اس کے برعکس یہ رائے رکھتے ہیں کہ بھوکڑ پچاس میل فی گھنٹہ کی رفتار سے پرواز کرتی ہے۔ صحرا میں بھوکڑ کو انتہائی حساس پرندہ سمجھا جاتا ہے۔ حالت اسیری اس پرندے کو بالکل راس نہیں آتی۔ چولستان بھر میں مشہور ہے کہ پنجرے میں بھوکڑ کا ایک دن بھی سلامتی سے نہیں کٹ سکتا۔ مگر شکاریوں کے بقول بھوکڑ کو اگر اس کی مرضی کی خوراک ملتی رہے تو قفس میں بھی سال بھر زندہ رہ سکتی ہے۔ قید کی حالت میں بھوکڑ صرف اس صورت میں کھاتی ہے جب سامنے کوئی آدمی نہ ہو۔ شکاری کہتے ہیں کہ دس پندرہ دنوں کے لئے بھوکڑ کو عام حالات میں بھی زندہ رکھا جا سکتا ہے۔ گزشتہ دنوں میں جب چولستان کے دور دراز گوشوں میں جا کر بھوکڑ کو مار لیا جاتا تھا تو اس کی گوشت کو بحفاظت رکھنا ایک بڑا مسئلہ ہوتا تھا۔

نوٹ: پرانی دنیا میں اس کی تعداد صرف ۳۰۰ بتائی جاتی ہے۔ کیا ہی اچھا ہو اگر اس کم یاب پرندے کی افزائش کا بندوبست کیا جائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گرمیوں میں آٹھ گھنٹے سے زیادہ اسے نہیں رکھا جا سکتا اور سردیوں میں اس گوشت کے صحیح رہنے کی مدت ایک دن بتائی جاتی ہے۔ چولستانی ایک ترکیب کے ذریعے اس کے گوشت کو زیادہ دیر کے لئے محفوظ کر لیتے ہیں۔ بھوکڑ کا پیٹ چاک کر کے اس میں کوئلے بھر لئے جاتے ہیں۔ اسطرح ایک دن سے زیادہ عرصہ سفر میں گزر جائے تو بھی گوشت میں بُو پیدا نہیں ہوتی۔ بھوکڑ اپنا بچاؤ نرالے انداز میں کرتی ہے۔ جب بھی کوئی دشمن اس پر حملہ آور ہو تو اس سے بچنے کے لئے اپنی بیٹ کی بوچھاڑ اس کی آنکھوں پر مارتی ہے۔

تلور

یہ پرندہ بھوکڑ سے چھوٹا اور مور کی طرح خوبصورت ہوتا ہے۔ اس کے پروں پر نقطے پُرکشش لگتے ہیں۔ خاص و عام میں اس کا چرچا باقی تمام پرندوں سے زیادہ ہے۔ یہ اونچائی میں سوا فٹ اور وزن میں بالعموم ڈیڑھ یا دو سیر کے برابر ہوتا ہے۔ تلور ایک گشتی پرندہ ہے۔ جو صرف ماہ اکتوبر اور فروری کے درمیانی عرصہ میں یہاں وارد ہوتا ہے۔ چولستان کی دو خودرو جھاڑیاں ''پھیل'' اور ''بھکوہ'' کی کونپلیں اور پھول تلور کو بڑی بھلی لگتی ہیں۔ کچھ نہ ملے تو بوئیں کے پھول بھی کھا لیتی ہے۔ چونکہ یہ دونوں صحرائی جھاڑیاں ٹوبوں کے آس پاس پائی جاتی ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق تلور ہر سال چھ سو یا نو سو کی تعداد میں اس صحرا میں داخل ہوتی ہے۔ تلور کی عادات بڑی حد تک بھوکڑ سے ملتی جلتی ہیں۔ اس لئے دونوں کا شکار کرنے کا طریقہ ایک جیسا ہے۔ تلور بھی دشمن کو دیکھ کر کافی دور تک دوڑتی ہے اور جب دشمن قریب آ جائے تو اڑتی ہے۔ لیکن زمین سے اوپر اٹھنے میں وقت لیتی ہے۔ مقامی باشندگان تلور کی اس خاصیت سے واقف ہیں۔ اس لئے پھرتیلے نوجوان دوڑ کر اس کو پیروں سے پکڑنے کی کوشش کرتے ہیں۔

تلور کا انڈہ مرغی کے انڈے کے برابر ہوتا ہے۔ سال میں پانچ یا آٹھ انڈے دیتی ہے۔ اس کی عمر تین یا چار سال ہوتی ہے۔ بعض چولستانی بستیوں میں یہ روایت سننے میں آئی کہ تلور کی آنکھیں ڈھانپ دیں تو وہ قید میں زیادہ مدت زندہ رہے گی۔ زندہ تلور کو دور تک لے جانا مقصود ہو تو چولستانی اس ترکیب پر عمل کرتے ہیں۔

تلور کے گوشت کا رنگ سرخی مائل سفید ہوتا ہے۔ اس کا ذائقہ قدرے میٹھا پن لئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتا ہے۔ خستگی میں تلور کے گوشت کا جواب نہیں ہے۔ عہد ماضی میں شائقین اس کا شوربا بناتے تھے۔

صرف انسان ہی تلور کا دشمن نہیں کیونکہ چرگ بھی اس سے ازلی بیر رکھتا ہے۔ تلور اگر چرگ کی زد میں آ جائے تو وہ اس کی کمر پر پنجے گاڑ کر اس کو ہلاک کر ڈالتا ہے۔ تلور کے پورے جسم میں چرگ کو صرف اس کا سینہ بھاتا ہے۔ جسے وہ نوچ نوچ کر کھا لیتا ہے۔ شکاری صبح یا شام کے وقت اس کی تلاش میں نکلتے ہیں۔ اسلام گڑھ، نواں کوٹ اور رانا بھانا کے ساتھ ساتھ کے علاقوں میں تلور کے اترنے کا رجحان زیادہ ہے۔

بھٹ تیتر

اس پرندہ کی آمد موسم سرما میں ہوتی ہے۔ یہ تقریباً چار چھٹانک وزنی پرندہ ہے۔ چولستانی مٹی میں پائے جانے والے کنکر اور کیڑے مکوڑے کھاتا ہے۔ چولستانی باشندے پتھری کے علاج کے لئے اس کا گوشت کھاتے ہیں۔

کشمیرا

صحرائے چولستان میں یہ پرندہ سردیوں میں کہیں کہیں دکھائی دیتا ہے۔ یہ بھی ایک گشتی پرندہ ہے اس کا وزن چار سے چھ چھٹانک کے درمیان ہوتا ہے۔ بوئیں کے پھول اور ہر قسم کا دانہ اس کی غذا ہے۔

چرگ

تلور کے شکار کے لئے (Falcon) استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ سیاہ چشم پرندہ ہے۔ شکار کے مقاصد کے لئے اصولی طور پر مادہ کو ترجیح دی جاتی ہے۔ چرگ کا اصل وطن سائبیریا بتایا جاتا ہے۔ یہ پرندہ کھلی جگہوں کو پسند کرتا ہے۔ ''چرگ'' بیری اور ''لگڑ'' مادہ کے نام ہیں۔ چرگیلا اور لگڑ یلا نروں کے نام ہیں۔ نر افزائش نسل اور انڈوں کی حفاظت کرتا ہے۔ یہ سردیوں میں ظاہر ہوتا ہے۔ اور اس کا وزن بالعموم دیسی مرغی جتنا ہوتا ہے۔ یہ اپنے طاقتور پنجے اور چونچ سے چھوٹے پرندوں چوہوں اور نیولوں کا شکار کرتا ہے۔ چرگوں کا کاروبار بڑا منفعت بخش ہے۔ اس لئے کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک چرگ دس ہزار سے تیس چالیس ہزار تک قیمت پاتا ہے۔اس علاقے کے امراء اور باہر سے آنے والے سلاطین اس کے خریدار ہوتے ہیں۔

باز

یہ شکاری پرندہ گلاب چشم ہوتا ہے۔ مادہ کو باز اور نر کو ''جرا'' یا ظہ کہتے ہیں۔اس کی دوسری قسمیں بھی ہیں۔جیسے باشا (مادہ) اور بالشینہ (نر) اسی طرح شکرا (مادہ) اور شکریلا (نر)۔ یہ پرندہ چولستان اور آباد زرعی علاقوں کی سرحدوں پر ملتا ہے۔

چکی

یہ دیسی باز ہے۔ درجہ بندی میں یہ بھی گلاب چشم شکاری پرندوں میں شمار ہوتا ہے۔ عام انداز کے مطابق چولستان میں اس کی تعداد پچیس تیس ہزار ہوگی۔اس کے پنجے پیلے ہوتے ہیں۔چونچ بھی پیلی پتلی اور قدرے سرخی مائل ہوتی ہے۔''چکی'' اور ''لگر'' کے ذریعے چرگ کو پکڑا جاتا ہے۔ چرگ کو جال میں پھانسنے کے طریقوں کو پنجابی میں ''کندھوری'' اور ''جھڑ گند'' کہا جاتا ہے۔

تیتر

صحرا میں پایا جانے والا تیتر بھورا ہوتا ہے۔ یہ پرندہ پانی نہ ملے تو شبنم کی نمی سے اپنی پیاس بجھا کر زندہ رہ سکتا ہے۔اس کی عمر پانچ اور سات سال کے درمیان ہوتی ہے۔مادہ سال میں دو دفعہ انڈے دیتی ہے۔یہ زیادہ تر آباد علاقوں کے قریب پایا جاتا ہے۔ باز، چرے اور باشا سے اس کا شکار کیا جاتا ہے۔ایک اندازے کے مطابق چولستان کے کناروں پر پائے جانے والے اس پرندے کی تعداد تقریباً چار ہزار ہوگی۔ زیادہ تر بھگوے کے ذریعے پکڑتے ہیں اور لڑاتے بھی ہیں۔ مُشکی یا کالا تیتر زیادہ خوب صورت، طاقتور اور قیمتی ہوتا ہے اسے شکاری سدھا کر بطور لاوے کے استعمال کرتے ہیں۔ مستی پکڑتا ہے، خاص موسم میں بولتا ہے۔ ورنہ اکثر شکاری اسے پنجرہ میں بند کر دیتے ہیں اور اوپر چولی ڈال دیتے ہیں۔ جنگل میں چولی اُتار کر رکھتے ہیں تو یہ بولنا شروع کر دیتا ہے۔ گویا اپنے حریفوں کو چیلنج دیتا ہے اور وہ دُور دُور سے اڑ کر اس پر جھپٹتے ہیں۔ دونوں تیتر دو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو ''کوڑکی'' کے ذریعے پھنسا کر پکڑتے ہیں۔ شکاری چھوٹے کتوں کے ذریعے جھاڑیوں سے نکال کر یا جھاڑیاں ڈنڈوں سے پیٹ کر شکار کرتے ہیں۔

بٹیر

جال کے علاوہ ''باشے'' سے اس کا شکار کیا جاتا ہے۔ آباد علاقے اور صحرا کی سرحد پر یہ پرندے باجرہ چگنے کے لئے اترتے ہیں۔ چولستان میں بکھڑہ کے پھول ان کی غذا ہوتی ہے اس کی اڑان نیچی اور نہایت سُبک ہوتی ہے۔ بجلی کی روشنی سے گریز کرتا ہے۔ چولستان میں آنے والے اس گشتی پرندے کی تعداد کی بابت خام اندازہ ستر ہزار کے لگ بھگ ہے۔

گِدھ

صحرائے چولستان کے دور دراز اور نامعلوم گوشوں میں جانوروں اور اِکا دُکا مسافروں کی ناگہاں اموات کا رازداں ایک گدھ بھی ہوتا ہے۔ اس پرندے کے منڈلانے اور اُترنے کی جگہ چولستانیوں کو تشویش میں ڈال کر موقع فراہم کرتی ہے کہ وہ وہاں جا پہنچیں اور خود مشاہدہ کر کے آگاہ ہوں کہ کیا کوئی جانور یا انسان مر گیا ہے۔ ورنہ صحرا کی وسعتوں میں ایسے حادثوں سے باخبر ہونا ممکن نہیں ہے۔ چولستانی گدھ اپنی شکل و شباہت کے اعتبار سے مختلف نہیں ہے لیکن صحرا میں رہنے کی عادت نے اسے سخت جان ضرور بنا دیا ہوگا۔ گدھ دم لے لے کر مُردہ گوشت کھاتا ہے۔ کم از کم ایک گدھ آدھ سیر گوشت ایک کوشش میں کھا جاتا ہے۔ چولستانیوں کا خیال ہے کہ چوبیس گھنٹوں میں ساٹھ گدھ مرے ہوئے اونٹ کی لاش کو ہڈیوں کے پنجر میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ اس وقت ان کی تعداد کے متعلق خام اندازہ چھ ساتھ سو لگایا گیا ہے۔

مرغابی

مرغابی کا شکار چولستانی لوگ تلور کے شکار کی طرح بڑی رغبت سے کھیلتے ہیں۔ یہ گشتی پرندہ ایک اندازے کے مطابق ہر سال پچاس ہزر کی تعداد میں صحرائے چولستان میں داخل ہوتا ہے۔ جوہڑوں، تالابوں اور ٹوبوں پر جمی ہوئی کائی اور ان کے قریب پائے جانے والے کیڑے مرغابیوں کی خوراک ہیں۔ ''پوچر'' ''سیٹیل'' چنی اور ''تیلیز'' اقسام کی مرغابیاں چولستان میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آتی ہیں۔ ''سیٹیل''، قسم کی مرغابی نسبتاً زیادہ وزنی (تقریباً تین پاؤ) ہوتی ہے۔اس کی پہچان لمبی دُم ہے۔سدھائے ہوئے بیری سے مرغابی کا شکار کیا جاتا ہے۔مرغابی جہاں کہیں نگاہ کی زد میں آجائے ''بیری'' کو اس کے تعاقب میں چھوڑ دیا جاتا ہے۔وہ برق رفتاری سے اڑ کر اس کو جالیتا ہے۔اور پکڑ کر مالک کے پاس لے آتا ہے۔

دوسری روایت کے مطابق ڈھنڈلاں سونہارا جو اب نیشنل پارک کہلاتا ہے اور جچہ عباسیاں کے نزدیک ڈھنڈ بگہ گاگڑی وغیرہ پر لاکھوں کی تعداد میں مرغابیاں ہر سال اترتی ہیں اور قیام کرتی ہیں۔محکمہ شکاران کی پرورش اور خوراک کے لئے اجناس کا انتظام کرتا ہے۔برصغیر پاک وہند کے راجے مہاراجے نواب، گورنر، پولیٹیکل ایجنٹ، وائسرائے یہاں شکار کھیلنے آتے تھے۔

نیشنل پارک لال سونہارا کی قدرتی جھیل میں ایک اندازے کے مطابق دس ہزار بیس ہزار کی تعداد میں مرغابیاں اترتی ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مکڑی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مکڑی زرعی علاقے کے لوگوں کے لئے آفت ہو تو ہو مگر چولستانیوں کے نزدیک یہ ایک رحمت ہے۔ اس لئے کہ یہ ماحول کے جمود کو توڑ کر تفریح کا سامان پیدا کرتی ہے اور دوسرا یہی مکڑی خوش ذائقہ بھوجن بن کر ان کے دستر خوان کی زینت بن جاتی ہے۔ مکڑی کو کوٹ کر کباب بنائے جاتے ہیں۔ مکڑی کو سکھا لیا جاتا ہے۔ ٹڈی دل دکھائی دے تو چولستانی خوشی سے پھولے نہیں سماتے۔ چولستان کے مقتدر لوگ خاص طور پر اسے زیادہ ذوق سے کھاتے ہیں۔ ان کا خیال یہ ہے کہ اس سے بدن کو بے پناہ قوت ملتی ہے۔

مکڑی وسطی ایشیاء اور پہاڑوں پر پرورش پاتی ہے۔ اور لاکھوں ٹڈی دل صحرائے عرب یا چولستان میں آ کر انڈے دیتے ہیں۔ بدانوں میں اتر کر آن کی آن میں ہریاول چٹ کر جاتے ہیں۔ پہلے محکمہ زراعت اس کی نقل مکانی اور تلفی کی نگرانی کرتا تھا۔ ٹڈی دل اپنی جگہ سے حرکت نہیں کرتے جب تک کہ تلیروں کے جم غفیر مارچ، اپریل کے بعد خوراک کی تلاش میں میدانوں میں نہ اتریں۔ تلیروں کے غول ٹڈی دل ہضم کر جاتے ہیں۔

نسل

چولستان میں پائی جانے والی مکڑی کو (Desert Locust) کے زمرہ میں شمار کیا جاتا ہے۔ اصطلاحاً اسے (Gregarious) کہا جاتا ہے۔ جب نابالغ ہو تو اس کا رنگ گلابی ہوتا ہے اور جب بالغ ہو جائے تو مکمل طور پر پیلا ہو جاتا ہے۔ اس کا نر چھوٹا اور مادہ بڑی ہوتی ہے۔ مادہ کے شکم کے نیچے نوکدار حصہ ہوتا ہے۔ جس کے ذریعے یہ چھ انچ سے لے کر نو انچ تک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گہرا سوراخ کر لیتی ہے اور ایسے تین چار سوراخوں میں ایک ہزار سے پندرہ سو تک انڈے دیتی ہے جو باانس متی چاول کے برابر ہوتے ہیں۔ بوقت اتصال نر اور مادہ حالت پرواز میں رہتے ہیں۔ جب مادہ زمین پر اتر کر انڈے دیتی ہے تو اس کے فوراً بعد نر و مادہ دونوں مر جاتے ہیں۔ اس لئے جہاں کہیں مکڑیاں مردہ حالت میں پائی جاتی ہیں۔ یہ اندازہ کر لیا جاتا ہے کہ یہاں اس کے انڈے موجود ہوں گے۔ مری ہوئی مکڑیاں چولستانی سانپوں کی غذا بن جاتی ہیں۔ قدرت کا یہ انتظام نہ ہوتا تو شاید مکڑی کی تعداد کو کنٹرول کرنا انسان کے لئے ممکن نہ ہوتا۔

جب آسمان پر ٹڈی دل کی چادر تن جاتی ہے تو چولستانی اپنے اونٹوں پر ساز و سامان باندھنا شروع کر دیتے ہیں۔ جس طرف کو ٹڈی دل گیا ہو ادھر کو روانہ ہو جاتے ہیں۔ اور غروب کے بعد جہاں مکڑی نے پڑاؤ کیا ہو وہاں ہلہ بول دیتے ہیں۔ اپنے ساتھ یہ لوگ خالی بوریاں لے جاتے ہیں۔ ہاتھ سے مکڑی کا سر اور پچھلا حصہ کھینچ کر علیحدہ کر دیا جاتا ہے اور پروں کو نوچ لیا جاتا ہے۔ باقی حصہ کو پانی میں جوش دے کر رکھ لیا جاتا ہے۔ اس کو کھانے کے جہاں اور بہت سے طریقے رائج ہیں وہاں ایک یہ بھی ہے کہ گھی میں بھون کر یا کوٹ کر اس کا قیمہ بنا کر ممتاز مہمانوں کو پیش کیا جاتا ہے۔ عام طور سے مکڑی کو جوش دے کر اس پر نمک مرچ ڈال کر چولستانی شوق سے کھاتے ہیں۔

ابن بطوطہ نے ایک صحرائی مقام ''بودا'' کا ذکر کیا ہے جہاں کے باشندے کھجور اور ٹڈی پر گزران کرتے تھے۔ یہ لوگ صبح سے پہلے اسے پکڑتے تھے اور ذخیرہ کر لیتے تھے۔

مکڑی کی افزائش کی رفتار کا جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ موسم گرما میں انڈے سے مکڑی بننے کے مراحل پانچ سے چھ ہفتے میں طے ہوتے ہیں جبکہ سردیوں میں اس مقصد کے لئے زیادہ عرصہ درکار ہوتا ہے۔ ایک اندازے کے مطابق یہ وقفہ پچاس یا ساٹھ دن بھی ہو سکتا ہے۔

خونخوار مکڑی

یہ جان کر حیرت ہوتی ہے کہ مکڑی بلانوش ہے۔ رات بھر میں ایک مکڑی ایک انسان کی غذائی ضروریات کے برابر خوراک کھا جاتی ہے۔ جب اسے کچھ نہ ملے تو کھجور کے پتوں کی طرح کی سخت نباتات بھی ہڑپ کرنے سے نہیں چوکتی۔ سال 1963 میں خانپور کے قریب بھیڑوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ایک گلے پر ٹڈی دل نے حملہ کر دیا تھا اور سب بھیڑوں کی اون ہڑپ کر گئی تھی۔ اسی سال ٹڈی دل کے حملے کی وجہ سے ایک انسانی بچے کی ہلاکت کی خبر بھی سنی گئی۔

ٹڈی دل کا شمار کرنے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ اس کی چوڑائی اور لمبائی کو فیتے کے ذریعے متعین کیا جائے۔ کہتے ہیں کہ چولستان میں سال 1978ء ماہ ستمبر میں ٹڈی دل کا سب سے بڑا طوفان آیا تھا۔ اس کی لمبائی چار سو مربع میل پر محیط تھی۔ یہ ٹڈی دل تحصیل منچن آباد کی حدود تک پہنچ گیا تھا۔

مکڑی کی نسل کشی کے لئے چولستان میں تین یونٹ سرگرم عمل ہیں۔ یہ یونٹ (آر ڈی نمبر 60) دراوڑ، رحیم یار خاں اور اسلام گڑھ میں واقع ہیں۔

موسم سرما میں مکڑی کی افزائش بالعموم نوشکی خاران اور مکران کے علاقوں میں ہوتی ہیں۔ یہ رقبہ تقریباً دو لاکھ پندرہ ہزار کلومیٹر پر مشتمل ہے۔ ایسے یونٹ مرکزی محکمہ تحفظ نباتات کے تحت کام کرتے ہیں۔ ضرورت پڑنے پر ''موجگڑھ'' ''ڈھوری''، ''بجنوٹ''، ''سالم سر''، ''رنہال''، ''رکن پور'' اور نواں کوٹ میں بھی مکڑی کے خلاف محاذ قائم کر دیے جاتے ہیں۔

مکڑی آک کے پودے کے سوا ہر چیز کو کھا جاتی ہے۔ تلیر پرندہ مکڑی کے ساتھ بیدردانہ سلوک کرتا ہے۔ وہ حالت پرواز میں چونچ سے مکڑی کو جکڑ لیتا ہے اور فضا میں ہی کاٹ کر دو ٹکڑے کر ڈالتا ہے۔

مکڑی دو سو میل یومیہ کی رفتار سے سفر کرتی ہے۔ اب تک مکڑی کا زیادہ سے زیادہ پرواز کا جو ریکارڈ منظر عام پر آیا ہے وہ سات دن میں چودہ سو میل کی اڑان ہے۔ مکڑی اکثر اسلام گڑھ آر ڈی (60) نواں کوٹ بجنوٹ اور سالم سر کے راستے چولستان میں داخل ہوتی ہے۔ مکڑی سے بچاؤ کی تمام تدابیر سرکاری سطح پر اختیار کی جاتی ہیں لیکن مقامی لوگ اس کا تدارک کرنے کے لئے چنداں فکر مند نہیں ہوتے۔ گھروں کے آس پاس درختوں کو اور ہریالی کو بچانا مقصود ہو تو کپڑے کو فضا میں حرکت دی جاتی ہے۔ ڈھول پیٹنے اور دھواں کرنے سے بھی مکڑی کا رخ بدلا جا سکتا ہے۔

''مرکزی محکمہ تحفظ نباتات'' کی مقامی شاخ کا دفتر بہاول پور میں قائم ہے۔ یہ محکمہ مکڑی کے انڈوں کو تلف کرنے کے لئے اپنی جیپ گاڑیوں سے زہریلی دوا اسپرے کرتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سانپ اور لوک علاج

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سانپ

''کھپرا''، ''چھڑوہا''، ''سنگ ناگ''، ''لنڈی'' اور ''ساہ پیونا'' سانپ چولستان میں پائے جاتے ہیں۔ ان میں ''کھپرا'' اور ''ساہ پیونا'' بے حد خطرناک سمجھے جاتے ہیں۔ کالے ناگ صرف آباد زرعی علاقوں کے کنارے پر ظاہر ہوتے ہیں۔ صحرا میں اس قسم کا ناگ خال خال دکھائی دیتا ہے۔

زہر کا علاج

''کھپرا'' اور ''لنڈی'' انسان کے جس حصے کو ڈس لے اسے آگ میں ڈال دیا جاتا ہے۔ مثلاً انگلی ہے تو اسے جلا دیا جائے گا۔ نتیجتاً جلنے والے حصہ پر آبلہ بن جاتا ہے۔ یوں زہر جسم میں پھیلنے نہیں پاتا۔ اس طریقہ کار سے جسم کا ایک حصہ تو ضرور ضائع ہو جاتا ہے۔ مگر انسانی زندگی بچ جاتی ہے۔ سائیکل کی ٹیوب کو پنکچر لگانے والا سلوشن لگانا یہاں پر سانپ کے کاٹے کا عمدہ علاج سمجھا جاتا ہے۔ چولستان میں منتر اور کلام کے ذریعہ علاج کرنے والوں کو ''ماندرا'' کہا جاتا ہے۔ اس طریق علاج پر چولستانی زیادہ یقین رکھتے ہیں۔ مشہور ماندرے رات کے وقت بھی جب بچھوؤں اور سانپوں کی صحرا میں ریل پیل ہوتی ہے، جوتے پہنے بغیر گھومتے پھرتے نظر آتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ جو سانپ ہمیں ڈسے گا خود مر جائے گا۔ ''ماندرے'' مریض کو چارپائی پر سیدھا لٹا کر سرہانے بیٹھ کر کلام پڑھتے ہیں۔ کوئی دس پندرہ منٹ کے بعد مریض پہلو بدلتا ہے اور پھر اٹھ کر بیٹھ جاتا ہے۔ مریض یوں محسوس کرتا ہے کہ جیسے وہ گہری نیند سے بیدار ہوا ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ساہ پیونا'' سانپ

یہ سانپ دو ہاتھ کے برابر لمبا اور رنگت میں کالا اور بھورا ہوتا ہے۔ ایک اندازے کے مطابق یہ چارپائی کے بازو جتنی موٹائی رکھتا ہے۔ اس کی آنکھیں گول اور مونچھیں چھوٹی چھوٹی اور بھوری ہوتی ہیں۔ چولستانی اس سے بہت خوف کھاتے ہیں۔ صحرا میں ''ساہ پیونا'' سانپ افراط میں نہیں ہے۔ ایسے لوگ جنہوں نے اس کو مارا یا دیکھا ہو تعداد میں بہت کم ہیں۔

بیان کیا جاتا ہے کہ یہ سانپ اکثر رات کے وقت سونے والے پر حملہ آور ہوتا ہے۔ ''ساہ پیونا'' چارپائی پر چڑھ کر سونے والے کے سینے پر کنڈلی بنا کر بیٹھ جاتا ہے۔ پھر اپنا منہ سونے والے کے لبوں کے پاس لے جا کر اور اس کی سانس میں سانس ملا کر اس انسان کے حلق میں ہلکی سی زہریلی بوچھاڑ کرتا ہے۔ جو تھوڑی دیر میں آبلہ بن کر حلق کے اندر ابھار پیدا کر دیتی ہے۔ یہ آبلہ جلد پھٹ جاتا ہے۔ اس میں سے سیال مادہ بہہ نکلتا ہے جس کو انسان سوتے میں لعاب دہن سمجھ کر نگل لیتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ سانپ اس وقت تک اپنے ہدف کو نہیں چھوڑتا جب تک وہ لعاب کو نگل نہ لے۔ نہ نگلے تو انسان کے منہ میں ایک بار مزید زہر کی کُلّی کر دیتا ہے اور پھر اس زور سے سونے والے کے منہ پر اپنی دم مارتا ہے کہ وہ فوراً ضرب سے جاگ اٹھتا ہے۔ جیسے وہ جاگتا ہے تو ایک عام عادت کے تحت لعاب نگل لیتا ہے۔ سانپ کو یہ انسانی عادت معلوم ہے اسی لئے وہ آخری حربے کے طور پر اسے جگانے کی تدبیر کرتا ہے۔ انسانی جسم اس سانپ کے زہر سے متورم ہو جاتا ہے۔ کچھ تدارک نہ کیا جائے تو آٹھ گھنٹے میں انسان جاں بحق ہو جاتا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس کا زہر جسم میں ہو تو انسان دن کے وقت اندھا ہو جاتا ہے البتہ رات کے اندھیرے میں اسے صاف دکھائی دیتا ہے۔ اس کے کاٹے کا ایک صدیوں پرانا علاج لوگوں میں رائج ہے۔ آک کے پودے سے ایک گول ڈھکا ہوا کمرہ بنا دیا جاتا ہے۔ اس کمرے کے اندر مریض کو گردن تک گہرا گھڑا کھود کر کھڑی حالت میں اس طرح دفن کر دیا جاتا ہے۔ کہ مریض کے دونوں ہاتھ اور گردن زمین سے باہر ہوتی ہے۔ دن بھر سورج کی روشنی میں مریض اس کمرے میں بند رہتا ہے۔ مریض کو بھوک لگے تو آک کا پھل کھلایا جاتا ہے[1] جو بے حد کڑوا ہوتا ہے لیکن سانپ کے زہر کے زیر اثر مریض کو میٹھا لگتا ہے۔ رات ہوتی ہے تو اس کو زمین سے باہر نکال لیا جاتا ہے۔ یہ عمل کئی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دن جاری رہتا ہے۔ جب مریض کے جسم میں زہر ختم ہو جائے تو آک کا پھل اس کو پھر سے کڑوا لگتا ہے۔

''ساہ پیونا'' عجیب جسمانی ساخت رکھتا ہے۔ اس کو ڈنڈوں سے پیٹا جائے تو ہلاک نہیں ہوتا کیونکہ اس کے جسم میں بے پناہ لچک ہوتی ہے۔ کچھ لوگ اسے ربڑ اور کچھ کپاس سے تشبیہ دیتے ہیں۔ چنانچہ ایک پتلی رسی سے اس کی گردن میں بل دے کر اسے زور سے کھینچا جاتا ہے۔ حتی کہ گانٹھیں ایک دوسرے سے مل جاتی ہیں۔ اس کاروائی کو ''پھانسی'' کہتے ہیں۔ جب سانپ کو پھانسی دی جا رہی ہو تو اس کے پچھلے حصے سے بخارات کا آواز دار اخراج ہوتا ہے۔ ان آوازوں کو سن کر چولستانی بہت محظوظ ہوتے ہیں۔ جب سانپ بے حس حرکت ہو جائے تو اس کی دُم کو کسی اونچے درخت سے باندھ دیا جاتا ہے۔ زہر کے قطرات مردہ سانپ کے منہ کے راستے گرم ریت پر جب تک گرتے رہتے ہیں۔ یہ تقریب جاری رہتی ہے۔ جیسے ہی یہ قطرات گرنے ختم ہوں تو تماشائی اپنی اپنی راہ لیتے ہیں۔

ناگ کا بیر

برسوں پہلے کی بات ہے ''لنجو آلے'' ٹوبے پر ایک اونٹ سوار زمین پر مردہ حالت میں پڑا پایا گیا۔ فجر کے وقت لوگوں نے دیکھا تو سمجھتے رہے کہ کوئی مسافر سو رہا ہے۔ مگر گزرنے والوں نے جب کڑی دھوپ میں بھی اسے ویسے ہی پڑے پایا تو قریب آئے، مسافر ابدی نیند سو رہا تھا۔ نرم ریت پر ایک ناگ کے نشانات لکیروں کی شکل میں موجود تھے۔ ''اسے تو ناگ کھا گیا تھا'' جب کوئی چولستانی ناگ کے ڈسنے سے مر جائے تو سب اس کی کھوج میں نکل کھڑے ہوتے ہیں۔ اس ناگ کو زمین سے نکالنے کے لئے اگر کنویں جتنا گہرا گڑھا بھی کھودنا پڑے تو گریز نہیں کرتے۔ چولستانیوں کی اک چھوٹی سی جمعیت ناگ کی تلاش میں اس لکیر پر چلنے لگی۔ چلتے چلتے وہ ''گڈراں'' کی بستی میں جا پہنچے جو اس مقام سے بتیس میل دور تھی۔ لوٹتے وقت سانپ نے جو لکیر بنائی تھی اس میں کہیں کہیں اس کے جسم سے رسنے والے خون کے دھبے نمایاں تھے اور کہیں اس کی اترنے والی کھال کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے بکھرے ہوئے تھے۔ ''گڈراں'' کی بستی میں اس ناگ کو زمین سے نکال کر مارا گیا۔ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ ہلاک ہونے والے شخص نے کچھ دن پہلے اس کی ناگن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو مارا تھا۔ چولستانیوں کا عقیدہ ہے کہ ایک ناگ کو مارو تو وہ مارنے والے کے خاندان کے سات افراد کو ڈس کر ہلاک کر ڈالتا ہے۔

''تر داٹھی''

اس کا ڈنک انتہائی زہریلا ہوتا ہے۔ یہ چوہے کی مانند ہے اور پھلانگ پھلانگ کر چلتی ہے جس کو تر داٹھی ڈس لے وہ چند گھنٹوں میں بے ہوش ہو جاتا ہے۔ چولستانی یہ کہتے سنے گئے ہیں کہ تر داٹھی کے کاٹے سے ناقابل برداشت تکلیف ہوتی ہے۔ ان کا دعویٰ ہے یہ کاٹ لے تو بڑے سے بڑا حوصلہ مند بھی چیخیں مارتا اور گرلاتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جانور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیاہ ہرن

چوکڑیاں بھرتے ہوئے آہو کو دیکھ کر انسان پر ایک سحر طاری ہو جاتا ہے۔ کالے ہرن کے دوڑنے کا انداز خصوصیت کے ساتھ قابل دید ہوتا ہے۔ صحرا میں ایک سمت سے دوسری سمت اس طرح دوڑتا ہے جیسے فضا میں بادل تیر رہا ہو۔ گزشتہ کئی سالوں سے چولستان میں اس کا اندھا دھند شکار کیا گیا ہے۔ اس لئے اس کی نسل اب ختم ہوتی جا رہی ہے۔ البتہ کبھی کبھی سرحد پار ہندوستان سے ایک دو سیاہ ہرن اس طرف آ نکلتے ہیں۔ چولستانیوں کے بقول لمب کا قدرتی گھاس ہرن کی پسندیدہ غذا ہے۔

ہرن سات یا دس سال کی عمر پاتا ہے۔ ستمبر، اکتوبر اور مارچ، اپریل ان کی پیدائش کے مہینے ہیں۔ ہرنی سال میں ایک یا دو بچے دیتی ہے۔ ہرن خطرہ کو دور سے سونگھ کر مخالف سمت میں والہانہ انداز میں دوڑتا ہے۔ دشمن تعاقب میں ہو تو پچاس اور ساٹھ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے دوڑتا ہے۔ ہرن کے دوڑنے کا ایک خاص انداز ہے۔ یہی انداز اس کو شکار کرنے میں مد ثابت ہوتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ دوڑتا ہو تو وہ سیدھا جانے کی بجائے کمان کی طرح گھومتا ہوا جاتا ہے۔ تجربہ کار شکاری ہرن کی اس خصلت سے واقف ہونے کے سبب ہرن کے پیچھے دوڑنے کی بجائے چھوٹا راستہ اختیار کرتے ہیں۔ وہ نکتہ آغاز سے سیدھا نکتہ اختتام کی طرف لپکتے ہیں اور ہرن کو دیکھتے ہی جا لیتے ہیں۔ یوں ہانپتا ہوا مجبور ہرن آخر کار شکاری کی زد میں آ جاتا ہے۔

ہرن کے مرنے کا منظر کوئی حساس دل والا دیکھنا بھی چاہے تو دیکھ نہ پائے گا۔ دم دینے سے پہلے وہ آخری بار بوجھل پلکوں کو اٹھا کر اپنے قاتل کو دیکھتا ہے۔ اس کی آنکھ انسانی آنکھ سے اتنی مشابہت رکھتی ہے کہ گمان ہوتا ہے کہ کوئی انسان ہے جو انسان کے ہاتھوں مارا گیا ہے۔ ایک موٹا آنسو اس کی آنکھوں سے ڈھلک کر رخسار پر آ جاتا ہے۔ اور وہیں جم جاتا ہے پھر یہ بے ضرر اور حسین جانور ہمیشہ کے لئے آنکھیں بند کر لیتا ہے۔ دوسری معصوم عادت جو ہرن کو شکاری کے ستم کا نشانہ بنا ڈالتی ہے۔ وہ اس کا حالت فرار میں وقفے وقفے کے بعد مڑ کر پیچھے کی طرف دیکھنا ہے۔ شکاری یہ جانتے ہوئے اس کے رکنے اور اس کے پلٹ کر دیکھنے کا انتظار کرتا ہے اور عین اس وقت اس کو اپنا نشانہ بناتا ہے۔ سیاہ ہرن وزن میں بارہ سیر سے اٹھارہ سیر تک ہوتا ہے۔ چولستانی بتاتے ہیں کہ ہرن سوار سے نہیں ڈرتا مگر پیدل چلنے والے سے ڈرتا ہے۔ اس کا شکار اونٹ پر سوار ہو کر یا اونٹ کی اوٹ میں چھپ کر بھی کیا جاتا ہے۔

چنکارہ ہرن

یہ سفید شکم اور کھلتی ہوئی مٹیالی اور سنہری رنگت والا خوب صورت ہرن ہے۔ اپنی چھوٹی سی سیاہ دم کو ہر وقت جھاڑتے رہنا اور خوبصورت غزالی آنکھوں کو جھپکتے رہنا اس کا شیوہ ہے۔ چنکارہ پالتو ہو یا صحرائی ہر حالت میں اس کی ادائیں دل کو لبھاتی ہیں۔ غیروں اور دشمنوں کو دیکھنا ہو تو یہ گردن جھٹک کر ایک آنکھ سے نظارہ کرے گا۔ مگر اپنے مربی اور پالنہار کی طرف منہ اٹھا کر دونوں آنکھوں سے دیکھتا ہوا بڑھے گا۔ یہ سیاہ ہرن سے وزن میں کم اور قد میں پست ہوتا ہے اوسطاً چنکارہ ہرن دس سیر وزنی ہوتا ہے۔ بڑے سے بڑا ہرن پندرہ سیر سے زیادہ وزنی نہیں ہوتا۔ ایک اندازے کے مطابق تعداد میں چنکارہ ہرن صحرائے چولستان میں اس وقت پانچ سو سے بھی کم ہوں گے۔ چنکارہ سرحد پار سے بھی چولستان میں داخل ہوتا ہے۔ چولستانی اکثر ستمبر کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مہینے میں اس کے قدموں کے نشانات پر چل کر اس کے غار کے دہانے پر پہنچ جاتے ہیں اور اندر داخل ہو کر اس کے نوزائیدہ بچوں کو نکال لیتے ہیں۔ ہرن کے ان بچوں کو مقامی زبان میں ''بک'' کہا جاتا ہے۔ کئی ماہ چولستانی ان کو گود میں اٹھائے پھرتے ہیں۔ نپل والی دودھ کی بوتل سے طفل شیر خوار کی طرح ان کو دودھ پلاتے ہیں۔ یا کسی بکری سے ان کو مانوس کر دیا جاتا ہے جسے ماں سمجھ کر اس کا دودھ پینے لگتا ہے۔

بارہ سنگھا

اس کی نسل چولستان میں مفقود ہو چکی ہے لیکن سرحد پار ہندوستان کے صحرائے راجپوتانہ میں اب بھی موجود ہیں۔ چار پانچ فٹ کی قامت کا یہ بھورا ہرن اپنے شاخوں والے سینگ فخر سے بلند کئے ہوئے صحرا میں گھومتا ہوا بہت حسین لگتا ہے۔ خال خال یہ سرحد عبور کر کے ادھر آ جاتا ہے۔

سیاہ گوش

یہ جنگلی بلا چولستان میں کہیں کہیں دکھائی دیتا ہے۔ اس کے کھڑے کان سیاہ رنگ کے ہوتے ہیں۔ نوکدار کانوں پر پتلے اور کھڑے بالوں کے ہونے کی وجہ سے اس نے اپنا یہ نام پایا ہے۔ وجود میں صحت مند بلے سے دوگنا ہوتا ہے۔ مگر یہ خونخوار بھی ہے۔ یہ چھوٹے جانوروں کے گوشت پر پلتا ہے۔ شکاریوں کا اندازہ ہے کہ اس وقت چولستان میں سیاہ گوش بہت کم تعداد میں ہیں۔

گیدڑ

میدانی علاقوں میں پائے جانے والے گیدڑ نیلگوں ہوتے ہیں۔ مگر چولستانی گیدڑ سرخی مائل ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ عام گیدڑوں کی طرح ہوتا ہے۔ اس کی خوراک گوہ، خرگوش اور ہر قسم کا مُردار ہے۔ قافلوں کو دور سے دیکھ کر گیدڑ بھاگ جاتا ہے لیکن اگر انسان اکیلا سفر کر رہا ہو تو مسافر کو گھورتا رہتا ہے۔ کبھی کبھی نتھنوں کو ہلا کر آوازیں بھی نکالتا ہے۔ گیدڑ صرف پاگل ہو جانے کی صورت میں انسان پر حملہ کرتا ہے۔ ماضی میں ایسے اِکا دُکا واقعات آباد علاقوں کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قریب وقوع پذیر ہوئے ہیں۔ چولستان میں گیدڑوں کی تعداد اندازاً چار ہزار سے زائد نہ ہوگی۔

لومڑی

چولستانی لومڑی کی کھال پر بال کم ہوتے ہیں۔ دوسرے ہر لحاظ سے یہ دیگر علاقوں کی لومڑی کی طرح ہوتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لال سہانرا نیشنل پارک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاکستان کے جنوب مشرقی کونے میں واقع یہ ملک کا تیسرا بڑا نیشنل پارک ہے۔ جو چولستان کے وسیع صحرا سے متصل اور اس صحرا کے وسطی شمالی حصہ میں ستر ہزار چار سو اسی ایکڑ رقبہ پر پھیلا ہوا ہے۔ یہ رقبہ تمام تر صحرائی ہے اور اس مقصد کے لئے مختص ہونے سے پہلے چولستان کا ہی حصہ تھا۔ یہ سطح سمندر سے 125 میٹر کی بلندی پر ہے اور چونکہ خطِ سرطان کے قریب ہے اس لئے دنیا کے بیشتر صحراؤں کی درجہ بندی میں آتا ہے۔

صحرائے چولستان میں پائے جانے والے جانوروں کی تیزی سے کم ہونے والی تعداد کے پیش نظر قدرتی حالات میں ان کے تحفظ اور افزائش نسل کا یہاں خاطر خواہ انتظام کیا گیا ہے۔

اس نیشنل پارک میں سیاہ ہرن، چنکارہ ہرن، تلور، کشمیرا، بھٹ تیتر، بٹیر، سانپ، باز، عقاب، چرخ، حواصل، بطخیں، سیاہ تیتر، بھورے تیتر، خرگوش، خارپشت، گیدڑ، جنگلی سؤر، بھیڑیئے، لومڑی اور نیل گائے کو رکھا گیا ہے۔ ان جانوروں اور پرندوں میں سے بعض جنگلے کے اندر اور بعض کو باہر کیا آزاد ماحول میں رکھا گیا ہے۔ جنگلے کے اندر رہنے والے جانوروں اور پرندوں کی مجموعی تعداد دو ہزار سات سو اٹھاسی ہے اور جنگلے سے باہر یہ پینتالیس ہزار بطخوں کے علاوہ جانوروں اور پرندوں کی تعداد 1982ء میں بارہ ہزار نو سو چھپن شمار کی گئی ہے۔

صحرائے چولستان کے اس وسیع و عریض ٹکڑے پر یہ پارک کیسے بنا۔ اس کی کہانی بڑی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلچسپ ہے کہتے ہیں سال 1966ء اور 1967ء کے درمیانی عرصہ میں ماہرین نیشنل پارک کے قیام کے لئے موزوں جگہ تلاش میں تھے۔ سروے ٹیم کا لیڈر کائے ماؤنٹ فورڈ تھا۔ اس نے اس مہم کی جذئیات اپنی کتاب (دی ویشنگ جنگل) میں رقم کی ہیں۔ اس مقصد کے لئے پورے پنجاب کا دورہ کیا گیا مگر آخر کار قرعہ فال لال سہانرا کے نام نکلا۔ ماہرین کا خیال تھا محل وقوع وسائل آب اور جغرافیائی خصوصیات کے اعتبار سے یہ جگہ موزوں ترین ہے۔ چنانچہ حکومت کی منظوری سے سندھ کے کرتھر نیشنل پارک اور ہنزہ کے خنجراب نیشنل پارک کے ساتھ ساتھ لال سہانرا نیشنل پارک بھی منظر پر آ گیا۔ اس کے قیام کا مقصد جنگلی جانوروں کی قدرتی دولت کا تحفظ اور ان کی نسلوں کی افزائش ہے۔ یہ جگہ اس لحاظ سے بڑی اہم ہے کہ بیشتر جنگلی جانور متصلہ صحرا سے حاصل کئے جا سکتے ہیں اور اس لئے بھی کہ یہ جگہ گردش کرنے والے پرندوں کے قدرتی راستوں کے بیچ میں واقع ہے جس کے سبب یہ پرندے رغبت اور کثرت سے اس پارک کے گھنے جنگلات میں اترتے ہیں۔ کچھ تو چہچہا کر اگلی منزلوں کی طرف اڑ جاتے ہیں اور کچھ اس پارک کے ہو کر یہیں رہ جاتے ہیں۔

بارہ فٹ اونچی اور پچاس کلومیٹر لمبی تاروں کی باڑ اور دس سیاہ ہرنوں کے دو عطیات نے اس پارک کی دونا گزیر ضروریات کو پورا کیا ہے۔ باڑ ''ورلڈ لائف آرگنائزیشن'' کی اپیل پر ہالینڈ کے بچوں نے اور ہرن امریکہ میں جنگلی جانوروں کے شائقین نے عطیہ کے طور پر دیئے ہیں۔ اس طرح اوّل اوّل ان دو عطیات کے سہارے لال سہانرا نیشنل پارک کا سنگ بنیاد رکھا گیا تھا۔

اگر ریل گاڑی کے ذریعہ جانا ہو تو بغداد الجدید یعنی بہاول پور سے سوار ہو کر لال سہانرا ریلوے سٹیشن اترنا ہوگا۔ سٹیشن کے جنوب میں نیشنل پارک کی حدود شروع ہو جاتی ہیں۔ ویسے ایک پختہ سڑک بھی اس جگہ کو شہر بہاول پور سے ملاتی ہے۔ لال سہانرا، بہاول پور سے 32 کلومیٹر شمال مشرق کی طرف بہاول پور بہاول نگر ہائی وے پر واقع ہے۔ یہاں پہنچ کر جانب جنوب مڑنا ہوگا۔ یہاں ایک ذیلی سڑک ہائی وے کو ''لال سہانرا ہیڈ ورکس'' اور نیشنل پارک کے دفتر سے ملاتی ہے۔ اس جگہ پر سیاحوں کو خوش آمدید کہا جاتا ہے اور نیشنل پارک کا عملہ ہر آنے والے کو مطلوبہ رہبری فراہم کرتا ہے۔

نیشنل پارک کی حدود میں جتنی اراضیات ہیں ان کی جغرافیائی خصوصیات چولستانی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زمین جیسی ہیں۔ اس لئے یہاں جانوروں اور پرندوں کے علاوہ نہری پانی کی دستیابی کے باعث قدرت نباتات بھی کثرت سے ہے۔ ستر ہزار چار سو اسّی ایکڑ پر پھیلے ہوئے نیشنل پارک میں صحرائی زمین کے خدوخال آسانی سے دیکھے جاسکتے ہیں۔ کیونکہ اس میں ریت کے ٹیلے بھی ہیں اور سپاٹ میدان بھی۔ کہیں بھربھری مٹی پائی جاتی ہے اور کہیں چکنی مٹی۔ بعض جگہوں پر زمین سخت اور ٹھوس ہے۔ ویسے یہ خطہ متحرک ریت کے زمرہ میں آتا ہے۔ کہیں کہیں زیر زمین کھاری پانی کے حلقے اور حالے بھی موجود ہیں۔ سیاحوں کے آمدورفت کے لئے موسم سرما انتہائی موزوں ہے۔ مگر یہ خوشگوار موسم چند مہینوں کے لئے آتا ہے ورنہ مارچ سے اکتوبر تک خشک گرمی پڑتی ہے۔ درجہ حرارت کبھی کبھی تو 120 ایف اور 49 سی ہو جاتا ہے۔ پارک کی سیر اور چولستان کی سیاحت کے ئے نومبر تا مارچ کے مہینوں کا عرصہ موزوں ترین ہے۔ سیاح خوب لطف اندوز ہو سکتے ہیں۔

اس نیشنل پارک کو جنگلی جانوروں کی افزائش اور نباتات کی پرداخت کا اہم فریضہ سونپا گیا ہے۔ لوگوں کے لئے ایک عمدہ تفریح گاہ ہونے کے علاوہ یہ پارک قدرتی نباتات کے مطالعہ کا مرکز اور تیزی سے کم ہونے والے جنگلی جانوروں کے بڑھاؤ اور افزائش کا مؤثر ذریعہ ہے۔ قیاس ہے کہ ماہرین طب اور ماہرین علم نباتات کو یہاں سے جو مواد دستیاب ہوگا اس سے تحقیق کو بہت مدد ملے گی۔

جھیل

نیشنل پارک کی حدود میں پانچ ہزار ایکڑ پر مشتمل کنول کے پھولوں سے لدی ہوئی ایک جھیل بھی ہے۔ یہ جھیل ڈیزرٹ برانچ سے سیراب ہوتی ہے۔ مختلف انواع کے آبی پرندے اس جھیل کے گرد منڈلاتے ہیں۔ یہاں مچھلی کی فراوانی ہے۔ نیشنل پارک میں آنے والے سیاحوں کو کھلی اجازت ہے کہ قیام کے دوران جتنی مچھلی چاہیں پکڑ لیں۔ ساتھ لے جانے کی اجازت نہیں۔

اس جھیل کی سطح کنول کے پھولوں سے ڈھکی رہتی ہے۔ سیاحوں کو کشتی رانی کرتے ہوئے ان کے بیچوں بیچ راستہ ٹٹول ٹٹول کر کشتی کھینا پڑتی ہے۔

پارک کو ہر سال اس جھیل کی مچھلیوں کی پیداوار سے تقریباً پانچ لاکھ روپے کی آمدنی ہوتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنگل

یہاں آٹھ ہزار ایکڑ پر پھیلا ہوا ایک جنگل بھی ہے۔ گھنے درختوں کی چھاؤں سے ڈھکے ہوئے اس جنگل میں نیل گائے، مور اور ''ہاگ ڈیئر'' کھلے بندوں پھرتے ہیں۔ یہ آزاد ماحول ان کی نسلوں کو بڑھانے میں بڑا مددومعاون ثابت ہوتا ہے۔

یہاں مزید چار ہزار ایکڑ اراضی پر یوکلپٹس اور بانس کا جنگلات لگانا زیرغور ہے۔ جہاں کانگروٹیڈی ہرن اور ''پاہرہ'' کے پھلنے پھولنے کے لئے فضا زیادہ سازگار ہوگی۔ ان جنگلات سے محکمہ کو تقریباً پندرہ لاکھ روپے سالانہ کی آمدنی ہوتی ہے۔

یہ جنگل کاغذسازی کی صنعت کے لئے ''پلپ'' کا خام مال مہیا کرے گا۔

ریسٹ ہاؤس

نہر کی پٹڑی پر سفر کریں تو آر۔ڈی نمبر 30 پر ایک ''ٹورسٹ ہٹ'' ہے جس میں باورچی خانہ اور غسل خانہ بنا ہوا ہے۔ یہاں تھکا ماندہ سیاح دم لے سکتا ہے اور ماحول کے جمالیاتی تاثر سے لطف اندوز ہوسکتا ہے۔ یہیں قریب ہی ایک ہیلی پیڈ بھی ہے۔ اور مشاہدہ کے لئے ''واچ ٹاور'' بنا ہوا ہے۔ نہر کے کنارے کنارے بڑھتے ہوئے جب ہم آرڈی نمبر 50 پر پہنچتے ہیں تو یکلخت نظروں کے سامنے ایک خوبصورت ''ریسٹ ہاؤس'' ابھرتا ہے اس کا نام ''وسپرنگ ہل'' ہے ایک ٹیلے کی چوٹی پر اسے خوبصورتی سے تعمیر کیا گیا ہے۔ اس کے چاروں طرف وسیع سبزہ زار اور گھنی چھاؤں والے درختوں کی لابنی لابنی قطاریں ہیں۔ اس ریسٹ ہاؤس میں دیگر بنیادی سہولتوں کے علاوہ دوخواب گاہیں ہیں اور مناظر سے لطف اندوز ہونے کے لئے ایک مشاہدہ گاہ بھی ہے جہاں سے پورے علاقے کی جھلک دیکھی جاسکتی ہے۔ ان کے علاوہ ''بیرتیج'' نامی ایک اور ریسٹ ہاؤس ہے جو اس جگہ سے تقریباً چھ میل دور ہے۔

مچھر

غروب کے بعد نیشنل پارک ''مچھردیس'' بن جاتا ہے۔ یعنی اس جگہ مچھروں کی بلاشرکت غیرے حکومت قائم ہو جاتی ہے۔ آس پاس کے دیہاتی لوگوں میں مشہور ہے کہ رات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑے تو یہاں سے بھاگ نکلو۔ ورنہ مچھر بدن کا تمام لہو پی لیں گے۔ یہاں کے رہنے والے اس لئے سر شام یہاں سے کوچ کر کے قریب کی بستیوں میں چلے جاتے ہیں۔ بعض زندہ دل دیہاتیوں نے ان مچھروں کی کارستانیوں پر دلچسپ حکایات بنا رکھی ہیں۔ انہیں سنا کر وہ خود بھی خوش ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی ہنساتے ہیں، کہتے ہیں۔ ایک بار ایک مسافر ادھر سے گزرا۔ جب وہ نیشنل پارک کی حدود میں پہنچا تو رات پڑ چکی تھی۔ مجبوراً اسے رات یہیں بسر کرنا پڑی۔ گدھے کو اس نے درخت کے ساتھ باندھ دیا اور چادر بچھا کر زمین پر سو رہا۔ ابھی چند ہی منٹ گزرے ہوں گے کہ مچھروں کے غول کے غول اس پر ٹوٹ پڑے وہ بے چارہ کپڑے جھاڑتا ہوا چیختا چلاّتا ہوا بھاگ کھڑا ہوا۔ بدحواسی میں وہ دوڑتے دوڑتے کسی دوسری بستی میں جا نکلا جہاں اس نے عافیت کے ساتھ رات کاٹی، لیکن صبح جب اپنے گدھے کو لینے آیا تو سامنے بڑا دردناک منظر تھا۔ مچھروں کے حملوں کی تاب نہ لا کر مظلوم گدھا چل بسا تھا۔ مُردہ گدھے کی لاش دیکھ کر مسافر کف افسوس مل رہا تھا اور کہتا تھا کہ کاش جاتے ہوئے میں اس کی رسی کھول دیتا تو یہ بھی بچ جاتا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موسیقی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ بات بہت کم لوگ جانتے ہیں کہ صحرائے چولستان دوسرے علاقوں کو مویشی مہیا کرنے کا ایک اہم ماخذ ہے۔ یہاں صاحب حیثیت لوگ مویشی پالتے ہیں اور مزدور چرواہے بن جاتے ہیں۔ آزادانہ چرنے کا رواج صدیوں پرانا ہے۔ صحرا کی قدرتی نباتات ان مویشیوں کی غذا بنتی ہے۔ ان مویشیوں کا دودھ چولستانیوں کی روزمرّہ کی خوراک کا جزو اعظم ہے۔ عیدالاضحیٰ کے قریب چولستانی اپنے مویشی فروخت کرنے کے کے لئے میانوالی اور دیگر دور دراز مقامات پر چلے جاتے ہیں۔ واپسی پر ان کی جیبیں پُر اور چہرے شاد ماں ہوتے ہیں۔ بھیڑوں کی اُون کی سال میں دو مرتبہ کترائی ہوتی ہے جس کے پاس بھیڑوں کے ریوڑ ہوں وہ اُون کی فروخت سے معقول رقم بنالیتا ہے۔ اس لحاظ سے پرورش حیوانات چولستان کی ایک اہم صنعت ہے۔

محکمہ لائیوسٹاک کی رپورٹ 1982 کے مطابق 1976ء کے جائزہ کی رو سے چولستان میں تین لاکھ تینتیس ہزار سات سو نچاس مویشی پائے گئے تھے۔ یہ تعداد پہلے سات لاکھ ہوا کرتی تھی لیکن خشک سالی کے مضر اثرات نے بتدریج اس میں تخفیف کردی ہے۔

صحرائے چولستان میں بھی دیگر علاقوں کی طرح قدیم زمانوں میں مسلمان فاتحین کی آمد کے خوشگوار اثرات مرتب ہوئے۔ مویشیوں کی نئی نسلیں بھی ان کے ذریعہ متعارف ہوئیں۔ اور پھر آگے چل کر ان نسلوں کے باہمی اختلاط سے نئی اقسام پیدا ہوئیں۔ ماہرین کا خیال ہے کہ وسطی ایشیاء کے مویشی نہ صرف اس صحرا میں بلکہ پاک و ہند کے طول و بلد میں ان فاتحین کی بدولت روشناس کرائے گئے۔ ڈاکٹر عبدالوہاب کے الفاظ میں ''محمد بن قاسم کے زمانے میں سندھ میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشرق وسطی کی بلدی گائے بھی پہنچی اور شاید یہی گائے سندھ کی سرخ اور ملتان اور ساہیوال کی گائے کی جدامجد تھی۔ علاوہ ازیں سفید نسل کے مویشی جو بار برداری کے لئے موزوں ہیں اور جو سندھ، کوئٹہ اور قلات کے نواحی علاقوں میں ملتے ہیں۔ بعض محققین کے خیال کے مطابق عرب فاتح ہی اپنے ہمراہ لائے تھے۔

چولستان کے گم شدہ دریا ہاکڑہ کے کنارے کنارے بکھرے ہوئے چار سو سات کھنڈرات میں جو چھ ہزار سال پرانے ہیں مٹی اور پتھر کے ٹکڑوں پر پائی جانے والی جانوروں اور مویشیوں کی تصویریں موجود ہیں۔ یہ تصویریں اس خیال کو تقویت دیتی ہیں کہ اس خطے میں مویشی پالنے کی ریت صدیوں پرانی ہے۔

چولستانی اونٹ

چولستان میں اونٹوں کو رنگوں کے نام دیئے جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر ساوا (سرخی مائل) بُور (سرخ) مکھانا (سفید)۔ ویسے عام طور پر اونٹوں کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔ مڑیچہ اونٹ اور سندھواونٹ۔ مڑیچہ کو خوبصورت اور سبک رفتار سمجھا جاتا ہے۔ اس کی اوسط قیمت دس ہزار روپے ہے۔ سندھی اونٹ کو یہاں کے لوگ ''ٹھلّہ تے کوجھا'' یا موٹا اور بدصورت سمجھتے ہیں۔ یہ چار ہزار روپے میں مل جاتا ہے۔ چولستان میں مار کے اونٹ کا بھی بڑا شہرہ ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور نام ''کارا'' ہے جس کا تذکرہ چولستانیوں کی زبان پر آج کل نہیں سنا جاتا۔

چولستان میں پائے جانے والے اونٹوں کو میدانی اونٹوں کی اقسام میں شمار کیا جاتا ہے۔ چولستانی اونٹوں کو کتابوں میں ''بیکانیری'' اور ''باگڑی'' بھی کہا گیا ہے۔ صحرا میں اس کی کئی قسمیں موجود ہیں۔ چولستانی اونٹ مختلف جغرافیائی حالات میں رہ کر میدانی اقسام کے جملہ اونٹوں سے منفرد ہو گیا ہے۔ یہ اونٹ پھر پتلا چالاک اور تیز رفتار ہے۔ یہ اونٹ دوسرے اونٹوں کی نسبت پیاس اور گرمی کی شدت زیادہ برداشت کر سکتا ہے۔ چولستان میں اس کی غذا ''کھار'' اور ''لانا'' ہے جسے یہ بڑے شوق سے کھاتا ہے۔ چولستانی اونٹ کو عزت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور اس کی بڑی آؤ بھگت کی جاتی ہے۔ صحرا میں اونٹ ساٹھ سے سو میل یومیہ سفر کر سکتا ہے۔ اس کی آنکھوں کے پپوٹے اور مخصوص نتھنے ریت کے طوفان اور آندھی کے تکلیف دہ حملے سے اسے بچا لیتے ہیں۔ اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے پَیروں کے تلووں کی نرم گدیاں اسے ریت میں دھنسنے نہیں دیتیں۔

اونٹ کے جسم سے اگر تیس یا چالیس فی صد تک پانی کا ضیاع ہو جائے تو بھی وہ زندہ رہ سکتا ہے۔اونٹ کا جسم گرمی کے مطابق ڈھل جاتا ہے۔کھال اور جسم کی ساخت اور چربی کا ذخیرہ صرف کوہان میں ہونے کی وجہ سے اونٹ کا جسم بہت جلد ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔اونٹ کا وزن ایک محتاط اندازے کے مطابق ہزار سے تیرہ سو پونڈ ہوتا ہے۔اس پر بارہ من تک سامان لادا جاسکتا ہے۔ مشقت کے لئے اونٹ دس سال تک موزوں ہے لیکن نسل کشی کے لئے صرف بیس سال کام دیتا ہے۔عام طور پر اس کے سفر کرنے کی رفتار اوسطاً ڈھائی میل فی گھنٹہ ہے۔ پھر بھی ایک عام اونٹ ایک دم پندرہ میل تک بھاگ سکتا ہے۔

بوڑھے اونٹ کی مستی

جب نر اونٹ میں مادہ سے جسمانی اتصال کی خواہش پیدا ہوتی ہے تو اسے مستی کہتے ہیں۔نر اونٹ اگر جوان ہے یعنی چھ سال کا ہے تو یہ مستی عام حالات میں صرف جنوری تا مارچ تک قائم رہتی ہے۔ ویسے خصوصی حالات میں پانچ مہینوں تک طویل ہو سکتی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اگر اونٹ بوڑھا ہو تو مستی سارا سال بھی رہ سکتی ہے۔

غم زدہ اونٹنی اور چرواہوں کی ذہانت

صحرا کے چرواہے مویشوں سے ایسے انوکھے رابطے کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں جو انسانوں اور مویشیوں کے باہمی تعلق کو اور مضبوط کر دیتے ہیں یہ رابطے چرواہوں کی ذہانت اور مویشیوں سے بے پناہ محبت کی عکاسی کرتے ہیں۔کمال یہ ہے کہ مویشیوں اور انسانوں کو پیش آنے والا کوئی ایسا واقعہ نہیں جس کے اظہار کے لئے چرواہوں کے پاس کوئی نہ کوئی تدبیر نہ پائی جاتی ہو۔ چرواہے مویشیوں کے دکھ درد میں شریک ہو کر اس کو کم کرنے کی کوشش کرتے دکھائے دیتے ہیں تو سیاحوں کو ان کی معصوم فطرت پر پیار آنے لگتا ہے۔

ڈھوری کے مقام پر ایک منظر دیکھ کر انسان اور مویشی کی محبت کی عجیب مثال مشاہدے میں آئی۔ دور سے ایک اونٹنی دکھائی دی جس کی پھٹی پھٹی وحشت زدہ آنکھیں پوری کھلی تھیں۔سر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اٹھائے وہ ایک چھوٹی عمر کے چرواہے کے پیچھے پیچھے چل رہی تھی۔ یہ کم سن چرواہا جدھر رخ کرتا اونٹنی اسی سمت اس کے پیچھے ہو لیتی۔ جہاں یہ کم سن چرواہا رک جاتا وہاں وہ اونٹنی بھی رک جاتی۔ دور سے یہ راز نہیں کھل رہا تھا کہ اونٹنی اور اس کم سن چرواہے میں ایسا کونسا بندھن ہے جو اس قرب کا سبب بنا ہوا ہے پوچھنے پر بتایا گیا کہ اونٹنی کا بچہ ''(توڑا)'' پیدائش کے چند دن بعد مر گیا تو اونٹنی نے شدت غم کے باعث کھانا پینا چھوڑ دیا۔ جب کوئی جتن کارگر نہ ہوا تو بڑے بوڑھوں کو ایک تدبیر سوجھی۔ انہوں نے مردہ اونٹنی کے بچے کی دم کاٹی اور اس کو ایک ڈنڈے کے حصہ پر چڑھا دیا۔ اونٹنی کے بچے کی قامت کا ایک کم سن چرواہا ڈھونڈا گیا اور ڈنڈا (جس کے ایک سرے پر اونٹنی کے مردہ بچے کی دم کا ٹکڑا چڑھا ہوا تھا) اس کم سن چرواہے کے کاندھوں سے اس طرح لگا دیا کہ پشت پر کھڑی اونٹنی اپنے مردہ بچے کی دم کو فضا میں بلند حالت میں دیکھ سکتی تھی۔ کم سن چرواہا آگے آگے چلتا تو اونٹنی اس دم کو متحرک پا کر سمجھتی کہ اس کا مردہ بچہ زندہ ہے اور عارضی طور پر اپنے غم کو بھول جاتی۔ کم سن چرواہا چارے میں گھس جاتا تو وہ غم زدہ اونٹنی اپنا غم بھول کر چارہ کھانا شروع کر دیتی۔ اگر وہ پانی کے جوہڑ میں گھس جاتا تو وہ دکھیاری ماں پانی میں منہ ڈال کر اپنی پیاس بجھا لیتی۔

اونٹنی کی سخت کوشی

مستی کا دور نر اونٹ کو بار برداری کے لئے غیر موزوں بنا دیتا ہے۔ اس دوران وہ بے قابو ہو جاتا ہے اور اس کا نظام ہضم درست نہیں رہتا۔ یوں وہ بے کار ہو جاتا ہے۔ لیکن اس کے برعکس اونٹنی کو وضع حمل تک، کام میں لایا جا سکتا ہے۔ اور وضع حمل کے بعد تین ہفتے آرام دے کر دوبارہ کام پر لگایا جا سکتا ہے۔ ویسے چولستان میں اونٹنی کو محض افزائش نسل کے لئے رکھا جاتا ہے۔ اس سے بار برداری کا کام نہیں لیا جاتا۔

اونٹنی روزانہ چار سے چھ سیر تک دودھ دیتی ہے۔ ''اقوام غیبر'' ''ڈکھنے'' اور ''بلوچ اونٹ'' پالنے میں بڑے مشاق ہیں۔ یہ تینوں اقوام اونٹنی کے دودھ پر گزر اوقات کرتی ہیں۔

چولستان میں سولہ ہزار چار سو چھپن اونٹ شمار کئے گئے ہیں۔ ان کے بالوں سے سالانہ پانچ ہزار کلوگرام اون حاصل ہوتی ہے۔ اس اون کا زیادہ تر استعمال فلاسی کی تیاری میں ہوتا ہے۔ جو ایک قسم کی دری ہے جسے اونٹ کے بالوں اور سوتی دھاگوں سے تیار کیا جاتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اونٹ جتنا وقت چرتا ہے اتنا ہی وقت جگالی میں صرف کرتا ہے۔ زمین پر پڑے کٹے ہوئے چارے کی نسبت اُگے ہوئے سبزے کو رغبت سے کھاتا ہے۔ اونٹ کی یہ خصوصیت ہے کہ صحرا کی اکثر کڑوی جھاڑیاں جنہیں دوسرے مویشی منہ تک نہیں لگاتے وہ بھی کھالیتا ہے۔ چولستان کی خودرو جھاڑی ''لانا'' اس کو بہت پسند ہے۔

بزرگوں کے برابر احترام

الہامی کتابوں میں اس کا تذکرہ ہونے کی وجہ سے اونٹ کے ساتھ ایک تقدس وابستہ ہے۔ چولستانی، اونٹ کو برا بھلا نہیں کہتے نہ ہی اس کو پیٹا جاتا ہے۔ اونٹ کی ہڈی کو اپنے گلے کے ہاروں میں پرو کر گردنوں میں پہن لیا جاتا ہے تاکہ سحر کے اثراتِ بد سے بچا جا سکے۔

اونٹ کا کینہ

محمد حسین بوہڑ کا واقعہ بہت پرانا ہے۔ جو ایک بڑا ماہر نشانے باز تھا۔ اس کے متعلق مشہور تھا کہ لکڑی گھما کر پھینکنے سے جس جانور کو چاہتا شکار کر لیتا تھا۔ ایک بار اونٹوں کے گلے کے قریب سے گزرا تو اسے دودھ کی طلب ہوئی۔ صحرا میں ہر وقت میسر غذا یا گائے کی لسی اور اونٹنی کا دودھ ہوتا ہے۔ لڑکوں کو اونٹنی کا دودھ دیا جائے۔ تو سالوں کی بجائے دنوں میں جوان ہو جاتے ہیں۔ مگر یہ خیال عام ہے کہ اس دودھ سے ضعیفی کی حالت میں جوڑوں کا درد پیدا ہو جاتا ہے۔ توانا اور مہم جو مردوں کا بہر حال یہ پسندیدہ مشروب ہے۔ محمد حسین بوہڑ مسافرت میں تھا۔ ''جانگی

اونٹ بیمار ہو جائے تو چولستانی لوک طریقوں سے اس کا حسب ذیل علاج کرتے ہیں۔
''سیمک'' (ران، شانہ، گھٹنے کا ورم) خون نکال کر یا داغ کر ____ ''کالی دا'' ____ ماتھے پر داغ کر ____ ''کبری'' (پٹھوں کا کھچاؤ) بھیڑیئے یا گیدڑ کی کھال کو جوش دے کر اس کا سُوپ پلانا اور بال ترشوانا ____ ''ملائیش'' (آنکھ کی سوزش، خرابی) زیری گھول کر پلا دی جاتی ہے ____ ''ریگ تال'' (تھکاوٹ کا پٹھوں پر بُرا اثر) آرام کروایا جاتا ہے ____ ''کچ بدر'' (جوڑوں کے زخم) ____ ''ماچھے'' (پٹھوں میں زخم) گرم پانی سے سینک دیا جاتا ہے ____ ''ٹٹ'' (جوڑ کی تکلیف) گرم پانی سے سینک کرنا ''لی فو'' (نکسیر) اس کی رفتار کم ہو تو جانور کو آرام ملتا ہے ____ ''جاخم'' کالے کپڑے کی دھجیوں کی دھونی دی جاتی ہے ____ ''مروڑ'' (پیچش) پیاز اور مرچوں کا مرکب کھلایا جاتا ہے ____ ''گھر'' (سینے کے پاس جلد میں السر) بجیت اور مکھن ملا کر دیا جاتا ہے ____ ''ہہی'' (گردن میں ایک طرف کو جھکاؤ) گردن کی مخالف سمت کو داغنا، کرینہہ کی لکڑی جلا کر گردن پر لگانا۔ دم کے آخری حصہ کو گرم تیل سے جلانا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاٹ'' نے اونٹنی کے دودھ کا بھرا ہوا پیالہ پیش کیا۔ وہ بڑے ''پہنچے'' والا شخص تھا۔ اس نے کاٹھ کا بھرا ہوا پیالہ جسے کاسہ کہتے ہیں پورا پی لیا اور دوبارہ اس کاسے کو اونٹنی کے تھنوں کے نیچے ہی ہاتھ میں تھام لیا تاکہ اور دودھ حاصل کرے۔ ''جاٹ'' اونٹنی دوہنے لگا۔ یہ بھی عجیب منظر ہوتا ہے ایک آدمی اونٹنی کی دم کے آخری حصے کو پکڑ کر پیچھے کی طرف لٹک جاتا ہے اور اپنا پورا وزن ڈال کر کھینچتا ہے۔ دوسرا دودھ دوہنے میں مشغول ہو جاتا ہے جبکہ تیسرے آدمی کو پیالہ دراز کر کے کھڑا ہونا پڑتا ہے۔ محمد حسین بوہڑ اسی حال میں کاسہ لئے کھڑا تھا کہ ایک ''توڈا'' (اونٹ کا بچہ) دوڑتا ہوا آیا اور اونٹنی کے تھنوں میں منہ مارنے لگا۔ تینوں نے اسے مار کر بھگا دیا۔ مگر وہ شریر ''توڈا'' پلٹ پلٹ کر پھر واپس آ جاتا۔ ہر بار مالک اسے آوازوں اور لاٹھیوں سے ڈرا کر بھگا دیتے مگر وقفے وقفے بعد توڈا پھر پریشانی کھڑی کر دیتا۔ محمد حسین بوہڑ بھی مزاج کا تیز آدمی تھا۔ اس نے دیکھا کہ مالکان کے ڈرانے دھمکانے کا ''توڈے'' پر کوئی اثر نہیں ہوتا تو اس نے کاسہ زمین پر رکھا اور اپنے مخصوص انداز میں ایک زوردار لٹھ توڈے کو دے ماری۔ ضرب کے کرب سے توڈا کراہتا ہوا دور بھاگ گیا اور پھر لوٹ کر اس جگہ نہ آیا۔ بوہڑ دودھ پی کر چلا گیا۔ اس واقعہ کو پانچ سال گزر گئے اتنی مدت کے بعد ایک بار پھر بوہڑ کا پھر اس جگہ سے گزر ہوا تو ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ ''بوہڑ'' نے ''جھت'' (جنگلی جاٹ) لوگوں سے دودھ کی فرمائش کی۔ انہوں نے دودھ مہیا کیا۔ اس نے پیالہ لبوں سے لگایا ہی تھا کہ اونٹوں کے درمیان کھڑے ہوئے ''ساہن'' (نر اونٹ) نے اس پر حملہ کر دیا ایک بار مالکان نے بیچ میں آ کر بچاؤ کر لیا۔ دوسری باری پھر ''ساہن'' نے حملہ کیا تو سب حیران رہ گئے۔ کسی کو یاد نہ رہا تھا کہ اونٹ کا بچہ جو جوان ہو کر ساہن بن گیا تھا۔ اس کو چھوٹی عمر میں اسی محمد حسین بوہڑ نے اُسے لٹھ مارا تھا۔ ''ساہن'' کو مالکان نے رسوں سے باندھ دیا اور بوہڑ دودھ پی کر چلتا بنا۔

روہی کے لوگ پیدل چلتے ہوں تو ان پر بھاگنے کا گمان ہوتا ہے۔ ان کے قدم موجوں کے بہاؤ کی طرح پڑتے ہیں۔ ایک صحت مند چولستانی دن میں تیس میل سفر کر لیتا ہے۔ شام اور صبح صادق کا وقت ہو تو برہنہ پا چلنے کو ترجیح دی جاتی ہے۔ کیونکہ نہ تو ریت گرم ہوتی ہے اور نہ بچھو اور سانپ کا ڈر۔ کچھ لوگ جوتا سر پر رکھ لیتے ہیں اور بعض اتار کر تہہ بند کی ''ٹھیق'' یا ڈب میں ڈال لیتے ہیں۔

محمد حسین بوہڑ غروب تک سفر کرتا رہا اور تقریباً تیس میل کی دوری پر انتظارِ صبح میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سو گیا ادھر مالکان نے ''ساہن'' کو رات کے دو بجے اس خیال پر کھول دیا کہ مسافر دور جا چکا ہے۔ مگر یہ اونٹ سیدھا اس جگہ جا پہنچا جہاں بوہڑ آرام کر رہا تھا۔

مستی اور غصے کی حالت میں اونٹ دانتوں کو ایک دوسرے کے ساتھ اس زور سے رگڑتا ہے کہ اس سے بہت آواز پیدا ہوتی ہے۔ جسے چولستانی ''کڑ کاٹ'' کہتے ہیں۔ بوہڑ نے کڑ کاٹ کی آواز سنی تو سمجھ گیا کہ اونٹ غضب ناک ہو کر آن پہنچا ہے۔ وہ بھی سرعت کے ساتھ اٹھا اور درخت پر چڑھ گیا۔ اونٹ گردن اٹھائے موٹی شاخوں کی رکاوٹوں سے نبرد آزما اپنے شکار تک پہنچنے کی سعی میں مصروف تھا کہ اونٹ کے تعاقب میں اس کے مالک آ پہنچے اور رسے ڈال کر کھینچا تانی کرتے ہوئے اسے واپس لے گئے۔ اس مرتبہ بوہڑ کے انکشاف کرنے پر سب کو معلوم ہوا کہ یہ وہی ''توڈا'' ہے جس کو پانچ سال پہلے اس نے انتہائی زوردار لٹھ ماری تھی۔ بچپن کے اس حادثے کو اونٹ نے اب تک یاد رکھا تھا۔ اتنے سال وہ اس کینہ کو پالتا رہا تھا۔ محمد حسین بوہڑ دوسرے دن سویرے پھر عازم سفر ہوا۔ اس دن اونٹ کے خوف کی وجہ سے اس نے ایک بستی میں پڑاؤ کیا۔ شام کے سائے لانبے ہو رہے تھے کہ اس کی نگاہ چنگھاڑتے ہوئے برق رفتار اونٹ پر پڑی۔ وہ دوڑ کر ساتھ والے ''گوپے'' میں گھس گیا۔ ''گوپا'' چک کی جھاڑی سے بنی ہوئی مخروطی جھونپڑی ہوتی ہے۔ اونٹ گھٹنوں کی بل بیٹھ کر رینگ رینگ کر اندر داخل ہونے کی کوشش کرنے لگا۔ محمد حسین بوہڑ دہشت زدہ ہو رہا تھا۔ مگر اس نے سمجھ بوجھ سے کام لیا۔ گوپے کے نیچے مٹی اور گارے کی دیوار بنی ہوتی ہے۔ جس کے اوپر خشک صحرائی جھاڑیوں کی گول چھت بنی ہوتی ہے۔ ''بوہڑ'' نے کلہاڑی سے کچی دیوار میں شگاف ڈالا اور پھرتی سے باہر نکل گیا۔ اب کی بار ''بوہڑ'' خطرے کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دینا چاہتا تھا۔ وہ گھوم کر دروازے کے پاس آیا۔ اونٹ کی گردن اگلی ٹانگیں اور کوہان گوپے میں داخل ہو چکا تھا اور پچھلی ٹانگیں باہر تھیں۔ اونٹ اب کھڑا ہوتا تو چھت سے ٹکراتا تھا اور بیٹھ کر پیچھے ہٹنا کوہان کی وجہ سے ناممکن تھا۔ ''بوہڑ'' نے موقع سے پورا فائدہ اٹھایا۔ کلہاڑی سے اس کے دونوں گھٹنے کاٹ دئے جس سے اونٹ کے کھڑے ہونے کے امکانات ہمیشہ کے لئے ختم ہو گئے۔

صحرا میں کسی کا اونٹ ہلاک یا زخمی کر دینا بہت بڑا جرم تصور کیا جاتا ہے۔ ''بوہڑ'' یہ سوچ کر اب وہیں بیٹھ گیا کہ مالکان اس کو قصوروار سمجھ کر ڈھونڈتے پھریں گے۔ وہی ہوا جب مالکان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آ ئے تو برہم ہوئے اور کسی طرح مطمئن نہ ہوتے تھے۔ بوہڑ کو ساتھ لے کر علاقہ کے راجہ کے پاس مقدمہ لے گئے۔ بوہڑ نے راجہ کو صرف ایک بات کہہ کر اپنا ہم خیال بنا لیا اور راجہ نے اسے باعزت بری کر دیا۔ بوہڑ نے کہا تھا راجہ صاحب جانور کی زندگی سے انسان کی زندگی زیادہ قیمتی ہے۔ میرے خلاف شکایت کرنے والے یہ چاہتے تھے کہ اونٹ بچ جاتا مگر میں ہلاک ہو جاتا۔

بھیڑیں

بھیڑوں کی پرورش کا عمل بہت قدیم ہے۔ وادی نیل میں بھیڑوں کو غلہ گاہنے کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔ انسان کی تاریخ کے اس ابتدائی دور میں غذا اور پوشاک کی بیشتر ضروریات بھیڑوں کے گوشت، اون اور کھال سے پوری کی جاتی تھیں۔ اس وقت بھیڑوں کی دو سو سے زائد اقسام کی نسلیں دنیا میں موجود ہیں۔ مویشیوں میں بھیڑیں اس لحاظ سے یکتا ہیں کہ ان کی بقا کے لئے انسانی سرپرستی ناگزیر ہو چکی ہے۔ ماہرین اس بات پر متفق ہیں کہ پاکستان میں فی الوقت موجود بھیڑوں کی نسلیں ایشیائی جنگلی بھیڑ یا اڑیال کی ترقی یافتہ صورتیں ہیں اور یہ بھی باور کیا جاتا ہے کہ یورپی بھیڑوں کی اکثر نسلیں بھی ایشیائی اڑیال سے پیدا ہوئی ہیں۔

سپلی اور بُچّی بھیڑیں صحرائے چولستان کی خاص نسلیں ہیں۔

- لائیوسٹاک فارمز پنجاب کی 1982ء کی رپورٹ کے مطابق چولستان میں بھیڑوں کی کل تعداد تقریباً ایک لاکھ بہتر ہزار ہے۔

سپلی بھیڑ

چولستانی مقامات مروٹ اور پھولڑہ کے ملحقہ آباد زرعی علاقوں یعنی حاصل پور، فورٹ عباس اور بہاول نگر میں سپلی نسل کی بھیڑیں پائی جاتی ہیں۔ ''اون کی پیداوار میں کوئی دوسری بھیڑ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔'' ماہرین کا اندازہ ہے کہ ان کی موجودہ تعداد اڑھائی لاکھ تک پہنچ چکی ہے۔ صرف سپلی نسل کی بھیڑوں سے گیارہ لاکھ کلوگرام اون سالانہ پیدا ہوتی ہے۔ جس کی بہترین منڈی ملتان ہے۔ جو اس اون کے باعث قالینوں کی پیداوار میں باقی علاقوں سے سبقت رکھتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سپلی شرمیلی آنکھوں والی اور قدرے خمیدہ ناک والی بھیڑ ہے۔ مضبوط ٹانگیں اور سیدھی کمر اس کی قامت کی زیب و زینت میں اضافہ کرتیہیں۔ اس کا منہ، سر اور کان بھورے اور باقی جسم سفید ہوتا ہے۔ کانوں کی بناوٹ سیپ سے مشابہ ہونے کی وجہ سے اس کا نام سپلی پڑ گیا ہے۔ اس بھیڑ کا گوشت ذائقے میں لذیذ ہے۔ ''چیت'' اور ''ساون'' کے مہینوں میں اون کی کترائی ہوتی ہے۔ اس بھیڑ کی خصوصیت یہ ہے کہ عام بھیڑوں کی کترائی سال میں دو مرتبہ ہوتی ہے مگر اس کی کترائی تین مرتبہ بھی ہو سکتی ہے۔ سرائیکی میں اسے ''تین لائی'' کہا جاتا ہے۔ سپلی سے حاصل ہونے والی اون کا اوسط وزن چار سے آٹھ کلوگرام ''فی پوتھی'' ہے۔ خرید و فروخت بھی پوتھی کے حساب سے ہوتی ہے۔ اس سے بھیڑ کے مالکان کو نقصان ہوتا ہے۔ اگر یہ وزن کے حساب سے ہو تو مالکوں کے لئے زیادہ نفع بخش ہو۔ سپلی نسل کی دریافت پہلی بار سال 1961-62 میں ہوئی اور اب یہ کافی مقبول ہو چکی ہے۔

بُچّی بھیڑ

اس بھیڑ کے کان پتلے بھورے اور رنگ سفید ہوتا ہے۔ چولستان کے خانہ بدوش قبائل کئی نسلوں سے اسے پالتے آرہے ہیں۔ کان چھوٹے ہونے کی وجہ سے یہ صحرا میں جھاڑیاں آسانی سے چر سکتی ہے اور منہ جھاڑی یا پودے کے نیچے تک لے جانے میں دیگر بھیڑوں کی طرح اسے دشواری پیش نہیں آتی۔ لوئی بھیڑیں اگر چولستان میں لائی جائیں تو کم خوری کی وجہ سے کمزور یا بیمار پڑ جاتی ہیں۔ بُچّی کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ وہ شبنم سے پیاس بجھا سکتی ہے۔ پانی کے لئے یہ بھیڑ جلد بے تاب نہیں ہوتی۔ یہ پراسرار خصوصیت اس میں قدرتی طور پر موجود ہے۔

بُچّی بھیڑوں کا جسم پتلا اور ٹانگیں لمبی ہوتی ہیں۔ ان کا اوسط وزن بیس یا تیس سیر ہوتا ہے۔ ان سے حاصل ہونے والی اون موٹی شمار کی جاتی ہے۔ یہ اون اپنی عمدگی اور نفاست کی وجہ سے معقول قیمت پر فروخت ہوتی ہے۔ یہ بھیڑیں صحرائے چولستان کی موسمی مشکلات کو برداشت کرنے کی صلاحیت رکھتی ہیں اور انتہائی سخت جان ہونے کی وجہ سے ان کی شرح اموات کم ہے۔ صحرا کا مزاج اور ان کا مزاج ہم آہنگ ہو چکا ہے۔ ان کا پالنا صحرانشینوں کے لئے فائدہ بخش ثابت ہوتا ہے۔ ''بُچّی اون 4، 36 مکرون ہوتا ہے اور ریشہ میں آٹھ فیصد بال (چھ فی صد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میڈ ویسٹڈ اور دو فی صد کیمپ) ہوتے ہیں۔ بُچی بھیڑ سے دستیاب ہونے والی اون کا بہترین مصرف قالین بافی ہے۔اس لئے یہ اُون نہ صرف اندرون ملک بلکہ باہر کی منڈیوں میں بھی اچھے نرخوں میں اٹھ جاتی ہے۔ایک بُچی بھیڑ سال میں پانچ یا چھ پاؤنڈ اون پیدا کرتی ہے۔

افزائش حیوانات مرکزی اردو بورڈ کی تحقیق کے مطابق چولستانی بھیڑوں سے مجموعی طور پر دو لاکھ نوے ہزار چار سو پچھتر کلوگرام اون سالانہ حاصل ہوتی ہے۔

بانسری کی سروس

ایک لوک ترکیب سے بانسری کے سریلے پن میں اضافہ کیا جاتا ہے۔چولستانی چرواہے نئی بانسری کے سوراخوں کو ہر طرف سے روئی کے گالوں سے بند کر کے اس بانسری میں بھیڑ کا دودھ بھر دیتے ہیں۔ بانسری کو اس حالت میں دو تین روز رہنے دیا جاتا ہے۔اس کے بعد روئی کے گالوں کو نکال کر جمے ہوئے دودھ کو جھاڑ دیتے ہیں پھر بانسری میں تیل ڈال کر اسے اندر سے چکنا کر دیا جاتا ہے۔ چرواہوں کا خیال ہے کہ ایسا کرنے سے بانسری زیادہ سُریلی ہو جاتی ہے۔

رَتّی گائے

چولستانی گائیں زیادہ تر سندھی نسل سے تعلق رکھتی ہیں۔ یا پھر کم تعداد میں تھری نسل دیکھنے میں آتی ہے۔

اس گائے کا رنگ سیاہی مائل سرخ ہوتا ہے۔ سانڈ بیلوں کا رنگ زیادہ گاڑھا ہوتا ہے۔ان مویشیوں کے ماتھے اور جھالر پر سفیدی خوشنما لگتی ہے۔چولستان میں پائے جانے والی نسل کا رنگ قدرے ہلکا اور کھلا ہوا ہوتا ہے۔ چولستان میں یہ زیادہ تر قطرن گھاس کھاتی ہیں۔ قطرن ایک خوشبودار جھاڑی ہے۔اس کی مہک دودھ میں منتقل ہو جاتی ہے۔گائے کی جملہ قسموں میں یہ زیادہ دودھ دینے والی قسم کے تحت آتی ہے۔اس کا اصل وطن سندھ ہے۔اس کی قامت درمیانی، جلد کم ڈھیلی اور دم پتلی سیاہ اور گچھے دار ہوتی ہے۔خیال ہے کہ اس گائے کی مورث نسلیں محمد بن قاسم کی فوجوں کے ساتھ اس علاقے میں وارد ہوئی ہوں گی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنّی گائے

یہ گائے سیاہی مائل سفید رنگ کی ہوتی ہے۔نوکیلے سینگ تیکھے نقوش درمیانہ سر، کان لٹکے ہوئے اور اندر سے زرد ہوتے ہیں۔ان کا جسم مضبوط اور ٹانگیں نسبتاً چھوٹی ہوتی ہیں۔سیدھی کمر والی یہ گائے چارے اور پانی کی کمی برداشت کرنے کی بھرپور صلاحیت رکھتی ہے۔کیونکہ گزشتہ کئی صدیوں سے تھرپارکر کے صحرا میں یہ قسم عام پائی جاتی ہے۔اس گائے کا شکم باقی جسم سے رنگ میں ہلکا اور اس کی کمر میں سلیٹی رنگ کی لکیر بڑی واضح ہوتی ہے۔یہ پاکستان کی واحد نسل ہے جو دودھیہ بھی ہے اور مشقت کے لئے بھی مناسب یعنی اس کا بیل زراعت کے لئے موزوں ہے۔یہ گائیں مجموعی طور پر تین کروڑ ستانوے لاکھ دس ہزار ایک سو چھتر لیٹر دودھ مہیا کرتی ہیں۔

ایک اندازے کے مطابق ایک گائے یومیہ اکتھر پاؤنڈ پانی پیتی ہے۔چولستان میں کل گائیں چون ہزار چار سو ایک ہیں اور بیلوں کی تعداد کا اندازہ دو ہزار تین سو لگایا گیا ہے۔

گائے کی دیگر اقسام

کالیاں، گدریاں، رتیاں، مُیالیاں، چٹیاں، چوب چنیاں، سادی نیلیاں، لکڑیاں گوریاں، نیلیاں۔ان قسموں میں سادی چنّی گائے دس سیر دودھ دیتی ہے اور چار ہزار کے عوض مل جاتی ہے۔

مویشیوں کی پسندیدہ نباتات

جنڈ

اونٹ اور بکری اسے بڑی رغبت سے کھاتے ہیں۔مقامی لوگ اس کی لکڑی کو چولہے میں ایندھن کے طور پر اور مکان کی تعمیر کے لئے بھی استعمال میں لاتے ہیں۔

فراش

یہ بھی جنڈ کی طرح اونٹ اور بکری کا پسندیدہ چارہ ہے۔اگر فرق ہے تو صرف اتنا کہ یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افراط میں ملتی ہے۔

کریر

اونٹ اور بکری کو مرغوب ہے۔

ملّح

اس کو اونٹ اور بکری کے علاوہ گائے بھی شوق سے کھاتی ہے۔

پھوگ

یہ صحرائے چولستان میں بہ افراط ہے۔اس پر اونٹ اور بکری کا گزارہ ہے۔ اسے درمیانے درجہ کا چارہ سمجھا جاتا ہے۔

لانا

یہ صرف اونٹ کھاتا ہے۔نمکیات کی مقدار زیادہ ہونے کے باعث یہ دوسرے مویشیوں کے لئے اچھا چارہ ثابت نہیں ہوتا۔

گورکھا

یہ ایک ایسی صحرائی گھاس ہے۔ جسے سب مویشی پسند کرتے ہیں۔ چولستان میں بہت عام ملتی ہے۔

چھمبر یا جھمبری

دوسری گھاسوں کی طرح اس گھاس سے بھی چرواہے اور مویشی مانوس چلے آتے ہیں۔

لمب

یہ سنہری رنگ کی مخملیں گھاس ہے جو زمین پر مشت برابر اونچا سنہری ریشم کے ڈھیر کی طرح اُگ آتی ہے۔طلوع کے وقت آفتابی شعاعوں میں بلب کی طرح روشن دکھائی دیتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کا ذائقہ ناخوشگوار ہے۔ مویشی اور جنگلی جانور اسے بہت کم کھاتے ہیں۔ بعض چولستانی باشندوں کے خیال کے مطابق ہرن صرف لمب کھاتا ہے۔ صحرا میں لمب کی دو اقسام پائی جاتی ہیں۔ ایک ریشم کے برش کی طرح چھوٹا اور سنہرا ہوتا ہے۔ دوسرا زردی مائل اور دو بالشت برابر اونچا ہوتا ہے۔

دھماں

یہ خودرو گھاس فراوانی سے دستیاب نہیں ہے مگر سب مویشی اس سے بڑے مانوس ہیں۔

گرام

یہ گھاس بھی کہیں کہیں دکھائی دیتی ہے۔ ذائقے میں خوشگوار ہے۔

کھوی

یہ گھاس ناخوشگوار ذائقے کا حامل ہے۔ اس کو چولستانی گھٹیا قسم کی گھاس میں گنتے ہیں بہت کم اُگتی ہے۔ اس لئے اس کی دستیابی بھی دشوار ہے۔

کھار

اونٹ کی اس پر گزر ہے۔ یہ خودرو پودا صحرائے چولستان میں کثرت سے پھیلا ہوا ہے۔

جواہان

یہ بھی معروف چارہ ہے۔ اس کو صرف اونٹ اور بکری پسند کرتے ہیں۔

جھنواں۔ اسے اچھے چارہ میں شمار نہیں کیا جاتا صرف بکری اور اونٹ اسے کھاتے ہیں۔

بوئیں۔ مویشی اس کو پسند نہیں کرتے کیونکہ اس کا ذائقہ ناخوشگوار ہے۔

سئین۔ گہرا سبز گھاس ہے۔ خوش نما ہے مویشیوں اسے شوق سے کھاتے ہیں۔

مردٹ۔ یہ گھاس بھی کثرت سے ہوتا ہے اچھا چارہ ہے۔

گھامن۔ روہی کا مقبول گھاس ہے مویشیوں کا پسندیدہ چارہ ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھوئیں

اس کا ذائقہ ناخوشگوار ہے اس لئے اچھا چارہ نہیں سمجھا جاتا۔

لانی

یہ گھاس زیادہ کثرت سے نہیں پائی جاتی۔ اونٹ اور بکری کا انحصار اسی پر ہے ذائقے میں خوشگوار ہے۔

لانا

یہ بھی بہت کم پائی جاتی ہے۔ ذائقے میں خوشگوار ہے۔ اونٹ اور بکری اسے بہت شوق سے کھاتے ہیں۔

پھیل

اس بوٹی کو غیر ملکی پرندہ تلور بڑی رغبت سے کھاتا ہے۔ یہ اونٹ کی دل پسند خوراک ہے۔

اولیٹن

اس کا تخم چولستانی تیتر بڑے شوق سے کھاتا ہے۔ اونٹنی کا بھی یہ من بھاتا کھاجہ ہے۔

مویشیوں کا علاج

1۔ پھپھڑا

وہ بیماری جس میں جانور کے پھپھڑے متاثر ہو جاتے ہیں۔ اگر پھپھڑا کی بیماری ہو جائے تو چولستانی جانور کی دونوں پسلیوں پر داغ ''ڈنبھ'' نشانات لگا دیتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ مرض کا مکمل علاج کرلیا گیا ہے۔

2۔ چالاکی سے دودھ بڑھانے کا حربہ

جب گائے بچہ جنے تو اس کے دودھ میں صابن حل کر کے گری اور چرا شامل کر کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گائے کو پلا دیتے ہیں۔اس سے دودھ کی مقدار بڑھ جاتی ہے۔مگر آخر کار اس عمل کا گائے کی صحت پر برا اثر پڑتا ہے۔ یہ حربہ گائے فروخت کرنے والے بروئے کار لاتے ہیں تاکہ گائے کی قیمت زیادہ ملے۔

3۔ رِک

مویشی کو گوبر کثرت سے آنے لگے تو اسے ''رِک'' کہتے ہیں۔دُم کے دونوں طرف گرم سلاخوں سے نشانات لگا دینا اس کا مؤثر علاج سمجھا جاتا ہے۔دوسرا علاج یہ ہے کہ پرانے گُڑ کو پانی میں جوش دے کر مویشی کو پلایا جاتا ہے۔

4۔ برچھی

چرواہوں کے خیال میں اس بیماری کا کوئی علاج نہیں۔

5۔ متفرق بیماریاں

مقامی لوگوں کے نزدیک ''پیتے آلی'' ''چیچے آلی''۔ ''مہاڑ ٹک'' اور ''پھوڑے'' مویشیوں کی چند اور بیماریاں ہیں۔جن کا علاج لوہے کی گرم سلاخ سے داغ کر اسی طرح کیا جاتا ہے جس طرح پھپھڑا کا علاج۔فرق صرف یہ ہوتا ہے ہر بیماری کے لئے مختلف جگہ پر اور مختلف تعداد میں نشانات لگائے جاتے ہیں۔ عام بیماریوں میں علاج کے طور پر جانور کو نمک کھلانے کا رواج عام ہے۔

مذکورہ بالا بیماریوں کے علاوہ دوسری بیماریاں اور ان کے مقامی علاج کے طریقے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔
''پاہر''(ورم) ''ڈنبھنا'' یا لوہا گرم کرکے داغنا_____ ''پھتاں لاڑاں''(بدہضمی) خشک جوار۔ راکھ ملا پانی_____ ''گھوٹو'' (گلے کی خطرناک تکلیف) مزارات پر جا کر دعائیں کی جاتی ہیں_____ ''کالی وا'' چند منٹوں میں گائے ڈھیر ہو جاتی ہے، ماتھے پر داغنا___ ''مائے رانی یا مہی ہل'' (چیچک) دال پکا کر کھلانا____ ''اُوگو'' (گھوٹو کی مثل ہے) گائے کو پانی میں غوطے دینا____ ''ڈھاب یا وال''(منہ سے جھاگ) آک مکوڑا کھلانا____ اوّن (بچے دانی کا باہر آجانا) کتیرا اور مہندی ابال کر دی جاتی ہے____ ''منہ کھوڑ'' (منہ اور پشت پر السر) جوار کا آٹا اور پانی ملا کر دینا اور دم شدہ پانی دینا____ ''بنگھی''(لڑائی کی وجہ سے کسی حصے میں کھچاؤ) متاثرہ حصے پر ضربیں ماری جاتی ہیں۔''بیل کی گردن پر بوجھ سے ورم''_____ بھنگڑا بوٹی کا لیپ کیا جاتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوک گیت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چولستان میں چھلّے، سہرے، لُڈھاوَ، گانمن اور ڈوہڑوں کی صورت میں لوک گیتوں کا خزانہ بکھرا پڑا ہے۔ لوک گیتوں کی دوسری اصناف ''پہاکے''، ''بگڑو''، ''لولی'' اور ''ڈھولا'' ہیں۔ سہرے زیادہ تر خواتین گاتی ہیں۔ ڈوہڑے مردوں میں مقبول ہیں۔ یہ گیت کبھی دو اور کبھی چار مصرعوں پر مشتمل ہوتے ہیں۔ ان میں زندگی کے کسی بھی موضوع کو پیش کیا جا سکتا ہے۔ حدی خوانی کے گیتوں کو مقامی زبان میں ''لُڈھاوَ'' کہتے ہیں۔ شتر بانوں کو یہ گیت بڑی تعداد میں زبانی یاد ہوتے ہیں۔ ''گانمن'' گیت کھجور پر چڑھنے والوں کے مقبول گیت ہیں۔

چولستان کے لوگ لوک گیتوں سے اس طرح مانوس ہیں جیسے انسان پالتو جانوروں سے مانوس ہوتا ہے۔ جب کبھی وہ اکیلے ہوں تو ان کے لبوں پر لوک گیت مچلنے لگتے ہیں۔ اگر محفل لگی ہو تو سب کی خواہش ہو گی کہ کوئی ان کا پسندیدہ لوک گیت گائے اور وہ بیٹھے سر دُھنتے رہیں۔ یہ گیت ان کے جذبات کے ترجمان بھی ہیں اور خوشیوں کا سامان بھی۔ چولستانی بڑے جذبے سے گاتے ہیں۔ کسی نے انہیں موسیقی کا درس نہیں دیا۔ لیکن جب وہ گاتے ہیں تو ایسا لگتا ہے جیسے ان کی گائیکی میں کوئی کمی نہ ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھلّا

چھلّا اڑنگ بڑنگے　　سانول پتلی دو چھنگے
جیویں نانگ سلنگے

چھلّا کالا گیساں　　سونہڑے پیر تے ووسیاں
سئیں دیاں منتاں ڈیساں

چھلّا نوں نوں ندیاں　　لوکاں لاتیاں بدیاں
نانویں یار دے وِدیاں

چھلّا کالا نانگے　　لگایا یار دا دانگے
دُنیاں راتیں تانگے

چھلّا ٹکے ٹانڈے　　بوئے ول نئی آندے
جیندے وِدے کرلاندے

چھلّا زیراں زبراں　　مویاں ملیاں قبراں
جیندے لہسن خبراں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چولستان کا مشہور سہرا

(1)

رانی پٹھانی سوہریاں دی دیوانی
ویرن پرنیا آندا ہے رانی پٹھانی
ٹکا توں گھڑا دے روہی دی نشانی
بولا تُو ٹھواڈے ڈیرااور دی نشانی　　ویرن پر نیا آندا ہے رانی پٹھانی
کانٹے توں گھڑا دے روہی دی نشانی
پوپہ توں ٹھوا ڈے ڈیرا ور دی نشانی　　ویرن پر نیا آندا ہے۔ رانی پٹھانی
کنگن توں گھڑا ڈے روہی دی نشانی
ہلسی توں ٹھواڈے ڈیرااور دی نشانی　　ویرن پر نیا آندا ہے۔ رانی پٹھانی
والیاں توں گھڑا ڈے روہی دی نشانی
لچھے توں ٹھواڈے ڈیر اور دی نشانی　　ویرن پر نیا آندا ہے۔ رانی پٹھانی
سنگیاں توں گھڑا ڈے روہی دی نشانی
مُرکھیاں توں ٹھواڈے ڈیرااور دی نشانی　　ویرن پر نیا آندا ہے رانی پٹھانی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(2)

متھے تے چمکن وال میڈے بنڑے دے
آوے بناں بدھ سکناں دا گانا
گانے دے پھندن ہن چار میڈے بنڑے دے
آوے بناں لا سکناں دی مہندی
تیڈی مہندی دا سوہا رنگ لال میڈے بنڑے دے
آوے بناں بدھ سکناں دا سہرا
سہرے دی لڑی ہے ہزار میڈے بنڑے دے
آوے بناں چڑھ سکناں دے کھارے
کھارے دے کانے لکھ ہزار میڈے بنڑے دے
آوے بناں چڑھ سکناں دی ڈولی
نکی جہی بنوں تیڈے نال میڈے بنڑے دے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(3)

تیڈی راہ تے پھل نرنیدیاں — بنیسر والی داڈھولن شالا خیر نال ولیں

سر نوشہ دے پنج رنگ چیراں — جوڑا جوڑ ٹھہانواں تیڈے سہرے کوں سبھو رنگ لاواں

بنیسر والی داڈھولن شالا خیر نال ولیں

اکھیں نوشہ دیاں بلن مشالاں — کجلا جوڑ ٹھہاداں تیکوں سونہڑیاں دے نال رلاواں

بنیسر والی دا ڈھولن شالا خیر نال ولیں

ڈند نوشہ دے ماڑک موتی — بیڑی جوڑ ٹھہاداں تیکوں سونہڑیاں دے نال رلاواں

بنیسر والی دا ڈھولن شالا خیر نال ولیں

ہتھ نوشہ دے مہندی والے رتڑے — گانا جوڑ ٹھہاداں تیکوں سونہڑیاں دے نال رلاواں

بنیسر والی دا ڈھولن شالا خیر نال ولیں

سُتھن نوشہ دی نوں نوں کلیاں — جامہ جوڑ ٹھہاداں تیکوں سونہڑیاں دے نال رلاواں

بنیسر والی دا ڈھولن شالا خیر نال ولیں

چڑھی نوشہ دی بھورا جو کا چھی — کسٹراں جوڑ ٹھہاداں تیکوں سوہنڑیاں دے نال رلاواں

بنیسر والی دا ڈھولن شالا خیر نال ولیں

تیڈی راہ تے پھل نہ نیندیاں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(4)

ہووی مبارک گھوٹ دا بابا
اللہ تیکوں رنگ لایا تے شالا تیڈا جیوے بنرا
جیوے بنراتے لکھ تھیوے بنرا
آپ دی جیویں جیوی گھوٹ رنگیلا
اللہ رسول شالا ہووی وسیلا
ہووی پنجتن پاک دا سایا شالا تیڈا جیوے بنرا
جیوے بنرا تے لکھ تھیوے بنرا
سر تے سہرا ہتھ وچ گانا
مہندی نے لایا عجب رنگ سہانا
ویلہا سہاگ دا آیا تے شالا تیڈا جیوے بنرا
جیوے بنرا تے لکھ تھیوے بنرا
ہر ویلے بھیڑیں دی ایہا دعا ہے
خوشیاں ڈکھا ربا چاروں چودھارے
بھیڑیں نے سہرا سہایا تے شالا تیڈا جیوے بنرا
جیوے بنرا تے لکھ تھیوے بنرا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مہندی کا سہرا

(5)

مہندی اوّل بنے کوں لیندیاں دولال
اوّل بنے کوں تے پچھے بنری کوں
بچوی شریکاں ونڈ ڈینڈیاں دو لال
مہندی اوّل بنے کوں لیندیاں دولال
ہتھ بنے دے مہندی دے رتڑے
کٹ کر تھال بھریندیاں دولال
مہندی اوّل بنے کوں لیندیاں دو لال
ہتھ بنری دے مہندی دے رتڑے
بنے کوں سوہندیاں دو لال
مہندی اوّل بنے کوں لیندیاں دو لال
اوّل بنے کوں تے پچھے بنری کوں
بچدی شریکاں ونڈ ڈیندیاں دولال

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لڑھاؤ

یہ گیت صحرائی اونٹ سواروں میں بڑے مقبول ہیں۔ یہ اونٹ پر بیٹھ کر حالت سفر میں گائے جاتے ہیں۔عموماً لمبی بحر کے ہوتے ہیں۔صحرا کا سفر کافی دشوار ہوتا ہے۔میلوں دم لئے بغیر سفر جاری رکھنا ہوتا ہے۔کئی کئی گھنٹے اونٹ کے کوہان پر بیٹھ کر گزارنے پڑ جاتے ہیں۔صحرا نشینوں کا قول ہے کہ سفر انسان کا دشمن ہے اسے جتنی جلد ممکن ہو ختم کر دینا چاہئے۔سفر کے دوران وہ راہ میں رکتے نہیں۔ستانے کا خیال ان کے قریب نہیں آتا۔ان کے نزدیک سفر کو طول دینا خواہ مخواہ مشکل میں پڑنا ہے۔یہ لوگ سفر کو جلدی جلدی طے کرتے ہیں اور جب تک منزل نظر نہ آئے کسی شے میں دلچسپی نہیں لیتے۔کبھی صحرا میں اونٹ پر بیٹھ کر سفر کر کے دیکھئے۔گھنٹوں ایک سا ماحول ساتھ ساتھ چلتا ہے۔اگرچہ ٹیلے بدل رہے ہوتے ہیں مگر صحرا جوں کا توں قائم رہتا ہے۔ اس لئے ایک بیزاری پیدا ہونے لگے گی۔اس بیزاری کو دور کرنے کے لئے گانے کا سہارا لیا جاتا ہے۔ چولستانی ان گیتوں کو ''لڑھاؤ'' کہتے ہیں۔سفر کے دوران شتر سوار'' سندھڑی'' اور'' بھیرنوی''میں لڑھاؤ گاتے ہیں۔

منشی خدا بخش ڈراوری کا دعویٰ ہے کہ ''لڑھاؤ'' کا گیت صحرائی عورت پر جادو کا کام کرتا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لڑھاؤ

۱) پیپا چاڑھیم کھاردا
اج کپڑے پئی دھونیدیاں جیرا سانول یاردا

۲) بول پیپا بول چناں دی
وداع کرینداں ہل گئی کوٹھی ہاں دی

۳) مار نہ لتاں طعنے ڈے نہ نانی
ہیں غنگر نال میڈے رل گئے نی روحانی

۴) پل کوں پپوں بو ہے میڈی کوناپے
اج اساں تروڑی دل تروڑ گیوں آپے

۵) پل کوں پپوں بو ہڑ تیڈی کوکلیاں
اج رل منریسوں یار بہاولپور دیاں گلیاں

۶) لایئے نہ لایئے لوکاں لگایئے
اج کوڑ دی بدی وو بجن سر ساڈے تے آیئے

۷) اٹھاں والیاں دی ذات نہ جانڑاں
اج لگی دے ویلے کھڑی اٹھ سنجانڑاں

۸) لائیاں دی اُوٹے
اج یار چتن دے ڈو بیڑی مٹھن دے کوٹے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹) ڈھم گھتی اے کانواں
اج لکھئے کوں روندی آں کہیا ڈوس بھراواں

۱۰) لائیاں پاندر لائے نی
اج گھڑیاں دیس والے یار ول ؐبھن نہ آئے نی

۱۱) رات اندھاری وچ ککرے کاری
اج ول ول آندی تیڈے سخناں دی ماری

۱۲) بھن نہ تیلی بارنی سہندی
اَج تہاڈے گھر جھیڑے سجڑاں دوساڈی دیدنہ راہندی

۱۳) ساوی ٹاہلی کھڑی وچ جنگل دے
اج یار ونجائی سجڑاں دو ونجے وار منگل دے

۱۴) یار دی مُدی اج ویندی وولڈی
اج ہتھاں چالڈا یو سجڑاں دل کروڑی

۱۵) لڈائی گلہ مورھی دیندی لہندا
کرگھن گالہیں سجڑاں وو جوڈھنہ ویندی لہندا

۱۶) ویندا تاں پئیں وو میڈی واہوں
اج پونی دلیلاں سجراں وو ہٹ آنویں راہوں

۱۷) تلاں دیاں پاپڑیاں
رتاں تاں بیگانیاں ہیں بنڑدیاں آپڑیاں

۱۸) پتر جواریں دے
بول شریکاں دے جیوے پھٹ تلواریں دے

۱۹) گاڈی کوک رینڈی ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھر دچا مزوری دود چھڑے یار ملیندی ہے

۲۰) گاڈی کوں ڈوں ڈنڈے

کھولو چا تا کی وچہ قیدی ھن ڈوں بندے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متفرق

دل درداں دی ماری وڈوکھی لائی ہم یاری
اُڈ ونج دوکانویں لکھاں یار دے نانویں
کریں آن ہاکاری گھولیم عمرہ ساری
اُڈ ونج دو کانویں لکھاں یار دے نانویں
دل روالے نیراں پون ہاں کوں سیراں
اُڈ ونج دو کانویں لکھاں یار دے نانویں

پھل مالی چن باہی
اساہڈے تان اجڑن دا کڈا ڈھولن سن باہی
نیڈی گئے ہاسے
گل ہی غیراں دی لڑے ڈھول تے میں ہاسے
خربوزہ ڈلی ڈلی
اخ ساڈے ماہی آوڑاں تساں ملسو گلی گلی

پھلاں دی پھلائی ہووے ایہا چٹھی خیر دی اومیڈے سنجڑاں دی آئی ہووے
ٹیشن چک والا یار ونجائی ودی آں مستانی دو اکھ والا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یارا ساڈا شکرے وانگوں اساں بہوں مشکل نال پھسایا
لوگ کھوندے دانڑا پانی اساں تن دا ماس کھوایا
لوگ بہدھندے نال رسّیاں دے اساں نال زلفاں دے اڑاہا
اوس شکرے تے لعنت بھیج جیہڑا گیا تے ول نہ آیا

چولا مل مل دا
گل گئی جوانی ملچھن اج کل دا
بھن نہ تیلی تیلی مارنی سہندی
اج تہاڈے گھر جھگڑے ہجڑاں ساڈی دید نہ راہندی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشہور ''ڈوہڑے'' (دوہڑے)

نمیں واعظا تیکوں خبر میڈی میں نور دی ہاں میں خاک وی ہاں
میں خود آزاد مقید ہاں خوشنود دی ہاں غمناک وی ہاں
میں دھرتی و اس اُداس اوتے میں ساکن فی الافلاک وی ہاں
پُر درد ہے میں وچ راز ڈونگھا پُر عیب وی ہاں پَر پاک وی ہاں

میم ماہ تاں شاہ جمال داری میڈے یار دے نال مجال نِسی
اُوہے خدنِسی خال نِسی اُوہے ونگرے ونگرے وال نِسی
اُوہے ابر د قوس قزح نسی اوہا چینچل وانگ چال نسی
یار تاں بے مثال ہویا پر مجروح دے حال تے بھال نِسی

نماز پڑھاں کہ مَیں تیں دل ڈیکھاں میڈا قبلہ کعبہ توں ہیں
اُوی جانڑن قبلہ کعبہ جیہڑے رُخ دلبر دے سوُں ہیں
ساجد جیہڑے ہن اس گھر دے سر مول نہ کرن اُتوں ہیں
حاجی پڑھن کلاماں دے گانمن آں میں تاں کرداتوں ہی توں ہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مارواڑی گیت

۱۔ باؤ بچالے کھیت مانگوں میاں پانی رونا ڈیو

ترجمہ: (نہ میں بیج میں کھیت مانگوں نہ پانی کا کنواں)

کائیں مانگوں رام جی تھوڑی بات نیں

ترجمہ: (کیا چیز مانگوں بھگوان سے تھوڑی بات کے لئے)

۲۔ ساس مانگوں سرو مانگوں نند مانگوں نتیس نیں

ترجمہ: (میں ساس بھی مانگتی ہوں اور نند بھی شادی کے بعد کیا چیز مانگوں بھگوان سے تھوڑی بات کے لئے۔)

۳۔ دیور مانگوں جیٹھ مانگو حساب مانگوں سہاگ نیں

ترجمہ: (میں اپنے لئے دیور بھی مانگتی ہوں جیٹھ بھی مانگتی ہوں اور شوہر بھی۔ کیا چیز مانگوں بھگوان سے تھوڑی بات کیلئے۔)

۴۔ ان مانگوں دھن مانگوں لچھی مانگوں ٹیکن نیں۔

ترجمہ: (عزت بھی مانگتی ہوں دولت بھی مانگتی ہوں اپنے لئے۔ کیا چیز مانگوں بھگوان سے تھوڑی بات کے لئے۔)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۔ تھالی مانگوں لوٹو مانگوں میاں دہی رو باٹکو

ترجمہ: (پلیٹ بھی مانگتی ہوں گلاس بھی مانگتی ہوں اور دہی کی پلیٹ بھی)

۶۔ اڈلو مانگوں بڑلو مانگوں پیپل مانگوں پوجن نیں

ترجمہ: (یہ بھی مانگتی ہوں وہ بھی مانگتی ہوں اور پیپل کا درخت بھی مانگتی ہوں عبادت کے لئے
کیا چیز مانگوں بھگوان سے تھوڑی بات کے لئے:)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مارواڑی گیت

1۔ ہئی یہ پہلا پران پون گڈ ہرایا
مان پون بکی نہ آج آت کی سے گالی بابا

2۔ ہئی یہ مدڑارا مارگ پاتھ جنا ہی یہ ہماری بولنڈا دیَر یسوُر
لی یا ہی یہ دیا میں سجا آنے بولنڈا دیَر لیو

3۔ ہئی یہ پانچ کو نچ سات گرور پری یا پنسرا ہی یہ سابد بوم جاشنا
اڑ دیا پاکھی ماگ نہ پایوں کھگ مالگ پاتھ ہے چکے نا

4۔ ہئی یہ آت رم کی گننا جس میں آستر میں ہے شتا آتر آ ٹلی
بنا ہی ہلی یہ دلڈا میں ورشن کی نا

5۔ ہئی یہ سات کا بچپن کیا کہ بجنی کتا شبدڑا کنا
سارگ پیالا دودِس ہری دکھاراگ بادنہ بنا بھی نا

6۔ کہ بیاری لکھا ہماری ہم تو اُ کہہ دَ نا
آپ کی اُدا نہ کہہ جگھروا آ دکر کری نا

7۔ ہئی یہ بولنڈا دیرِ دلیئ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مارواڑی گیت

1۔ ہئی یہ پاپیوں تلتہ تنو گوڈ بلا

سسر یہ دش پر ڈر ہئی یہ بنیاں گاش پر تھابا ہے ڈگے

2۔ ڈر ہلی یہ بولنڈری خبر کردو

چھوٹے موٹے دال یہ بہت بنسنار

3۔ ہئی یہ بولنڈ اری خبر کردو کیو آنے دال کی گاٹھڑی میں

ہراموتی لال کھلہ گاٹھڑی پارکھی نی سات گردوشین سنجی

کر دینی لاٹی لگنا ہماری لگنا منگنا ہور ہانا بنادلال

4۔ گاؤ بیاری لال ہی یہ بولنڈ خبر کردو

5۔ سات کردیا سجا آنے بولنڈ اری خبر کردو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مارواڑی گیت

ہی یہ پاچھوں تلتہ تو گوڈ بلا

سر پر دش پر ڈلم

ہئی یہ بنیان گاش پر تھا باڈ گے پیٹس ڈل بولنڈ اری خبر کر دو۔

ہئی یہ راول راول سب ہے کوئی کرتا ہی یہ کی یاہ نہ بیو پارا۔

چھوٹے موٹے رال یہ بہت کی باہ بستار

ہلی یہ بولنڈ اری خبر کر دو سات گر ورشن ہمی۔

کر دینل لاگی لگتا ہماری لگنا منگنا ہوزنا۔

گاڈ بیاری لال ہلی یہ بولنڈ ری خبر کر دو۔

آتے رال کی گاٹھڑی میں ہرا موتی لال۔

ہامیاں ڈیڈل کیئو۔لگنا۔منگنا۔

ہلیئے ویرویو بولنڑ ے۔بولنڑ وی۔ویرویئو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مارواڑی گیت

1۔ نودس دساغرب میں رہتا آپ بیماری رہے
دس مہینے بایدآیا جگتی کیوں تیاری رہے
ہری نیں ناں بچاری رے۔۔۔۔۔۔

2۔ تہاری مہاری کرتا عُمراں بیتی ساری رے
ہری نیں نان بچاری رے۔۔۔۔

3۔ بال پنے میں لاڈلڈایاماتاہماری رے
چڑ ھیو جوانی تڑیالاگے پیاری رے
ہری نیں ناں بچاری رے
تہاری مہاری کرتا عُمراں بیتی ساری رے

4۔ کوڈی کرکرمایاجوڑی بن گیاہزاری رے
ان دمڑی دے خاطرکال نیں دھاری رے
ہری نیں ناں بچاری رے۔۔۔۔
تہاری مہاری کرتا عُمراں بیتی ساری رے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

5۔ بڈھیو تو اُونٹھ بولے گھر کی ناری رے
آنے بڈھیو کریو کیوں نیں جیل چھوڑ ہماری رے
ہری نیں ناں بچاری رے۔۔۔۔
تہاری مہاری کرتا عُمر اں بیتی ساری رے

6۔ رک گیا کنڈھا دسو دروازہ مچ گئی گاری رے
کالورام گرو کے چرنے بھگتی کروں پیاری رے
تہاری مہاری کرتا عُمر اں بیتی ساری رے
ہری نیں ناں بچاری رے۔۔۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مارواڑی گیت

۱۔ اٹھ یار ہے راماسپابانہ بانماں سادیار ہے

۲۔ آکے باڈ گھر آیار ہے راماسپا پھار یا بوتیہ رہے پاٹو مادیادر ہے

۳۔ دلڈامیں گا بالا یا سوتار ہے راماسپا تنڈ اسفینار ہے آیار ہے سپا

۴۔ سونا کا محلِ رُدپا کا شجا اُپر چورڈ لجار ہے راماسپا گھر تیرے سار آیا

۵۔ اُگا یابن رہے اُج آلہ لوکو تمتنا دنسنا آیار ہے راماسپا جاتو راماسپا جادا چلایا

۶۔ گھر میرے سادر آیااور شباسپا گندار اماسپا با گنتا کسویہ

۷۔ کسر راماسپا تتند بائی سادار اماسپا ایک کر دیا گھر میرے سادر آیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قدیم لوک رنگ

(1)

۱۔ سلاں سلبند تھپیاں پھکیا نام نصیر

ترجمہ: (قوم پھکیا کے نصیر نے یہ خشت بنائی ہیں)

کھوہ کھٹا یا پتر گامن دے اونٹر نام حمیر

ترجمہ: (قوم اونٹر کے حمیر نے یہ کنواں تعمیر کروایا)

۲۔ وقت سکندر بادشاہ ملک دھنی پہلوان

ترجمہ: (یہ تعمیر سکندر بادشاہ کے عہد میں ہوئی جو بڑی قوت والا ہے)

رعیت راضی ایہا جئ جو بڈھانت جوان

ترجمہ: (خوش حالی کی وجہ سے یہاں کوئی بوڑھا نہیں ہوتا)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ ہک لکھ سولاں لگ پکیاں تھیا کھوہ تمام

ترجمہ: (ایک لاکھ پختہ اینٹوں سے کنویں کی تکمیل ہوئی)

ترے سو بوٹی باغ دی رادھی اونٹر جام

ترجمہ: (اور اونٹر جام نے تین سو پودے اس باغ میں لگوائے)[۱]

(2)

اُچا کوٹ مروٹ دا تلے وہے دریا

میں مچھلی دریا دی توں بگلا بن تے آ

ترجمہ: (قلعہ مروٹ بہت بلند ہے اور اس کے دامن میں دریا بہتا ہے۔ میں مچھلی کی طرح اس کے پانیوں میں بہہ رہی ہوں۔ تو بگلا بن کے آ جا:)[۲]

---

۱) یہ عبارت اینٹ پر کندہ تھی جو سنجر پور کے ایک کنویں سے برآمد ہوئی ہے۔ اِس کا تعلق جام سکندر حاکم کے عہد سے ہے جو ۷۵۰، تا ۷۵۹ بتایا جاتا ہے۔ (ذکر کرام)

۲) قلعہ مروٹ سے منسوب ایک لوک کہانی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گانمن

پکیاں نی کنکاں آبھوں کون کھویسی
تیئں جہاں گالہیں گانمن یار میکوں کون سنٹریسی

پکیاں نی کنکاں وچ تتراں دے پھیرے
بوتھیاں کُمانیاں گانمن یار لٹھے منہ دے چہرے

پکیاں نی کنکاں وچ پکے نی سوئے
اندر رُسیاں گانمن یار ، باہروں ہس نروئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عاشق ''چاڑھا'' اس وقت بہاول پور میں مقیم ہے۔ اس کو بے شمار ڈوہڑے یاد ہیں۔ اسے اپنے پیشے سے پیار ہے۔ اس کے سنائے ہوئے چند ڈوہڑے قاری کی نذر ہیں۔ اس سے ملاقات ہوئی تو اس نے آغاز کلام اس انداز سے کیا۔ ''سائیں میں غریب ہوں اور غریبی بہت بڑا روگ ہے۔ عرض کرتا ہوں۔'' درج ذیل ڈوہڑہ جات جس طرح کی پیشی کے ساتھ۔ عاشق نے سنائے اور ڈوہڑے گانے کے دوران رک کر جو گفتگو اس نے ''چاڑھے'' اور ''بھیکر'' کے درمیان رونما ہونے والے جذباتی ردعمل کو ظاہر کرنے کے لئے کی، اس کو محفوظ کر لیا گیا ہے اور اسی شکل میں ''ڈوہڑوں'' کے ساتھ، ساتھ درج کیا جا رہا ہے۔ یہ پہلو اس لوک جذبے کی مخصوص (Treatment) پر روشنی ڈالتا ہے۔ مختلف شعرا کے کلام کو جس طرح ''چاڑھے نے اپنا کر اپنی روداد میں شامل کر لیا ہے یہ عمل ان کی مجلسی رجحانات (Social trends) کا عکاس ہے۔ ڈوہڑے سنانے کے دوران چاڑھے کا یہ ادبی تجاوز کرنا سامعین کی طرف سے نظر انداز کیا جاتا ہے کیونکہ وہ وقت ''چاڑھے'' کی روداد سے صرف لطف اندوز ہونے کے لئے مخصوص ہوتا ہے۔

جڈوں وقت انسان تے آوینداا لنگ ونجی جے سجن لُک ویندن
تلوار شودی کیا وار کرے تلوار آوے سر جُھک ویندن

یہ سن کر بھیکر (ٹھیکیدار) کی توجہ قدرے مبذول ہوتی ہے۔ یہ التفات دیکھ کر ''چاڑھا'' قصہ درد کو اور دراز کرتا ہے۔

چاڑھا: کھجور کے درخت پر چڑھ کر کھجوریں کاٹنے والا مزدور

بھیکر: کھجوروں کے باغات کا ٹھیکیدار۔ چاڑھے کا آجر۔

نوٹ: گانمن اور کھجور کے درخت کے عنوان کے تحت تفصیلات دیکھیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جڈوں ساعت انسان دے ہتھ ہووے پچھے دشمن آ کے جُھک دیندن
عاشق میاں کیوں کھپیں کھپارے ہک ڈیہنہ ڈکھاندے مُک ویندن

جڈواں وقت انسان تے آویندے پچھے کوئی نہ کھڑدا نیڑے
اپنے تھی پرائے ویندن کھڑا اپنی آپ نبیڑے

کانویں وانگ مریندے ٹھونگے پچھے گھر گھر پوندے جھیڑے
عاشق بھیڑی قسمت دے پچھے گرتے بڈوے بیڑے

مگر ''بھیکر'' اس احوال کو سن کر بھی مائل بہ کرم نہیں ہوتا تو چاڑھا بیان کو جاری رکھتا ہے

ہتھ جوڑ کے میں عرض کراں توں سُن میڈی فریاد ے
جمدوں لا دل قید تھئی ہتھ آ گئی بے پروا دے

کیا ڈوتھ ڈیواں اناں سجناں تے میرے کرم تتے منڈھلا دے
بے کس آ پتہ اُوں ویلے لگسی جڈاں تھیئیں پیش خدا دے

''بھیکر'' پر اس بات کا تھوڑا سا اثر ہوتا ہے۔ چاڑھے کا زور بیان یہ رجحان دیکھ اور فزوں ہو جاتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن پھنے خاں گزریندا ہم کمک ڈھول دے پیاروساتوں
بیمار جوآن نئی وات رکھیا گیا بھوڑیا غلط ' غذا توں

ہر بیٹھاں ہر موقعے توں ہک پیار دی پڑنس قضا توں
عاشق سب کجھ ساڑ بیٹھے ہک گھر دی بلدی بھاتوں

میں غفلت دے بھر جام پیتے میڈی اہّی یار نگاہ ہئی
میڈی کیتیں تے تک نہ پوندی ہئی دل اتجھیں بے پرواہ ہئی

کئیں کئیں ویلے عرش اتے ونج پہنچی غیردی آہ ہئی
عاشق ہندر جو ہئی اکھّ کھولیم جھوک فنا ہئی

بھیکریہ دردبھری رودادسُن کر جواب میں یہ کہتا ہے۔

میں رکھی ہئی تصویر سامنے اکھاں رت رنیاں برسات اے
گھر خیردا میکوں ایویں ڈسدا جیویں قیدیاں دی حوالات اے

ایک حسن پرست ''چاڑھا'' تھا۔ کسی کافرادا کو اس نے کھجوریں دے دیں مگر وہ التفات کی اک نظر کیئے بناں چلی گئی۔ اب وہ بیٹھا اپنی قسمت کو کوس رہا ہے۔ وہ الم کا اظہار اس طرح کرتا ہے۔

عقل جہاں دی خراب تھیندی ودّے عاشق ناں سڈداون
توڑ ہے گھر وچ خُور موجود ہووے ودے غیر دیاں جوتیاں چاون

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہتھ پرایا ہتھ نہ آیا وڑے کونج وانگوں کرلاون
کوئی گھاٹا وادھا آونجے میں ذِمّے عاشق غریب دے لاون

تھیاں اکھیاں بیرے جاگن توں کڈھ چلے وانگ زکوٰۃ تے
پروانہ نندر ہتھ رکھ کھاڈی نے رہی روندے گزری رات اے

اَج دی رات نصیباں دی توں دل دے نال مِلا گھن
ہَئی لاڑے پہر دا مہمان عاشق جے گل لاوڑیں تالا گھن

گال تیڈی ٹھگ بازاں دی جے غیرت ہَئی امزا گھن
عاشق نہ آہئی در تینڈے تے توں پکی تحریر لکھا گھن

مدّت تھئی میکوں یار گلیندے میڈے پیر نماڑیں گھس گئے
(راوی اگلا مصرعہ بھول گیا اور باوجود کوشش کے یاد نہ کر سکا)

رات دا ویلا رہ ونج روحا تیکوں فجریں یار ملیساں
کم دُنیا دے چھوڑ کر آئیں میں یار تیڈے ڈوں وَیساں

دِل وِچ دَرد ہزار وی ہن بے مثل دے پیش کریساں
یار فرید مل یار پوم کول بہہ تے حال ونڈیساں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''بھیکر'' تجویز پیش کرتا ہے کہ وہ جا کر ''چاڑھے'' کی بستی سے اس کے گھربار کی عافیت خود معلوم کر لیتا ہے۔

جیویں غیر اکھیڑ مریندے ہن نہی رہندا خواب خیال دے وچ
غریب سمجھ کے چن نہ رولیں متاں بھُل پوویں نہ زلملحل دے وچ

سے سگّو سیاڑنیاں چتریاں ہن متاں بھل پوویں کیئں گال دے وچ
عاشق ڈر ڈنڈ ڈینڈے سو سال دے وچ

اس کلام کی سماعت سے ''بھیکر'' کا مزاج بگڑ گیا۔ اس نے کہا میری تمام عمر اسی ایک پیشہ سے وابستہ رہ کر بسر ہوئی ہے۔ ہر سال کئی کئی ''چاڑھوں'' سے معاملہ کرتا ہوں مگر تو انوکھا ''چاڑھا'' ہے تیری طبیعت میں عاجزی کی بجائے سرکشی ہے۔ تو بات ماننے کی بجائے اپنی کہے جاتا ہے۔ وہیں پر ''چاڑھا'' رو کر کیا عرض کرتا ہے (راوی نے اپنی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ جملہ ادا کیا)۔

ہک پھل ہا بند درزاں دے وچ میڈی دید اچانک پئی اے
جیویں پکھی پسدا اے وچ پنجرے دے میڈی دل ایویں پھس گئی اے

میڈے پیار دے عین ڈوپاہراں نیں اوڈوں واہ خزاں گھل پئی اے
پروانہ بان مریندا رہ گئے تقدیر اجڑیندی رہئی اے

''چاڑھا'' محسوس کرتا ہے کہ ''بھیکر'' اس کو نہ بھیج کر راضی ہے تو آزردہ ہو جاتا ہے۔ ''بھیکر'' کو اپنی افسردگی کی وجہ سمجھ کر وہ اس کی بے اعتنائی پر خون کے آنسو روتا ہے۔ وہ اس وقت کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یاد کرتا ہے جب امید کے دام میں پھنس کر اس نے گھر کو خیر باد کہہ دیا۔ ''چاڑھا'' عرض کرتا ہے۔

مَیں سکھ دی ٹہنڈ تے بیٹھا ہم بیدرد شکاری آ گئے
ایہو جیہا بیلی تیر ماریس میڈے سینے دے وچ ٹھا تھیئے

میں بھوندا بھوندا بھوڑ پیم تھی پَر توں ماس جُدا گئے
پروانا تیر دیاں تکھیاں نوکاں تکبیر توں پہلے ساہ گئے

جڈاں توں جاویں میڈے گلشن دی ہر بوٹی تڑ ڑی پئی ہَئی
سب محض چمن وچ جارن دے نہ تھئی پوری منشا ہَئی

''چاڑھے'' کے جذبہ اظہار میں اور شدت پیدا ہوتی ہے۔ وہ پر اثر انداز میں یہ مصرع الاپنے لگتا ہے۔

میکوں جانی بے شک خون روا۔ محبوب جو تھیوں کوئی ڈر گئے نیں
بھانویں مچھلی وانگ بیرے کر۔ محبوب جو تھیوں کوئی ڈر گئے نیں

یہ سن کر ''بھیکر'' (جو خود بھی گھر بار چھوڑ کر باغ میں ڈیرے ڈالے ہوئے ہے) خیالوں میں اپنے گھر کی تصویر دیکھنے لگتا ہے۔

جڈاں توں ہاویں میڈے گلشن دی ہر بوٹی تڑڑی پئی ہئی
سب محض چمن وچ جاون دی نہ تھئی پوری منشا ہئی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے بُلبل سوگ تیڈے بھنورے دی ان کانواں رات ونجائی اے
پروانا لکھ آباد ہوویں اے رونق کئی سبھی !!!! ہئی !!!!

میں چن دی چاکوں چاتا ہا میں سب گالیں چم چاتیاں ہن
منہ ماکھی ہاڈند ڈند وچ کھل ہئی توڑے رکھدے کچھ وچ کاتیاں ہن

ایویں ڈھول توں دھو کے تھی ویندے میں رمزاں آپ سنجاتیاں ہن
عاشق کیئں دا جُرم نہ ہامیں ونگاں شوق دیاں پاتیاں ہن

ڈھاں ہتھ ڈے کے میکوں مِلدا جُل توں ظلم دا کر بھانویں پلدا جل
میڈیاں ساریاں گالیں غیراں کوں سُنا محبوب جو تھیوں کوئی گل کیتئیں

میکوں شک پوندے چن میڈا میڈیاں دل دہاڑاں کڈویندے
اگے مرن دی مار چن ڈے گیا ہاویں وت ڈھوجی دار مریندے

اگے خوشی دی سیج تے سُم گیا ہم وت جوڑ کے لمبیاں لینے
روح خوش تھئی بیلی عاشق دا جیہڑے کھل کر یار الوینے

یہ سن کر ''بھیکر'' مسکراتا ہے۔ اور سنئے کیا کہتا ہے۔

دل ونج تھی عشق تھی محفل وچ ونج بہہ تھی سرک سرک کے
اگوں حسن دے شو سر نیٹھے ہن اکھ لگ گئی پھرک پھرک کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایویں وانگ جدائیاں ہوندیں ہن کیوں مردیں جھڑک جھڑک کے
عاشق بھٹ دی چس گھنائیں سٹ مرچاں پھڑک پھڑک کے

''بھیکر'' کا دل جذبات ہمدردی سے لبریز ہو چکا ہے۔ وہ اپنے کیے کو دھونا چاہتا ہے۔ اس موقع پر اس کے لہجے میں تبدیلی رونما ہوتی ہے۔ جسے چاڑھا اپنی اصطلاح میں ___ ''گلابی تڑکا'' یا (رنگین ترشح) کہتا ہے۔ ''بھیکر'' نہیں چاہتا کہ چاڑھا اسے چھوڑ کر چلا جائے۔ اس کا لہجہ بدل جاتا ہے اور اپنی ہمدردی اور دلچسپی اس طرح ظاہر کرتا ہے۔

تیڈی نفرت نال سدا ڈیکھن کیتے میڈے دل کوں جھورا کھا گئے
ڈکھ ہاں وچ گھتی گھرلاں پے سکھ منہ کرمڈیاں چا گئے

ہتھ نال اجڑینڈے چاڑھا سائیں میڈا انگ ظلم بچا گئے
عاشق کرہن نواں پھٹ۔ پہلا پھٹ چھٹن تے آ گئے
''چاڑھا'' اس کا جواب دیتے ہوئے عرض کرتا ہے۔

تیکوں اپنا سمجھ کے حال ڈیندا چن غیراں دا دل جٹ ہے
بہروں کھیر ملایاں ڈِسدا پر اندروں زہر دا گھٹ ہے

میکوں گالیں نال بد لیندا ہیں توں گالیں دا ان کھٹ ہیں
عاشق سے چترے ڈٹھے پر توں کوئی گاٹے ترٹ ہیں
''چاڑھا'' کھجور کے لانبے تنے پر پیروں اور کمند کے سہارے ٹیک لگائے بلندی پر پک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئی کھجوریں چن رہا ہے، اس کا محبوب درخت کے نیچے سے اچانک گذرتا ہے، دفعتاً اس کی نگاہ اپنے محبوب پر پڑتی ہے۔ فراق کا الم اس طرح جاگ اٹھتا ہے۔

اے کاواں کرلاندا بیٹھیں تے سانول ڈیرا پٹ گن !!!!
سب مان متھان کر قتل گئیں میڈی لاش کوں دھپ سے سٹ گن

بے سیتی ہن جی پئی آں میڈے اُجڑن دے پئے ترٹ گنِ
پروانہ چن دے دھوکے وچ اَج غیرتاں وارا وٹ گن

ایک سال کا عرصہ فراق کی حالت میں گذر گیا۔ اتنی مدت کے بعد جب وصال کی گھڑی آئی تو ''چاڑھا'' کیا کہتا ہے ____ ''اداسائیں ____ توجہ فرمائیں'' ______

بعد مدت دے ہن منہ میلے کجھ سُن تے کجھ سنویدا جل
کئی ڈینہہ آرام دے گورے ہن لا تیلیاں سیج سڑیندا جل

اے گھن چھریاں، اج ہتھ اپنے میکوں اپنے ہتھیں کوہیندا جل
اَے پروانہ تیڈے راہ تے پئے آں ایویں لنگھیا آلتریندا جل

مدت تھئی میکوں یار گلیندے میڈے پیر نماڑیں گھس گئے
جیویں پکھی پسدے وچ پنجرے دے میڈی دل ایویں پھس گئی ہے

اے دل نکی نکی، نکی جاجھِ لڈنی ہئی اتھ لڈ گئی ہے
ہئی عقل دی ٹھڈ کھڈ مُنڈھ لا دی سینے سانگ ہجر دی پڈ گئی ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میڈی آس دی پھپڑی بوٹی کوں برباد خزاں کر ڈھڈ گئی اے
پروانہ لوکاں دیں بیڑیاں گھان اج بڈ ویندن ساڈی کر دے بیڑی بڈ گئی اے

گھڑا سر پر اٹھائے ہوئے محبوب نظروں کے سامنے سے گذر گیا ہے۔اس واقعہ کو ابھی چند منٹ ہی گذرے ہیں مگر ''چاڑھا'' یہ منظر بھول نہیں پاتا۔عرض کرتا ہے۔

اے تیکوں بھن چور کراں گھڑیا آن پار دی جان گنوایو
ہک بھار تیڈا ڈوجھا بھار پاتڑیں دا انجان نال جان رلایو

بانہہ دیں برالی چوڑے والی ان گل وچ ویڑیں پایو
او عجب نصیب ڈیٹھا گھڑا تیڈا اساں مختی جان گنوایو

گھڑا یہ پکار سن کر عاشق کو جواب دیتا ہے۔

میکوں بھن چور نہ کر بندیاں میں بہوں احسان اٹھائے نیں
ہاں مٹی دریا واں دی میکوں پٹ دی کمہار جو آئے نیں
میرا بھا میکوں بیوہ دی کیتا مئیں ہتھ محبوب دے آئے نیں

حال میڈا اللہ پاک جاڑیں میکوں وچھوڑا یار دا کھا گئے
دنج دی پچھو میڈے یار کنوں ہن میں توں دل کیوں چا گئے
لگے عشق دی تھیوے میں وانگوں ان سڑیئے کو سڑ واگئے
قسم ہے اہل پیار دی سا کوں رون یار سکھا گئے !!!

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَرمان نہ کر ایناں کپڑیاں دا اے کپڑے تیڈے مُک ویسن
مُنہ تیڈا ہے مکھن وانگوں اتے پَیر تھلاں سڑ ویسن

جیہڑے پاسوں توں لنگ پوویں حیوان جنگل دے مَر ویسن
پر درد جے عاشق کوں گل چالاویں پچھے سب ڈکھڑے ٹل ویسن

ککھ تے کانا ڈوہے بھین بھرا تریجھا عشق وچوں دی چوکھیرا
بھادی سڑیندی ککھ تے کانا اجو عشق ساڑے تن میرا

بھادا دارو گھٹ پاڑیں دا اتے عشق دا دارُو کیہڑا
عشق دا دارو اَگاں چلسی جداں سانوں پَیسی پھیرا

یار ساڈا شِکرے وانگوں اساں حکمت نال پھسایا
لوک کھواوے داڑاں پانی اساں تن دا ماس کھوایا

لوک پواوے چکنا ڈوریاں اساں زلفاں ہار چھکایا
لعنت بھیجواون شکرے تھے جن دل نہ پھیرا پایا

غمناک محبوب کی تلاش میں ''چاڑھا'' سرگرداں ہے۔ جب وہ کہیں دکھائی نہیں دیتا تو غمناک ہوکر کہتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُٹھی اٹھ آ اٹھ ڈھونڈن چلئے گھر بیٹھیاں یار نئیں مِلدے
بن تکلیفوں اوہ نہیں مِلدے جیہڑے محرم ہوندے دِلدے

سوچ سمجھ کے پَیر رکھیں اتے دشمن مول نہیں ٹلیندے !!!!
عاشق میاں عجب نصیب ادناں لوکاں دے گھر بیٹھیاں یار پئے مِلدے

مصری مساگ نے ظالم سرما گل ہار پھلاں دی چولی
مدت تھئی میکوں یار گلیندے اج یار کوں ستاں پایم جھولی

عشق تیڈے دی بھٹی تتی کوئی عاشق طعام پکاون
ہنجواں نال بیلی ملن آٹا کوئی ڈکھ پلیتھن لاون

پسلیاں بھن بھن بھا بھڑکاون کوئی تن تنور تپاون
عاشق شودے سڑ بُجھ ویندے اجاں معشوق سہاون

معشوق آکھاں بیلی عاشق آڈس کیویں یار کرلیئں
کھنڈتے کھیراے غذا میڈی توں کیتھوں یار آنسیں

لیلون شیلون دے جوڑے نیں کیوں کڈھیا جوڑا گھِن آسیں
عاشق تیکوں اوں ویلے یار منیساں جیوے سُتی کو آن جگسیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عاشق آکھیا معشوق اپنی کونئیں سودا پچھالے آندا
دوکان چڑھیا چڑھیا تیڈے نادیں میں اصلوں نئیں دوکان تے باندھا

نہ کھنڈ تے کھیر ہے کول میڈے نہ لیلون شیلون دا جوڑا
کدی کدی کھٹ دانتریں دیندے میں، سُم زمیں تے راہندا

آپے ونج دی وٹھوں توزیں کیچ دے راہ کوں میکوں ڈے گیں رولا تھل تھا
مونجھ تیڈی وچ مرنہ ونجاں پیغام ڈیویں ہاول دا

عزرائیل دوبارہ نزدیک آتا ہے۔ سسی کلام کو جاری رکھتی ہے۔

عزرائیل میاں ذرا ٹھہر سہی کجھ خیر تاں ہے !!!!
جیندی تانگ میکوں ہوکوں آون ڈے پچھے عذر نہیں جند رہے نہ رہے

اکھیں سکدیاں رون جند تیکوں ڈیواں ای ہا گال لمبی ڈس کون سہے
بن ہوت ڈٹھے نہ ڈیساں جندڑی بھانویں لکھ عزرائیل پیا در تے گھے

سسّی ولی ستی تے نندر اٹھی کھڑی الحمد خدا دا پڑھے جتھ تھی کھڑے
ہتھ ولی مرے پنوں نظر نہ آوے کڈی ڈیویں بنا دے ڈرے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہجر فراق نے مار مکایا ودی رولے او رڑے جتھ تھی کھڑے
پردیسیا اناں لوکاں نال شالا پاند کہیں دانہ اڑے

کُل دی بُلائیاں بھائی جنگل دیاں بھائی لاش سسّی تے آیاں
ڈیکھ کرائیں لاش سسّی دی حیران کھلوتیاں رہیاں

لاش سسّی نے آواز ڈتی ہن کھاؤ سنگیاں سسّیاں
اکھیاں میریاں محفوظ رکھا ہے راہ کیچ دا ڈِھڈی پیاں

سسّی چڑھ چڑھ ڈیکھے روز ڈگرتے میڈا پنل اٹھ قطاری
ڈر دی ماری سڈنہ ماریا متاں شک دی کراں وچ یاری

بانہہ دی بُلاراں ہوکلاں ماراں پنوں ناں دی ڈھاہا ہک واری
ہائی دی کھوٹی قوم بلوچاں دی نئیں دی توڑ چڑھیندے یاری

کیچ وچوں ڈھینگر آئے اتے ہتھ وچ لال مہاراں
پُچھدے گُھدے باغ سسّی دا اٹھ بھن دی گتھیاں کچناڑاں
خبر لگی بیلی پچھلیاں کوں اٹھ لادی ڈیو سرکاراں

سسّی دی ستی تے نندروں اٹھی ودی بجھ پیر اٹھاں دے چاوے !!!
ہک ڈینہہ دی تتا ڈوجھی ریت تتی تر جیھا عشق سسّی کو تاوے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جڈاں اکھیاں ڈیہدن اکھیاں کوں دل پیلیاں چلن ڑوں رک ویندن
لب مُرک پئن دل سُرک پئن دل شرم توں اکھیاں جھک ویندن

جڈاں ترچھا تھی کر تیر مریندن دل جگر کلیجہ سک ویندن
ہک یار دے باجھ سستی دا پچھے ساریاں تانگاں مک ویندن

لج پال کریم دے در اقدس تے اج سلطان سبھے اتھ جھک ویندن
نیئں راندھے ہوش نوابی دے قصّے میں مَیں والے مک دیندن

ایندے نوری نور تجلی توں شہباز پکھی اُک چک ویندن
ایندی کالی کملی وچ دلچسپ بدکار تے مُجرم لُک دیندن

یا اللہ سبحان اللہ روزی لکھی ہئی دیس بے غانیں
کوئی کوئی ڈیون نال خوشی دے کوئی بھر بھر مارن طعنیں

وسدیاں نال وساویں مولا نہ رولیں دیس بے غانیں
پردیس کنوں ہے وطن چنگا بھانویں مِلن سکڑے مانیں

گامن اور کھجور کے درخت

گامن ''غلام محمد'' کا سرائیکی مخفف ہے۔ جو ایک فرضی محبوب ہے۔ مگر اب گامن سرائیکی لوک گیتوں کی اس صنف کا نام ہے جو رومانی جذبوں سے لبریز ہوتے ہیں یہ لوگ گیت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''کھجور کے'' لانبے درختوں پر چڑھ کر چاڑھے جاتے (کھجوریں توڑنے والے مزدور) جھوم جھوم کر گاتے ہیں۔ کھجوروں کے درخت ان علاقوں میں پائے جاتے ہیں جو کبھی چولستان تھا۔ مگر اب آباد زرعی علاقہ شمار ہوتا ہے۔ کھجوروں کے یہ درخت محمد بن قاسم کی فوجوں کے منزل بہ منزل پڑاؤ کا بھی پتہ دیتے ہیں۔ پرانی وادیوں اور قدیم اجڑے ہوئے شہروں کو بھی کھجوروں کے جھنڈ احاطہ کیے ہوئے ہیں۔ جب کھجور پکنے کا موسم آتا ہے تو لوگ پیڑوں سے لٹک کر ''گانمن'' گاتے ہیں۔ یہ گیت کھجوریں چننے کے دوران بھی گائے جاتے ہیں۔ جو افراد کھجوروں کا موسمی ٹھیکہ لیتے ہیں۔ انہیں مقامی بولی میں ''دبیکھر'' کہا جاتا ہے۔ اور ''چاڑھا'' کا لفظ اس فرد کے لئے مخصوص ہے جو یومیہ اجرت کے صلے میں کمند کے ذریعے کھجور پر چڑھ کر کھجوریں کاٹتا ہے۔ ''چاڑھوں'' کو عام طور پر بہت سے گانمن یاد ہوتے ہیں۔

کھجوریں چننے کا پیشہ ہر کس و ناکس کے بس کی بات نہیں۔ کیونکہ صرف انتہائی باہمت اور مشاق افراد کامیابی کے ساتھ اس ذمہ داری کو ادا کر پاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس پیشے کے ماہرین کو استاد کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ لوگ شاگردی اختیار کر کے کھجور پر چڑھنے کی تربیت حاصل کرتے ہیں۔ اس فن کے استاد ایک تو بہت پھرتیلے اور سبک ہوتے ہیں۔ دوسرے ان کو ٹونے اور گانمن کافی تعداد میں یاد ہوتے ہیں۔ شاگرد استاد کو اپنا رہبر مانتا ہے اور ہر معاملے میں اس کی ہدایت حاصل کرتا ہے۔ اگر کسی استفسار کا جواب استاد کے پاس نہ ہو تو شاگرد یہ بھی تقاضا کر سکتا ہے۔ کہ استاد کہیں سے مطلوبہ معلومات لے کر شاگرد کی رہبری کرے۔ استاد کے علاوہ کسی دوسرے سے براہ راست استفادہ کرنا آداب شاگردی کے خلاف سمجھا جاتا ہے۔

لُو کی تمازت، آباد علاقوں میں ناخوشگوار خیال کی جاتی ہے مگر کھجور کا پھل اسی لُو کے تھپیڑے کھا کر پکتا ہے۔ لُو اگر بہت تند و تیز ہو جائے تو ''چاڑھوں'' کے لئے امتحان اور آزمائش کی گھڑی بن جاتی ہے۔ اپنی ساخت اور شکل کے اعتبار سے کھجور کے تنے کئی کئی ڈھنگ کے ہوتے ہیں۔ کبھی لانبے کبھی خمیدہ کبھی زیریں یا بلند حصے سے ٹیڑھے میڑھے۔ اس پر اگر ہوائیں انہیں متحرک کر دیں تو ان پر چڑھنے کی دشواری اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ تیز ہوائیں کھجور کے درختوں کے سروں میں گویا کھلبلی پیدا کر دیتی ہیں پھر وہ سروں کو جھنجھوڑنے لگتے ہیں۔ یہ منظر دیکھ کر ''دبیکھر''☆ گھبراتا ہے۔ کیونکہ آندھی اور ہوائیں پختہ کھجور کو شاخوں سے توڑ کر جدا کر دیتی ہیں۔

☆ ٹھیکیدار

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس طرح چنائی کے وقت کم کھجور دستیاب ہوتی ہے۔

سازوسامان

ہر چاڑھے کے پاس تین چیزیں ہونی ضروری ہیں۔ ''کمند'' ''جھولی'' یا'' پکھا'' اور ''ڈوری'' مع ٹوکری۔

کمند کی لمبائی دس فٹ ہوتی ہے اور ڈوری بیس یا پچیس فٹ تک دراز ہوتی ہے۔ چاڑھا کمند کو اوپر چڑھنے کے لئے استعمال کرتا ہے اور ڈوری کو چنی ہوئی کھجوریں نیچے بھیجنے کے لئے۔ کھجوریں چُن چُن کر جھولی میں جمع کی جاتی ہیں یا'' پکھا'' استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ ایک تکونی کپڑا ہوتا ہے جس کے دو طرف لکڑیاں سلی ہوتی ہیں۔ چاڑھا اسے اپنی رانوں پر رکھ لیتا ہے۔ پھر پکھے کی طرح اسے کھولتا ہے۔ پھر خوشوں کو ہلاتا ہے اور پکی کھجوریں'' پکھا'' میں گر جاتی ہیں۔

چاڑھا درخت پر چڑھنے سے پہلے اپنے پیر استاد کو یاد کر کے دعائیں مانگتا ہے اور ہر بار زیادہ مقدار میں کھجوریں چُننے کی کوشس کرتا ہے۔ ''ون'' اور ''ڈنگ'' دونوں کی چُنائی کرتا ہے۔

چاڑھا اس بات کا خیال رکھتا ہے۔ کہ ''دبیکھر'' یا ٹھیکیدار کو چھوٹی چھوٹی باتوں کے لئے تکلیف نہ دے۔ یعنی نئی ڈوری اور جھولی کا تقاضا نہ کرے یا کھجور زیادہ ہونے کی صورت میں دوسرے چاڑھے کو مدد کے لئے نہ پکارے۔ ''دبیکھر'' کی غیر موجودگی میں کھجوریں مفت نہ بانٹے اور جلد خراب ہو جانے والی کھجوروں کو وقت ضائع کئے بغیر فروخت کرے۔ برسات میں بھیگی ہوئی کھجوروں پر چاڑھا نہیں چڑھتا۔

آندھی کے آثار ظاہر ہوں تو چڑھنے کا ارادہ ترک کر دیتا ہے۔ اوپر ہو تو جلدی سے نیچے اتر آتا ہے۔

درخت پر چڑھنے سے پہلے تنے کے نچلے حصے کے اطراف میں اُگے ہوئے پودوں اور خاردار جھاڑیوں کو صاف کرتا ہے۔ کسی جاندار شے کو جو کھجور پر بسیرا کئے ہوئے ہو جان سے نہیں مارتا۔

بھڑوں، کوؤں اور سانپوں کا علاج کرنے کے لئے استاد چاڑھوں کو مندرجہ ذیل ہدایات دیتے ہیں۔

اگر درخت پر بھڑوں کا چھتہ لگا ہو تو دو چھڑیوں سے مار مار کر انہیں اڑا دینا چاہیئے۔ یا منہ لپیٹ کر اس چھتے کو چھڑی کی نوک سے نیچے گرا دینا چاہیئے۔ اور چھتے کو کبھی آگ نہ لگانا چاہیئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر درخت پر کوّے کا گھونسلا ہو اور کوّے حملہ آور ہو جائیں تو بھی اللہ کی اس مخلوق سے مہر سے پیش آنا چاہئے اور گھونسلا کسی طرح کھینچ کر نیچے پھینک دینا چاہئے۔

اگر درخت پر سانپ ہو بالخصوص سنگ چور، تلیر مار اور چوہے خور تو اس کو نیچے گرا دینے پر اکتفا کرنا چاہئے۔ ساون کے مہینے میں سانپ پر تشدد کرنے کی اجازت بالکل نہیں ہوتی۔ استاد لوگوں کا کہنا ہے کہ اگر کھجور پر کالا ناگ دکھائی دے تو اس سے یہ درخواست کرنی چاہئے۔

''میں تیرے راستے میں نہیں آتا تو میرے راستے میں نہ آ۔''

''نہ میں تیڈے راہ۔ نہ توں میڈے راہ۔''

چاڑھے کا حق ہے کہ مانگنے والے کو ''پانچا'' دے دے یعنی سوالی کو پانچ کھجوریں مفت پھینک سکتا ہے۔ یہ چاڑھے کی خیرات سمجھی جاتی ہے۔ اعلیٰ اچھی کھجوریں چننے والے چاڑھے اکثر معاوضے کے طور پر 1/4 حصہ کھجوروں کا لیتے ہیں۔ عام کھجوریں چننے کا معاوضہ تیسرا حصہ ہوتا ہے۔

کھجوروں کی قسمیں

ڈوہڑا

یہ کھجور رنگت میں گلابی اور بے حد قوّت بخش ہوتی ہیں۔ دبلا آدمی اسے کثرت سے کھائے تو فربہ ہو جائے گا۔ سرائیکی میں مشہور ہے ''پنڈ کھاتے ڈنڈن تھیاں۔ نسوار گھنا ڈے سیّاں''۔

ترجمہ: کھجور کھا کھا کر میری صحت بہتر ہو گئی ہے اور میں فربہ ہو گیا ہوں میرے محبوب مجھے نسوار بھی دلا دو تاکہ یہ شوق بھی پورا ہو جائے۔

چھوہاراں

اس کا رنگ نسواری ہوتا ہے اسے اتارتے وقت بے حد احتیاط برتنی پڑتی ہے۔ پہلے ہر خوشے کو علیحدہ علیحدہ کرنا پڑتا ہے۔ پھر ہر خوشے کو اکیلا اکیلا باندھ کر صفائی کی جاتی ہے۔ اور ان مرحلوں سے گزرنے کے بعد اس کو چُنا جاتا ہے۔ یہ زیادہ تر اوپر ہی خشک ہو جاتی ہے۔ ذائقہ گری یا کھوپرے کے مثل ہوتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تپاشا

یہ پہلے پیلے رنگ کی کھجور ہے اس میں مٹھاس قدرتی طور پر کم ہوتی ہے۔ اس لئے دوسری کھجوروں کی نسبت زیادہ کھائی جاسکتی ہے۔ چاڑھے عام طور پر اپنے لئے یہی کھجور پسند کرتے ہیں۔

''گرَری''

یہ قسم جب سرخی مائل ہو جائے تو تحفے کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کا ''گنڈوڑا'' یعنی کچا پھل پیلا ہوتا ہے۔

سونا

اس کھجور کی خوبی یہ ہے کہ سال بھر پڑی رہے تو خراب نہیں ہوتی۔ سرخ و سنہری رنگ گودے میں زیادہ مٹھاس ہوتی ہے۔

نلیاں، پتلی اور لمبی کھجوریں

اس کی موٹائی انگلی کی موٹائی سے کم ہوتی ہے اور باقی کھجوروں سے لمبی ہوتی ہے۔ اس کھجور کی ایک قسم جو قدرے موٹی ہوتی ہے ایسی ہے جو بارش پڑنے سے خراب ہوتی ہے۔ اس کے برعکس جو پتلی ہوتی ہے وہ زیادہ مدت قابل استعمال رہ سکتی ہے۔ اس کو دھوپ میں سکھالیا جاتا ہے۔

حنسارا، خستی

اس کھجور میں گٹھلی نہیں ہوتی اور اس کا سائز چھوٹا ہوتا ہے۔

ڈوڈی

یہ پیلے رنگ کی چھوٹی کھجور ہے۔ اس کی ایک قسم ستمبر تک اُتر آتی ہے۔ اور دوسری قسم کی اگر حفاظت کی جائے (یعنی اگر صاف کر کے اس کے خوشوں کے گرد کپڑا لپیٹ دیا جائے) تو پوہ تک محفوظ کی جاسکتی ہے۔ اس ماہ کھجور کی قیمت عام نرخوں سے زیادہ ہوتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساوی

پکنے پر سبز رنگ یا ساوی رہتی ہے۔ رنگت زرد نہیں ہوتی۔

ڈینڈا

یہ بہت موٹی کھجور ہے۔ گٹھلی پتلی، اس کی بھی کئی اقسام ہیں۔ شیریں، خوش ذائقہ قیمتی ہوتی ہے۔

سوکڑ

یہ درخت پر ہی سوکھ جاتی ہے۔ دسمبر، جنوری تک ذخیرہ کی جاسکتی ہے۔

لُونڑیں

اس کے گنڈوڑے نمک میں رگڑ کر تنگ منہ والے برتن میں بند کر دیتے ہیں اور دوسرے دن صبح کو نکال کر دھو کر کھاتے ہیں۔ اس کی تاثیر ٹھنڈی سمجھی جاتی ہے۔

بہاول پور میں جو قومیں چاڑھا پیشے کو اپنائے ہوئے ہیں ان میں ارائیں موچی، کٹاڑاں، کھوسڑ، چارن اور کنجیڑ شامل ہیں۔

دعائیں

کھجور پر چڑھنے سے پہلے ہر ''چاڑھا'' استاد کی تعلیم کے مطابق یہ دعائیں پڑھتا ہے۔

1۔ ''مائی کھجی میں آ گیاں۔ میں تیڈے اتے چڑھداں توں کیا اکھیندی ایں۔''

2۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یااللہ یاپیر استاد لقمان حکیم، حکمت دا بادشاہ۔

اس کے بعد چاڑھا کمند کے ذریعے اوپر چڑھ کر خوشوں کے قریب پہنچ جاتا ہے۔ پہلے خوشے کو ہاتھ لگانے سے پہلے ایک بار پھر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتا ہے۔ دوسرے خوشے کو ہاتھ لگانے سے پہلے کلمہ طیبہ سورت اخلاص اور آئت الکرسی پڑھنا مفید سمجھا جاتا ہے۔ اس کی تلاوت سے ''چاڑھا'' ہر قسم کے نقصان سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ ''چاڑھوں'' کا ایمان ہے کہ کمند بنانے اور کھجور پر چڑھنے کا طریقہ حکیم لقمان نے ان کے بزرگوں کو بتایا تھا اور یہ طریقہ اس وقت سے آج تک یونہی رائج چلا آتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھجور کے پودے کو مادہ بنانے کا ٹونا☆

کھجور کا پھل چونکہ مادہ درخت کو لگتا ہے۔ اس لئے ہر مالی کی خواہش ہوتی ہے کہ اس

☆ کھجور کے پودوں کو مادہ کھجور بنانے کے واسطے پتوں میں سوراخ کردیا جاتا ہے۔ ''نر'' اس سوراخ میں داخل کردیا جاتا ہے۔ اس ٹونے کو اس مقصد کے لئے بڑا کارگر سمجھا جاتا ہے۔ مادہ کھجور کے درخت پھلدار ہوتے ہیں۔ ان کی دو مشہور اقسام ہیں۔ ایک قسم گھٹلی والی ہے اور دوسری قسم بغیر گھٹلی کے جسے عرف عام (خصی پنڈ) کہا جاتا ہے۔ مثل مشہور ہے۔

وساکھ کوڑا ، جیٹھ گندوڑا

ہاڑ ڈوکا ساون پنڈ

بھدرا آیا تے کڈھ گیا کھجی والے دی جند

جو کھجوریں درختوں پر پختہ ہوتی ہیں ان کو ''ونڈ دی پنڈ'' کہتے ہیں۔

''لونڑیں پنڈ''...... وہ کھجور جسے نمک لگا کر خشک کرلیا جاتا ہے اور سردیوں میں کھایا جاتا ہے۔ کھجور کی گھٹلی علیحدہ کر کے گودے کو خشک کیا جائے تو یہ ''چیریں پنڈ'' کہلائے گی ایک قسم ''سوکیں'' بھی ہے جو زیادہ خشک ہوتی ہے اور سال بھر کے لئے محفوظ کی جاسکتی ہے۔ کھجور کے پتوں سے بچھانے والی صفیں، ٹوکریاں اور خوبصورت دستی پنکھے بنائے جاتے ہیں۔ ''چوکاریاں'' وہ فن ہے جس کے ماہرین ان پتوں کی باریک رنگ دار پٹیوں کو خوبصورتی سے جوڑ کر سبز، سرخ اور زرد رنگوں میں مختلف چیزیں بناتے ہیں۔ کسی زمانے میں ''اوچ'' کا مقام ان فن پاروں کے لئے مشہور تھا۔

۱۔ لوک روایت کے مطابق ''چاڑھا'' (کھجوروں کا پھل چننے والا مزدور) کھجوریں چننے سے پہلے کھجور کے درخت سے مخاطب ہو کر یہ کلمات ادا کرتا ہے۔

کھجی کھجور ____ حاضر حضور

رکھی چاڑھے ____ باتی گئی منظور

راکھا جیوی ____ چاڑھا جیوی

جیوی پیر نوناصر الدین

کلنگی والا توں پھلائی پھلیں

میں چڑھدا اچڑھاں

تیرا صدر عشق اللہ

کھادا پیتا الا بلیا

گھنا گاہاں بخشیں واسطے اللہ

جند ہوسی تاں پھر پھر چڑھسوں

مرگئے تاں عشق اللہ

کھجی گھر آ گئی واہ

۲۔ زیادہ مقبول کھجوروں کی اقسام یہ ہیں۔

ا۔ سدوری ____ اس کا رنگ پیلا اور سائز بڑا ہے۔ ''ڈوکا'' سٹائل میں ہوتی ہے خستگی اس کی پہچان ہے۔

۲۔ کپٹن ____ ہلکے بھورے رنگ کی چھوٹی اور گول کھجور ہے۔ شیریں اور خوش ذائقہ ہے۔

۳۔ دیسی ____ یہ گہرے سرمئی رنگ کی کھجور ہے۔ اس میں مٹھاس اور گودا مقدار میں دوسری کھجوروں کی نسبت زیادہ ہوتا ہے۔ عام لوگوں کو بہت مرغوب ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لگائے ہوئے پودوں کی اکثریت مادہ کھجور بنے۔ جب نوزائیدہ پودا ایک خاص عمر کو پہنچ جاتا ہے۔تو مالی عیدالاضحیٰ کے ماہ ہاتھ میں کلہاڑی لے کر کسی بڑے درخت کی اوٹ میں کھڑے ہو کر اسے یوں مخاطب ہوتا ہے۔

''مائی کھجی میں تیکوں ماں سمجھ تے آیا ہاں۔ میں التجا کریندا اں کہ توں آپے مادی تھی ونج ناں تاں میں تیکوں ایں کوہاڑی نال کپ گھتیاں۔''

''مائی کھجور میں تجھ کو ماں سمجھ کر آیا ہوں۔ میں التجا کرتا ہوں تو خود بخود مادہ کھجور بن جا۔ ورنہ میں تجھ کو اس کلہاڑی کے ساتھ کاٹ ڈالوں گا۔''

ہر مالی کا عام خیال ہے کہ ایسا کرنے سے وہ پودا بڑا ہو کر مادہ کھجور کا درخت بن جاتا ہے۔اس کے علاوہ ایک دوسرا ٹوٹکا بھی مقبول ہے۔ یہ ٹوٹکا نہ صرف پودوں کو مادہ درخت بنانے کے لئے مؤثر سمجھا جاتا ہے۔ بلکہ کھجور کو ''سوکھے'' کے مرض سے بھی نجات دلا دیتا ہے۔ یہ عمل یوں ہے کہ عیدالاضحیٰ کے موقع پر قربانی کے جانور کا خون بالٹیوں میں بھر بھر کر پودے کے اطراف میں کھدے ہوئے گڑھے میں ڈال دیا جاتا ہے۔

''چاڑھے'' سرخ رنگ کا موٹا کپڑا پہننا پسند کرتے ہیں۔ چونکہ کھجوروں کا شیرا اسے داغدار نہیں کرتا۔اور نہ ہی کمند کی کڑی گرفت سے وہ پھٹتا ہے۔

دیہاتوں میں نماز فجر کے بعد کھجوریں چننے کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔ جو دوپہر کو دو گھنٹے کے وقفے کے بعد شام پانچ بجے تک جاری رہتا ہے۔ چاڑھے سمجھتے ہیں کہ قبرستانوں میں بارہ بجے سے ایک بجے دوپہر تک کا عرصہ جنوں اور چڑیلوں کے آرام کا وقت ہوتا ہے۔اس لئے وہ اس عرصہ میں کام نہیں کرتے۔

کھجوریں اترنے کا موسم ہر سال تقریباً دو ماہ کے لئے جاری رہتا ہے۔جلدی اترنے والی کھجور ''ہاڑ'' کے ماہ میں رنگ بدلتی ہے اور عام طور پر ''بدراں'' کی دس بارہ تاریخ کو جوبن پر ہوتی ہے۔

منکا ٹوٹنے کا خوف

بلندی سے گر کر منکا ٹوٹنے کا خوف ''چاڑھوں'' میں عام ہوتا ہے۔اس سلسلے میں کئی ایک کہانیاں مشہور ہیں۔ مثلاً ایک چاڑھا بڑا خود پسند تھا۔ اس نے ایک ٹیڑھی میڑھی کھجور پر چڑھنے کا ارادہ کیا مگر اس کھجور کے تنے کے زاویوں کے بارے میں بزرگ چاڑھوں سے ہدایات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاصل کرنا ضروری نہ سمجھا۔ اس درخت کے تنے کے اوپر والے حصے میں تھوڑے فاصلے کے بعد کجی موجود تھی۔ کجی عبور کرنے کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ کمند کی گرفت والا حالہ ایک کجی سے اٹھا کر یک لخت دوسری کجی والی جگہ ڈال دیا جائے۔ چاڑھے نے تکبر کیا اور کمند کو صحیح استعمال نہ کر سکا۔ نتیجاً کمند کے درمیان سے نیچے کی طرف گر پڑا اور اس کا ''منکا'' ٹوٹ گیا۔

شاگردی کی مُدت

کھجور کے درخت پر چڑھنے کا فن سیکھنے کے لئے حسب دستور استاد کے حضور شیرینی پیش کی جاتی ہے۔ پہلے استاد ابتدائی باتیں اور بنیادی طریقے سمجھاتا ہے۔ مشق کی ابتدا ''چھوڈوں'' والے چھوٹے درخت پر چڑھنے سے ہوتی ہے۔ اول اول استاد بھی شاگرد کے ساتھ آگے آگے یا پیچھے پیچھے چڑھتا ہے اور شاگرد کو ''ڈکا ڈالنا'' سکھاتا ہے۔ آخری مرحلوں میں صاف تنے والی کھجور پر شاگرد کو اکیلا چڑھایا جاتا ہے۔ شاگرد کے نیچے اتر آنے کے بعد پھر اُستاد اسی کھجور کے درخت پر چڑھ کر خوشوں کا جائزہ لیتا ہے اور اگر شاگرد نے ''ون'' اور ''ڈنگ'' دونوں کو بخوبی چُن لیا ہو تو سمجھ لیا جاتا ہے کہ اسے اس فن میں مہارت حاصل ہو گئی ہے۔ پھر شاگرد کو عام اجازت ہوتی ہے کہ آزادانہ اپنا کام ڈھونڈے اور اپنے لئے روزی پیدا کرے۔ رخصت ہونے سے پہلے شاگرد اپنی استطاعت کے مطابق ''لنگی'' استاد کی نذر کرتا ہے۔ شاگردی کی مدت سیکھنے کی صلاحیت اور شاگرد کی جسمانی بناوت پر منحصر ہے۔ بہر حال پندرہ یوم سے لے کر تین ماہ تک شاگرد اس فن میں تاک ہو جاتے ہیں۔ مروجہ قاعدے کی رُو سے ''چاڑھے'' کی اجرت پانچ روپے فی درخت یا چنی ہوئی کھجور کا ایک تہائی مقرر ہے۔

کھجور کھانے کی رمز

کھجور کے ساتھ روٹی کھانے کا رواج یوں تو عام ہے اور زیادہ کھجور کھانے کے بعد ایک پیاز کھا لینا بہتر سمجھا جاتا ہے۔ مگر کچھ رموز ایسے ہیں جو ان دو باتوں کے علاوہ ہیں۔ ان کی خبر ہے تو صرف چاڑھے صاحبان کو اور یہ لوگ کاروباری راز کو افشا نہیں کرتے۔ چونکہ دن میں دو کھانے یہاں کا معمول ہے اس لئے چاڑھے بھی مختلف اقسام کی کھجوریں ان دو اوقات کی مناسبت سے استعمال میں لاتے ہیں۔ صبح دم اٹھ کر ''چاڑھے'' پہلے تیل کی مالش کرتے ہیں۔ پھر کھجور کے درخت پر چڑھ کر طلب کے مطابق ''گری'' یا چھوہانرا کھجور اوپر ہی اوپر توڑتے جاتے ہیں اور کھاتے جاتے ہیں۔ پھر نیچے اتر کر چاچھ کی لسی پی لینا کافی سمجھا جاتا ہے۔ یہ ان لوگوں کا ناشتہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ دن بھر اور کچھ نہیں کھایا جاتا۔ صرف کھجور کی ایک گٹھلی کو منہ میں رکھ لیا جاتا ہے۔ اس سے پیاس نہیں لگتی۔ ''ڈوہڑا'' کھجور جو چاڑھوں کے نزدیک بہترین غذا ہے۔ ایک رات پہلے چن کر رکھ دی جاتی ہے۔ اگلے روز شام کے وقت جب یہ لوگ تھکے ہارے ''کھوڑی'' یعنی کھجوریں سکھانے کی جگہ پر واپس آتے ہیں۔ تو پہلے دودھ منگوا کر اسے چولہے پر جوش دیتے ہیں۔ ہر ''چاڑھا'' تیل سے اپنی مالش خود کرتا ہے۔ اس کے بعد کھوڑی کے قریب سب اکڑوں بیٹھ جاتے ہیں۔ اور اپنے اپنے حصہ کی ڈوہڑا کھجور خوب جی بھر کر کھاتے ہیں۔ ان کے لئے ایک کلو بھر کھجور کھا لینا کوئی عجیب بات نہیں سمجھی جاتی۔ البتہ ایک گھنٹہ بعد تک پانی نہیں پیا جاتا۔ بلکہ اس وقفے کے بعد دودھ پی لیا جاتا ہے۔ اس بات پر چاڑھوں کا پختہ یقین ہے کہ دوسری صبح اٹھ کر جب وہ ٹھنڈے پانی سے نہاتے ہیں تو ان کے وجود میں لامحدود توانائی پیدا ہوتی ہے۔ ان کا یقین ہے کہ کشتی کرنے سے یہ توانائی جسم میں محفوظ رہتی ہے۔

کھجور کا تنا کاٹا جائے تو بالائی حصہ سے سفید رنگ کا گودا برآمد ہوتا ہے۔ مقامی بولی میں اسے ''گری'' کہا جاتا ہے۔ اس سے بہت سے فوائد حاصل کئے جاتے ہیں۔

آسیب زدہ درخت

گفتگو کے دوران ایک چاڑھے نے بتایا کہ اسے بسا اوقات آسیب زدہ درختوں سے کھجوریں چننی پڑتی ہیں۔ میں نے بارہا درخت پر گھنگروؤں کی آواز، رقص کرتے ہوئے ہیولے اور روشنیاں دیکھی ہیں۔ میرے لئے اب یہ کوئی نئی بات نہیں۔ کبھی کسی درخت پر چنائی کرتے وقت نیچے نگاہ پڑتی ہے تو رت جگا کا سماں دکھائی دیتا ہے۔ ''مگر سائیں اب میں اس سے قطعاً نہیں گھبراتا''۔

استاد نے نصیحت کی تھی جب کبھی ایسا مشاہدہ ہو تو کسی سے بیان نہ کرنا۔ اس کو صرف اپنی ذات تک محدود رکھنا۔ انسان اکیلا ہو تو قدرت کے راز کھلنے لگتے ہیں۔ اس لئے ایسی چیزیں دکھائی دیتی ہیں۔ اگر انسان نظروں کے راز زبان پر لے آئے تو قدرت کا پردہ فاش ہو جاتا ہے۔ ایسا کرنے سے بخار ہو جاتا ہے اور کئی ایسی تکلیفیں برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ اس لئے سائیں میں ایک مدت سے ایسی چیزیں دیکھتا آ رہا ہوں پر میں نے کبھی کسی سے ان باتوں کا ذکر نہ کیا کہ میں نے کیا دیکھا۔ اس وجہ سے میں بھلا چنگا رہتا ہوں۔ سائیں سمجھدار ''چاڑھا'' جب کبھی جنات کو دیکھتا ہے تو آیت الکرسی کا ورد شروع کر دیتا ہے۔ اس منظر کو دیکھ کر اس کی طرف توجہ نہیں کرتا بلکہ اپنے کام میں مشغول ہو جاتا ہے۔ سائیں! ایسے منظر پر نظریں گاڑے رکھنے سے حوصلے پست ہو جاتے ہیں۔ اس لئے بزرگوں کا کہنا ہے کہ نظر کو سنبھال کر رکھو تو ہر آفت سے انسان بچ جاتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ بوڑھا ہو گیا ہوں سائیں مگر جب کبھی بری چیز کے دکھائی دینے کا اندیشہ ہو تو میری کوشش یہی ہوتی ہے کہ ادھر نہ دیکھوں۔ ایسا کرنے سے اللہ بڑی بڑی مصیبتوں سے بچا لیتا ہے۔''

بہاول پور کے چاڑھے عام طور سے ''جال آلے پیر'' کے عقیدت مند ہوتے ہیں۔ ان کا مزار ضلع مظفر گڑھ میں ہے۔

بہاول پور میں ''دیسلاں دی دستی'' کی مٹی کو کھجور کے درختوں کی پرداخت کے لئے بڑی سازگار سمجھا جاتا ہے۔

چاڑھوں کا خیال ہے کھجور اور انسان کی بہت سے قدریں مشترک ہیں۔ حتی کہ عمریں بھی۔ کیونکہ اوسطاً کھجور کے درخت کی عمر 60 برس ہوتی ہے۔

تنہا درخت پر کالا جادو

کھجور کا وہ درخت جو بالکل الگ تھلگ ہو ''کالے علم'' کے لئے بے حد موزوں سمجھا جاتا ہے۔ ایسے درخت کے تنے پر کیل کے ساتھ تعویذ ٹھونک دیا جاتا ہے۔ تھوڑی مدت گزرنے کے بعد اس کھجور میں مُردنی کی کیفیت نمایاں ہونے لگتی ہے۔ یہ عمل کسی کو ہلاک یا بیمار کرنے کے لئے کیا جاتا ہے۔ رفتہ رفتہ کھجور کی سبز جھڑیاں سوکھ کر کملا جاتی ہیں اور اس کا سر خمیدہ ہو کر نیچے کی طرف لٹک جاتا ہے اور اس کی جڑ سے سرخ رنگ کا سیال مادہ نکلنا شروع ہو جاتا ہے۔ لوگوں کا خیال ہے کہ یہ اس شخص کے بدن کا خون ہوتا ہے جسے جادو کے ذریعے موت کی وادی میں دھکیلا جاتا ہے۔ جب تک یہ خون بہتا رہے گا وہ آدمی بیمار رہے گا اور قیاس یہ ہے کہ جیسے ہی خون بہنا بند ہو گا تو اس شخص کی زندگی ختم ہو جائے گی۔

آندھی روکنے کا ٹونا

آندھی سے چونکہ کھجور کا ناقابل تلافی نقصان ہوتا ہے۔ اس لئے اس کا سدِ باب کرنے کے لیے باغ کے مالکان اور بیکھر کوشاں رہتے ہیں۔ آندھی روکنے کے عمل کو یہاں ''آندھی باندھنا'' کہتے ہیں۔ اس کے لئے یہاں بہت سے کلام اور وظائف رائج ہیں۔ وہاں دو ٹونے خاص طور پر مقبول ہیں۔ ان لوگوں کا خیال ہے کہ یہ عمل کرنے سے آندھی رک جاتی ہے۔ ملکوڑے کی ایک ٹانگ کو تاگے سے باندھ کر کسی مسجد کے دروازہ سے لٹکا دیا جاتا ہے۔ یا باغ کے نگہبان زمین پر عریاں لیٹ کر پشت آسمان کی طرف کر لیتے ہیں یا چھوٹی عمر کی کنواری لڑکی کو ننگا پشت پر لٹا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جڑی بوٹیاں اور لوک علاج

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چولستان میں نباتات کی افراط ہے۔ یہ خصوصیت اسے دوسرے صحراؤں سے ممتاز کرتی ہے۔ باران رحمت کے نزول کے بعد خودرو گھاس اور جڑی بوٹیوں کی نمواتنی سرعت سے عمل میں آتی ہے کہ انسان حیرت میں ڈوب جاتا ہے۔ بارشیں مسلسل اور خوب ہوں تو چند دنوں میں نقوش سفرمٹ جاتے ہیں اور مسافر کے لئے راستے کی شناخت اور پہچان دشوار ہو جاتی ہے۔ ماہ فروری سے جون کے مہینہ تک چونکہ بارشوں کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے۔ اس لئے ان دنوں میں یہ خودرو سبزہ بتدریج سوکھ جاتا ہے۔ یہ سبزہ ہمیشہ ایک ہی جگہ سے سر اٹھاتا ہے۔ اس کی ایک وجہ مٹی کی ساخت ہے۔ ہر علاقے کی مٹی کی خصوصیات مختلف ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ خاص خاص صحرائی جھاڑیاں خاص خاص جگہ ملتی ہیں۔ مقامی لوگ ہمیشہ ان کی تلاش میں رہتے ہیں۔ انہیں بخوبی علم ہوتا ہے کہ کون سی بوٹی کس جگہ سر اٹھاتی ہے۔ اس قسم کی معلومات رکھنے کا ہر صحرانشین اس لئے مشتاق ہوتا ہے کہ یہاں نباتات بہت اہم ہیں چونکہ وہ غذا اور ادویہ کے طور پر استعمال ہوتی ہیں۔ مقامی لوگ اکثر بیماریاں کا علاج از خود کر لیتے ہیں۔ گھر کا بڑا بوڑھا صحرا کی بوٹیوں کے فوائد اور رموز سے آشنا ہوتا ہے۔ ضرورت پڑنے پر یہ لوگ قریب ترین مقام سے مطلوبہ بوٹی ڈھونڈ نکالتے ہیں۔ اور آب تازہ یا گائے کے دودھ کے ساتھ کھا لیتے ہیں۔ اس خود ساختہ آسان اور ارزاں طریق علاج پر ان لوگوں کا اعتقاد اتنا پختہ ہے کہ بڑے سے بڑے مرض کے لئے بھی انہیں شہروں کی جانب آنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ویسے بھی شہر تک پہنچنا ان کے لئے بے حد مشکل ہوتا ہے۔ جس کی وجہ غربت اور ذرائع نقل وحمل کی کمی ہے مگر اس سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ان جڑی بوٹیوں سے علاج کی ریت بہت پرانی ہے۔ جن پر چولستانیوں کو یقین کامل ہوتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چولستانی روایات کے پابند ہیں اس لئے ریت ولوک علاج پر مکمل بھروسہ رکھتے ہیں۔ بیماری کے علاج کے لئے وہ صحرائی بوٹیوں کو استعمال کرتے ہیں۔ان بوٹیوں کا طبی اور سائنسی تجزیہ آج تک نہیں کیا گیا اور نہ ہی ان پر تحقیق کی گئی ہے۔مگر چولستانی کو اس سے سروکار نہیں ہے۔وہ اپنے بڑے بوڑھوں سے سنی ہوئی روایات کو بڑی مضبوط شہادت سمجھتا ہے اور ان جڑی بوٹیوں کو اسلاف کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق استعمال کرتا ہے۔

پھتوکڑ

چونکہ چولستان میں جوہڑوں کا پانی پیا جاتا ہے۔مٹی کے ذرات دوسری آلائشیں اور جراثیم بدن میں جمع ہو جاتے ہیں۔جس کے سبب پیٹ کے کیڑوں کا مرض فروغ پایا جاتا ہے۔ ایسی صورت میں پھتوکڑ کا حلوہ بنا کر مریض کو کھلاتے ہیں جس سے عام طور پر شفا ہو جاتی ہے۔

قطرن[1]

یہ ایک خوشبودار جھاڑی ہے۔محکمہ جنگلات کی رپورٹوں میں یہ ''لیمن سٹیڈ'' گراس کی ایک قسم کے طور پر درج ہے۔صحرانشینوں کا خیال ہے پیارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس جھاڑی سے ہاتھ پونچھے تھے۔لہذا آج تک اس جھاڑی میں خوشبو پائی جاتی ہے[2]۔اس جھاڑی کا عرق کشید کر کے دمہ کے مریض کو دیا جاتا ہے۔اگر اس کا شربت بنا کر پرانے بخار کے مریض کو پلایا جائے تو بے حد مفید ثابت ہوتا ہے۔چولستانی اسے صفرا کے لئے بھی استعمال کرتے ہیں۔عطر خس اس سے تیار کیا جاتا ہے۔

چھپری

اس بوٹی کو ہر چولستانی سوغات سمجھتا ہے۔یہ سفیدی مائل سبز ہوتی ہے۔اس کا بیج عورتوں کے لئے مقبول زیور ''پوپے'' سے مشابہت رکھتا ہے۔خاص خاص مہمانوں کو یہاں کے نمبردار یہ بوٹی بطور تحفہ پیش کرتے ہیں۔یہ بوٹی اعصابی طاقت کے لئے بے نظیر ہے۔قوت باہ کی

ا۔عطر نیز خوشبودار قطرن حضرت خواجہ غلام فرید کے کلام میں اس طرح وارد ہوتی ہے۔

خوش قطرن عطروں پھنڑی   گزلائی ساوی سنڑی
کھا ساگ پوسی پھنڑی   نبھ ویندے وقت ٹھکرے

(۲) جو گائے اس جھاڑی کو کھا لیتی ہے اس کے دودھ میں اس کی خوشبو منتقل ہو جاتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بحالی کے لئے اکسیر کا کام دیتی ہے۔ چولستان میں اس کے لڈو بنا کر کھائے جاتے ہیں یا بھیڑ کے گرم دودھ میں تحلیل کر کے چھان لیا جاتا ہے۔ یہ ''کیریوں'' اور ''کگڑانڈ'' پر ہوتی ہے۔ اس کا حلوہ کمر کے درد کے لئے سودمند ہے۔ اس بوٹی کو بھیڑ کے دودھ میں بھگو کر سائے میں خشک کر لیا جاتا ہے۔ پھر کوٹ کر اس کا حلوہ بنایا جاتا ہے۔

پروفیسر معین الدین حسن قریشی نے اپنے پُر مغز تحقیقی مقالہ میں چھپری کو پاکستان کی جنسینگ (Ginseng) قرار دیا ہے۔ جنسینگ چین اور کوریا کی بوٹی ہے جو قوت باہ کے لئے مفید سمجھی جاتی ہے۔

پرم ڈنڈی

یہ کڑوی بوٹی ہے لوگ اسے جگر کی گرمی اور صفرا کی بعض حالتوں میں مریض کو کھلاتے ہیں۔ پیاس کم کرنے کے لئے بے حد مفید ہوتی ہے۔

بکھڑا

یہ چھوٹی قامت کی خوش نما صحرائی جھاڑی ہے۔ چولستانی اس کے تخم کو مرض سوزاک کے انسداد کے لئے استعمال کرتے ہیں۔

گورکھ پان

چولستان بھر میں اس کو ٹھنڈی بوٹی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اسے ضعف جگر کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ ایک بالشت کے برابر زمین پر پھیلی ہوئی ہوتی ہے۔ اسے خشک کر کے پتیوں کا قہوہ بنا کر بھی پیا جاتا ہے۔ اسے بعض لوگ چائے کے بدل کے طور پر بھی استعمال کرتے ہیں۔ راقم کو کنگن پور میں گورکھ پان کی چائے پینے کے اتفاق ہوا۔ بالکل عام چائے کا ذائقہ تھا۔

بوپھلی

گرم غذائیں کھانے سے پیشاب کی نالی میں جو سوزش پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کو رفع

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے کے لئے چولستانی اس کو رات بھر پانی میں بھگو کر صبح شکر ملا کر پیتے ہیں۔ اس بوٹی کو جریان رفع کرنے کے لئے اکسیر سمجھا جاتا ہے۔

کھار

اس کی سجی بنتی ہے۔ جو کپڑے صاف کرنے کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ اس کو جلا کر اس کا جوہر حاصل کر لیا جاتا ہے۔ جو سریع الاثر ادویہ کی تیاری میں ممد ثابت ہوتا ہے۔

لانی

اسے سر کے درد اور ہر قسم کے جسمانی دردوں کو دور کرنے میں بے حد مؤثر مانا جاتا ہے۔

گندی بوٹی

چولستانی نزلہ اور زکام کا علاج اس بوٹی سے کرتے ہیں۔ یہ بوٹی بواسیر کے مریضوں کے لئے بھی بہت مفید ہے۔

اِٹ سٹ

اس بوٹی سے وہی لوگ رغبت رکھتے ہیں جنہیں فن کیمیا گری سے شغف ہوتا ہے چولستانیوں کے خیال کے مطابق اس بوٹی میں بعض دھاتوں کے اجزا پائے جاتے ہیں۔

لونگ

چولستانی اس کا سالن پکا کر مزے سے کھاتے ہیں۔ گرمی کے شدید اثرات سے بچنے کے لئے اس بوٹی کو نہایت کارگر پایا گیا ہے۔

لاڑاں

اس کی سجی بنتی ہے۔ اس سجی میں اونی اور ریشم کے کپڑے اچھے اور صاف دھلتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنڈ

آنکھ کی بیشتر بیماریوں میں یہ بوٹی کام آتی ہے۔ چولستانیوں کے ہاں اس کے ''ڈھیلوں یا پھلیوں'' کا سالن کافی مقبول ہے۔

دودھک

اس کے دودھ سے بہت سی ادویہ تیار کی جاتی ہیں۔ صحرائی کیمیا گر اسے پارہ قائم کرنے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔

کرینہہ

اس کے پھل کو پکایا جاتا ہے۔ چولستانی گھروں میں یہ اکثر دسترخوانوں کی زینت ہوتا ہے۔ اس کے پھل کا اچار ڈالنا بھی رائج ہے۔ گھٹنوں میں درد ہوتو کرینہہ کے ڈیلوں کو کاٹ کر مالیدہ کر کے پٹی کے ساتھ اس جگہ باندھ دیا جائے تو درد دُور ہو جاتا ہے۔ لوگوں کا دعویٰ ہے کہ کرینہہ کی پٹی کرنے کے بعد پھر کبھی درد نہیں ہوتا۔

کھپ

اس کی پھلیوں کا سالن چولستانی بہت شوق سے کھاتے ہیں اس کے ریشوں کے رسّے بنتے ہیں۔ یہ بوٹی جھونپڑیوں کی چھتیں بنانے میں استعمال ہوتی ہے۔ یہ بوٹی پٹ سن کا بہترین بدل ہے۔

گھوڑے وال

گھٹنوں اور ٹخنوں میں شدید درد کی حالت میں اس کا حلوہ بنا کر مریض کو کھلایا جاتا ہے یہ بوٹی زیادہ تر صحرائے کبیر میں پائی جاتی ہے۔

سونا بوٹی

کہتے ہیں کہ جو مقدر کا سکندر ہو اس کو یہ بوٹی ڈھونڈنے سے مل جاتی ہے۔ اکثر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سنیاسیوں کو اس کی تلاش میں سرگرداں دیکھا گیا ہے۔ یہ بوٹی رات کے وقت دور سے جگنو کی طرح چمکتی ہے۔ جو لوگ جڑی بوٹیوں کا صحیح علم رکھتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ سونا بوٹی کی تلاش کرنے کا مناسب وقت رات کی تاریکی ہے۔ اگر کسی خوش نصیب کی زندگی میں ایسا موقع آ جائے تو وہ مقررہ جگہ پر پہنچ کر بوٹی کے چاروں طرف دائرہ بنا دیتا ہے اور نشان کے طور پر قریب کوئی لکڑی نصب کر کے آ جاتا ہے۔ اگلی صبح جا کر اس بوٹی کو اس کے اطراف کی مٹی سمیت نکال لیا جاتا ہے۔ بوٹی کی طرح یہ مٹی بھی پُر تاثیر سمجھی جاتی ہے۔ چولستان کے پرانے لوگ کہتے ہیں کہ یہ بوٹی روتی ہے۔ اصل میں اس بوٹی کے پتوں سے چکناہٹ رس رس کر زمین پر گرتی ہے۔ اس وجہ سے گیلی مٹی کا ہالہ اس بوٹی کے چاروں طرف دکھائی دیتا ہے۔ جس کو چولستانی بوٹی کے آنسو سمجھتے ہیں۔ بیشمار کرشمہ سازیاں اس بوٹی سے منسوب کی جاتی ہیں۔ ایک معمر چولستانی نے بتایا کہ اگر اس بوٹی کو اس کھڈ میں ڈال دیا جائے جہاں کھار کی بوٹی جلائی جا رہی ہو تو کھار خالص سونے میں تبدیل ہو جائے گی۔

کوڑتُمہ

اگر دانت ہل رہے ہوں تو تُمے کی جڑ سے مسواک بنا کر استعمال کی جاتی ہے۔ چولستانیوں کو یقین ہے کہ ایسا کرنے سے مسوڑھوں اور دانتوں کی اور بھی کئی بیماریاں دور ہو جاتی ہیں۔

کھوی

اس بوٹی کی ''پاڑیں'' یعنی جڑیں پانی میں بھگو کر پی جائیں تو آفتاب کی تمازت سے انسانی جسم پر ظاہر ہونے والے مضر اثرات زائل ہو جاتے ہیں۔

''شرینہہ'' کا پانی

درخت ''شرینہہ'' کا پانی سندھ (شہری علاقہ) سے حاصل کیا جاتا ہے۔ کپڑے کا ٹکڑا اس میں تر کر کے قطرہ قطرہ آنکھ میں ٹپکایا جاتا ہے کہتے ہیں یہ تدبیر آنکھ کی ہر بیماری کے لئے تیر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہدف ہے۔

چولستانی مرہم

اگر اونٹ کاٹ لے تو زخموں پر فوراً مٹی کا تیل لگا دیا جاتا ہے۔ پانچ سات روز میں زخم بھر جاتے ہیں۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ چونے کی مٹی کو پانی میں بھگو دیا جاتا ہے۔ کچھ گھنٹوں کے بعد تہہ میں بیٹھی ہوئی چونے کی مٹی کی وجہ سے پانی کی سطح پر چکناہٹ نمودار ہوتی ہے۔ اس چکنے پانی میں روئی کے گالے یا کپڑے کی دھجی بھگو کر زخموں پر رکھی جاتی ہے۔ چولستانیوں کا خیال ہے زخموں کے اندمال کے لئے یہ دونوں طریقے بڑے مؤثر ہیں۔

تبخیر کا علاج

ہریڑ، پنیر، کالی مرچ اور سونف کوٹ کر قدرے نمک ملا لیا جاتا ہے۔ ناشتہ سے پہلے ہتھیلی پر ڈال کر پھانک لینا پیٹ کی تبخیر کا مؤثر علاج سمجھا جاتا ہے۔

سردی لگ جانے کا علاج

شہد میں الائچی ڈال کر ''پھوگ'' اور ''لاڑیں'' کی آگ میں گرم کی جاتی ہیں۔ بس دوا تیار ہے۔

بچھو کے ڈسے کا علاج

پرانے گراموفون ریکارڈوں کو پیس کر جس جگہ ڈنک لگا ہو وہاں ڈالا جاتا ہے۔ یا اس پرانے ریکارڈ کو اس حصہ پر رگڑا جاتا ہے۔

کھار کی آگ

جب کھار کے پودے کو جلایا جا رہا ہو تو اس کی آگ پر روٹی پکا کر دمہ کے مریض کو کھلائی جائے تو اسے افاقہ ہو جاتا ہے۔ علاوہ ازیں پیٹ اور سینے کی بیشتر بیماریوں کے لئے یہ روٹی مفید سمجھی جاتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیکر کی آگ

لقوہ کے مریض کو بند جھوک میں بٹھا کر کیکر کی لکڑیوں کو جلایا جاتا ہے۔ دھواں اور حبس سے مریض کا جسم پسینے سے شرابور ہو جاتا ہے۔ چند گھنٹوں میں پرانا لقوہ دور ہو جاتا ہے۔

پھوگ

چولستان میں اس بوٹی کو پیچش اور جسم کے گندے پانی کے نکاس کے لئے مریضوں کو دیا جاتا ہے۔ اس کے پھولوں کا سالن کرارے قیمے کا ذائقہ دیتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوک کہانیاں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چولستان کے قصہ گو کہانی کی ابتدا کچھ یوں کرتے ہیں۔

بات یہ ہے سائیں کہ ہم روہی میں سفر کر رہے ہیں اور میں آپ کو ایک کہانی سناتا ہوں۔ یہ میں نے بزرگوں سے سنی ہے۔ ایک ''کراڑ'' (مہاجن) تھا اس نے گنگا جانے کا ارادہ کیا۔ روانہ ہونے سے پہلے اسے ایسے شتربان کو تلاس کرنا تھا جو صحرا کے راستوں کو بخوبی پہچانتا ہو اور اونٹ کی سواری میں بھی تاک ہو۔ ڈھونڈنے سے ہر چیز مل جاتی ہے۔ سو قسمت نے اس کی ملاقات ایک روہیلے سے کرادی۔ جس میں دونوں خوبیاں تھیں۔ روہیلہ جانے کے لئے راضی ہو گیا مگر دو شرطوں پر۔ پہلی شرط یہ کہ شتربان جو عجیب بات سفر کے دوران دیکھے گا اس کی حقیقت ''کراڑ'' سے پوچھے گا۔ اگر کراڑ نے صحیح جواب نہ دیا تو معاہدہ ختم ہو جائے گا اور شتربان گنگا لے جانے کی بجائے اسے واپس گھر لے آئے گا۔ دوسری شرط اجرت کے متعلق تھی۔ اس سستے زمانے میں سو روپے یومیہ پر بات طے ہوئی۔ شتربان مسلمان تھا اس لئے اسے اپنے کھانے کا انتظام خود کرنا تھا۔

اس طرح سفر کا آغاز ہوا۔ آگے روہیلہ اور پیچھے ''کراڑ'' اور اس کا خادم سوار ہوئے اور منزل کی طرف بڑھنے لگے۔ جس طرح ہم منزل کی طرف بڑھ رہے ہیں۔

قبر کا سلام

راہ میں پہلا پڑاؤ آیا تو ''کراڑ'' (مہاجن) نے روہیلے سے کہا۔ میرا خادم میرے لئے کھانا تیار کرے گا۔ تم اپنی ''روٹی پانی'' کا خود بندوبست کرو۔ روہیلہ انہیں وہاں چھوڑ، مسلمانوں کی جھوکوں کی طرف چل دیا تاکہ اپنے لئے کھانے پینے کا بندوبست کرے۔ اس دوران

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دو عجیب وضع کی قبروں پر اس کی نظر پڑی وہ حیران ہو کر انہیں دیکھنے لگا۔ ''چڑھدے پاسے'' (طلوع کی طرف) کی قبر لاندھے پاسے'' (غروب کی طرف) قبر کو سلام کر رہی تھی۔ وہ دوڑا دوڑا ''کڑاڑ'' کے پاس آیا اور اس سے ان قبروں کی حقیقت پوچھی۔ رد ہیلے نے کہا اگر تم جواب دینے میں ناکام ہوئے تو معاہدہ کی رو سے تمہیں آگے لے جانے کی بجائے واپس چھوڑ آؤں گا ''کڑاڑ'' نے کہا مجھے واپس نہ لے جا میں بتاتا ہوں تجھے، پھر اس نے یوں بیان شروع کیا۔

یہ بہت پہلے کی بات ہے کہ یہاں ایک بہت خوبصورت شہزادی رہتی تھی۔ ایک عالی شان محل میں وہ کبھی کبھی جھرو کے سے باہر جھانکتی۔ اس گھڑی کئی شہزادے اور راجے اس کی ایک جھلک دیکھ کر دل کی پیاس بجھا لیتے۔ اس محل کی اونچی دیواروں کی چھاؤں میں ایک فقیر بھی دل میں دید کی آس لگائے بیٹھا رہتا۔ شہزادی کے حُسن نے فقیر کو دیوانہ کر دیا تھا کیا خبر وہ کون تھا؟ دیکھنے والے اسے فقیر ہی سمجھتے تھے۔ وہ روکھی سوکھی کھا کر زمین پر سو رہتا تھا۔ شہزادی کبھی کبھی درشن دکھا دیتی۔ لوگ سمجھتے کہ وہ مصیبت زدہ ہے مگر فقیر کا دل محبت کے جذبے سے بھرا ہوا تھا۔ وہ وصل کی آرزو میں جی رہا تھا۔ کئی بار اس نے شہزادی کی توجہ اپنی طرف کرنے کی کوشش کی مگر شہزادی نے تو جیسے دل کے کواڑ سختی سے بند کر رکھے تھے۔ اس نے مشہور کر رکھا تھا کہ اسے انسانوں سے کبھی محبت نہ ہو گی کیوں کہ انسان میں وفا ختم ہو چکی ہے۔ بے چاری یہ نہ جانتی تھی کہ عیب و ہنر تو انسان کی ذات کے اندر سے جنم لیتے ہیں۔ باہر سے وجود میں نہیں آتے۔ نہ ہی اس کو فقیر کے جذبہ کا اندازہ تھا۔

دن یونہی گزرتے رہے۔ خدا کی کرنی سے ایک روز دو انتہائی خوبصورت کبوتر کہیں سے پرواز کرتے ہوئے آئے اور محل کے کنگروں پر بیٹھ گئے۔ شہزادی نے دیکھا تو بس دیکھتی ہی رہ گئی۔ کبوتر اتنے خوش وضع تھے کہ ان کو حاصل کر لینے کو جی چاہتا تھا۔ شہزادی نے ان کو دام میں پھانسنے کے لئے کئی ترکیبوں پر عمل کیا۔ کبھی دانہ ڈالا کبھی شفاف پانی کے بھرے ہوئے برتن سامنے رکھے مگر کبوتروں پر کسی بات کا اثر نہ ہوا اور ٹس سے مس نہ ہوئے۔ شہزادی بے چین ہو رہی تھی۔ اس نے اپنے گلے سے موتیوں کا چمکیلا ہار اتار کر اُن کے آگے پھینک دیا۔ ہار گرتے ہی بکھر گیا۔ چمکدار گول گول موتی بکھر کر فرش پر اِدھر اُدھر لُڑھکنے لگے یہ سب کچھ بس اتفاق سے ہو گیا مگر اس کے نتیجے میں دونوں کبوتر دام میں آ گئے۔ کنگروں سے اڑ کر وہ موتیوں پر آ بیٹھے اور اپنی نازک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چونچوں سے موتی کھانے لگے۔ کبوتروں کو قفس میں ڈال دیا گیا۔ شہزادی خوش تھی مگر کبوتروں کو قفس کی فضا میں رہنا راس نہ آیا۔ ان کے خوبصورت پروں کے شوخ رنگ مدہم پڑنے لگے۔ رفتہ رفتہ ہار کے موتی ختم ہونے کو آ گئے اور دونوں کبوتر بھی کملا سے گئے۔ شہزادی کبوتروں کی چاہت میں اتنی مبتلا تھی کہ اسے قیمتی ہار کے ضائع ہو جانے کا خیال تک نہ آیا تھا۔ بلکہ وہ فکر مند تھی تو صرف اس لئے کہ کہیں سے ایسے ہی اور موتی منگوائے اور کبوتروں کو اداس ہونے سے بچالے مگر ویسے موتی نہ ملے۔ شہزادی کے پاس دولت کے انبار تھے۔ مگر انسان آخر انسان ہوتا ہے۔ قدرت کے کاموں میں دخل دینا اس کے بس سے باہر ہوتا ہے۔ انسان مجبوریوں کی زنجیر میں جکڑا ہوا ہے۔ جن کی مجبوریاں ظاہر ہو جائیں وہ فقیر، جن کی مجبوریاں چھپی رہیں وہ بادشاہ۔ سو شہزادی چند دن خوش رہنے کے بعد پھر سے اداس ہو گئی۔ کبوتروں کی حالت دیکھ کر وہ اب پریشان رہنے لگی تھی۔ ایک دن اسے خیال آیا کہ کبوتروں کو رہا کر دیا جائے۔ میری محبت نے ان کے حسن کو پامال کر دیا ہے۔ یہ کیسی محبت ہے کہ میں نے اپنی نظروں کو تسکین دینے کے لئے دو پرندوں کو آزادی سے محروم کر دیا ہے۔ محبت تو محبوب کی بھلائی چاہتی ہے۔ محبت میں صلے اور نتیجے کی امید نہیں رکھنی چاہئے اگر انسان محبت کا جواب چاہے تو یہ خود غرضانہ سودا ہے، محبت نہیں۔ شہزادی کے ذہن میں اب ایسے خیالات کا ہجوم پیدا ہو گیا تھا۔ قدرت انسان کو تعلیم دینے کے لئے وسیلے بناتی ہے۔ شاید دو کبوتر شہزادی کو محبت کا مفہوم سمجھانے کے لئے آئے تھے۔ وہ مفہوم جو فقیر کی ملتجی نظریں ایک مدت سے اس پر ظاہر کرنے کی کوشش کر رہی تھیں مگر کامیاب نہیں ہو رہی تھیں۔ ہر کام کا ایک وقت معین ہوتا ہے۔ اگر انسان اپنی مرضی کو قدرت کی مرضی میں ڈھال دے تو سکھی رہتا ہے۔ جو وقت کا انتظار نہیں کرتا وقت چپکے سے اس کے دروازے پر دستک دے کر چلا جاتا ہے۔ نیکی کرنے کے لئے حوصلہ چاہئے اور حوصلہ سچی اور اچھی سوچوں سے پیدا ہوتا ہے۔ ان سوچوں نے شہزادی کی کایا پلٹ دی۔ ایک دن شہزادی نے پنجرے کا دروازہ کھول دیا۔ کبوتروں نے اڑان لگائی اور کھلی فضاؤں میں تیرنے لگے اور دیکھتے ہی دیکھتے نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ وہ تادیر ان کو دیکھتی رہی مگر اس وقت اسے محرومی کا احساس قطعاً نہیں تھا۔ وہ خوش تھی۔ جن کو محرومی کو گلے لگانا نہیں آتا وہ قربانی کے جذبے سے واقف نہیں ہو سکتے اور ایثار کے بغیر انسانیت کی تکمیل نہیں ہوتی۔

شہزادی پھر سے اکیلی رہ گئی۔ ایک بار جھروکے میں آئی تو فقیر کے یہ الفاظ اس کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کانوں میں پڑے۔شہزادی تم نے انسانوں سے پیار کیا ہے اسی وجہ سے تمہارے دل کی دنیا بدل گئی ہے۔

''تم غلط کہتے ہو۔میں نے تو کبوتروں کو چاہا ہے۔''شہزادی نے غصے میں جواب دیا۔

فقیر بولا وہ کبوتر نہ تھے بلکہ انسان تھے ان میں سے ایک بادشاہ کا بیٹا تھا اور دوسرا وزیر کا۔ دونوں کبوتروں کا روپ دھار کر آئے تھے۔تم نے ان کی خوراک سے اندازہ نہیں لگایا۔'' شہزادی کو فقیر کی باتوں پر اعتبار نہیں آیا۔

فقیر نے کہا اگر یقین کرنا چاہو تو میرے ساتھ چلو اور اپنی نظروں سے دیکھ لو۔شہزادی کا تجسس اتنا بڑھ گیا کہ وہ تیار ہوگئی۔ وہ حیران تھی کہ یہ سب کیسے ہوا۔لیکن فقیر جانتا تھا قدرت اپنے رازوں میں صرف اس شخص کو شریک کرتی ہے جو دل کی بات زبان پر نہ لائے۔فقیر اور شہزادی چلتے چلتے ایک تالاب کے نزدیک پہنچے۔فقیر نے شہزادی کو ساتھ لیا اور ایک جھاڑی میں چھپ گیا۔ابھی کچھ دیر گزری تھی کہ ایک ہرن ظاہر ہوا۔اس نے اپنے سینگوں پر پانی کا ایک مشکیزہ اٹھا رکھا تھا۔تالاب کے پاس پہنچ کر ہرن انسان بن گیا اور اس نے مشکیزہ ہاتھوں سے پکڑ کر اسے پوری طرح پانی سے بھرا۔جب مشکیزہ لبالب ہو گیا تو دوبارہ ہرن بن گیا اور اپنے سینگوں پر اٹھا کر کسی گمنام منزل کی طرف چل دیا۔ یہ منظر دیکھ کر شہزادی حیران ہوئی۔ اس نے شہزادے اور وزیرزادے کو انسانی شکل میں دیکھنے کی خواہش ظاہر کی۔ پھر فقیر اسے ایک بہت بڑے مکان کے پاس لے گیا۔ کہنے لگا۔یہ مکان شہزادے اور وزیر کی رہائش گاہ ہے۔فقیر نے کہا میں باہر رہتا ہوں اور تم اندر داخل ہو کر اسے دیکھ لو۔شہزادہ اور وزیرزادہ دونوں شطرنج کھیلنے میں مشغول تھے۔شہزادی جیسے ہی اندر داخل ہوئی۔ وزیرزادے نے دیکھ کر پہچان لیا اور کہا دیکھ شہزادے یہ وہی شہزادی ہے جس نے ایک سو چالیس روز ہماری خدمت کی اور پھر ہمیں آزاد کر دیا۔شہزادے نے کہا۔''اسے یہاں تک کون لایا ہے۔'' وزیرزادہ اٹھا اور محل سے باہر نکلا اس کی عقابی نظروں نے فقیر کو دیکھ لیا۔اس نے سوچا فقیر نے قدرت کا راز فاش کر دیا ہے اسے سزا ملنی چاہئے۔فقیر کی حالت زار وہ اسیری کے دوران دیکھ چکا تھا۔اسے معلوم تھا کہ جو لوگ دنیا کی کسی فانی شے کو اپنا محبوب بنا لیتے ہیں۔ان کو فنا کرنا آسان ہو جاتا ہے۔وزیرزادے نے فقیر کو پاس بلایا اور کہا ہم نے شہزادی کو قتل کر ڈالا ہے۔فقیر کے سینے سے اک آہ نکلی اور وہ وہیں گر کر ڈھیر ہو گیا۔پھر وزیرزادہ اندر پہنچا اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شہزادی کو بتایا کہ ''شہزادی جس فقیر کے ساتھ تم آئی تھیں اسے تمہاری موت کی جھوٹی خبر نے ہلاک کر دیا''۔ شہزادی دوڑی دوڑی باہر آئی فقیر کو مردہ پایا۔ اس کے دل پر ایک دھچکا لگا اور اس نے بھی وہیں جان دے دی۔

شہزادی زندگی میں تو فقیر کی محبت سے واقف نہ ہوئی تھی مگر موت کی آخری ہچکی آنے سے پہلے یہ حقیقت اس پر آشکار ہوگئی۔ چنانچہ تدفین کے لئے دو قبریں کھودی گئیں۔ طلوع کی طرف شہزادی کو دفنایا گیا اور غروب کی طرف فقیر کو۔ دوسرے دن لوگوں نے دیکھا کہ شہزادی کی قبر سے ایک ہاتھ بلند ہوا اور فقیر کی قبر کی سرہانے جھک گیا۔ لوگوں نے جلدی سے اس کو مٹی اور گارے سے ڈھانپ دیا۔ یہ قبر کا سلام نہیں تھا بلکہ شہزادی کا سلام تھا۔

شتربان یہ قصہ سن کر مطمئن ہوگیا اور سفر پھر شروع ہوگیا۔

قصہ گو یہاں تک بیان کر کے بالعموم کہے گا۔ ''جس طرح ہم سفر کر رہے ہیں اور پھر کہانی جاری ہو جائے گی۔

نہ عورت کا کہا مانتا نہ سر کٹواتا

تمام دن سفر کرنے کے بعد جب دوسری شام آئی تو شتربان نے ایک نئے مقام پر رکنے کا فیصلہ کیا ''کڑاڑ'' حسب معمول اپنے خورد ونوش میں مشغول ہوا اور شتربان آبادی کی طرف نکل گیا کیا دیکھتا ہے کہ لوگوں کے ہجوم کے درمیان ''ایک بکری کی سری'' زمین پر اچھلتی ہے اور کہتی ہے کہ ''نہ عورت کا کہا مانتا نہ سر کٹواتا''۔ وہ دوڑا ہوا کڑاڑ کے پاس آیا اور اس سے پوچھنے لگا کہ بتا بکرے کی سری کا کیا راز ہے۔ ''کڑاڑ'' نے اطمینان سے جواب دیا بکرے کی سری ہمیشہ یہی بات دہراتی رہے گی۔ جب تک دنیا قائم ہے اسے قرار نہ آئے گا۔

یہ بہت پہلے کی بات ہے کہ ایک مسلمان شہزادے اور ہندو کھتری میں دوستی تھی۔ دونوں ہم عمر تھے مگر طبیعت دونوں کی جدا جدا تھی۔ پریشانی کی حالت میں انسان کی فطرت اندر سے باہر نکل آتی ہے۔ اس لئے انسانوں کو پرکھنا ہو تو انہیں دو حالتوں میں پرکھنا چاہیے۔ انتہائی مجبوری اور انتہائی تکلیف کے وقت چونکہ شہزادے اور کھتری کی دوستی کسی آزمائش سے دوچار نہ ہوئی تھی اس لئے قائم تھی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک مرتبہ بادشاہ کسی وجہ سے شہزادے سے سخت ناراض ہوا تو اس نے بیٹے کو ملک بدر کرنے کی ٹھانی۔ اس زمانے میں کسی کو گھر سے نکالنا ہوتو اس کا جوتا اوندھا کر دیا جاتا تھا۔ روہی کے لوگ اگر جوتا الٹا دیں تو جس کا وہ جوتا ہو اسے گھر چھوڑنا پڑتا تھا۔ اگرچہ اب یہ رسم نہیں رہی مگر الٹا جوتا اب بھی لوگوں کو خوفزدہ کر دیتا ہے اور وہ جلدی سے اسے سیدھا کر دیتے ہیں۔ بادشاہ کی کنیز نے یہ کام انجام دیا۔ شہزادہ جب اپنے کمرے میں داخل ہوا تو اپنے جوتے اوندھے دیکھ کر بادشاہ کے حکم سے آگاہ ہو گیا۔ اس نے بیوی کو ساتھ چلنے کیلئے تیار کیا اور سامان سمیٹنے لگا۔ روانہ ہونے سے پہلے وہ علاقے کے ایک بزرگ کے پاس گیا اور دعا کے لئے درخواست کی۔ جب اپنے مانگنے پر رب نہ دے تو رب کے کسی محبوب کو ڈھونڈنا چاہئے۔ اس بزرگ نے شہزادے کو ایک تعویذ دیا اور کہا اس پر لکھی ہوئی عبارت پڑھ کر جو تو چاہے گا بن جائے گا۔ اس کو اپنے پاس رکھ لے۔ مصیبت کے وقت تیرے کام آئے گا۔ شہزادے نے تعویذ اپنی پگڑی میں رکھ لیا۔ ''یہی چولستانیوں کا دستور ہے۔''

شہزادہ جب سفر کا آغاز کرنے لگا تو کھتری دوست حاضر ہوا اور ساتھ چلنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ شہزادے نے پہلے کچھ تامل کیا مگر پھر آمادہ ہو گیا۔ چلتے چلتے یہ لوگ ایک کنویں کے قریب پہنچے۔ شہزادے کی بیوی نے پانی مانگا۔ شہزادہ جھک کر ڈول بھرنے لگا تو بزرگ کا تعویذ نیچے گر گیا۔ شہزادہ اس سے بے خبر بیوی کو پانی پلا کر آگے چل پڑا۔ چلتے چلتے وہ ایک ایسے مقام پر پہنچے۔ جہاں آموں کے پیڑوں کا گھنا سایہ تھا اس کی بیوی نے آرام کرنا چاہا۔ سو دونوں ایک درخت کے سائے میں زمین پر چادر بچھا کر سوئے رہے۔ شہزادی کی بیوی کی نظر آم پر پڑی حالانکہ آموں کا موسم نہ تھا۔ جو پختہ اور رس سے بھرا ہوا تھا۔ اس نے وہ آم حاصل کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ شہزادے نے پہلے تو ٹالنا چاہا چونکہ ہر میوہ اپنے موسم میں بھلا لگتا ہے۔ مگر جب بیوی کا اصرار بڑھ گیا تو پھر اس نے بتایا کہ اس کے پاس ایک تعویذ ہے جس کی عبارت پڑھ کر وہ جو چاہے حاصل کر سکتا ہے۔ اسے پڑھ کر وہ طوطا بن جائے گا اور آم توڑ کر وہ بیوی کو لا دے گا۔ یہ کہنے کے بعد اس نے پگڑی کو ٹٹولا مگر تعویذ وہاں ہوتا تو اسے ملتا۔ ''ارے تعویذ تو کہیں کھو گیا ہے'' غالباً پچھلے پڑاؤ میں جہاں ہم نے پانی پیا تھا وہیں گر گیا ہوگا۔ شہزادے نے بیوی سے کہا تم یہیں انتظار کرو۔ میں تعویذ ڈھونڈ کر لاتا ہوں۔ یہ گفتگو کھتری نے بھی سن لی، جو اب تک ایک درخت کی اوٹ میں کان لگائے کھڑا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ جھٹ سے سامنے آیا اور کہا آپ کیوں تکلیف کرتے ہیں۔ یہ کام میرے سپرد کر دیں۔ شہزادے کی اجازت ملتے ہی وہ جھٹ پٹ اونٹ پر سوار ہوا اور چل دیا۔ کھتری بڑا سیانا تھا اس نے تعویذ تو ڈھونڈ لیا مگر اس کی عبارت بھی پڑھ کر یاد کر لی۔ واپس آ کر کھتری نے تعویذ لوٹا دیا اور تماشا دیکھنے لگا۔ شہزادہ کلام پڑھ کر طوطا بن گیا اور اڑ کر ڈال پر جا بیٹھا۔ کھتری موقعہ کی تاک میں تھا کہ اس نے تعویذ کی از بر کی ہوئی عبارت پڑھی اور شہزادے کے مردہ جسم میں داخل ہو گیا۔ شہزادہ بے چارہ حیرت سے یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ مگر حالات اس کے اختیار سے باہر تھے۔ ادھار لی ہوئی قوت بے احتیاطی برتنے سے نقصان دہ ثابت ہوتی ہے۔ سید بزرگ کی عطا کی جو ناقدری اس کے ہاتھوں ہوئی اس کا خمیازہ اسے اس دنیا میں بھگتنا پڑ رہا تھا۔ کچھ بن نہ پڑا تو طوطا ڈال سے اڑا اور عورت کی کلائی پر آ بیٹھا۔ کھتری اسے پکڑنے کے لئے دوڑا۔ جان بچانے کے لئے طوطا اڑا اور دُور درختوں کے جھنڈ میں جا کر چھپ گیا۔

دن گزرتے رہے کھتری شہزادے کا ساز و سامان اور بیوی کو ساتھ لئے جہاں جاتا طوطا ساتھ ساتھ جاتا۔ یہ چھوٹا سا قافلہ ایک شہر میں پہنچا۔ وہاں ایک مداری اپنے سدھائے ہوئے بندر کو پیٹ رہا تھا۔ شاید اس دن بندر اپنا سبق بھول گیا تھا۔ جو چیز فطرت کا حصہ نہ ہو بلکہ حافظے کا حصہ ہو اس کی کلف جلد اتر جاتی ہے اور اصل برآمد ہو جاتا ہے۔ مداری نے زچ ہو کر بندر کو اس قدر پیٹا کہ اس بے زبان نے دم توڑ دیا۔ وہ اس کی لاش کو وہیں چھوڑ کر چلتا بنا۔ طوطا یہ منظر دیکھ رہا تھا اس نے موقع کو غنیمت جانا اور سید بزرگ کا کلام پڑھ کر مردہ بندر کے جسم میں داخل ہو گیا۔ عورت کو کھتری کی چالاکی کا علم تھا وہ جانتی تھی کہ دوست بن کر کھتری نے شہزادے کے ساتھ دشمنی کی تھی ایک بندر جست لگا کر اس کے قریب آ گیا۔ پہلے تو وہ چونک گئی لیکن ابھی وہ سنبھلے بھی نہ پائی تھی کہ بندر انسانوں کی طرح بولنے لگا۔ ''بیوی میں نہ کہتا تھا کہ بن موسم کا میوہ نہیں کھانا چاہیے نہ تم آم کے لئے ضد کرتیں اور نہ ہم دونوں میں دوری ہوتی۔'' وہ جلدی سے اٹھ کر بیٹھ گئی اور حیرت اور خوشی کے ملے جلے جذبات سے بندر کی باتیں سننے لگی۔ شہزادے کے ذہن میں ایک تدبیر آئی جو اس نے بیوی کو سمجھا دی۔

حسن تدبیر سے تقدیر کے دھارے بدل جاتے ہیں۔ انگارہ چمٹے سے اٹھایا جاتا ہے گھی نکالنے کے لئے انگلی ٹیڑھی کرنی پڑتی ہے۔ کھتری کام کاج سے لوٹا تو عورت نے ایک بکرے کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمائش کر دی۔ اس نے ٹالنے کی غرض سے کہا کہ سفر میں بکرے کو ساتھ رکھنا بے فائدہ ہوگا مگر وہ عورتوں کی روائتی ہٹ دھرمی پر اتر آئی۔ کھتری نے بکرالا دیا۔ دوسرے دن اس نے گردن دبا کر بکرا مار دیا۔ جب کھتری واپس آیا تو جھوٹ موٹ رونے لگی۔ ''ہائے میرا بکرا ایک دن بھی زندہ نہ رہا۔ کھتری نے تسلی دی کہ وہ دوسرا بکرالا دے گا۔ نہیں کسی طرح اس بکرے کو زندہ کر دکھاؤ۔ میں دوسرا بکرا ہرگز نہ لوں گی۔'' کھتری نے کہا چلو یہ بھی ابھی کیئے دیتا ہوں۔ اس نے تعویذ کی عبارت پڑھی اور بکرے میں داخل ہو گیا۔ بکرا اٹھ بیٹھا شہزادہ گھات میں تھا وہ فوراً اپنے جسم میں دوبارہ داخل ہو گیا۔ کھتری قریب ہی بکرا بنا کھڑا تھا۔ شہزادے نے تلوار میان سے نکال لی اور ایک ہی وار سے اس کا سرتن سے جدا کر دیا۔

یہ بکرے کی سری دراصل اس ''کھتری'' کا سر ہے جو عورت کے کہے میں آ کر اپنے انجام کو پہنچ چکا ہے۔ یہ اسی طرح قیامت تک تڑپتا رہے گا اور یہ کلمات اس کی زبان پر جاری رہیں گے کہ ''نہ عورت کا کہا مانتا نہ سر کٹواتا'' یہ کہانی سن کر شتربان کی پریشانی دور ہو گئی۔

دوسرے دن سفر پھر جاری ہوا۔ اب کی بار شتربان نے ''کڑاڑ'' سے ایک پہیلی بوجھنے کو کہا۔

پہیلی یہ تھی کہ! ایک شیش محل ہے اس میں ایک خوبصورت عورت سولہ سنگھار کر کے بت کی طرح چپ چاپ بیٹھی ہے۔ نہ ہنستی ہے نہ روتی ہے۔ کوئی بات کرے تو جواب نہیں دیتی۔

اس کا جواب تو بہت آسان ہے ''کڑاڑ'' نے کہا۔ یہ عورت گرہستن ہے اس نے اپنے شوہر سے عہد کیا تھا کہ اس کی عدم موجودگی میں بناؤ سنگھار نہ کرے گی۔ ایک روز اس کا شوہر گھر آیا تو یہ بن سنور کر بیٹھی تھی۔ وہ غصے سے پاگل ہو گیا آؤ دیکھا نہ تاؤ ہمیشہ کے لئے گھر چھوڑ کر چلا گیا۔ غصے میں اس نے بیوی کو صفائی پیش کرنے کا موقع نہ دیا۔ اگر وہ پوچھتا تو وہ بتاتی کہ کسی نے پہلے سے ہی اسے شوہر کے آنے کی خبر کر دی تھی وہ جوں کی توں سولہ سنگھار کیئے بیٹھی ہے۔ چپ چاپ نہ ہنستی ہے نہ روتی ہے کوئی بات کرے تو جواب نہیں دیتی۔

تاجر کا انتقام

کسی گاؤں میں دو بھائی رہتے تھے ایک تاجر تھا اور دوسرا چرواہا تھا۔ تاجر سیانا اور دنیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دار تھا۔ کاروبار کے سارے داؤ سمجھتا تھا۔ چرواہا سیدھا سادا انسان تھا۔ مگر وہ اپنے تاجر بھائی کے ٹھاٹھ باٹھ دیکھ کر روز اندر ہی اندر کڑھتا۔ ایک دن اس کے جی میں آیا کیوں نہ میں بھی تجارت کا دھندا کروں۔ دنوں میں وارے نیارے ہو جائیں گے۔ اسے یہ معلوم نہ تھا کہ روپیہ پیسہ کاروبار سے نہیں کمایا جاتا بلکہ چالاکی اور ہوشیاری سے کمایا جاتا ہے۔ اس معاملہ میں وہ بالکل کورا تھا۔ اس نے اپنے تاجر بھائی کو بھیڑوں کی رکھوالی کرنے پر راضی کیا اور خود ایک سو روپیہ لے کر کاروبار کرنے نکل کھڑا ہوا۔ راستے میں اس نے ایک خوبصورت بیل دیکھا۔ وہ سستے زمانے تھے۔ سو روپے دے کر اس نے بیل خرید لیا۔ اب اسے بیل کو زیادہ قیمت پر بیچنے کی سوجھی۔ اس کا گزر ایک کھیت کے قریب سے ہوا۔ جہاں سات بھائی باری باری ہل چلا رہے تھے۔ ساتوں نے للچائی ہوئی نظروں سے بیل کو دیکھا اور خریدنے کی خواہش ظاہر کی۔ بیل کا مالک خود نہیں جانتا تھا کہ بیل کس قیمت پر بیچے۔ وہ ان سے پوچھتا اور کہتا تم ہی فیصلہ کردو کہ کس شرح پر اسے فروخت کروں۔ ساتوں نے کہا وہ دیکھو درخت کے نیچے ایک بوڑھا بیٹھا ہے آؤ اس کو ثالث بنا لیتے ہیں۔ قیمت کے بارے میں وہ جو فیصلہ کردے گا ہمیں منظور ہوگا۔ بے چارے بیل کے مالک کو خبر نہیں تھی کہ بوڑھا سات بھائیوں کا باپ ہے۔ سب مل کر بوڑھے کے پاس پہنچ گئے۔ بوڑھا ایک پل میں بات کی تہہ تک پہنچ گیا۔ بوڑھے نے کہا میں غیر جانبدار ہوں دونوں فریق میرے کچھ نہیں لگتے اس لئے میرے فیصلہ دونوں کے حق میں ہے۔ اس تمہید کے بعد اس بوڑھے نے قیمت صرف پچاس روپے مقرر کی۔ چاروناچار بیل کے مالک کو یہ فیصلہ قبول کرنا پڑا۔ پچاس کا خسارہ برداشت کر کے اور پچاس نقد لے کر وہ آگے چل دیا۔ رات ہونے کو آئی کہ ایک آدمی کے ہاں پناہ لینے کی ٹھانی۔ میزبان نے گرمجوشی سے خیر مقدم کیا مگر اندر سے مہمان کو لوٹنے کی کوئی تدبیر کرنے لگا۔ مالک مکان نے کہا۔ ''تمہارے پاس نقدی ہو تو میرے پاس جمع کروا دو تاکہ میں اسے بحفاظت رکھ لوں۔ کل صبح روانہ ہونے سے پہلے تم لے لینا۔ ادھر چوری چکاری بہت ہے کہیں سوتے میں کسی چور کے ہتھے نہ چڑھ جاؤ''۔ مسافر نے پچاس روپے میزبان کو دے دیئے اور سو گیا۔ صبح جب اس نے تقاضا کیا تو مالک مکان مرنے مرانے پر تل گیا۔'' ایک رات قیام کیا۔ بستر اور کھانے کی سہولت فراہم کی اوپر سے روپے مانگتا ہے۔ وہ آنکھیں نکال کر چلایا اور کہا۔ بیگم لانا میرا ڈنڈا میں اس احسان فراموش کے مزاج درست کردوں۔ مہمان بے چارہ اپنے پچاس روپے وہیں چھوڑ کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھاگ کھڑا ہوا۔ وہ چلتا جاتا تھا اور سوچتا جاتا تھا کہ گھر سے تجارت کرنے نکلا تھا۔ کمائی تو کمائی اصل زر ندارد والی بات ہوگئی۔ خیر اب ملازمت کے سوا کوئی دوسرا راستہ نہ تھا۔ وہ سیدھا ایک سودخور سیٹھ کے پاس پہنچ گیا۔ اس عیار نے بیس روپے ماہانہ اور روٹی کے علاوہ دو شرائط پر اس کو ملازم رکھ لیا۔ وہ شرائط یہ تھیں کہ ایک سیر گوشت اور ایک گٹھا لکڑیوں کا اسے روزانہ لانا ہوگا۔ سیٹھ نے واضح نہ کیا کہ گوشت اور لکڑیوں کے پیسے کون دے گا تا کہ چرواہا ہاں کر دے تو یہ خرچہ اس کے ذمہ قرار پائے۔ یہ بھی طے ہوا کہ اگر چرواہا نوکری چھوڑ کر بھاگے گا تو سیٹھ اس کی ناک کاٹ لے گا اور اگر سیٹھ بلاوجہ نوکری سے جواب دے گا تو چرواہا سیٹھ کی ناک کاٹ لے گا۔ سودخور انسان کو لفظوں کے جال میں پھنسا لیتے ہیں۔ ان کا مقولہ ہے کہ جس نے سیدھی بات کہی اس نے منہ کی کھائی۔ لفظ تھوڑے استعمال کرتے ہیں اور اس میں مطلب زیادہ ڈال دیتے ہیں۔ لفظوں سے جو مفہوم ظاہر ہو وہ ان کا مدعا نہیں ہوتا اور جو ان کا مدعا ہوتا ہے وہ ظاہر ہونے نہیں دیتے۔

غریب چرواہا تاجر بننے چلا تو اپنی چال بھی بھول گیا۔ اس نے شرطیں تسلیم کر لیں اور کام شروع کیا۔ مویشی پالنے کا کام ایسا ہے کہ شروع میں محنت مانگتا ہے اور تجارت ایسا کام ہے جسے شروع کرنے سے پہلے دماغ سوزی کرنی پڑتی ہے۔ اس لئے چرواہا قدم قدم پر منہ کی کھا رہا تھا۔ جونہی اس نے اپنی ذمہ داریاں سنبھال لیں تو غلطی کا احساس ہوا۔ گوشت اور لکڑی کے پیسے کون دے گا؟ ہائے اس نے کیوں نہ سیٹھ سے پہلے ہی طے کر لیا کہ ان دونوں چیزوں کی خریداری کے لئے پیسے وہ مہیا کرے گا۔ پہلے دن اس نے اپنی پگڑی بیچی اور اور سامان لے آیا۔ دوسرے دن کُرتہ فروخت کیا اور خریداری کی۔ تیسرے دن تہمند کے دام کے عوض اپنی شرط پوری کی اور خود لنگوٹ باندھکر دست بستہ چالاک سیٹھ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سیٹھ اس کی حالت دیکھ کر اس کا احوال سمجھ گیا۔ چرواہے نے اپنی مجبوری ظاہر کرتے ہوئے روانگی کے لئے اجازت چاہی مگر سود خور کے نزدیک رحم اور معافی جائز نہیں ہوتی۔ اس نے معاہدہ کی رو سے بے چارے چرواہے کی ناک کاٹ لی۔ چرواہا ناک پر پٹیاں باندھ کر سیدھا اپنے گھر پہنچا۔ اس کے حقیقی بھائی نے جب اسے ناک پر پٹی باندھے دیکھا تو سمجھ گیا کہ بے رحم دنیا کے بے رحم تھپیڑے کھا کر آ رہا ہے۔ معصوم چرواہے نے رو رو کر اپنی بپتا سنائی۔ اس کے بھائی نے کہا کہ فکر نہ کرو میں ان سب سے انتقام لوں گا۔ تجارت میں سوجھ بوجھ سے ڈوبی ہوئی رقم بھی برآمد ہو جاتی ہے۔ اب کی بار چرواہے کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھیڑوں کے پاس چھوڑ کر تاجر بھائی اس کے لٹنے کی پوری تفصیلات اکٹھی کر کے روانہ ہوا۔ وہ خوبصورت عورت کا بھیس بدل کر سیدھا پہلے سات بھائیوں کے پاس پہنچا اوران پر ڈورے ڈالنے لگا۔ اس کی شادی کرنے کی خواہش میں مبتلا ہو کر ساتوں بھائیوں میں پھوٹ پڑ گئی۔ حسب عادت انہوں نے باپ کو ثالث بنایا۔ وہ ٹھہرا ان کا باپ مفاد پرستی میں بیٹوں سے بھی چار قدم آگے تھا۔ اس نے یہ کہہ کر اپنا بیاہ رچانے کا اعلان کر دیا کہ اس عورت کی وجہ سے تم بھائیوں میں پھوٹ نہ پڑ جائے۔ تاجر اندر ہی اندر مکار بوڑھے کی کارستانی دیکھ رہا تھا۔ اور موقع کی گھات میں تھا۔ ساتوں بیٹے راضی ہو گئے اور بوڑھا دو بول پڑھا کر عورت کو اپنے کمرے میں لے آیا۔ سونے سے پہلے اس نے کواڑ ابھی بند ہی کئے تھے کہ تاجر نے اپنی اصل شکل میں ظاہر ہو کر بوڑھے کی وہ درگت بنائی وہ درگت بنائی کہ اس کو چھٹی کا دودھ یاد آ گیا۔ بوڑھے نے ہاتھ جوڑ کر اپنا قصور پوچھا۔ میرا بھولا بھالا بھائی بیل لے کر آیا اور تم نے اس کے ساتھ دھوکہ کیا۔ بوڑھے نے کہا وہ سامنے والے چولہے کے نیچے میری عمر بھر کی کمائی دفن ہے اور اس عمر میں مجھے رسوا نہ کرو۔ تاجر نے وہاں سے جمع شدہ کل پونجی اٹھائی اور چل پڑا۔ اب زمیندار کے گھر مہمان بننے کی باری تھی۔ یہ کہہ کر اس کے پاس زاد راہ نہیں وہ رات زمیندار کے ہاں ایک رات کا مہمان بن گیا۔ زمیندار کہیں کام سے گیا تو اس کی چادر تان کر اس کے بستر میں سو رہا۔ زمیندارنی کھانا رکھ کے گئی تو چپکے سے ہڑپ کر کے پھر لمبی تان لی۔ بچے سو رہے تھے ان کو چٹکی دے کر جگا دیا۔ رونے کی آواز سن کر ''زمیندارنی'' اور کھانا لائی کہ بچے بھوکے ہیں اس کے جاتے ہی بچوں کا کھانا بھی ہضم کر لیا۔ زمیندارنی باہر مہمان کے لئے کھانا چھوڑنے گئی تو باورچی خانے میں گھس گیا اور دیگچیاں صاف کر ڈالیں اور دوسری طرف دیوار پھاند کر مہمان خانے میں جا پہنچا اور وہاں رکھا ہوا کھانا بھی کھا لیا۔ ابھی کچھ ہی دیر گزری تھی کہ گھر بھر میں کہرام مچ گیا۔ گھر والوں کو علم ہو چکا تھا کہ یہ سب کچھ اسی مہمان کا کیا کرایا ہے۔ میاں بیوی ہاتھ جوڑ کر مہمان کے سامنے کھڑے ہو گئے کہ تو جو کوئی بھی ہے ہمارا پیچھا چھوڑ۔ اس نے کہا بچنا چاہتے ہو تو گزشتہ مہمان کی رقم لوٹا دو۔ گھر والوں نے رقم لوٹا دی۔ پچاس روپے وصول کر کے وہ چلتا بنا۔

اب باری سود خور سیٹھ کی تھی۔ برائی جس وجود سے پیدا ہو اس وجود کے اندر لوٹ جاتی ہے۔ سیٹھ نے بدی کا بیج بویا تھا۔ اب بدی کی فصل کاٹنا اس کے مقدر میں لکھا جا چکا تھا۔ تاجر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملازت کا بہانہ بنا کر سود خور سیٹھ کی خدمت میں جا پہنچا اور سابقہ ملازم کی شرائط پر سیٹھ کے پاس ملازمت کرنے لگا۔ سود خور سیٹھ خوش تھا کہ ایک اور احمق پھانس لیا ہے۔ وہ تاجر کو کام سمجھا کر چند روز کے لئے شہر سے باہر چلا گیا۔ تاجر نے قصاب کو بلایا اور سیٹھ کی گائیں اور بھینسیں اس شرط پر دے دیں کہ وہ ایک سیر گوشت سیٹھ کے گھر بھیجتا رہے گا۔ پھر ایک لکڑ ہارے کو بلا کر سیٹھ کی راہٹ تڑوا ڈالی۔ نصف لکڑیوں کا ڈھیر اس شرط پر دے دیا کہ لکڑیوں کا ایک گٹھا وہ یومیہ سیٹھ کے گھر پہنچاتا رہے گا۔ سیٹھ لوٹا تو گھر کا نظام چلتا دیکھ کر حیران رہ گیا۔ ایک دن مہمانوں کو ساتھ لے کر ''کھوہ'' پر گیا تو راہٹ ندارد۔ مویشیوں کو تلاش کیا تو سب مفقود، پریشان ہو کر نئے ملازم سے پوچھا۔ اس نے صاف صاف بتا دیا کہ تمہارا مال تمہارے گھر پہنچتا رہا ہے۔ اب سیٹھ کی آنکھ کھلی اس بار تو اسے لینے کے دینے پڑ رہے تھے۔ سیٹھ گھبرا گیا۔ دل میں اسے کھٹک رہا تھا کہ کوئی نیا نقصان نہ ہو جائے۔ ایک دن بہت معزز مہمان آ گئے نئے ملازم کو کہا کہ گھر میں کھانے کا انتظام کرائے اس نے سیٹھ کی بیوی کو جا کر کہا کہ سیٹھ صاحب کہتے ہیں۔ کھانا ہرگز نہ پکایئے سب کا کھانا باہر سے آئے گا۔ کھانے کے وقت سیٹھ انتظار کرتے کرتے اکتا گیا۔ گھر سے معلوم کروایا پتہ چلا کہ کھانا تو پکا ہی نہیں ہے۔ بس پھر کیا تھا غصہ میں پاگل ہو گیا۔ اوپر سے نئے ملازم نے بیوی کے خلاف لگائی بجھائی کی۔ بیوی پر سیٹھ کو سخت غصہ آ رہا تھا۔ اس نے سیٹھ کو کہا جناب آپ کی بیوی اب تنور گرم کر رہی ہے۔ معلوم نہیں کب روٹیاں لگائے گی اور کب کھانا شروع ہو گا۔ آپ کی عزت کو تو اس نے خاک میں ملا دیا۔ جو لوگ دوسروں کے کانوں سے سننے اور دوسروں کے ذہنوں سے سوچتے ہیں۔ ان کے فیصلے دوسروں کے مفادات کی راہ ہموار کرتے ہیں۔ سیٹھ نے جوش غضب میں کہا۔ دفعہ کرو اب اس کو اٹھا کر تنور میں ڈال دو۔ اب تنور گرم کرنا میرے کس کام کا۔ نئے ملازم نے گھر جا کر اس کی بیوی کو اٹھا کر جلتے ہوئے تنور میں پھینک کر نذر آتش کر دیا۔ ایک بار سیٹھ کا بچہ روتا ہوا محفل میں آیا اس نے نئے ملازم کے ذمہ لگایا کہ اس کو پیشاب کرا لائے۔ محفل سے دور ہو کر ملازم نے بچے کو دھمکی دی خبردار اگر پیشاب کیا تو پیٹوں گا۔ تھوڑی دیر گزری کہ بچہ روتا ہوا جا پہنچا اور بولا۔ ابا مجھے پیشاب آیا ہے۔ ہر بار ملازم کو اس کے ساتھ بھیج دیتا مگر بچے کی مشکل آسان نہ ہوتی۔ وہ باپ کے پاس پلٹ آتا۔ بار بار کی مداخلت سے ایک دفعہ تو سیٹھ چڑ گیا اور اس نے ملازم کو کہا کیا دیکھتے ہو لے جاؤ اس نالائق کو اور اس کی گردن دبا کر چیخ و پکار ختم کرو۔ میں تنگ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آ گیا ہوں اس شور سے نئے ملازم نے گردن بھینچ کر سیٹھ کے لڑکے کو ابدی نیند سلا دیا۔ بیوی اور بچے کی موت کے بعد سیٹھ کا گھر اجڑ گیا۔ اس نے جان لیا کہ ملازم شیطان صفت آدمی ہے اور جتنی جلدی ہو سکے اس سے چھٹکارہ حاصل کرنا چاہیے۔ دوسرے روز معاہدے کی رو سے سیٹھ نے اپنی ناک کٹوالی اور نئے ملازم کو جواب دے دیا۔ جاتے ہوئے تاجر نے سیٹھ کو اس کی کٹی ہوئی ناک دکھا کر گزشتہ ملازم کے ساتھ ہونے والا ظلم یاد دلایا۔ اس دن سیٹھ پر ظاہر ہوا کہ وہ محض اپنے بھائی کا انتقام لینے آیا تھا۔ تاجر نے جاتے ہوئے سیٹھ کو کہا ''مقدر انسان کے ہاتھوں کی کمائی ہے۔''

احمد خاں ڈاکو اور ملوک شہزادی

بات یہ ہے کہ سائیں کے دو بھائی تھے احمد خان اور محمد خان۔ وہ مول کی ماڑیوں والے تھے۔ خان پور سے دس میل پر مول کی ماڑیاں ہیں۔ ان کا والد فوت ہو گیا تھا۔ جب دونوں لڑکے بڑے ہو گئے تو ماں نے کہا جاؤ اور روزی کا سامان کرو۔ وہ بولے ماں ان دنوں بیکانیر میں روزگار بہت ہے۔ ہمیں اجازت دو ہم وہاں جا کر قسمت آزمائیں گے۔ اجازت ملتے ہی وہ ''روٹی سلوٹی'' ساتھ لے کر روانہ ہو گئے۔ ''ویندے وگدے، ویندے وگدے'' یعنی چلتے چلتے وہ دوپہر کے وقت ڈراور پہنچ گئے۔ وہاں سے چلے تو ''ساھن آلے ٹوبھے'' پر آ کر دم لیا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ اونٹوں کی قطار آ رہی ہے۔ اونٹ سوار ٹوبھے پر آ کر رک گئے۔ معلوم ہوا محمد شفیع نامی ایک شخص ان کا کرتا دھرتا ہے اور وہ لوگ کسی کڑاڑ کا سامان بیکانیر لے جا رہے ہیں۔ طے یہ پایا کہ دونوں بھائی ان کے ساتھ چلیں گے۔ دوسرے دن احمد خان اور محمد خان اس قافلے کے ساتھ روانہ ہوئے۔ شام سے ذرا پہلے بیکانیر کے قریب پہنچ گئے۔ قافلہ وہیں رک گیا۔ محمد شفیع نے دونوں بھائیوں کو بتایا کہ بیکانیر صرف ایک میل کے فاصلے پر ہے۔ دور سے شہر کی حدود دکھائی دے رہی تھی۔ محمد شفیع اور اس کے ہم سفر وہیں ٹھہر گئے کیونکہ سویرے منڈی میں انہوں نے مال پہنچانا تھا۔ البتہ احمد خان اور محمد خان نے رات بیکانیر بسر کرنے کی ٹھانی۔ تاکہ مزدوری ملنے کے امکانات کا جائزہ لیں۔ کھانا تو انہوں نے ایک بوڑھی عورت کے تنور سے کھایا لیکن اس عورت کے بتانے پر کہ رات کے قیام کا اس کے پاس کوئی بندوبست نہیں وہ بہت فکر مند ہوئے۔ لوگوں سے مزدوری کی شرح معلوم کی تو وہ صرف ایک روپیہ یا سوا روپیہ تھی۔ محمد خان جو چھوٹا تھا۔ اس نے بھائی سے کہا قسمت ہمیں یہاں تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لے آئی ہے کیوں نہ راجہ کے محل میں نقب لگائیں۔ احمد خان نے سوچا مزدوری کی اجرت اتنی کم ہے کہ اس سے نہ اپنا پیٹ بھرے گا اور نہ گھر بھیجنے کے لئے کچھ بچا سکیں گے۔ آخر دونوں راجہ کے محل میں نقب لگانے پر متفق ہو گئے۔ جب تک لوگوں کی چہل پہل رہی وہ محل کی فصیل کے ساتھ جھاڑیوں میں چھپ کر بیٹھے رہے۔ آدھی رات ہونے کو آئی تو احمد خان نے گھوڑے کے تلے کے ساتھ فصیل میں نقب لگا کر راستہ بنالیا۔ دونوں اندر پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں شہزادی گہری نیند سو رہی ہے۔ دیواروں پر تلواریں اور کرچیں آویزاں ہیں۔ یہی راجوں کے محلات کی زیب و زینت کا اصول ہے۔ دونوں نے پہلے اپنے آپ کو اسلحہ سے لیس کیا۔ احمد خان نے کہا جی چاہتا ہے کہ شہزادی کو اٹھا کر لے چلیں۔ محمد خان نے کہا زر و جواہر تو لے لوتا کہ اس شہزادی کی ضروریات کو پورا کر سکیں۔ دونوں نے توشہ خانہ سے مال اسباب لوٹا اور پھر شہزادی کا پلنگ اٹھا کر محل سے باہر ایک تالاب پر لے آئے۔ محمد خان نے تجویز پیش کی کہ اصطبل سے دو برق رفتار شاہی گھوڑے لانے چاہئیں تاکہ سفر کم سے کم وقت میں طے ہو جائے۔ احمد خان چوکیدار سے نظریں بچا کر دو گھوڑے لے آیا۔ گھوڑوں کی چاپ سن کر شہزادی کی آنکھ کھل گئی۔ وہ مدد کے لئے چلانے ہی والی تھی کہ احمد خان نے ایک زوردار تھپڑ اس کے نازک رخسار پر رسید کر دیا اور تلوار میان سے نکال کر قتل کر دینے کی دھمکی دی۔ دونوں بھائی شہزادی کو ساتھ لئے گھوڑے پر سوار ہوئے اور بجلی کی تیزی کے ساتھ منزل کی طرف بڑھنے لگے۔ پو پھٹنے سے پہلے وہ خان پور سے چار میل دور ایک ذخیرہ میں پہنچ گئے۔ جنگل میں دن بھر چھپے رہے کہ لوگوں میں چرچا نہ ہو۔ رات ہوئی تو گھر کی طرف چل دیئے۔ دروازے پر دستک دی اور ماں کو پکارا۔ ماں نے دروازہ کھول کر خوشی خوشی گلے لگا لیا۔ محمد خان نے بتایا ماں یہ مال و اسباب ہم لائے ہیں اور یہ احمد خان کی ہونے والی بیوی بیکانیر کی شہزادی ہے۔

ماں نے کہا بیٹو! بہادر کبھی عورت پر ظلم نہیں کرتا۔ کوئی بات شہزادی کی منشا کے خلاف نہ کرنا۔ اگر شہزادی احمد خان کو پسند کرتی ہے تو پہلے اسے اسلام قبول کرنا ہو گا پھر باقاعدہ اس کا نکاح پڑھوائیں گے۔ ماں نے تلقین کی ''بیٹا اس وقت تک شہزادی کو امانت سمجھنا''۔ احمد خان نے ماں کی نصیحت کو پلے باندھ لیا۔ اب کیا تھا شہزادی گھر پر رہنے لگی۔ دولت تو چھپ سکتی ہے لیکن جوان لڑکی کا گھر میں چھپنا ممکن نہیں۔ اس ڈر سے کہ لوگوں میں طرح طرح کی قیاس آرائیاں نہ ہوں احمد خان شاہی گھوڑے پر سوار ہوا دوسرے پر شہزادی کو بٹھایا اور اپنے باپ کے دوست الٰہی بخش بلوچ کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاس علاقہ رجحان چلا گیا۔ اپنے ساتھ اس نے صرف پچیس ہزار روپے رکھے باقی ماں اور بھائی کے سپرد کر دیئے۔ الٰہی بخش نے اس کی خاطر مدارت کی اور کسی قسم کی تکلیف نہ ہونے دی۔ احمد خان چھ ماہ یہاں رہا وہ سب کو تحائف دیتا اور خوش کرتا۔ شہزادی اس کے ساتھ تھی مگر اس نے ماں کی نصیحت کے تابع کبھی اس کو میلی آنکھ سے نہ دیکھا تھا۔ جب پورے چھ ماہ ہو گئے تو اس نے گھر کی راہ لی۔ آتے ہوئے ایک شاہی گھوڑا اچھا الٰہی بخش کو تحفتاً پیش کیا اور شہزادی کو اپنے پیچھے بٹھا کر گھر واپس پہنچا تو گھر کا نقشہ ہی بدل چکا تھا۔ کچے مکان کی جگہ محل تعمیر ہو چکا تھا اور ہر طرف شہزادی کے محل کی طرح فانوس جل رہے تھے۔ احمد خان کی ماں نے ایک تجربہ کار کڑاڑ (کھتری) کے ذریعے یہ تعمیر کروائی تھی جو اس کے مرحوم شوہر کا دوست تھا اور اس نے مشورہ دیا تھا کہ آپ یہ مشہور کر دیں کہ میں یہ قرض لے کر بنوا رہی ہوں۔ بہر حال یہ سارا کام انتہائی رازداری میں بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ انجام پایا تھا۔

نئے محل میں احمد خان اور شہزادی ہنسی خوشی رہنے لگے ایک رات موقع پا کر شہزادی نے بھاگنے کا ارادہ کیا۔ وہ باہر آئی تو محافظ کو کھڑا پایا۔ کہنے لگی دو گھوڑوں پر زین کس دو میں اور احمد خان ''روہی'' میں شکار کے لئے جائیں گے۔ محافظ دو گھوڑے تیار کر کے لے آیا تو ایک پر خود سوار ہو گئی اور محافظ کو کہا احمد خان کو بلا لاؤ۔ وہ محل کے اندر داخل ہوا تو شہزادی نے گھوڑے کو ایڑ ھ لگائی اور یہ جا وہ جا۔ صحرا کے درمیان پہنچی تو آدھی رات ادھر تھی اور آدھی رات ادھر۔ اسے راستہ معلوم نہ تھا۔ اتنے میں اس نے اونٹوں کے ''گھنڈ'' سنے۔ اس نے نگاہیں اس طرف موڑ لیں۔ قافلہ قریب آیا تو اس نے بیکانیر کا راستہ پوچھا۔ شہزادی نے ''موھل'' لپیٹ کر مردوں کی شکل بنا رکھی تھی۔ تاکہ کوئی پہچان نہ سکے۔ وہ راستہ جو سیدھا جاتا تھا قریب تھا۔ وہ معلوم کرتے ہی اس راستہ پر گھوڑے کو سرپٹ دوڑانے لگی جب اس نے تین چوتھائی سفر طے کر لیا تو تھکان سے اس کا برا حال ہو گیا۔ ایک ٹوبھے پر پہنچی تو کھیس زمین پر بچھا کر لیٹ گئی۔ نیند انسان کو غلام بنا لیتی ہے۔ بس لیٹتے ہی اس کی آنکھ لگ گئی۔ صبح جب وہ جاگی تو اس نے گھوڑے کی ''کڑکاٹ'' اور ''ھینکر'' ہنہنانے کی آوازیں سنی۔ اس نے گردن گھما کر دیکھا تو احمد خان سر پر کھڑا تھا۔ ''شہزادی'' اس نے کہا۔ بغیر اطلاع دیئے آپ کو چلے آنا زیب نہ دیتا تھا۔ شہزادی زخمی شیرنی کی طرح تلملائی۔ احمد خان قریب مت آنا ورنہ تمہارا کام تمام کر دوں گی۔ مگر احمد خان اس دھمکی کی پرواہ کئے بغیر شہزادی کے قریب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آ گیا۔اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا،شہزادی نے تلوار سونت لی۔احمد خان جواب تک شہزادی کی محبت میں گرفتار ہو چکا تھا۔زبردستی کرنے پر آمادہ نظر نہ آتا تھا۔تلوار کے پے در پے وار کر کے شہزادی نے اسے زخموں سے چور کر دیا۔وہ بے دم ہو کر زمین پر گر پڑا۔شہزادی جست لگا کر گھوڑے کی پیٹھ پر بیٹھ گئی اور یہ کہہ کر رخصت ہوگئی کہ کچھ دن تیرے دستر خوان پر کھانا کھایا ہے اس لئے میں تیرا سر تن سے جدا نہیں کروں گی۔کتنی دیر احمد خان خون میں لت پت وہیں پڑا رہا۔پھر ایک قافلہ وہاں اترا تو اس کی ہلدی پٹی کی گئی۔قافلے والوں کی مہربانی سے وہ بیکانیر پہنچا۔ایک ماہر معالج کے ہسپتال میں داخل ہو گیا۔وہیں پر دوسرے مریضوں میں ایک مریض ایسا بھی تھا جس کی بوڑھی ماں راجہ کے محل کی صفائی پر مامور تھی۔ایک روز ماں بیٹے کو ملنے آئی تو احمد خاں نے اس سے شہزادی کا ذکر چھیڑ دیا۔بوڑھی نے بتایا کہ شہزادی کو ڈاکو اٹھا کر لے گئے تھے۔مگر اب وہ ان سب کو قتل کر کے لوٹ آئی ہے اور پرسوں اس کی شادی جودھ پور کے شہزادے سے ہو رہی ہے۔پیسہ ہر مرض کا دارو ہے۔احمد خان نے یہ خبر سنی تو بڑھیا کے ہاتھ پیسوں سے گرم کر دیئے اور صاف صاف بتا دیا کہ شہزادی کو لے جانے والا ڈاکو وہ خود ہے اور منت کرنے لگا کہ کسی طور پر ایک بار مجھے محل کے اندر لے چلو۔بڑھیا احمد خان کو برقع اوڑھا کر محل کے اندر لے گئی۔شہزادی سہیلیوں میں گھری بیٹھی تھی اور سہیلیاں گانے بجانے میں مصروف تھیں۔احمد خان برقع اوڑھے پیچھے جا کر بیٹھ گیا۔عورتیں ہنسنے لگیں عجیب خاتون ہے۔عورتوں سے بھی پردہ کر رہی ہے۔بڑھیا سے ہر ایک نے پوچھا کون ہے یہ؟وہ کہتی رہی شہزادی کی سہیلی ہے مگر بہت شرمیلی ہے۔بڑھیا نے سوچا احمد خان کو شاید شہزادی بھی دل سے چاہتی ہوگی۔دونوں کو ملا کر اس کا مقام اور بھی اونچا ہو جائے گا۔شہزادی نے جب اس کی توجہ برقع پوش کی طرف دیکھی تو اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کے پاس آئی اور پوچھا تو کون ہے۔احمد خان نے ہاتھ کے اشارے سے شہزادی کو پہلو میں بٹھایا اور نقاب کا ایک کونہ ہٹا کر شہزادی کو اپنا چہرہ دکھایا۔شہزادی کے تن بدن میں آگ لگ گئی مگر اس کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ کیا کرے۔ہنگامہ کرے تو اپنی بدنامی ہے اور اگر تماشائی بن کر دیکھتی رہے تو بات آگے بڑھ جانے کا خطرہ ہے۔اس نے بڑھیا کو کہا میری سہیلی کو باغ میں لاؤ۔احمد خان بڑھیا کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔باغ میں پہنچ کر غضبناک شہزادی نے دو سو جوتیاں گن کر بڑھیا کے سر پر دے ماریں اور دربانوں کو آوازیں دینے لگی۔احمد خان نے جب یہ منظر دیکھا تو کہا کہ اب کے تو فرار ہوتے ہی بنے گی۔وہ اس بار

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غائب تو ہو گیا لیکن کچھ حاصل کیے بغیر۔ احمد خان چاہتا تھا کہ ایک بار اور شہزادی کا دیدار نصیب ہو جائے مگر اس بار بڑھیا کو شیشے میں اتارنے کے لئے بہت سارے روپے دینے پڑے۔ بڑھیا بے چاری تھی حرص کی ماری پھر اس کے جھانسے میں آ گئی۔ احمد خان نے درخواست کی کہ کسی طرح بارات اترنے کی جگہ اسے لے چلے۔ جودھ پور روانہ ہونے سے پہلے بارات ''نولکھا باغ'' میں رات بھر کے لئے رکنی تھی۔ رخصتی والی رات بڑھیا احمد خان کو نولکھا باغ میں لے گئی اور شہزادی کی بارہ دری کے پاس جھاڑیوں میں چھپا آئی۔ اس بار احمد خان تلوار اور کھانے کا سامان ساتھ لے گیا تھا۔ انتظار دردانگیز ہوتا ہے اور یہ انتظار بھی عجیب تھا جس کے خاتمے پر احمد خان کے ارمانوں کا خون ہونا تھا۔ شادی کی رسومات ادا ہو چکیں تو ڈولی اٹھی اور نولکھا باغ میں لائی گئی۔ بارہ دری میں مسہری لگی ہوئی تھی۔ جب دولہا دلہن کا آمنا سامنا ہوا تو تھوڑی دیر کے لئے دونوں خاموشی سے ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔ احمد خان سانس روکے یہ منظر دیکھ رہا تھا۔ جودھ پور کے شہزادے کے چہرے پر یک لخت غصے اور نفرت کے جذبات ابھرے اور اس نے گردن دوسری طرف موڑی اس پر دلہن حیران رہ گئی اسے دھچکا لگا۔ احمد خان چھپ کر دیکھ رہا تھا۔ وہ حیران تھا۔ میرے اللہ یہ ماجرا کیا ہے؟ سہاگ رات کوئی یوں بھی مناتا ہے۔ یکا یک جودھ پور کا شہزادہ چنگاڑھا۔۔۔ میں نے یہ شادی پتا جی کے مجبور کرنے پر کی ہے ورنہ تو میرے لائق نہیں ہے اس لئے کہ تو غیر مردوں کے ساتھ راتیں بسر کر کے آئی ہے۔ یہ سن کر شہزادی کو غصہ آ گیا۔۔ بولی! میرا دامن پاک ہے۔ مگر شہزادہ رٹ لگائے جاتا تھا کہ ''جا او بھٹی ہوئی'' ناپاک عورت۔ اس پر شہزادی کا دل ٹوٹ گیا۔ اس نے ایک سرد آہ بھری اور کہا تجھے کیا معلوم احمد خان کتنا صاحب کردار تھا۔ تیرا ذہن جتنا گندا ہے اس کا کردار اتنا ہی اونچا تھا۔ ہائے میں نے اس کی قدر نہ کی۔ احمد خان آج تم یہاں ہوتے تو میری یہ ناقدری نہ ہونے دیتے۔ بس پھر کیا تھا۔ یہ فقرہ سنتے ہی احمد خان جنگلی چیتے کی طرح جھاڑیوں سے برآمد ہوا اور تلوار فضا میں لہرا کر للکارا۔ ''شہزادی حکم کر غلام حاضر ہے۔'' شہزادی نے کہا دیکھتے کیا ہو اس گستاخ کا کام تمام کرو۔ احمد خان کے ایک وار سے شہزادے کی گردن کٹ کر تن سے جدا ہو گئی۔ احمد خان نے وہیں گڑھا کھود کر جودھ پور کے مقتول شہزادے کو دفن کر دیا اور سویرا ہوتے ہی خود اس کے کپڑے پہن کر بارات لے کر شہر کی حدود سے باہر آ گیا۔ آتے ہوئے شہزادی اپنی نوکرانی ''سوہنی'' کو جو منہ چڑھی تھی، ساتھ لے آئی۔ بارات کو آگے چلنے کو کہا گیا اور بتایا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ دولہا اور دلہن پیچھے آئیں۔ احمد خان، شہزادی اور سوہنی پیچھے "مار" کے اونٹوں پر سوار تھے۔ چلتے وقت سب زیورات اور اسباب سوہنی نے اٹھا لئے۔ بارات جب شہر کی حدود سے باہر نکلی تو تینوں نے اپنے اپنے اونٹوں کو ایڑ لگا دی اور دوسرے راستے پر آگے بڑھنے لگے۔ وہ اونٹ روہی کا گھی پلا پلا کر پالے گئے تھے۔ ہفتوں کے فاصلے دنوں میں طے ہو گئے دیکھتے ہی دیکھتے خان پور کی موہل کی ماڑیاں دکھائی دینے لگیں۔ ماں اور چھوٹے بھائی نے ان کا استقبال کیا۔ چھوٹے بھائی نے کہا "حال ڈے حال سناؤ" احمد خان نے جواب دیا۔ ایک گئی تھی دو لے آیا ہوں"۔ پھر احمد خان نے محمد خان سے کہا۔ سوہنی تمہاری بیوی بنے گی اور شہزادی میری، قاضی کو بلایا گیا۔ اس نے پہلے دونوں کو مسلمان کیا اور پھر دونوں کے نکاح پڑھ دیئے۔

بس سائیں وہ وہاں خوش۔ ہم یہاں خوش۔

لالچی اندھے

کسی ویران جگہ پر ایک مسجد تھی۔ وہاں دو اندھوں نے قبضہ جما لیا اور مل جل کر رہنے لگے۔ یہ مسجد کئی بستیوں کے راستے پر واقع تھی اس لئے خیراتیں صدقے اور نیازیں ان اندھوں کے پاس کثرت سے آتی تھیں۔ ایک بار کوئی مسافر ادھر سے گزرا بے چارہ عید گزارنے گھر جا رہا تھا۔ مسجد کے قریب پہنچا تو رات پڑ گئی۔ اس نے سوچا کیوں نہ رات مسجد میں بسر کی جائے۔ اس ارادے سے وہ مسجد میں داخل ہوا۔ اندھوں نے قدموں کی چاپ سنی تو پوچھا کون ہے۔ اپنا تعارف کراتے ہوئے مسافر نے رات مسجد میں گزارنے کی اجازت چاہی اندھوں نے انکار کر دیا۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ مسافر الماری میں رکھے ہوئے طرح طرح کے کھانوں میں شریک ہو۔ یہ کھانے عید کی نذر نیاز کے طور پر آئے تھے۔ مسافر بھوکا تھا اس نے الماری میں پڑے ہوئے کھانوں کی خوشبو سونگھ لی تھی۔ اندھے ترش رو ہو کر اسے بھگا رہے تھے۔ کہتے تھے یہ مسجد ہے کوئی سرائے یا ہوٹل نہیں۔ رات قیام کرنا ہے تو کچھ فاصلہ پر ایک بستی ہے وہاں چلے جاؤ ادھر کسی نمبردار کے ڈیرے پر رات بسر کر لینا۔ مگر وہ بار بار التجا کر رہا تھا کہ اس کو ٹھہرنے کی اجازت دے دی جائے۔ اندھوں کے مسلسل انکار کی وجہ سے مسافر چڑ گیا اس نے دل میں فیصلہ کر لیا کہ وہ وہیں قیام کرے گا۔ بظاہر اس نے اندھوں کی بات مان لی اور انہیں سلام کر کے رخصت ہو گیا۔ مگر چند

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منٹ بعد پاؤں پر پاؤں دھرتا ہوا اندر داخل ہونے کے لئے دوسرے دروازے سے لوٹ آیا اور چپکے سے ایک کونے میں دبک کر بیٹھ گیا۔ اندھے اپنی کامیابی پر قہقہے لگا رہے تھے۔ ایک اندھے نے دوسرے سے کہا "مجھے داد دو میں نے کس طرح مسافر سے پیچھا چھڑایا۔" "ورنہ وہ الماری میں رکھے ہوئے کھانے ہڑپ کر جاتا۔" دوسرے نے اس کی تائید کی "ہاں تم ٹھیک کہتے ہو" ہم ٹھہرے اندھے صبح ہونے تک معلوم نہیں مسافر کیا کچھ لے کر چلتا بنتا۔ اب کھانے کے وقت ہو چلا تھا اندھوں نے حلوے کے دو "منگر" (پیالے) نکالے اور آمنے سامنے بیٹھ کر کھانے لگے۔ مسافر اپنی جگہ سے اٹھا اور الماری کے قریب اپنی چادر بچھا کر اس پر تمام تھالیاں انڈیل لیں۔ روٹیاں، چاول، حلوہ، پھل سب اس کی چادر پر پڑے تھے۔ الماری میں رکھے ہوئے برتن خالی ہو چکے تھے۔ اندھے حلوہ کھا رہے تھے اور اپنی دانست میں مسافر کا تمسخر اڑا رہے تھے۔ جب ایک انسان دوسرے انسان پر ہنستا ہے تو تقدیر اس ہنسنے والے کو رُلا کر چھوڑتی ہے۔ جب دونوں اندھے حلوہ کھا چکے تو ایک اندھے نے الماری سے دوسری تھالی اٹھانے کے لئے اس میں ہاتھ ڈالا۔ وہاں سب تھالیاں خالی پڑیں تھیں۔ اس نے سمجھا کہ دوسرا اندھا اسے بتائے بغیر کھا گیا ہے۔ دوسرے اندھے کا ہاتھ خالی تھالیوں پر پڑا تو اس نے پہلے کو مورد الزام ٹھہرایا۔ دونوں میں تو تو میں میں شروع ہوگئی۔ مسافر چپکے چپکے اس منظر سے لطف اٹھاتا رہا۔ پھر اس نے آگے بڑھ کر ایک اندھے کے منہ پر "بُجا" مارا (ہاتھ کا پنجہ کھول کر مارنا)۔ جواباً دوسرے اندھے نے بالوں سے پکڑ کر تھپڑ رسید کر دیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے دونوں آپس میں گتھم گتھا ہو گئے۔ لڑتے لڑتے دونوں لہولہان ہو گئے۔ دونوں پیٹ کی ہوس میں مبتلا تھے اور اس مرض کا شکار ہو کر انہوں نے مہمان کی صورت میں آئی ہوئی اللہ کی رحمت کو لوٹا دیا تھا۔ اب اس کا خمیازہ بھگت رہے تھے۔

سچ ہے کہ سائیں بدی کا بیج بو کر نیکی کی فصل نہیں کاٹی جا سکتی۔ دونوں لڑ بھڑ کر سو گئے۔ مسافر بھی پیٹ بھر کر لمبی تان کر سو رہا۔ فجر کی نماز نا اتفاقی کی وجہ سے دونوں اندھوں نے علیحدہ علیحدہ پڑھی جب دن چڑھا تو مسافر نے سوچا کہ جانے سے پہلے ان سے حساب بیباق کر کے کیوں نہ جاؤں تاکہ آئندہ کبھی مسافروں کو تنگ نہ کریں۔ اس نے یک دم بلند آواز میں دونوں کو سلام کیا اس پر دونوں اندھے چونک اٹھے۔ "تم کب واپس آئے۔" دونوں اندھے ایک ساتھ بول اٹھے۔ اس نے کہا میں رات بھر یہیں تھا ہوا یہ کہ آپ لوگوں کی بدسلوکی سے دلبرداشتہ ہو کر میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں سے چلا گیا تھا۔ راستے میں ایک بزرگ مل گئے وہ بڑے اللہ والے تھے مجھے دکھی دیکھ کر انہوں نے وجہ پوچھی۔ میں نے انہیں آپ کی بداخلاقی کی بات سنائی۔ وہ جلال میں آ گئے۔ بولے میرے ساتھ چلو میں انہیں مزہ چکھاتا ہوں پس وہ بزرگ مجھے ساتھ لئے یہاں آ گئے۔ انہوں نے الماری کی ساری تھالیاں میری چادر پر انڈیل دیں اور کہا برخوردار خوب کھا میں ان کے حکم کی تعمیل کرتا رہا۔

اندھے کھسیانے ہو گئے۔ ایک کو معاً خیال آیا اور اسے نے پوچھا مجھے بُجّا (ساتھ کا پنجہ) کہیں تم نے تو نہیں مارا تھا۔ مسافر نے کہا وہ ''بُجّا'' ہاں وہ اسی بزرگ نے تمہارے منہ پر مارا تھا کیونکہ تمہاری لالچ دیکھ کر ان سے رہا نہ گیا تھا۔ اندھوں کو اب احساس ہوا کہ آنکھوں سے تو انہیں قدرت نے محروم کیا تھا۔ مگر ہوس اور لالچ نے انہیں دل کا بھی اندھا کر دیا تھا اور وہ بلا وجہ ایک دوسرے سے بدگمان ہو کر لڑتے جھگڑتے رہے تھے۔ مسافر نے کہا خدا کی مصلحت خدا ہی جانتا ہے۔ تم آنکھوں کے بغیر انسانوں پر ظلم ڈھاتے ہو اگر تمہاری بینائی ہوتی تو خبر نہیں تم کیا کرتے۔ اللہ محروم میاں اس لئے دیتا ہے کہ بندوں میں عاجزی پیدا ہو۔ اگر انسان پھر بھی نہ سنبھلے تو عذاب نازل کرتا ہے۔

''نہیں مسافر نہیں ہمیں بددعا نہ دو ہم شرمندہ ہیں۔ کبھی مسافروں کو نہیں دھتکاریں گے بلکہ خوشی خوشی ان کا خیر مقدم کریں گے اور آج سے تو ہمارا دوست ہے۔'' گلے ملنے کے لئے دونوں اندھوں نے اپنے ہاتھ پھیلا دیئے۔ مسافر ان سے گلے ملا اور اپنے سفر پر روانہ ہو گیا۔ مسافر خوش تھا کہ اللہ نے اسے دو پیڑے کی لذت کے ماروں کی اصلاح کا ذریعہ بنایا تھا۔

مومل اور میندھرا

سائیں ''مومل'' کی ماڑیاں مشہور ہیں۔ خان پور سے دس میل کے فاصلے پر ان کے آثار اب بھی موجود ہیں۔ اب تو یہ جگہ آباد ہو گئی ہے۔ کسی دور میں یہاں صرف اونچی اونچی ماڑیاں تھیں۔ شہزادی جس کا نام ''مومل'' تھا ان میں رہتی تھی۔ اس علاقے میں نہ ماڑیوں جیسی کوئی ماڑی تھی اور نہ شہزادی کے حُسن کی ثانی۔ شہزادی جب محل میں جھولا جھولتی تو جھولے کی ''لاٹ'' (روشنی) سات کوس تک دیکھی جاتی تھی۔ دور دور سے لوگ ماڑی کی شان و شوکت اور شہزادی کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حسن کو دیکھنے آتے تھے۔ ہر کوئی سوچتا کہ شہزادی کو جو حاصل کرلے گا وہ کتنا خوش نصیب ہوگا۔ مگر کئی سال گزر گئے کوئی شہزادی کو حاصل نہ کر سکا۔ مشہور تھا کہ مول شہزادی نے کچھ شرطیں مقرر کر رکھی ہیں۔ جو انہیں پورا کر دے گا اسی سے شہزادی کی شادی ہوگی۔ شرطیں اتنی کڑی تھیں کہ کوئی بھی کئی سالوں سے پورا نہیں کر سکا تھا۔ شہزادی کی ماڑیاں بڑی پراسرار تھیں۔ ان کے اندرونی حصہ میں اس نے ایک جادونگری بنا رکھی تھی۔ ساتویں منزل پر شہزادی خود رہتی تھی۔ اس سے شادی کرنے کے خواہش مند امیدواروں کو نیچے کی منزلیں طے کر کے اس کے پاس پہنچنا ہوتا تھا۔ ان منزلوں میں قدم قدم پر طلسماتی دام پھیلا دئے گئے تھے۔ امیدوار راستے میں ہی جان سے چلے جاتے کوئی پہلی منزل پر کوئی دوسری منزل پر اور کوئی تیسری منزل پر ہلاک ہو جاتا۔ مصنوعی پرندوں، جانوروں اور آرائش کی چیزوں میں شہزادی نے ایسے آلات نصب کر رکھے تھے۔ کہ دیکھنے والے دہشت سے مر جاتے یا خوفزدہ ہو کر بھاگ جاتے۔ شہزادی نے یہ سب کچھ کس لئے کیا تھا کوئی نہ جانتا تھا۔ مگر برگد کے نیچے بیٹھنے والے بوڑھے جانتے تھے کہ شہزادی کسی بہادر ذہین مرد کی تلاش میں ہے۔ یہ دونوں صفات بہت کم یکجا ہوتی ہیں۔ بہادر عمل کو اہمیت دیتا ہے۔ اور ذہین سوچنے اور اسباب تلاش کرنے کو۔ اگر کسی مرد میں یہ دونوں خوبیاں جمع ہو جائیں تو وہ لوگوں کو اپنا مطیع کر لیتا ہے۔ جاننے والے میں انتظار کا حوصلہ ہوتا ہے۔ برگد والے بوڑھے بھی اس خوشی کے لمحے کا خاموشی سے انتظار کر رہے تھے۔ جیسے جیسے ہلاک ہونے والوں کی تعداد بڑھ رہی تھی لوگوں میں شہزادی کا چرچا بڑھتا گیا۔ بڑے بڑے سورما آئے اور ہلاک ہو گئے۔

کرنی خدا کی یوں ہوئی کہ ''میندھرا'' بادشاہ کو بھی قسمت آزمائی کی سوجھی۔ ''میندھرا'' بڑا باتدبیر اور دلیر بادشاہ تھا اس نے بڑی سوچ بچار کے بعد ایک دن فیصلہ کیا کہ وہ مول شہزادی کو حاصل کر کے رہے گا۔ اس نے اپنے سیانے وزیر کو ساتھ لیا اور ''مول'' کی ماڑیوں کی طرف چل دیا۔ جب وہ منزل سے دوکوس دور تھا۔ تو ایک تالاب کے کنارے اسے دو عورتیں دکھائی دیں۔ یہ شہزادی کی سہیلی ''سومل'' اور ''کنیز'' ''ناتیر'' تھیں۔ سومل شہزادی کی ہمراز تھی۔ انسان کو ایک نظر دیکھ کر بھانپ لیتی تھی۔ میندھرا بادشاہ کو سفید اونٹ پر سوار آتے دیکھ کر سومل نے ''ناتیر'' سے کہا لگتا ہے یہ شخص شہزادی کو حاصل کر لے گا۔ میندھرا نے اونٹ کو دوبارہ باندھا اور ان عورتوں کے پاس آیا۔ وزیر پیچھے پیچھے تھا۔ میندھرا نے اپنے آنے کا مقصد ظاہر کیا اور مول شہزادی کے بارے میں سوال

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا''سول'' پہلے سے منتظر تھی اس نے کہا''آؤ میں تمہیں اس کے پاس لے جاتی ہوں۔'' بخت والے بادشاہ قدم اٹھانے سے پہلے کئی بار سوچتے ہیں۔ میندھرا نے وزیر کو سول کے ساتھ جانے کا اشارہ کیا۔ میندھرا نے کہا ہم وزیر کے واپس آنے تک اپنی ملاقات ملتوی کرتے ہیں۔ سول وزیر کو لے کر ماڑی میں پہنچی۔ وزیر تجربے اور عقل میں بے مثل تھا مگر عورت کے غزدے اور نخرے کیا ستم ڈھاتے ہیں۔ اس کی اسے کم ہی خبر تھی۔ وہ جادو کی اشیاء خوفناک پرندوں اور ڈراؤنے جانوروں کے مناظر دیکھ کر بھی نہ گھبرایا۔ مگر آخری منزل پر پہنچ کر سول کا وار اس پر چل گیا۔ سول نے اس کی گردن میں باہیں ڈال دیں اور پیار سے ایک پلنگ پر بیٹھنے کی درخواست کی وزیر پلنگ پر کیا بیٹھا نظروں سے ہی غائب ہو گیا۔ چادر کے نیچے کچے دھاگے بنے ہوئے تھے اور نیچے گہرا کنواں تھا جس میں سول نے زہریلے سانپ اور بچھو چھوڑ رکھے تھے۔ وزیر کی بس ایک چیخ سنائی دی اور وہ ہمیشہ کے لئے موت کے منہ میں چلا گیا۔ میندھرا نے تالاب کے کنارے دوسرے دن تک اس کا انتظار کیا اور پھر خود حالات معلوم کرنے مول کی ماڑی آ پہنچا۔ سول نے دروازہ کھول کر اس کا استقبال کیا اور جھوٹ موٹ وزیر کو ڈھونڈنے لگی۔ اس آفت کی پرکالا نے میندھرا سے پوچھا آپ کا وزیر ساتھ نہیں آیا۔ وقت سے پہلے راز کہہ دینے والا ناکام ہوتا ہے۔ میندھرا بولا۔ سول اس بات کا جواب تم مجھ سے بہتر جانتی ہو۔ قصہ مختصر یہ کہ''میندھرا'' بھی سب آزمائشوں میں کامیابی سے گزر گیا اور سول نے اپنی پرانی ترکیب دوبارہ آزمانی چاہی۔ میندھرا عورتوں کے مکر کو خوب سمجھتا تھا۔ سول نے حسب معمول بڑی دلنواز اداؤں سے میندھرا کو دیکھنا شروع کیا۔ اس کی ادائیں اور التفات ایسے تھے کہ کافر کا دل بھی موم کر دیں۔ میندھرا نے پوچھا سول حکم کرو میں تیری کیا خدمت کروں۔ دشمن کی خواہش معلوم کرنا دشمن کے وار سے بچ جانے کے مترادف ہے۔ سول نے کہا ''جی چاہتا ہے کہ بس اس بستر پر بیٹھ جاؤ اور میں تمہیں دیکھتی رہوں۔'' میندھرا سمجھ گیا کہ یہ بستر نہیں بلکہ کوئی اور بلا ہے۔ اس نے تلوار کی نوک سے بستر کی چادر کو اوپر اٹھایا۔ دھاگے، کنواں اور وزیر کی لاش دیکھ کر شیطانی چال کی حقیقت سمجھ گیا۔ اس نے بالوں سے سول کو پکڑا۔ اس زور سے جھنجھوڑا کہ اس کی چیخیں نکل گئیں میندھرا تلوار کی دھار سول کی شہ رگ کے قریب لا کر بولا''شہزادی کا پتا بتا دو ورنہ ابھی تمہارا کام تمام کر دوں گا۔''ابھی بتاتی ہوں، ابھی بتاتی ہوں۔ میرے بالوں کو تو چھوڑو۔ میندھرا نے گرفت چھوڑتے ہوئے کہا۔ بتاؤ۔ سول بولی۔''میندھرا مجھے پہلے سے معلوم تھا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ تم بازی جیت لو گے۔ وہ سامنے زنجیر لٹک رہی ہے، اسے کھینچ دو اور شہزادی مومل اپنی خوابگاہ سے باہر آ جائے گی۔" جو ہار مان لے اس کی تذلیل کرنے سے کیا فائدہ۔ مینڈھرا نے سومل کو چھوڑا اور فتح و مسرت کے جذبے سے دوچار ہو کر زنجیر ہلا دی۔ شہزادی نے جھانک کر باہر دیکھا اور پھر دھیرے دھیرے اترتی مینڈھرا کے قریب آ گئی۔ مینڈھرا☆ کو یوں لگا جیسے آسمان کا چاند زمین پر اتر آیا ہو۔ دونوں کی شادی ہوگئی اور وہ ہنسی خوشی رہنے لگے۔

"سائیں کہانی بہت لمبی ہے۔ آگے دونوں کو بہت سی مشکلات پیش آتی ہیں۔ مگر میں بھول گیا ہوں۔"

جگ ڈے

موج گڑھ کے مشتاق احمد پنوار نے بتایا کہ اس کے خاندان کا مورث جگ ڈے تھا۔ وہ اپنے عہد میں بہت بڑا حاکم تھا۔ اس علاقے میں جتنے پنوار قوم کے افراد ہیں۔ سب اس کی اولاد ہیں۔ جگ ڈے کے پاس بے پناہ دولت تھی۔ مگر وہ سب کچھ خیرات کر دیتا تھا۔ ایک روز بٹھانی اور کلانی دو بہنوں نے کہا جگ ڈے ہم تمہیں تب مانیں گے جب تم اپنا سر کاٹ کر ہمیں دے دو گے۔ جگ ڈے نے اپنے ہاتھوں سے اپنا سر کاٹ دیا اور تھالی میں رکھ کر ان کو پیش کر دیا۔ ایک فقیر وہاں موجود تھا۔ اس نے جگ ڈے کے سر کو دوبارہ جوڑ دیا اور اللہ کے حکم سے جگ ڈے کی زندگی برقرار رہی۔ مگر اس واقعہ کا یہ اثر ہوا کہ پنواروں کے ہاں اب بھی جو بچہ پیدا ہوتا ہے چالیس دن تک اس کی گردن پر سرخ دائرہ دیکھا جاتا ہے۔ اس کے بعد یہ نشان غائب ہو جاتا ہے۔

مہر لطیف کی دانائی

مہر لطیف دین گڑھ کا رئیس تھا۔ دین گڑھ میں "کرینہ" کا ایک ایسا درخت تھا۔ جس کے سائے میں پانچ سو آدمی با آسانی بیٹھ سکتے تھے۔ رئیس لطیف ہر روز اس کرینہ کے نیچے محفل لگاتا اور جی بھر کر لوگوں کے دکھ درد بانٹتا۔ اس کی شہرت جب حاکم کے دربار تک پہنچی تو سب درباری اس کے خلاف طرح طرح کی باتیں کرنے لگے۔ سب نے حاکم کو یہ کہہ کر بھڑکایا کہ مہر لطیف بڑا

☆۔ قصبہ سنجر پور (تحصیل صادق آباد) سے ایک میل دور مشرق کی جانب "سرواہی" کا "تھیہ" (کھنڈر) ہے جہاں کبھی قلعہ سرواہی تھا۔ کہتے ہیں مشہور لوک داستان مومل مینڈھرا کا ہیرو "مینڈھرا" اسی قلعہ سرواہی کا حاکم تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رئیس بن گیا ہے اور آپ کی پرواہ نہیں کرتا۔ حاکم نے کہا ابھی دین گڑھ چلو ہم مہر لطیف کی حقیقت جاننا چاہتے ہیں۔ حاکم کی آمد پر مہر لطیف نے بڑے تپاک سے اس کا استقبال کیا اور اسے ''کرینہ'' کے اسی درخت کے نیچے خوبصورت ''فلاسفیوں'' اور ''گیندیوں'' پر بٹھایا۔ اس نے حاکم کے اعزاز میں ایک پر تکلف ضیافت کا اہتمام کرنا چاہا مگر حاکم نے اسے اجازت نہ دی۔ حاکم نے ''کرینہ'' کے درخت کی طرف اشارہ کر کے پوچھا۔ ''مہر لطیف یہ کیا ہے؟'' وہ بولا سائیں یہ ''کرینہ'' ہے اس کی لکڑی کا ایندھن بنتا ہے اس کا پھل ''باٹا'' ہے اور اس کو ''ڈیلے'' لگتے ہیں۔ حاکم نے کہا مہر لطیف اب میں جاتا ہوں۔ اب اگلے سال آج کے دن دوبارہ آؤں گا پھر تمہاری دعوت قبول کروں گا۔ وعدے کے عین مطابق حاکم دوبارہ دین گڑھ آیا۔ ''کرینہ'' کے نیچے بیٹھتے ہی اس نے پوچھا۔ ''مہر لطیف وَل'' (یعنی پھر) مہر لطیف بولا۔ ''سائیں پھر ''ڈیلے'' پک جاتے ہیں تو ہم کھاتے ہیں۔'' حاکم خوش ہو گیا اس نے کہا مہر لطیف تم اپنی عقل کی وجہ سے رئیس ہو۔ حاکم نے مہر لطیف کو اجازت دے دی کہ وہ اپنے آپ کو رئیس کہلوائے۔ اس دن اس نے مہر رئیس لطیف کی دعوت قبول کی اور خوشی خوشی واپس لوٹ گیا۔ راستے میں حاکم کی نظر لاڑ قبیلے کی دو حسین لڑکیوں پر پڑی۔ اس وقت حاکم کی رتھ، ناگڑہ کے قریب سے گزر رہی تھی۔ حاکم کا اشارہ پاتے ہی سپاہیوں نے دونوں لڑکیوں کو اٹھا کر شاہی سواری میں بٹھا دیا اور حاکم کا قافلہ آگے بڑھ گیا ان لڑکیوں کے گھر والے پریشان ہو کر تدبیریں سوچنے لگے۔ کسی نے مشورہ دیا کہ حاکم کا کوئی تعلق دار ڈھونڈو پھر مسئلہ حل ہو گا۔ یوں ناگڑہ والے مہر لطیف کے پاس آئے۔ دور سے ناگڑہ والوں کو آتے دیکھا تو مہر لطیف نے پاس بیٹھے ہوئے لوگوں سے کہا۔۔۔ ''ایں اُٹھ کوں خیر کئے نیں'' (یہ اونٹ خیر سے نہیں آ رہا) مہر لطیف نے مزید کہا اگر سوار مطمئن ہو تو اونٹ اس طرح چلتا ہے کہ اس کے قدم زمین پر متوازن انداز میں پڑتے ہیں مگر اس اونٹ کے قدم بڑی بے ترتیبی سے پڑے رہے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے سوار کسی مصیبت میں مبتلا ہے۔ سوار نے جب اپنی بپتا سنائی تو مہر لطیف کی بات سچ ثابت ہو گئی۔ اس نے ناگڑہ والوں کو تسلی دی اور کہا حاکم کے پاس پیش ہونے کے لئے میرا آپ کے ساتھ جانا ضروری نہیں۔ بس ایک تیز رفتار اونٹ سوار کو روانہ کرو جو حاکم تک میرا پیغام پہنچا دے۔ اگر اس نے میری بات کا بھرم رکھنا ہوا تو میرا پیغام سن کر تمہارا کام کر دے گا۔

مہر لطیف کا پیغام یہ تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاکم سے کہنا رئیس مہر لطیف سلام دے رہا تھا۔

اور بعد سلام کے یہ پیغام دے رہا تھا۔

''کچا کچا کی نہ کی۔''

''لا یو پان کچی۔''

''بغا نیو بھروسوں۔''

''ہاڑوں ہوی سِک سچی۔''

''ونج مل ہوت کے۔''

(بادشاہ ہو کر کیسی کچی باتیں کرتے ہو کیوں اپنی جد کو برا شگوفہ لگاتے ہو۔ غیروں کی عزت تمہاری شان ہے۔ کس کے ساتھ یاری لگائی ہے۔ اگر دل میں عشق کی سچی تڑپ ہے تو اسے حبِ حقیقی میں بدل لے اور مالک حقیقی سے لو لگا)۔

اونٹ سوار یہ پیغام لے کر بجلی کی سرعت کے ساتھ روانہ ہوا۔ شاہی قافلہ کے قریب پہنچا تو اونٹ کی لگامیں شاہی رتھ کی طرف موڑ لیں۔ جب حاکم نے دیکھا ایک اونٹ سوار بے تابی کے ساتھ رتھ کے چاروں طرف چکر لگا رہا ہے تو اس نے رتھ روک کر اسے بلایا۔ اونٹ سوار بیباک تھا۔ اس نے ڈٹ کر مہر لطیف کا پیغام سنایا۔ حاکم نے اونٹ سوار کو کہا تم نے مجھے تین تیر مارے ہیں اور تینوں نشانے پر لگے ہیں۔ اونٹ سوار کو عزت و تکریم کے ساتھ قافلے کے ساتھ شامل کر لیا گیا۔ ڈراور پہنچ کر حاکم نے لاڑ قبیلے کی دونوں حسیناؤں کو اونٹ سوار کے حوالے کر دیا۔ ساتھ بہت سے قیمتی کپڑے اور زیورات بھی دیے اور کہا دونوں میری بیٹیاں ہیں۔ یہ ان کا جہیز ہے۔ اونٹ سوار دونوں کو لے کر خوشی خوشی ناگڑہ شہر کی طرف لوٹ گیا۔

ماسی بھیڈ

لوگوں میں مشہور ہے ''بھیڈ دا پچھو پکڑو ناں اُروار پچھا وے نہ پار'' یعنی بھیڑ کی دم پکڑو گے تو اِدھر کے رہو گے نہ اُدھر کے۔ بھیڑ نے جب اپنے بارے میں یہ سنا تو آپے سے باہر ہو گئی اس نے دل میں ٹھان لی کہ بادشاہ کے پاس جا کر یہ فریاد کرے گی اے بادشاہ ان لوگوں کو سزا دے جو یہ کہتے ہیں کہ بھیڑ کی دم پکڑنے والا کہیں کا نہیں رہتا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ ارادہ کر کے بھیڑ چل پڑی۔ بادشاہ کو پیش کرنے کے لئے اس نے درخواست لکھوائی۔ راستہ میں اس کی ملاقات ایک چوہے سے ہوگئی اس نے پوچھا خالہ بھیڑ کہاں جاتی ہو۔ بھیڑ نے ماجرا بیان کیا تو چوہا بھی رو پڑا۔ کہنے لگا خالہ بھیڑ دنیا مجھے بھی بدنام کرتی ہے۔ کہتی ہے'' چوہا نہ مارے کھڈ تے پچھے بدھے چھج'' (چوہا بل میں تو سما نہیں سکتا لیکن اپنے پیچھے چھج باندھنا چاہتا ہے۔) اس لئے میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گا۔ چنانچہ درخواست لکھوا کر چوہا بھی ساتھ چل پڑا۔ آگے گئے تو ان کی ملاقات کوے سے ہوگئی۔ کوے نے کہا تم دونوں کی طرح میرے اوپر بھی دنیا نے ایک الزام لگا رکھا ہے۔ لوگ کہتے ہیں ''گرمیکنوں کاں دی آکھ نکلدی اے'' (گری سے کوے کی آنکھ باہر نکل رہی ہے) لہذا میں بھی ساتھ چلوں گا۔ بھیڑ کی اجازت ملنے پر وہ بھی اسی کے ساتھ ساتھ اُڑنے لگا۔ ابھی کچھ ہی دور گئے ہوں گے کہ بھیڑیئے سے ملاقات ہوگئی اس نے پوچھا خالہ بھیڑ کہاں جاتی ہو۔ جواب سن کر وہ بھی ساتھ چلنے کے لئے تیار ہوگیا۔ بھیڑیے نے کہا دنیا والوں نے بلاوجہ مشہور کر رکھا ہے کہ۔۔۔ نہر دا لہو بھریا وات (بھیڑیئے کا خون آلود منہ) حالانکہ میں کبھی خون خرابا نہیں کرتا۔ بھیڑ کو اس پر ترس آ گیا اور اسے بھی ساتھ لے جانے پر آمادہ ہوگئی۔ اب یہ چاروں بادشاہ کے دربار کا رخ کئے چلتے رہے کہ ایک ڈائن نمودار ہوئی وہ بھیڑ سے مخاطب ہو کر پوچھنے لگی۔ خالہ بھیڑ سب کو ساتھ لے کر کہاں جاتی ہو۔ بھیڑ کا جواب سن کر ڈائن نے کہا تم سب سچے ہو۔ دنیا والوں سے ایک شکایت مجھے بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ بغیر کسی وجہ کے یہ بات اڑا رکھی ہے کہ ''ڈین گئی ہئی تے ڈنڈ سٹی گئی ہئی'' (ڈائن خود تو چلی گئی مگر اپنے دانت چھوڑ گئی) خالہ بھیڑ نے ڈائن کو بھی ساتھ لے لیا اور پانچوں بادشاہ کی کچہری کے قریب پہنچ گئے۔ بھیڑ نے اپنے چار ساتھیوں کو ٹیلے پر چھوڑا اور خود جا کر بادشاہ کے سامنے پیش ہوگئی۔ بادشاہ نے پوچھا تمہارا کوئی گواہ بھی ہے۔ ابھی حاضر کرتی ہوں۔ واپس ٹیلے پر پہنچی تو کیا دیکھتی ہے ڈائن کوے، چوہے اور بھیڑیئے کو کھا کر رفو چکر ہوگئی ہے۔ بھیڑ روتی ہوئی بادشاہ کے پاس پہنچی۔ بادشاہ نے جب واقعات سنے تو مسکرایا۔ اس نے کہا خالہ بھیڑ دنیا سچی ہے دیکھ لے چوہے، کوے اور بھیڑیئے نے تیری دم پکڑی تھی مگر وہ بیچارے کہیں کے نہ رہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احمد خاں کی شہادت

بہاول خاں اچھا حکمران تھا۔ مگر وہ لوگوں کی باتوں میں آ جاتا تھا۔ بہاول خاں نے اپنے تین وزیروں گو گج قریشی اور احمد خاں کو صرف لوگوں کی باتوں پر یقین کر کے قتل کروا دیا تھا۔ ہوا یوں کہ ایک مرتبہ حالات بڑے ابتر ہو گئے۔ رعایا اور درباریوں کو سخت مصیبت کا سامنا کرنا پڑا۔ تنخواہیں نہ ملنے کی وجہ سے لوگ اور بھی زیادہ پریشان ہو گئے۔ سب نے مل کر بہاول خاں کی خدمت میں شکایت پیش کی کہ احمد خاں کے غلط طرز عمل نے انہیں تباہ و برباد کر دیا ہے۔ بہاول خاں نے اسے اپنے خادموں کے ذریعے کہلا بھیجا کہ تنخواہیں فوراً تقسیم کر دی جائیں۔ لوگ پُر امید ہو کر دوبارہ احمد خاں کے پاس پہنچے اور تنخواہوں کا تقاضا کرنے لگے بہاول خاں کا پیغام بھی اسے پہنچ چکا تھا۔ جب لوگوں نے اصرار کیا تو اس نے بڑے روکھے لہجے میں ڈانٹ ڈپٹ کر سب کو واپس بھیج دیا اور ساتھ یہ بھی کہا کہ جاؤ اپنا کام کرو۔ خان نوعمر ہیں میری باتوں کی مصلحت انہیں کیا خبر"۔ خادموں نے احمد خان کے الفاظ حرف بہ حرف نواب کے سامنے دھرا دیئے۔ ساتھ ہی احمد خان کے نائبوں "عبدالکریم" اور "جمعیت رائے" کی شکایت بھی کی۔ مشتعل ہو کر خان نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ عبدالکریم منشی دربار اور جمعیت رائے خازن کو فوراً پیش کیا جائے۔ عبدالکریم اطلاع ملتے ہی چلا آیا اور خان کا اشارہ پا کر سپاہیوں نے نیزوں سے اس کا کام تمام کر دیا۔ جمعیت رائے خان کا مزاج دان تھا وہ جان بوجھ کر دیر سے پہنچا تا کہ خاں کا غصہ مدھم پڑ جائے۔ جمعیت رائے گردن میں چادر لٹکائے کانپتا ہوا دربار میں پیش ہوا۔ عرض کیا حضور میرے قتل کا حکم صادر فرمانے سے پہلے اتنا موقع ضرور فرمائیے کہ میں گزشتہ بارہ سال کا حساب کتاب کسی کے حوالے کر دوں اور یہ رقم جو میری تحویل میں ہے وصول فرمائیے یہ کہہ کر اس نے تیس ہزار کی رقم پیش کر دی۔ جمعیت رائے کی اس تجویز سے اس کی جان بچ گئی مگر احمد خاں کی طرف سے خان کا دل ابھی تک صاف نہیں ہوا تھا۔ خان نے تین افراد سید راجن بخش، کوتوال مُلّا ابراہیم اور کمال نامی درباری کو احمد خان کے پاس جانے کے لئے مامور کیا۔ تا کہ خان کا پیغام اسے سُنا دیں۔ خان نے اس پیغام میں حکم دیا تھا کہ "آج سے تمہیں معزول کیا جاتا ہے۔ آج ہی دریا عبور کر کے دوسری طرف چلے جاؤ"۔ غلام محمد خان جو احمد خان کا بہادر بھائی تھا پہلے ہی اسے کہہ چکا تھا۔ جو آفت تمہاری زبان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے نکلے ہوئے کسی قول سے ہم پر آئے گی ہم سب اس کا مردانہ وار مقابلہ کریں گے۔ اب تمہیں پیچھے ہٹنے کی ضرورت نہیں۔ وہ بھری ہوئی بندوق تانے احمد خان کی حفاظت کرنے لگا۔ دُور سے اس نے خان کے تین نمائندوں کو آتے دیکھا تو اس کے خون نے جوش مارا۔ ابھی خان کا پیغام ان بے چاروں نے پڑھ کر بھی نہیں سنایا تھا کہ غلام محمد نے گولی چلا کر مُلّا ابراہیم کو ہلاک کر دیا۔ دوسری گولی کمال درباری کو ماری وہ بھی وہیں ڈھیر ہو گیا۔ سید راجن بخش کو اس نے احترام سے یہ کہہ کر رخصت کر دیا۔ جس طرح نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تکریم ہم پر فرض ہے اسی طرح اولادِ نبی کی قدر کرنا بھی ضروری ہے۔ سید راجن شاہ نے واپس جا کر پوری روئیداد خان کے گوش گزار کر دی۔

پھر کیا تھا۔ خان آگ بگولا ہو گیا۔ سپاہ کو حکم دیا گیا کہ احمد خان کو مع اہل خانہ قید کر لیا جائے اور اس کے گھر کو منہدم کر دیا جائے۔ احمد خان اپنی نیک دلی اور وفاداری کی وجہ سے اور غلام محمد اپنی مردانگی کے باعث وہیں موجود رہے اور راہ فرار اختیار نہ کی۔ غلام محمد نے شاہی فوج کے آنے کا منظر دیکھا۔ تو مکان کے کواڑ چاروں طرف سے بند کر لئے۔ گھر کی خواتین کو اپنے ہاتھوں سے ختم کر ڈالا تاکہ وہ بے عزتی سے بچ جائیں اور خود چارپائی کھڑی کر کے ایک اونچے درخت پر چڑھ گیا۔ تنہا غلام محمد نے تین سو سپاہیوں کو ہلاک کر دیا۔

www.KitaboSunnat.com

خان جو اونچے محل سے یہ منظر دیکھ رہا تھا۔ کھڑکی سے گردن نکال کر اپنی سپاہ کو مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ سپاہیو! شرم کرو ایک اکیلا آدمی تم سے زیر نہیں ہو رہا۔ یہ سن کر سپاہیوں نے گھیرا تنگ کر لیا۔ اور گھر کی حدود میں داخل ہو گئے۔ غلام محمد موقع کی نزاکت دیکھتے ہوئے درخت سے اتر آیا اور ہاتھ میں برہنہ تلوار لئے یا علی یا علی پکارتا ہوا نمودار ہوا۔ پہلے تو کوئی مقابل آنے پر آمادہ نہ ہوتا تھا۔ آخر عبدالکریم خاں میدان میں کود پڑا اور غلام محمد پر ایک زوردار وار کر کے مقابلے کی ابتدا کر دی۔ غلام محمد نے دوسرا وار اتنا بھرپور کیا کہ عبدالکریم کے جسم کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ غلام محمد کی تلوار پر بہتے خون کی دھاریں تھیں۔ اس نے تلوار کو فضا میں بلند کیا اور اس کی زبان پر یہ کلمات جاری ہو گئے۔

اللہ کی رضا پر راضی ہو جاؤ! وہی دینے والا اور وسیلے بنانے والا ہے! جب پیر پیغمبر سب رضائے الٰہی کے تابع ہیں تو پھر دوسرے کمتر انسانوں کی کیا پیش چل سکتی ہے۔ آخر کار سپاہیوں کے جتھے نے مل کر حملہ کیا اور اسے شہید کر ڈالا۔ جب غلام محمد صحن میں داد شجاعت دے رہا تھا۔ احمد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خان اطمینان سے مکان کے اندر بیٹھا تلاوت کلام پاک میں مشغول تھا۔ سپاہی جب مکان میں داخل ہوئے تو اس نے کوئی مزاحمت نہ کی۔ احمد خاں نے خان کا نمک کھایا تھا اس لئے اس کے نمائندوں کے خلاف بھی ہتھیار استعمال کرنے کے حق میں نہ تھا۔ سپاہیوں کو آتا دیکھ کر بھی اسے ایک پل کے لئے انہیں ہلاک کر دینے کا خیال نہ آیا۔ سپاہیوں نے اسے نہتا دیکھ کر چاروں طرف سے حملہ کر دیا۔ اس وقت وہ قرآن کی آیات کا ورد کر رہا تھا۔ احمد خاں نے اسی حالت میں جام شہادت نوش کیا۔ اس کی شہادت سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ وہ اپنے اصولوں پر سمجھوتہ کرنے والا نہیں تھا اور اسے حق نمک ادا کرنے کا سلیقہ آتا تھا۔

بہاول خاں اور حاضر جواب میراثی

ایک دن نواب بہاول خاں شکار کے ارادہ سے راونہ ہوئے۔ ایک سیاہ تیتر سامنے سے اڑا تیزی سے صحرائی جھاڑیوں سے بنی ہوئی ایک جھونپڑی میں غائب ہو گیا۔ سلطان تادیر اس کی تلاش میں سرگرداں رہا۔ مگر اس کا سراغ نہ ملا۔ آخر اس کے حکم سے جھونپڑی کو جلا دیا گیا۔ ایک بڑھیا اس جھونپڑی میں زندگی کے دن گزار رہی تھی۔ خان نے ازراہ انصاف اس بڑھیا کو اجازت دی کہ وہ جھونپڑی کے جل جانے کے عوض جو چاہے مانگ لے۔ جھونپڑی کے جل جانے سے بڑھیا کی گزری ہوئی زندگی کی نامعلوم کتنی یادوں کا باغ اجڑ گیا تھا۔ دولت اس کی کھوئی ہوئی دنیا کو دوبارہ پیدا نہ کر سکتی تھی۔ اس لئے بڑھیا نے کہا مجھے کچھ نہیں چاہئے۔ میرا بیٹا ''بجڑ'' آئے گا تو جو لینا ہے لے لے گا۔ ''بجڑ'' بکریوں کے گلے چرا رہا تھا۔ خان کے جانے کے بعد جیسے ہی وہ لوٹا تو بڑھیا نے اسے قسم دے کر کہا جس نے میرا گھر جلایا ہے اگر تو اس کا سر نہ لایا تو تجھے دودھ کی دھاریں نہیں بخشوں گی۔ ماں کے حکم کی تعمیل میں ''بجڑ'' اسی وقت روانہ ہو گیا۔ اس نے شانوں پر کلہاڑی اٹھا رکھی تھی اور خان کو ڈھونڈتا پھرتا تھا۔ اس دوران راستے میں خان سے اس کا آمنا سامنا ہو گیا۔ خان گھوڑے کی پشت پر لگام تھام کر بڑے فاخرانہ انداز میں بیٹھا تھا۔ خان نے ''بجڑ'' کے سامنے دوبارہ اپنی پیش کش دھرائی اور کہا اپنے گھر کے بدلے میں تم مجھ سے جو لینا چاہو لے لو۔ ''بجڑ'' جو ماں کے فرمان کو ملحوظ رکھے ہوئے تھا۔ بولا ''مجھے صرف آپ کا سر چاہئے''۔ خان نے ازراہ مذاق کہا تو ''چلاؤ کلہاڑی'' بجڑ نے سر کا نشانہ باندھ کر کلہاڑی چلا دی۔ خان جو ایک مشاق گھوڑ سوار

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے۔تیزی سے دوسری طرف کو جھک گئے اور بجر کا وار خالی گیا۔مگر چند منٹ بعد زمین پر بجر کی لاش پڑی تھی۔خان کے حکم سے اس کو موت کی نیند سلا دیا گیا۔خان کے قافلے میں دو میراثی بھی تھے۔ جو موقع محل کی مناسبت سے بات سے بات نکالتے تھے۔ایک برملا کہہ اٹھا۔

''بجر کی جو شامت آئی۔گھر جلوایا، جان گنوائی۔''

دوسرے میراثی کا نام گپر تھا۔اس کے زبان پر یہ بول آئے۔

بجر بہادر مرتے مرتے جس نے اک وار کیا۔
دو تلواریں ہوتے ہوئے بھی خان نے نہ وار کیا۔بلکہ کھوجی کی کھال کی طرح اک سمت میں جھک جانے میں نہ عار کیا۔

پہلا میراثی کہنے لگا۔

اک ہاتھ میں باگ
دوسرے ہاتھ میں باز

گپر نے جواب دیا۔

خان ضرب مارنا چاہتے ہو تو باز اڑا کر ہاتھ فارغ کر لیتے۔

خان گپر کی باتیں سن کر ناخوش ہو گئے اور انہوں نے حکم دیا ''اسے پھانسی دے دی جائے'' جب گپر کو تختہ دار پر لے گئے تو اس نے کہا مجھے ایک بار دوبارہ خان کے پاس لے چلو میں نے ان کی خدمت میں ایک عرض داشت پیش کرنی ہے۔سپاہیوں نے حسب درخواست اسے خان کے سامنے پیش کیا۔

گپر کی زبان پر یہ سخن جاری ہو گیا۔

''اگر آپ کا ظرف دریا کی طرح گہرا ہے تو میں کمتر قابل معافی ہوں چونکہ میں ایک شوریدہ موج کے سوا کچھ بھی نہیں''۔

اگر آپ کسی بدبودار جوہڑ کا بدبودار پانی ہیں تو بے شک گپر کا مقدر سولی کی موت ہے۔

خان کو ''گپر'' کے پُر اثر الفاظ بھا گئے۔اس نے گپر کو معاف کر دیا اور خوش گفتاری کے صلہ میں شاہی عطیات سے بھی نوازا۔سچ کہا گیا ہے کہ انسان کی زبان پر اس کا مقدر گونجتا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور مقدر کا مسکن بتیس دانتوں میں ہے۔

سلطانِ دِلّی کا دورہ

بہاول خاں فرمانروا بہاول پور ایک نیک دل انسان تھے۔ رعایا کے ساتھ سخاوت انصاف اور رحمدلی سے پیش آنا ان کا شیوہ تھا۔ اولیائے کرام اور سجادگان سے ان کی عقیدت تھی۔ ان کے عہد میں سجادگان کو جاگیریں اور نقد وظائف دینے کی روایت ڈالی گئی۔ کسی کو پانچ سو اور کسی کو ایک ہزار سالانہ وظیفہ سرکاری خزانے سے دیا جاتا تھا۔ ایک بار سلطان دلی نے بہاول پور آنے کا قصد کیا۔ خان چونکہ سلطان کے ماتحت ایک امیر کی حیثیت رکھتے تھے۔ ''خان'' نے اپنا ایک درباری سید جلال الدین بخاری کی درگاہ پر روانہ کیا۔ اسے ہدایت کی گئی کہ حضرت کی اولاد اور سجادگان سے دعا کی درخواست کرے کہ سلطان دلی بہاولپور نہ آئے۔ کیونکہ اس آمد سے راجدھانی اور رعایا میں تباہی پھیل جائے گی۔ خان کا درباری تین راتیں آستانہ عالیہ پر مشغول دعا رہا۔ جب تیسری شب ہوئی تو حضرت سخی جلال الدین سرخ بخاری کو خواب میں بشارت دی گئی کہ جنوب کی طرف پختہ اینٹوں کا ایک بھٹ ہے۔ کل وہاں چلے جاؤ وہاں ہمارا ایک کمبل پوش محرم بیٹھا ہوگا۔ اسے ہمارا سلام دینا اور مشورہ لینا۔ وہ تمہارے لئے کوئی تدبیر پیدا کر دے گا۔ انہوں نے حکم کی تعمیل کی۔ جب مقررہ جگہ پر پہنچے تو صاحب السیرؒ حضرت محکم الدین سیرانی کو بیٹھے ہوئے پایا۔ صاحب السیرؒ نے ارشاد کیا۔ اس وقت سلطان دلی، لاہور کے ایک دور افتادہ مقام پر خیمہ زن ہے۔ جہاں جہاں سلطان جاتا ہے۔ بکریوں اور بھیڑوں کا ایک ریوڑ اس کے سامنے ہوتا ہے۔ اس ریوڑ میں ایک فقیر ہوگا جس کی پہچان یہ ہے کہ وہ اچھل اچھل کر چلتا ہوگا۔ اس فقیر کو ایک طرف لے جانا اور میرا یہ عریضہ اس کے حوالے کر دینا۔ ہدایت کے مطابق بہاول خاں نے گھوڑ سوار روانہ کیا۔ فقیر جب بھیڑوں کے گلّے کے سامنے نمودار ہوا تو اسے ایک طرف لے جا کر قاصد نے حضرت صاحب السیرؒ کا مراسلہ دکھایا۔ فقیر نے اس کو دیکھ کر واپس چلنا شروع کر دیا پھر بادشاہ کا حکم آیا گرمی ناقابل برداشت ہے ''واپس دلی چلو''۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہاول خاں کی نہریں

بہاول خاں نے ایک دن دربار میں بیٹھ کر فخر سے کہا۔ دیکھو میرا انتظام کتنا بہتر ہے کہ میری راجدھانی کی نہریں سردی کے موسم میں بھی بہتی ہیں۔ جب وہ سویا تو اس نے خواب میں حضرت صاحب السیر ؒ کو دیکھا۔ آپ نے کمبل اوڑھا ہوا تھا اور شانوں پر ایک پھاوڑا تھا اور نہر کے کنارے پر وہ اِدھر سے اُدھر سے ٹہل رہے تھے۔ ان کی زبان سے یہ کلمات جاری تھے۔ عزیز من تم دربار میں بیٹھ کر فخر کرتے ہو کہ نہریں تمہارے حسن انتظام کی وجہ سے چل رہی ہیں۔ اگر فقیر کی نگاہ ادھر نہ ہو تو تمہیں جلد معلوم ہو جائے گا کہ حسن انتظام کیا ہوتا ہے۔ خان بیدار ہوئے تو نقارچی نے کوچ کا نقارہ بجایا۔ خان نے سیدھا حضرت صاحب السیر ؒ کے مزار کا رخ کیا۔ اور اپنی گردن میں کپڑا ڈال کر معافی کے خواستگار ہوئے اور نذر پیش کی۔

گُناہ کا کُفّارہ

بہاول خاں[1] دیندار بھی تھا اور سخی بھی۔ اس کا دل خوف خدا سے معمور تھا۔ ایک روز کیا ہوا کہ اس نے بے خیالی میں اس وقت تھوک دیا جب اس کا رخ قبلہ کی جانب تھا۔ جونہی اسے احساس ہوا کہ اس سے انجانے میں گناہ کا ارتکاب ہوگیا ہے۔ اس نے علماء کو بلا بھیجا اور ہر ایک سے پوچھتا تھا کہ اس غلطی کا مداوا کس طرح ہوسکتا ہے۔ علماء اس کا جواب نہ دے سکے۔ آخر کار ایک دن خان نے کہا مولوی احمد کو بلاؤ وہ مجھے بتائے گا کہ کس طرح میرے دل کو سکون ملے گا۔ چنانچہ مولوی احمد کو بلایا گیا۔ مولوی احمد نے کہا کفارہ ادا کرنا ہے تو کسی نیک عمل کی ضرورت نہیں بلکہ اس کی صرف ایک صورت ہے کہ تم اپنے سر سے تاج شاہی اتار کر تھوکے ہوئے لعاب کو اپنے لبوں سے چاٹ لو۔ اگر ایسا کرو گے تو شاید خدا آپ کو معاف فرمادے۔ خاں نے مولوی کی نصیحت پر عمل کرتے ہوئے سر سے تاج اتار دیا اور فرش پر پڑی ہوئی تھوک کو چاٹ لیا۔ اس کے بعد خان کے دل کو کھوئی ہوئی چین کی دولت دوبارہ مل گئی۔

---

1 خاں۔ ریاست کا عوامی خطاب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خان نے دو بچھڑے ہوئے دِلوں کو کیسے ملایا

ایک روز خان شکار کے ارادے سے جا رہے تھے۔ جولاہوں کی ایک عورت سڑک کے کنارے سوت کات رہی تھی۔ خان کو آتا دیکھ کر اس نے اوزار پھینک دیئے اور خان کے گھوڑے کی باگیں پکڑ لیں۔ خاں نے پوچھا ''تمہیں کیا کہنا ہے؟'' وہ پہلے خاموش رہی پھر بولی ''خان صاحب اپنے دل پر ہاتھ تو رکھئے۔'' خان نے تین بار پوچھا اور تینوں بار عورت نے یہی الفاظ دہرائے۔ خان کی سمجھ میں کچھ نہ آ رہا تھا۔ انہوں نے مڑ کر لوگوں سے دریافت کیا کہ فریادی عورت کیا کہہ رہی ہے۔ لوگوں نے جواب دیا۔ ''اے غریبوں کے ہمدرد یہ عورت ایک ایسے شخص کی محبت میں مبتلا ہے جو قید کاٹ رہا ہے چونکہ یہ عورت اپنا دل اسے دے بیٹھی ہے وہ یہ سمجھتی ہے کہ خاں صاحب کا دل بھی کسی کی یاد میں دھڑکتا ہوگا۔ اس لئے آپ کو آپ کا محبوب یاد دلا کر اپنے فراق سے آگاہ کرنا چاہتی ہے۔''

خان نے حکم دیا کہ عورت کے شوہر کو حاضر کیا جائے۔ خان نے اس عورت کی علیحدگی کے تمام اخراجات شاہی خزانے سے ادا کر دیئے اور اس کے بعد حکم دیا کہ اس عورت کے محبوب کو رہا کر دیا جائے۔ جب عدت پوری ہوگئی تو خاں صاحب کے حکم کے مطابق دونوں کی شادی کر دی گئی۔ خاں صاحب نے دونوں کو کچھ رقم بھی دی تا کہ وہ اپنی زندگی آسودگی کے ساتھ گزار سکیں۔

بہاول خاں اور جولاہے

ایک مرتبہ خان ''ڈھکا'' کے مقام پر شکار کھیل رہا تھا۔ یہاں بہت سے جولاہے رہتے تھے۔ خان کے ساتھ شکار کھیلتے ہوئے جولاہوں کو موقع مل گیا۔ اور انہوں نے ایک چیتے کو مار ڈالا۔ خان نے خوش ہو کر ان سے کہا۔ ''مانگو کیا مانگتے ہو'' جولاہوں نے جواب دیا۔ آپ کی مہربانی سے ہمارے پاس سب کچھ ہے۔ اب ہمیں صرف ایک چیز کی تمنا ہے کہ ہم جس کے لئے چاہیں صرف اس شخص کے لئے سوت کاتیں۔ یہ سن کر خاں نے زوردار قہقہہ لگایا اور کہا یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ تم جاگیر کیوں نہیں مانگتے۔ جولاہوں نے جواب دیا ہمیں اس عنایت کے سوا کچھ نہیں چاہیے۔ یہ کہانی اس دور کی یاد دلاتی ہے جب زمیندار کی مرضی کے آگے بیچارے جولاہوں کی ایک نہ چلتی تھی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قریشیوں کی پُر تکلف دعوت

شیخ نور محمد اور مقبول محمد قریشی جن کی اولاد اب تھانہ قریشی کے مقام پر رہتی ہے دونوں بہاول خان کے وزراء تھے۔ ان میں سے ایک نے اپنے بیٹے شیخ حیدر بخش کی رسم ختنہ کا اہتمام کیا۔ اور بڑی دھوم دھام کا مظاہرہ کیا۔ ان دونوں کے دشمن نے خان صاحب کے کان بھر دیئے کہ دونوں وزیروں نے خزانے کو اس بے دردی سے لوٹا ہے کہ بازار میں کوئی بھی ایک پیسے کے عوض زردے کی پلیٹ نہیں دے گا۔ خان غصے سے آگ بگولا ہو گئے اور اسی وقت مقام دعوت کی طرف روانہ ہو گئے۔ قریشیوں کے بہی خواہوں نے دوڑ کر قریشیوں کو بتایا کہ خاں صاحب کیا ارادہ لے کر آ رہے ہیں۔ جب قریشیوں نے یہ سنا تو بہت پریشان ہوئے لیکن ان کے مہمانوں نے کہا تم فکر مت کرو۔ ہم یہ مسئلہ خاں صاحب سے خود ہی طے کر لیں گے۔ جب خان صاحب موقع پر پہنچے تو سب مہمان جن میں امراء بھی تھے اور سرکاری ملازمین بھی استقبال کے لئے باہر آئے۔ انہوں نے کپڑوں سے اپنے پیٹ باندھے ہوئے تھے اور چہروں پر درد شکم کے اثرات ظاہر کر رہے تھے۔ جب خاں صاحب نے ان کے کملائے ہوئے چہرے دیکھے تو اس کی وجہ پوچھی اور کہا تم اتنے زرد کیوں نظر آ رہے ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم آپ کی ہمیشہ خوشحالی کے لئے دعا کرتے ہیں۔ مگر آج کی دعوت میں آپ کے وزیروں نے ہمیں بڑا گوشت کھلا کر ہمارے ساتھ کسانوں والا سلوک کیا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ ہم بڑا گوشت نہیں کھاتے۔ اسی وجہ سے ہمارے پیٹ خراب ہو گئے ہیں اور ہم سب کو اسہال کی شکایت ہو گئی ہے۔ خان کا غصہ کافور ہو گیا اور اس نے اپنے قریشی وزیروں کو کہا کہ انہوں نے اس کے وقار کو مجروح کیا ہے۔ اس نے شاہی خزانے سے پیسے عطا کر کے مہمانوں کو اپنی طرف سے اور بھی زیادہ پر تکلف دعوت دے ڈالی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بچوں کی کہانیاں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ریکا ریکی

پرانے زمانے میں اسی نگری میں ریکا حکومت کرتا تھا۔اس کی ایک ہی بہن تھی جس کا نام ریکی تھا۔دونوں بھائیوں میں باہم پیار تھا۔ریکا جب بھی امورحکومت سے فارغ ہوتا سیدھا بہن کے پاس پہنچتا۔اسے آتا دیکھ کر بہن کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھتا۔بھائی بہن کی یہ محبت نگری کے سب لوگ جانتے تھے۔گھروں میں اس کی مثالیں دی جاتی تھیں۔جب بہن کی شادی ہوگئی تو ریکا بدستور اس کی خبر گیری کرتا رہا۔مگر ریکا شان وشوکت کا دلدادہ تھا۔اپنی دولت بڑھانے کی فکر میں اسے دوسرے علاقوں پر فوج کشی کرنی پڑتی تھی۔اس مصروفیت میں اس کی توجہ اپنی بہن ریکی کی طرف سے ہٹ گئی۔اس عالم میں اسے یہ بھی علم نہ ہوسکا کہ ریکی اس کے شہر میں بیوہ ہوکر تنگی کے دن کاٹ رہی ہے۔وہ چند دنوں کے لئے اپنے محل میں آتا اور پھر نئے سفر پر روانہ ہوجاتا۔ریکی کو خدا نے دو خوبصورت بیٹے دیئے تھے۔ان کا مستقبل سنوارنا اوران کی پرورش کرنا اس بے چاری کی زندگی کے بس دو ہی مقاصد تھے۔مگر وقت کے حاکم کی بہن ہونے کے ناتے وہ کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلا سکتی تھی۔کیونکہ ایسا کرنا اس کے دانست میں بھائی کے وقار کو دھچکا لگانا تھا۔

عسرت اور تنگی نے جب اس کو بے بس کردیا تو ایک روز وہ اپنی بھاوج کے پاس گئی اور مدد چاہی بھاوج نے بھائی بہن کے پیار اور اپنے رشتے کو نظر انداز کردیا اور اسے اس شرط پر دو روٹیاں دینے کا وعدہ لیا کہ وہ اس کے لئے چھپ کر کھانا پکایا کرے۔بھاوج ظالم بھی تھی اور چالاک بھی۔شاہی گھرانے کو اپنے کھانے میں ملاوٹ کی بڑی فکر رہتی ہے اس نے سوچا اس سے بہتر کون کھانے کی رکھوالی کرے گا۔سو ریکی ہر روز آتی اور اسی محل میں جہاں اس نے راج کیا تھا۔نوکرانی بن کر سب کا کھانا پکاتی۔اس کے صلے میں دو روٹیاں اسے ملتیں وہ اپنے دونوں بیٹوں کو کھلا دیتی۔روٹیاں پکانے کے دوران جو آٹا اڑ کر اس کی دونوں رانوں پر جمع ہوتا اس کو ہاتھ گیلا کر کے سمیٹ لیتی اور اسے کھا کر اپنی بھوک مٹا لیتی۔مائیں اپنے بیٹوں کا راج دیکھنے کی آرزو میں کئی سال دربدر کی ٹھوکروں کی پرواہ نہیں کرتیں۔ریکی بھی ماں تھی۔بھاوج نے ایک دن ریکی کے بچوں کو دیکھا تو حیران ہوئی کیونکہ وہ خوبصورت اور صحت مند تھے۔اس کے برعکس بھاوج کے بچے کمزور اور چڑچڑے تھے۔وہ حسد کی آگ میں پہلے ہی جل رہی تھی۔یہ دیکھ کر اندر ہی اندر اور سلگنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لگی۔ ریکی پر کڑی نظر رکھنے سے اسے جلد معلوم ہو گیا کہ ریکی کی اپنی زندگی کا مدار اس خشک آٹے پر ہے جو روٹیاں پکانے کے دوران اس کی رانوں پر خوان سے اڑ کر جم جاتا ہے۔ دوسرے دن جب ریکی گھر جانے لگی تو بھاوج نے اس کو سختی سے کہا کہ وہ کپڑے جھاڑ کر جائے۔ ریکی کی آنکھوں میں آنسو ابل پڑے۔ وہ گھر پہنچی تو اس کے سینے سے ایک ہوک بلند ہوئی۔ محل میں اس کا بھائی ریکا اور اس کے بچے طرح طرح کے کھانے کھا رہے تھے اور ریکی روٹی کے ایک لقمے کو ترس رہی تھی۔ اس دن ریکی اپنے آپ پر ضبط نہ کر سکی۔ اس نے بددعا دی دیکھتے ہی دیکھتے بارونق شہر غرق ہو گیا اور آج مٹی کے ڈھیر کی شکل میں موجود ہے۔ یہ مقام قصبہ قائم پور کے قریب ہے۔

ہیبل کی تھلی

گزرے دنوں کی بات ہے جہاں اب کلانچ والا ہے وہاں ہیبل نامی ملکہ حکومت کرتی تھی۔ اسے لوگوں کے معاملات سے باخبر رہنے کا جنون تھا۔ اس کیلئے اس نے ایک بلند و بالا ماڑی بنوائی جس میں بیٹھ کر وہ دور دور تک دیکھ سکتی تھی۔ ایک تو اس کا محل پہلے ہی اونچا تھا اس پر ماڑی کی تعمیر کرائی گئی تو یہ دیکھنے والوں کو اور بھی زیادہ اونچی دکھائی دینے لگی۔ اب ملکہ کو تردّد کے بغیر اپنی رعایا کی حالت کا علم ہو جاتا۔ وہ چپکے سے سب سے اوپر والے کمرے میں بیٹھ کر جھروکے کھول دیتی اور شہر کے تمام گھر اس کی نظروں کے سامنے ہوتے۔ ملکہ کے دل میں خدا جانے کیا بات تھی مگر لوگوں کو ہر وقت کھٹکا رہتا کہ کہیں ملکہ ان کے کسی عمل کی وجہ سے ناراض نہ ہو جائے۔ گھروں میں بھی ہر کوئی بے چین ہوتا۔ ہر ایک کو دھڑکا لگا رہتا کہ کہیں ملکہ جھروکے سے ان کی طرف دیکھ نہ رہی ہو۔ جب رعایا بے سکون ہو جائے تو رب قہر بھیج دیتا ہے۔ جو بادشاہ رب کی مرضی معلوم کرنے کے خواہشمند ہوتے ہیں۔ وہ محلوں میں بیٹھ کر نہیں گلیوں اور بازاروں میں آ کر رعایا کے دل ٹٹولتے ہیں۔ ایک روز ملکہ کے محل کو آگ لگ گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے یہ خوبصورت محل خاکستر ہو گیا۔ اس جگہ پر اب نہ ہیبل ہے اور نہ ہیبل کا محل۔ بس مٹی کے تودے ہیں جو لوگوں کی نظروں کا مرکز بنے ہوئے ہیں۔ آبادیوں کے لوگ اب اسے ہیبل کی تھلی کہہ کر پکارتے ہیں۔

یہ مقام کلانچ والا سٹیشن کے بالمقابل ہے اور سٹیشن سے دکھائی دیتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوئی دہار

یہ بہت پہلے کی بات ہے کہ موجودہ سوئی دہار کا سارا علاقہ ''دہار'' نامی ملکہ کی قلمرو میں شامل تھا۔ رعایا اس کی مطیع تھی اور دولت اس کی غلام وہ جو چاہتی پل بھر میں ہو جاتا۔ حاجت مند اس کے دربار میں پہنچ جاتے تو بامراد لوٹتے۔ ہر کوئی اس کے مرتبہ کو دیکھ کر رشک کرتا تھا مگر ملکہ کا دل ہر وقت اداسی میں ڈوبا رہتا۔ اس لئے کہ اس کے ہاں اولاد نہیں ہوتی تھی۔ ملکہ دہار دوسرے معاملات میں من مانی کر لیتی تھی۔ مگر یہ معاملہ ایسا تھا کہ جہاں اس کا بس نہ چلتا تھا۔ دھن دولت زروجواہر محلات اور سپاہ ظاہری دبدبے اور شوکت کے سامان تھے جو اس کی دل کی ویرانی کو ختم نہ کر سکتے تھے۔ وہ اولاد کی تمنا میں اندر ہی اندر گھل رہی تھی۔ اس کی راجدھانی میں جتنے حکیم اور وید تھے ان کی کوششیں بے سود ثابت ہوئیں۔ منتروں اور ٹونوں کا بازار ہر وقت گرم رہتا تھا۔ مگر بات نہ بنتی۔ وہ اپنے ٹوٹے ہوئے دل کا مداوا لوگوں کی دلجوئی سے کرتی۔ ہر کوئی اس کے حسن اخلاق کے گن گاتا۔ اس کی شہرت سن کر دور دور سے اہل علم جمع ہو گئے۔ ہر ہنر مند کو انعام سے نوازتی جس سے ہر ایک کا روزگار کشادہ ہو جاتا۔ اس پر بڑے بڑے ماہرین اپنے اپنے وطن چھوڑ چھاڑ کر اس کی سلطنت میں آباد ہو گئے اور لگے تدبیریں کرنے۔ جب دل کسی کی قدر و منزلت کرنے لگے تو ذہن خود بخود اس طرف جھک جاتا ہے۔ جو صاحب عقل اور دانا تھے۔ انہوں نے دوا دارو پر زور دیا مگر ان کی ساری تدبیریں ناکام ہوئیں اور کسی دوا نے کام نہ کیا۔ دوسری طرف فقیروں اور عبادت کرنے والوں نے عبادت گاہ میں بیٹھ کر صبح شام دعائیں مانگیں، دعائیں رنگ لائیں اور ملکہ دہار امید سے ہو گئیں۔ یہ خبر جنگل کی آگ بن کر ہر طرف پھیل گئی۔

ملکہ دہار نے فقیروں کی جھولیاں سونے اور چاندی سے بھر دیں۔ رعایا کا جو آدمی بھی مبارکباد دینے آتا اس کو انعامات سے نوازا جاتا۔ اس سے گھر گھر اس خوشخبری کا چرچا ہونے لگا۔ ہر ایک کی زبان پر یہی الفاظ تھے ''سوئی دہار'' ''سوئی دہار''۔ یعنی ملکہ دہار نے بچہ جنا ہے۔ ملکہ نے بچہ جنا ہے۔ اس واقعہ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ اگرچہ ملکہ دہار کے محلات اور عظیم الشان سلطنت کے آثار مٹے ہوئے کئی صدیاں بیت چکی ہیں۔ اس کے باوجود وہ سارا علاقہ اب بھی سوئی دہار کے نام سے مشہور ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈراور کا خزانہ

ڈراور کے سن رسیدہ لوگ بیان کرتے ہیں کہ ماضی کے کسی بادشاہ کا قدیم خزانہ قلعہ ☆ ڈراور کے اندر یا اس کے آس پاس دفن ہے اور اس پر ایک شیش ناگ پہرہ دے رہا ہے۔ مشہور ہے کئی سالوں سے بادشاہوں اور اور مہم جو نوجوانوں نے اسے تلاش کرنے کی ناکام کوشش کی ہے مگر یہ کسی نصیب والے کو ملے گا۔ یہ خزانہ اتنا بڑا ہے کہ جس حکمران کو مل گیا اس کی کئی پشتیں سکون سے راج کریں گی۔ ایک بزرگ کا کہنا ہے کہ عباسی خاندان کی ساتویں پشت میں یہ باہر نکلے گا۔ کہتے ہیں جب ڈراور کے قلعہ کا محاصرہ کیا گیا تو قلعہ کا حاکم بھاگ کھڑا ہوا تھا۔ مسلمان سپاہ نے اس کا تعاقب کیا اور صحرا میں بہت دور اس کو جا لیا۔ مقابلہ کے دوران حاکم قلعہ اور اس کے حواریوں کو تہہ تیغ کر دیا مگر ان کی تحویل سے شاہی خزانہ برآمد نہ ہوا۔ خیال تھا حاکم قلعہ خزانہ ساتھ لے کر بھاگ رہا ہے مگر نتیجہ کچھ اور برآمد ہوا۔ ناچار واپس آ کر قلعہ کی چھان پھٹک کی گئی مگر کہیں اس خزانے کا سراغ نہ ملا۔ البتہ قلعہ میں رہ جانے والے ہندوؤں میں سے خزانے کا کنجی بردار، مسلمان فاتحین کے ہاتھ لگ گیا۔ اس سے خزانے کے محل وقوع کے بارے میں پوچھ گچھ کی گئی مگر وہ کچھ نہ بتاتا تھا۔ کہتے ہیں وہ بڑا غیور راجپوت تھا۔ نہ اس پر ترغیب اثر کرتی تھی اور نہ ہی وہ کسی دھمکی سے مرعوب ہوتا تھا۔ آخر وہ راجپوت اس بات پر راضی ہو گیا کہ مسلمان فاتح کی آنکھوں پر پٹی باندھ کر وہ خزانے کے دروازے تک لے جائے گا۔ چنانچہ اس کی بات مان لی گئی۔ اس نے مسلمان فاتح کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی اور اس کا ہاتھ تھام کر قلعہ ڈراور کے تہہ خانوں میں اتر گیا۔ کہتے ہیں کہ اس قلعہ کے نیچے ایک شہر آباد تھا جس میں بے شمار راستے بنے ہوئے تھے وہ حیران تھا کہ اوپر اتنی رونق نہ تھی جتنی کہ نیچے تھی۔ بہر حال مسلمان فاتح کئی منٹ چلنے کے بعد اور کتنے ہی موڑ مڑنے کے بعد ایسی جگہ پہنچا جہاں کنجی بردار رک گیا۔ مسلمان فاتح بھی رک گیا۔ کنجی بردار نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے چابیوں کے گچھے سے ایک چابی لگائی اور مقفل دروازہ کھول دیا

☆ ـ "انیس (۱۹) قلعے ہیں جو ریگستان میں دور تک مسلسل چلے جاتے ہیں۔ ان میں ڈراور کا قلعہ نہایت شاندار۔ ولہر کا نہایت فراخ۔ رکن پور کا نہایت مضبوط۔ موجگوھ اور اسلام گڑھ کا شکل وصورت کے لحاظ سے بے نظیر ہے۔ ان میں سے بعض کے گرد دہری فصیل اور خندق بھی ہے۔ یہ قلعے قدیم زمانے کے جنگی اور فوجی پُر جوش داستانوں کو یاد دلاتے ہیں"۔ (بہاولپور کے تمدن کی دو مختلف تصویریں) (از پیر ابراہیم) ترجمہ۔ محمد حفیظ الرحمٰن حفیظ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ساتھ ہی مسلمان فاتح کی آنکھوں سے پٹی کھول دی۔ سامنے زرو جواہر کے ایسے انبار لگے ہوئے تھے جنہیں دیکھ کر آنکھیں خیرہ ہو جاتی تھیں۔ کنجی بردار ہندو نے اس مرحلے پر مسلمان فاتح کو دھیرے سے یہ بتا دیا کہ اس تہہ خانے سے نکلنے کا راستہ ڈھونڈ نا ممکن نہیں ہے۔ کنجی بردار سوچ رہا تھا کہ کہیں فاتح اسے قتل ہی نہ کر ڈالے۔ مسلمان فاتح کو تہہ خانوں میں کافی دیر چلنے اور دائیں بائیں مڑنے کے بعد اتنا اندازہ ہو گیا تھا کہ کنجی بردار جو کچھ کہہ رہا تھا وہ درست ہے۔ کنجی بردار نے دوبارہ مسلمان فاتح کی آنکھوں پر پٹی باندھی دی اور اسے بڑی ہوشیاری سے باہر نکال لایا۔ اب خزانے کا سراغ مل گیا تھا۔ کنجی بردار کو مجبور کیا گیا کہ وہ خزانے کا راستہ بتا کر چابیاں فاتحین کے حوالے کر دے مگر وہ تو بڑا ضدی اور ہٹ دھرم تھا۔ چنانچہ اسے قتل کر دیا گیا۔ اور وہ خزانے کا راز اپنے سینے میں لے گیا۔ اب کنجی بردار کی کنجیاں تو تھیں لیکن قلعہ ڈراور کے تہہ خانوں سے کوئی واقف نہ تھا۔ وہ دن گیا آج کا دن آیا یہ خزانہ کسی کو حاصل نہ ہوا۔ البتہ اس کی جستجو میں کئی لوگ سرگرداں نظر آتے ہیں اور سینکڑوں کہانیاں بن گئی ہیں۔

دیو کا منتر

ایک غریب نوجوان اپنے چچا کی لڑکی کو دل سے چاہتا تھا۔ لیکن غربت کی وجہ سے چچی اس کو حقارت کی نظر سے دیکھتی تھی اور آنے بہانے ہر وقت کوستی رہتی تھی۔ ایک دن اسے سوتا پا کر چچی نے خوب جلی کٹی سنائیں وہ بولی۔ کام کے نہ کاج کے دشمن اناج کے۔ کوئی کام کیا کرو نہیں تو بھینسوں کو ہی چرانے لے جایا کرو اور دیکھو! خبردار جو تم نے بھینسوں کو اکیلا چھوڑا۔۔۔۔ چچی کے لہجے میں تلخی تھی اس نے لمبی لمبی صلواتیں سناتے ہوئے بھینسوں کے ساتھ اس غریب کو بھی ہانک کر گھر سے باہر نکال دیا۔ وہ بھینسوں کے ساتھ چلتے چلتے دور جنگل میں نکل آیا۔ اپنی زندگی کے متعلق سوچتا رہا اور روتا رہا۔ آخر کار تھک کر ایک درخت کے نیچے سو گیا۔ ابھی اس کی آنکھ بھی نہ لگنے پائی تھی کہ ایک گرجدار آواز نے اسے جگایا۔ آواز ایک دیو کی تھی۔ دیو اس برگد میں قید تھا۔ وہ خوف سے تھر تھر کانپنے لگا۔ دیو پھر بولا گھبراؤ نہیں۔ میں اس درخت کے تنے میں قید کر دیا گیا ہوں۔ تم میری مدد کر سکتے ہو۔ کلہاڑی سے اس کے تنے کو کاٹ ڈالو تا کہ میں آزاد ہو جاؤں۔ غریب چرواہا بولا نہیں نہیں میں ایسا نہیں کروں گا۔ مجھے تم سے خوف آتا ہے۔ دیو نے کہا اگر تم نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجھے آزاد کر دیا تو میں تیرے بگڑے کام سنوار دوں گا۔ غریب چرواہا سوچنے لگا۔ اس نے پوچھا کیا اس کی محبوبہ بھی اسے مل سکتی ہے۔ دیو نے کہا ہاں ہاں کیوں نہیں۔ میں ایک ایسا منتر تمہیں بتاؤں گا جس سے تیری مشکل آسان ہو جائے گی۔ چرواہے نے اپنی کلہاڑی سے درخت کا تنا کاٹ دیا۔ دیو آزاد ہو گیا۔ باہر نکلتے ہی دیو نے بھینسوں کے تھنوں کا سارا دودھ پی لیا۔ اب غریب چرواہا فکر مند ہو گیا کہ چچی کو کیا جواب دے گا۔ وہ تو ضرور خفا ہوگی اور پوچھے گی پہلے ہی دن بھینسوں کا دودھ کسی کو دے آئے ہو۔ دیو نے اسے دلاسا دیا اور رخصت ہونے سے پہلے بتایا کہ جب تمہیں کوئی مشکل پیش آئے تو تم یہ منتر پڑھ لینا۔ ''شیش ناگ دی بُھڑ نگ'' مشکل خود بخود آسان ہو جائے گی۔ اتنا کہا اور دیو رخصت ہوا۔ غریب چرواہا بھینسوں کو لے کر گھر کی طرف چل پڑا۔ اپنے تصور میں وہ کامیابی کی خیالی تصویریں دیکھ رہا تھا اور خوش ہو رہا تھا۔

چچی نے بھینسوں کے تھنوں میں دودھ نہ پایا تو بگڑ گئی۔ بس بے چارے پر برسنے ہی والی تھی کہ اس نے دیو کا بتایا ہوا منتر پڑھ ڈالا۔ پھر کیا تھا چچی جس حالت میں کھڑی تھی اس حالت میں پتھرا گئی۔ نہ اس کا جسم حرکت کرتا تھا اور نہ ہی اس کی زبان سے کوئی لفظ نکلتا تھا۔ گھر کے سارے لوگ اس کی دوا دارو میں لگ گئے۔ جب کسی کی بات نہ بنی تو اس نے دیو کا بتایا ہوا منتر دوبارہ پڑا۔ دیکھتے ہی دیکھتے چچی اچھی بھلی ہو گئی۔ اب چچی زبان پر کبھی بھی اپنے شوہر کے غریب بھتیجے کا نام نہ لاتی۔ اس نے سوچا جلدی سے اپنی لڑکی بیاہ ڈالوں۔ کہیں جادو کے زور پر اس کا ذہن باغی نہ ہو جائے۔ ابھی کچھ ہی دن گزرے تھے کہ اس نے اپنی بیٹی کی شادی طے کر ڈالی۔ ایک دن اچانک جب لڑکا گھر آیا تو اس نے مہمانوں کا ہجوم دیکھا جو نکاح کی رسم ادا کرنے آئے ہوئے تھے۔ اس نے مہمانوں کی طرف منہ کر کے دیو کا منتر پڑھ دیا۔ مہمان بے چارے جس حال میں تھے اسی حال میں پتھرا گئے۔ اس کے چچا کو پریشانی لاحق ہو گئی اور اس نے فوراً مولوی صاحب کو بلا بھیجا۔ مولوی صاحب نے کہا میں غسل کر کے ابھی آتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ غسل خانے میں چلے گئے اور ابھی کپڑے کھونٹی سے ٹانگ ہی رہے تھے کہ یہ لڑکا وہاں بھی پہنچ گیا اور غسل خانے کے باہر کھڑے ہو کر بلند آواز میں پکارا۔ ''شیش ناگ دی بُھڑ نگ'' مولوی صاحب اندر ہی سکتے کی حالت میں آ گئے۔ لوگوں نے کہا مولوی صاحب کیا ہوا۔ تو وہ بولے جلدی سے میری بیوی کو بلاؤ۔ وہ آ کر مجھے دم کرے کیونکہ مجھ پر جادو کا اثر ہو گیا ہے۔ بیوی نے سنا تو کہا اچھا منہ ہاتھ دھو لوں تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چلتی ہوں۔اس غرض سے ابھی وہ لوٹے کی طرف جھکی ہی تھی کہ لڑکا وہاں بھی پہنچ گیا اور اس نے دیو کا منتر پڑھ کر پھونکا۔مولوی کی بیوی بھی وہیں پتھرا گئی۔اب ہر طرف شور برپا تھا کہ ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے۔آخر سب لوگ مل کر مولوی صاحب کے پاس آ گئے اور لوگوں کو بگڑی ہوئی حالت کا سبب پوچھنے لگے مولوی صاحب نے انہیں بتایا کہ ہم سب اس لڑکے کی کارستانی کی وجہ سے اس حالت میں پہنچے ہیں۔کسی طرح اس کی شادی وہیں کر دو جہاں وہ چاہتا ہے۔جیسے جیسے یہ خبر پھیلتی گئی لوگ لڑکے کے چچا اور چچی سے لڑکے کی شادی کی سفارش کرنے لگے۔جب باراتیوں کو پتہ چلا تو انہوں نے بھی لوگوں کی رائے سے اتفاق کیا اور لڑکے کے چچا سے کہنے لگے۔یہ رشتہ اپنے بھتیجے کو دے دو تاکہ ہم اس مصیبت سے نجات پائیں۔

یوں دیو کے منتر نے چچا کو مجبور کر دیا اور اس نے آخر کار اپنے غریب بھتیجے کو اپنا داماد بنانے کا وعدہ کر لیا۔بھتیجا خوش ہو گیا۔اس نے دوبارہ منتر پڑھ کر جکڑے ہوئے انسانوں کو مجبوری کی حالت سے نجات دلا دی۔

حق گو شہزادی

کسی ملک میں ایک دبدبے والا بادشاہ حکومت کرتا تھا۔اس کی تین بیٹیاں تھیں۔ایک روز اس نے تینوں کو بلا کر سوال کیا۔"تم کس کا دیا کھاتی ہو"۔ایک بیٹی خاموش رہی۔دو نے جواب میں کہا۔ہم تو آپ کا دیا کھاتی ہیں۔بعد میں خاموش بیٹی بولی۔والد ہم آپ کا دیا نہیں کھاتیں بلکہ اللہ کا دیا کھاتی ہیں۔بادشاہ خاموشی سے سنتا رہا۔پھر اس نے دوسرا سوال کیا۔میں تمہیں کتنا اچھا لگتا ہوں۔"دو بہنوں نے جواب میں اسے مٹھائی اور شربت سے تشبیہ دی۔سچ بولنے والی بیٹی آخر میں کہنے لگی۔آپ مجھے نمک کی طرح اچھے لگتے ہیں۔یہ سن کر بادشاہ ناخوش ہوا اور اس نے شہزادی کی شادی ایک لنگڑے فقیر سے کر دی۔مجبوراً شہزادی محلوں کو چھوڑ کر فقیر کے ساتھ چل دی۔بیچارا فقیر دن بھر جنگل میں لکڑیاں چنتا اور انہیں بیچ کر کمائی گھر لے آتا۔دونوں اللہ کی آس پر جی رہے تھے۔اگر زمانہ ان پر نامہربان تھا تو قدرت قدم قدم پر ان کی مدد کر رہی تھی۔لکڑیوں کا خریدار جھٹ سے پہچان گیا کہ وہ لکڑیاں صندل کی ہیں۔اس نے فقیر کو کئی گنا زیادہ قیمت دی۔فقیر خوش خوش گھر آیا اور شہزادی کو ساری بات سنائی۔دونوں بیحد خوش تھے۔باتوں کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوران شہزادی کی نظر فقیر کے بازو سے بندھے ہوئے امام ضامن پر پڑ گئی۔ اس کا جی چاہا اسے کھول کر دیکھے۔ فقیر نے بتایا کہ ماں نے چلتے وقت اس کے بازو پر باندھا تھا۔ جب اسے کھولا گیا تو اس میں بادشاہ کے تاج کا ہیرا نکلا۔ اب تو دونوں کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ فقیر نے اس روز اس کو بتایا کہ اصل میں وہ ہمسایہ ملک کا شہزادہ ہے۔ گردش زمانہ نے اسے فقیر بنا دیا ہے۔ ہیرے کو فروخت کیا گیا تو دونوں کے دن پھر گئے۔ شہزادی نے اس سرمائے سے باپ کے محل جیسا محل بنوایا۔ اور اس کی سجاوٹ بھی ہو بہو ویسی کی۔ باہم مشورے کے بعد شہزادی کے والد کی دعوت کا اہتمام کیا گیا۔ پیغام یہ بھجوایا گیا کہ میزبان ایک دوسرے ملک کا بادشاہ ہے۔ بادشاہ نے دعوت قبول کر لی۔ بادشاہ جب محل میں داخل ہوا تو حیرت سے اس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ کیونکہ پورا محل اس کے اپنے محل جیسا تھا۔ شہزادی نے اپنی دونوں تباہ حال بہنوں کو جوگا بجا کر اپنی گزر اوقات کرتی تھیں بطور گانے والیوں کے مدعو کیا۔ اتنے میں کئی اقسام کے کھانے دسترخوان پر چن دیئے گئے۔ مگر کسی کھانے میں نمک نہ ڈالا گیا۔ بادشاہ جس کھانے کی طرف ہاتھ بڑھاتا اسے پھیکا پا کر ہاتھ کھینچ لیتا۔ کچھ دیر تو مروت میں بادشاہ خاموش رہا۔ آخر ملک کا بادشاہ تھا بول اٹھا۔ یہ کیسی دعوت ہے جس کے تمام کھانے بدذائقہ ہیں۔ کسی کھانے میں نمک نام کو نہیں ہے۔ اس وقت شہزادی پردے کے پیچھے سے نکل آئی۔ وہ جھک کر آداب بجالائی اور یاد دلایا کہ ایک روز بادشاہ سلامت نے نمک کو حقیر سمجھ کر شہزادی کی بات کا غلط مطلب نکالا تھا۔ شہزادی نے بادشاہ کو وہ جواب بھی یاد دلایا جس میں اس نے کہا کہ وہ اللہ کا دیا کھاتی ہے۔ شہزادی نے کہا آپ نے مجھ سے سب کچھ چھین لیا تھا۔ مگر اللہ نے دوبارہ مجھے وہ سب کچھ دے دیا جو مجھے اپنے گھر میں میسر تھا۔ بادشاہ نے بیٹی کو پہچان لیا اور اس پر بہت خوش ہوا۔

میاں ٹھگو اور سات بھائی

ایک دفعہ سات بھائیوں نے ٹھگو میاں کو مات دینے کا ارادہ کیا۔ بات یہ تھی کہ ٹھگو میاں ان کے باپ کا شاگرد تھا۔ اور یہ بات ناقابل برداشت تھی کہ وہ ان کے گھرانے کا شاگرد ہو کر ہوشیاری اور چالاکی کے معاملات میں ان سے چار ہاتھ آگے ہو۔ وہ سب مل کر میاں ٹھگو کے پاس پہنچے۔ میاں ٹھگو نے انہیں آتے دیکھا تو خوشی سے استقبال کیا اور عزت سے بٹھایا۔ سات بھائیوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے کہا۔ ٹھگو میاں ہم استاد زادے ہیں۔ ہماری خدمت کرو۔ ٹھگو میاں بولے میں آپ کو ایک عجیب وغریب تحفہ پیش کرتا ہوں۔ اس نے بیوی کو خالی تھیلا تھما دیا۔ اور کان میں ساری بات سمجھا دی۔ ٹھگو میاں نے ہاتھ میں تیر اور کمان پکڑ لیا اور اپنے استاد کے بیٹوں کو مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ میں آپ کی تواضع بٹیر سے کرنا چاہتا ہوں۔ جو ابھی جادو کے تھیلے میں شکار ہو کر پہنچ جائے گا۔ جیسے اس نے تیر چلایا۔ بیوی گھر میں موجود بٹیر کو تھیلے میں ڈال کر چلائی۔ پکڑ لیا پکڑ لیا۔ بھائیوں نے حیران ہو کر تھیلے کی طرف دیکھا۔ جس میں سچ مچ بٹیر تھا۔ دوسری بار ٹھگو میاں نے پھر ہوا میں تیر چلایا۔ کمان سے ابھی تیر جدا ہی ہوا تھا کہ اس کی بیوی نے جھوٹ موٹ ایک اور بٹیر کے زخمی ہو کر تھیلے میں آ جانے کی خبر دی۔ سات مہمان جادو کے تھیلے کو دیکھ کر بے حد متاثر ہوئے اور اب وہ ٹھگو میاں سے مقابلہ کرنے کی بجائے درخواست کر رہے تھے کہ ٹھگو میاں یہ کمال ہمیں بھی سکھا دو۔'' ٹھگو میاں نے جادو کا تھیلا اور ایک غلیل انہیں تھما دی اور بتایا ادھر تم نشانہ باندھو گے اور ادھر تھیلے میں شکار آ کر گرے گا۔ ساتوں بھائی خوشی خوشی گھر پہنچے۔ ان میں سے ایک نے بیوی کو تھیلا پکڑایا اور شیخی بھگارتے ہوئے ایک پرندے کا نشانہ باندھ کر غلیل چلا دی۔ اس کی بیوی خالی تھیلا لے کر یہ سب کچھ ٹکر ٹکر دیکھ رہی تھی۔ غلیل چلا کر وہ دوڑتا ہوا بیوی کے پاس آیا۔ مگر تھیلے میں شکار نہ پہنچا تھا۔ جب دن میں تین بار کوشش کرنے کے باوجود تھیلا خالی پایا گیا تو اس وقت سب بھائیوں کو معلوم ہوا کہ ٹھگو میاں نے ان کے ساتھ دھوکا کیا ہے۔ وہ غصہ میں بھرے ہوئے ٹھگو میاں کے گھر پہنچے۔ وہ پہلے ہی ان کی آمد کا منتظر تھا۔ دور سے ان کو آتا دیکھ کر اس نے بیوی کے ساتھ مل کر ایک نئے ناٹک کی تیاری کی۔ ٹھگو میاں نے کسی جانور کی خون سے بھری ہوئی آنتیں لے کر بیوی کے پیٹ کے گرد باندھ دیں۔ اور اسے چارپائی پر سلا دیا۔ دروازے پر دستک ہوئی دوڑ کر باہر آیا۔ اس کے استاد کے ساتوں بیٹے دروازے پر موجود تھے۔ ابھی وہ اپنا شکوہ پوری طرح بیان بھی نہ کر پائے تھے کہ ٹھگو میاں بول اٹھے۔ ''میں آپ سے بہت شرمندہ ہوں۔ دوستو دھوکا میں نے نہیں دیا بلکہ میری بیوی نے دیا ہے۔ اندر آ جائیے میں آپ کے سامنے اس کو سزا دیتا ہوں۔ سات بھائیوں کے روبرو اس نے بیوی کے پیٹ پر تیز دھار چھری چلا دی۔ چھری کے چلتے ہی خون بہہ نکلا اور کٹی ہوئی آنتیں باہر آ گئیں۔ ٹھگو میاں سات بھائیوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ اب تو مطمئن ہیں۔ اپنی بیوی کو میں نے کیسی عبرت ناک سزا دی ہے۔ چھوٹی سی غلطی کے لئے اتنی بڑی سزا۔ سوچ کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتوں بھائی پشیمان ہو رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ کاش وہ شکوہ ہی نہ کرتے۔ ان کی وجہ سے ایک انسانی زندگی ضائع ہوگئی۔ ٹھگو میاں نے انہیں پریشان دیکھا تو نئی شرارت کی ابتدا کی۔ ٹھگو میاں نے کہا۔ دوستو اب میں آپ کو جادو کی لکڑی کا کمال دکھاتا ہوں۔ جیسے ہی یہ لکڑی میں بیوی کے سر پر پھیروں گا۔ یہ دوبارہ زندہ ہو جائے گی۔ اس نے لکڑی کو فضا میں بلند کیا اور جوں ہی بیوی کے سر پر لکڑی کو پھیرا وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ اس بار ساتوں بھائیوں کو ٹھگو میاں نے جادو کی یہ لکڑی تحفے کے طور پر پیش کی۔ اور کہا اس لکڑی کو اپنی بیویوں پر آزمایئے۔ لوگوں کو یہ عجیب منظر دکھا کر آپ سب روپے کما سکتے ہیں۔ ساتوں بھائیوں نے ٹھگو میاں کا شکریہ ادا کیا۔ اور خوشی خوشی گھر آگئے۔ دوسرے دن لوگوں کو جمع کر کے انہوں نے جادو کی لکڑی کو آزمایا۔ انہوں نے پہلے بیویوں کو تسلی تشفی دے کر چار پائیوں پر لٹایا اور پھر ان کی چیخ و پکار پر کان دھرے بغیر چھری سے ان کے پیٹ کاٹ ڈالے۔ چار پائیاں خون سے لت پت ہوگئیں۔ اور وہ دیر تک تڑپتی رہیں۔ دیکھنے والے بھی حیرت زدہ تھے مگر ساتوں بھائی مطمئن تھے کہ ان کی بیویاں عنقریب زندہ سلامت اٹھ کھڑی ہوں گی۔ جب ان کی مظلوم بیویاں تڑپ تڑپ کر سرد ہوگئیں۔ تو انہوں نے ٹھگو میاں کی دی ہوئی لکڑی اٹھائی اور اسے بیویوں کے سروں پر پھیرنا شروع کیا۔ مگر کئی بار پھیرنے کے باوجود ان کی بیویوں کے مردہ جسموں میں جان نہ پڑی۔ تب انہیں معلوم ہوا کہ اس بار پھر ٹھگو میاں نے ان کے ساتھ بڑا سنگین دھوکا کیا ہے۔ وہ کف افسوس ملتے اور غم سے بے قابو ہو کر دھاڑیں مار مار کر روتے رہے۔ ساتوں بھائی ٹھگو میاں کو جو بن آتا کہہ رہے تھے۔ آخر جب صدمہ کا اثر کچھ کم ہوا تو ان کے سینے میں انتقام کی آگ جلنے لگی۔ انہوں نے بدلہ لینے کی ٹھانی۔ اس بار ساتوں بھائیوں نے فیصلہ کیا کہ وہ ٹھگو میاں کی کوئی چال نہیں چلنے دیں گے اور ہر حال میں اس کو کیئے کی سزا دے کر رہیں گے۔ وہ سیدھے ٹھگو میاں کے گھر پہنچے اور اس کو پکڑ کر رسی سے اس کے ہاتھ باندھ دیئے۔ ایک بوری منگوا کر اس میں ڈال دیا۔ طے یہ پایا کہ ٹھگو میاں کو دریا میں ڈال دیا جائے۔ تاکہ ہمیشہ کے لئے قصہ ہی تمام ہو جائے۔ ساتوں بھائی اس بوری کو اٹھا کر روانہ ہوئے۔ جب دریا کے قریب پہنچے تو باجوں کی آواز سنائی دی۔ ٹھگو میاں بوری کے اندر آزاد ہونے کی ترکیب سوچ رہا تھا۔ اس لئے کہ موت کی گھڑی اس کے سر پر کھڑی تھی۔ ٹھگو میاں نے بوری کے اندر سے مخاطب ہو کر کہا۔ باجوں کی آواز سن رہے ہو۔ کاش کوئی وہاں سے کھانا لے آتا تم ساتوں کو کھانا کھلا دیتا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ تم اتنی دور سے مجھے اٹھا کر لا رہے ہو۔ میری بھوک کی تو خیر کوئی بات نہیں کیونکہ میں نے کچھ دیر بعد پانی میں ڈوب کر مر جانا ہے۔ بھائیو میری نہیں تو اپنی ہی فکر کرو۔ دوستو جلدی کرو کہیں باراتی کھانا ختم نہ کر دیں۔ ٹھگو میاں کی بات کا ساتوں بھائیوں پر اثر ہوا۔ جب ٹھگو میاں نے تیر نشانے پر بیٹھتے دیکھا تو ایک اور وار کیا اور کہنے لگا۔ میری فکر نہ کرو میں بوری میں بندھا ہوا بے بس انسان ہوں۔ جہاں چھوڑ جاؤ گے وہیں پاؤ گے۔ ساتوں بھائیوں نے اسے جھاڑی کے قریب رکھ دیا اور باجوں کی آواز کی طرف چل دیئے۔ ابھی کچھ ہی دیر گزری تھی کہ ایک چرواہا ادھر سے گزرا۔ شہنائی کی آواز سن کر سرد آہ بھری اور کہا کاش میری بھی کبھی شادی ہوتی۔ ٹھگو میاں نے چرواہے کو اکیلے میں باتیں کرتے ہوئے سنا تو بوری کے اندر سے چیخنے لگا۔ ''میں شادی نہیں کروں گا۔ میں شادی نہیں کروں گا۔'' چرواہا آواز سن کر قریب آیا اور ماجرا پوچھا۔ ٹھگو میاں کہنے لگے بزرگ زبردستی میری شادی کر رہے ہیں اس لئے مجھے رسوں سے باندھ کر بوری میں ڈال دیا گیا ہے۔ ٹھگو میاں کی باتیں سن کر چرواہا حسرت بھری نظروں سے بوری کو دیکھنے لگا۔ ٹھگو میاں نے کہا۔ بھائی کیا تم میری مدد کرو گے۔ چرواہے نے پوچھا وہ کیسے، مجھے آزاد کر دو اور میں تمہیں اس بوری میں بند کر دیتا ہوں۔ تمہیں شادی کی ضرورت ہے اور مجھے تمہاری بکریوں اور ریوڑ کی۔ میرے بزرگ لے جا کر تمہاری شادی کر دیں گے اور میری خواہش بھی پوری ہو جائے گی۔ چرواہا خوشی خوشی اس بات پر راضی ہو گیا۔ چرواہے کو بوری میں بند کر کے ٹھگو میاں بکریوں کا ریوڑ لے کر گھر پہنچ گیا۔ سات بھائی کھانا کھا کر واپس آئے تو انہوں نے بوری کو اٹھایا اور روانہ ہوئے۔ چرواہے کو خبر نہ تھی کہ اس کے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔ ساتوں بھائیوں نے مل کر بوری کو دریا میں پھینک دیا۔ دریا کی موجوں نے بوری کو نگل لیا اور بے وقوف چرواہا ڈوب گیا۔

ساتوں بھائی ہنستے کھیلتے شہر واپس آ گئے۔ ٹھگو کے گھر کے قریب سے گزرے تو دیکھا ٹھگو میاں وہاں موجود ہے اور اس کے پاس بے شمار بکریاں اور بھیڑیں ہیں۔ ان کی حیرانی کی انتہا نہ رہی۔ وہ دیدے پھاڑ پھاڑ کر ٹھگو میاں کو تک رہے تھے ٹھگو میاں جھٹ سے بول اٹھے دوستو یہ اس جگہ کی برکت ہے جہاں تم نے مجھے پھینکا تھا۔ کاش! تم نے مجھے ذرا آگے پھینکا ہوتا تو مجھے اور بھی بڑا ریوڑ مل جاتا۔ ساتوں بھائی حیران ہو کر ٹھگو میاں کی باتیں سن رہے تھے اور سوچ رہے تھے کہ انہوں نے ٹھگو میاں کی بجائے خود کیوں نہیں چھلانگ مار دی۔ اس بار پھر ساتوں بھائی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ٹھگو میاں کے قریب آ گئے۔ انہوں نے ٹھگو میاں کی منت سماجت کی ہمیں بھی اس جگہ پھینک آ ؤ تا کہ ہم بھی بکریوں کے مالک بن کر خوشحال ہو جائیں۔

ٹھگو میاں انہیں ساتھ لے کر دریا کی طرف چل پڑا۔ اس مقام پر جہاں پانی گہرا تھا ان میں سے ٹھگو ایک ایک کو بوری میں بند کرتا اور دریا کو موجوں کی نظر کرتا جاتا تھا۔ جب پانی سے بلبلوں کی صدا پیدا ہوتی تو ٹھگو میاں باہر کھڑے ہوئے بھائیوں سے کہتا تمہارا بھائی بھینسوں اور بکریوں سے باتیں کر رہا ہے۔ باہر والا بے چین ہو کر کہتا۔ ٹھگو میاں جلدی کرو مجھے بھی ذرا آگے پھینک دو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے حصے میں تھوڑے مویشی آئیں۔ غرض کہ ایک ایک کر کے ٹھگو میاں نے ساتوں کو دریا میں ڈال دیا اور یوں جو انتقام لینے آئے تھے۔ وہ خود انتقام کی بھینٹ چڑھ گئے۔

ذہین لڑکا

کوئی سوداگر سیر سے لوٹ رہا تھا۔ دیکھتا ہے کہ راستے میں ایک لڑکا مٹی کی ڈھیریاں بنا رہا ہے اور کہہ رہا ہے جو دوسرے کے لئے گڑھا کھودتا ہے۔ وہ خود اس میں گرتا ہے۔ سوداگر اس کی ذہانت سے متاثر ہو کر اسے اپنے گھر لے آیا۔ گھر کے افراد کو سوداگر نے بتایا کہ لڑکے کو اس نے اپنا بیٹا بنا لیا ہے۔ سوداگر کے سوا کوئی بھی لڑکے کی آمد پر خوش نہ تھا۔ سب بھانت بھانت کی بولیاں بول رہے تھے۔ سوداگر سب سے کہتا تھا وقت بتائے گا کہ یہ لڑکا کتنا ذہین ہے۔

ہوا یہ کہ ایک روز بادشاہ نے دربار لگایا اور سوداگر کو بلا بھیجا۔ جب سوداگر حاضر ہوا تو بادشاہ نے اس سے تین سوال پوچھے۔ پہلا سوال یہ تھا کہ آسمان پر کتنے ستارے ہیں۔ دوسرا یہ ہوا میں محل بنا کر دکھاؤ اور تیسرا یہ کہ پوری زمین کی پیمائش کرو۔

تینوں انتہائی مشکل سوالات تھے۔ سوداگر سے کوئی جواب نہ بن پڑا تھا۔ بادشاہ نے اسے آٹھ دن کی مہلت دی۔ سوداگر گھر واپس آیا تو اداسی اور پریشانی اس کے چہرے سے نمایاں تھی۔ لڑکے نے سوداگر کی شکل سے اندازہ کر لیا تھا کہ وہ کسی الجھن کا شکار ہے۔ لڑکے نے اصرار کیا کہ سوداگر اسے پریشانی کا اصل سبب بتائے۔ سوداگر نے اپنے منہ بولے بیٹے کو بادشاہ کے تینوں سوال اور آٹھ دن کی مہلت کے بارے میں سب کچھ بتا دیا۔ لڑکے نے جواب دیا۔ آپ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پریشان نہ ہوں جا کر بادشاہ سلامت سے صرف اتنا عرض کر دیں آپ کو تین لاکھ روپے اور تین سال کی مہلت دیدے۔ کیونکہ صرف اسی صورت میں بادشاہ کے احکام کی تکمیل ممکن ہے۔ سوداگر کی امید بندھی اس نے بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر لڑکے کی بتائی ہوئی بات دہرائی۔ بادشاہ راضی ہو گیا۔ سوداگر تین لاکھ اور تین سال کی مہلت لے کر گھر آ گیا۔ وہ خوش تھا کہ رقم بھی مل گئی اور تین سال کے لئے جان بھی بچ گئی۔ لڑکے نے سوداگر سے کہا اب ایک طوطا خرید لو۔ طوطے کو اس نے دو باتیں سکھا دیں۔ ''اینٹ لے آؤ گارا لے آؤ'' ''اینٹ لے آؤ گارا لے آؤ'' جب تین سال ختم ہو گئے تو سوداگر نے لڑکے سے کہا کچھ کہو۔ اب پھر میری گردن پر چھری چلنے کا وقت آ گیا ہے۔ لڑکے نے تجویز پیش کی کہ جا کر بادشاہ سے کہئے کہ ستاروں کو گننے کے لئے آسمان پر چڑھنا اور اترنا پڑتا ہے۔ اس لئے دو لاکھ روپے مزید دو سال کی مہلت دی جائے۔ ڈرتے ڈرتے سوداگر نے بادشاہ کے حضور یہ عرض کر ڈالی۔ بادشاہ نے دو لاکھ بھی دے دیئے اور مہلت بھی۔ سوداگر کے دو سال اور اچھے گزر گئے۔ جب میعاد ختم ہونے لگی تو سوداگر پھر فکر مند ہوا۔ لڑکے نے اسے پھر تین سال کی توسیع اور تین لاکھ روپے حاصل کرنے کا مشورہ دیا۔ سوداگر نے اس پر عمل کیا تو اسے کامیابی حاصل ہوئی۔ لیکن وقت گزرتے دیر نہیں لگتی۔ یہ عرصہ بھی آخر گزر گیا۔ جب دو تین ماہ باقی رہ گئے تو سوداگر نے لڑکے سے کہا۔ بتاؤ اب کیا کروں گردن کٹنے کا وقت پھر آ گیا۔ لڑکے نے کہا اب آپ جتنا بٹا ہوا رسہ اس شہر میں موجود ہے خرید لیں۔ اور ساتھ ہی بھیڑوں کی سب کھالیں بھی اور بادشاہ سے جا کر کہیں کہ ہوا میں محل تعمیر ہو گیا ہے۔ میں نے اپنا مستری وہاں بھیج دیا ہے۔ بادشاہ نے حیران ہو کر سوداگر سے پوچھا سچ سچ بتاؤ تمہیں کس نے مشورہ دیا تھا۔ اس نے بادشاہ کو اپنے حقیقی بیٹے کا نام بتایا اور اس کی ذہانت کی تعریف کی۔ بادشاہ بے اولاد تھا۔ یہ سن کر اس نے کہا اپنے بیٹے کو میرے پاس لے آؤ۔ اگر اس نے میرے سوال کا صحیح جواب دیا تو میں اسے بادشاہت دے دوں گا۔ سوداگر کو منہ بولے بیٹے سے حسد محسوس ہونے لگا۔ اس نے دل میں سوچا کیوں نہ اپنے بیٹے کو بادشاہ بنوا دوں۔ گھر پہنچتے ہی اس نے شہر کے کنارے پر واقع اینٹوں کے بھٹہ کی راہ لی۔ ٹھیکیدار کو ایک لاکھ روپے دیئے اس نے اس بات پر تیار کر لیا کہ اس کی طرف سے جو لڑکا پیغام لے کر آئے گا اسے وہ اٹھا کر جلدی سے آگ میں پھینک دے گا۔ کیونکہ اس کا منہ بولا بیٹا اور حقیقی بیٹا دونوں استاد کے پاس گئے ہوئے تھے۔ اتفاق سے منہ بولا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیٹا پہلے آ گیا۔سوداگر نے اس سے کہا کمروں کی تعمیر کے لئے اینٹیں درکار ہیں۔ جا کر فلاں بھٹے پر میرا پیغام پہنچا دو۔لڑکا پیغام لے کر چل پڑا۔ راستے میں سوداگر کا حقیقی بیٹا مل گیا۔ پوچھنے پر اس نے بتایا کہ وہ بھٹے پر جا رہا ہے۔سوداگر کے حقیقی بیٹے نے کہا میرے دوست کا گھر بھٹے کے قریب ہے میں نے اسے بھی گھر چھوڑنا ہے اس لئے تم واپس چلے جاؤ اور میں دوست کو بھی گھر چھوڑ دوں گا اور یہ پیغام بھی دے آؤں گا۔سوداگر کا منہ بولا بیٹا گھر واپس آ گیا۔اس سے سوداگر نے تفصیل سنی تو بوکھلا کر بھٹے کی طرف دوڑا۔مگر اس وقت تک بھٹے والے اس کے حقیقی بیٹے کا کام تمام کر چکے تھے۔ دوسرے دن مجبوراً سوداگر نے منہ بولے بیٹے کو بادشاہ کے حضور پیش کیا۔لڑکا ذہین تھا۔ بادشاہ کے ہر سوال کا صحیح صحیح جواب دے کر اس نے بادشاہ کا دل جیت لیا۔بادشاہ نے لڑکے کو شاہی پوشاک عطا کی اور اسے اپنا جانشین بنا لیا۔اور سوداگر خالی ہاتھ گھر لوٹ آیا۔سوداگر کو اپنے منہ بولے بیٹے کے پہلے دن کی بات یاد آ رہی تھی۔کہ جو دوسروں کے لئے گڑھا کھودتا ہے وہ خود اس میں گر جاتا ہے۔

چالاک بُڑھیا

کسی شہر میں ایک چالاک اور موقع شناس بڑھیا اپنی بیٹی کے ساتھ رہتی تھی۔اس بڑھیا کا کام بس یہ تھا کہ لوگوں کو بیوقوف بنائے اور اپنا الو سیدھا کرے۔ایک مرتبہ بڑھیا کا کاروبار مندا پڑ گیا اور نوبت فاقوں تک پہنچ گئی۔ بڑھیا نے اب کی بار پھر قسمت آزمائی کا ارادہ کیا۔اسے ایک ترکیب سوجھی اور وہ اسے ہر قیمت پر آزمانا چاہتی تھی۔ وہ سیدھی بازار پہنچی اور بلند آواز میں پکارنے لگی۔لوگو! میں حج کرنا چاہتی ہوں۔کوئی ہے جو اس نیک کام میں میری مدد کرے۔۔۔وہ پکارتی اور چپکے چپکے آس پاس دیکھتی تھی کہ کوئی پیسے کمانے کے لئے سبیل پیدا ہو۔'' لوگ اس کی چال سے بے خبر تھے۔ان کا خیال تھا کہ کوئی نیک دل بڑھیا اپنی عاقبت سنوارنے کی فکر میں ہے۔ اس لئے لوگ بڑھیا سے بے خبر اپنے کاموں میں مشغول رہے اور کسی کو شک تک نہ ہوا کہ بڑھیا ان کے کاموں اور ان کی باتوں پر کان لگائے ہوئے ہے۔ایک سُنار تھیلی میں سونا ڈال کر اپنے بیٹے کو دے رہا تھا۔وہ سنار کی دکان کے پاس ہی گر پڑی اور پیٹ کے درد کا ڈھونگ رچا لیا۔لوگ اس کا واویلا سن کر جمع ہونے لگے۔سنار بھی ان لوگوں میں تھا۔ بڑھیا نے سنار کو دیکھتے ہی کہا تم مجھے کسی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کنویں کا پانی لا دو۔ میری تکلیف دور ہو جائے گی۔ بڑھیا کو علم تھا کہ ساتھ والے گھر میں کنواں ہے۔ سنار نے بڑھیا کو سہارا دیا۔ اور ساتھ والے گھر تک لے گیا۔ بڑھیا نے سنار کو دروازے پر کھڑا کیا اور پیٹ پر ہاتھ رکھے کراہتی ہوئی گھر میں داخل ہوئی۔ گھر میں موجود عورتوں کو اس نے بتایا کہ باہر میرا شوہر کھڑا ہے۔ اگر وہ سب خواتین اندر چلی جائیں تو وہ اپنے شوہر کو اندر لا کر صحن میں موجود کنویں سے پانی نکالنے کو کہے۔ بڑھیا نے بتایا کہ اس کنویں کے پانی میں شفا ہے۔ اس گھر کی عورتوں نے پردہ کر لیا۔ تو بڑھیا نے سنار کو آواز دے کر اندر بلایا اور اسے کنویں میں اتر کر پانی لانے کو کہا۔ سنار انسانی ہمدردی کے جذبے کے تحت کپڑے اتار کر کنویں میں اتر گیا۔ بڑھیا نے میدان صاف پایا تو اس کے کپڑے اٹھا کر رفو چکر ہو گئی۔ سیدھی سنار کے گھر پہنچی۔ سنار کی بیوی کو وہ کپڑے دکھائے اور کہا تمہارا شوہر ایک مصیبت میں پھنس گیا ہے۔ اس کی مدد ضروری ہے۔ جو کچھ گھر میں ہے سمیٹ کر میرے حوالے کر دو اور وہ سونا بھی جو ابھی ابھی سنار نے بھیجا تھا۔ یہ کپڑے تمہارے خاوند نے ثبوت کے طور پر بھیجے ہیں تا کہ تمہیں یقین آ جائے۔ بڑھیا نے یہ بتانے کے بعد جلدی جلدی کی رٹ لگا دی اور کہا باقی باتیں تمہیں آ کر بتاؤں گی۔ سنار کی بیوی کو بھلا یقین کیوں نہ آتا۔ اس نے تمام روپیہ پیسہ تھیلی میں ڈال کر بڑھیا کے حوالے کر دیا، بڑھیا مال سے ہاتھ رنگ کر چل دی۔ ادھر بے چارہ سنار کنویں سے پانی نکال کر باہر آیا تو گھروں کے مردوں نے اسے پکڑ لیا اور چور سمجھ کر خوب پیٹا۔ وہ بے چارہ بہتیرا کہتا رہا کہ اسے بڑھیا لائی ہے مگر نہ بڑھیا وہاں تھی اور نہ کسی نے اس کی بات مانی۔ گھر والوں نے پیٹ پیٹ کر اسے بے حال کر کے گھر سے نکال دیا۔ ادھر بڑھیا سیدھی ایک دھوبی کی دکان پر پہنچی اور اسے کہا بیٹا میں تیری ماں برابر ہوں۔ مگر نسوار کی ایک چٹکی کو ترستی ہوں۔ کیا ہی اچھا ہو اگر تم دوڑ کر لا دو۔ تمہیں دعائیں دوں گی۔ دھوبی اسے بڑھیا سمجھ کر مدد کرنے کو تیار ہو گیا۔ پھر اس نے یہ بھی سوچا کہ یہیں پاس ہی تو بازار میں دکان ہے۔ اس نے بڑھیا کو کہا ابھی لایا اور اپنی دکان سے اتر کر نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ بڑھیا نے دکان خالی دیکھی تو فوراً سب کپڑوں کو گٹھڑی میں باندھ کر شہر سے دور قافلوں کی راہ گزر پر آ کر کھڑی ہو گئی۔ وہاں سے وہ ایک قافلہ کے ساتھ ہو لی۔ سفر میں اس کی بیٹی بھی اس کے ساتھ تھی دوسرے شہر میں پہنچ کر بڑھیا اور اس کی بیٹی لوٹے ہوئے مال کے بل بوتے پر ہنسی خوشی رہنے لگیں لیکن کنویں کی مٹی کنویں میں لگتی ہے۔ حرام کا مال کب تک ساتھ دیتا ہے۔ دیکھتے دیکھتے ختم ہو گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب نوبت فاقوں پر آ گئی تو بیٹی نے ماں سے کہا۔ جاؤ کھانے پینے کا بندوبست کرو۔ بڑھیا دوبارہ شہر میں آ گئی۔ وہ شہر میں کیا آئی کہ اس کی ہی شامت آ گئی۔ سنار اور دھوبی دونوں اس کی تاک میں تھے اسے دیکھتے ہی برا بھلا کہتے ہوئے اسے پکڑنے کے لئے آ گئے۔ بڑھیا نے اپنے اوسان خطا نہ ہونے دیئے۔ اور کہا تم دونوں میرے ساتھ میرے گھر چلو۔ تمہارا سامان وہاں رکھا ہے تمہیں مل جائے گا۔ سنار اور دھوبی خاموش ہو گئے اور سوچا کہ اپنا مال بڑھیا سے نکلوا لیں۔ سزا اس کو بعد میں دیں گے۔ بڑھیا چلتے چلتے کسی کے گھر میں گھس گئی۔ تھوڑی دیر بعد دروازے سے نکلی اور دونوں کو کہا اندر چلے آؤ اور جو چاہے اٹھا لو۔ سنار اور دھوبی خوشی سے گھر میں داخل ہوئے اور چیزوں میں ہاتھ ڈالنے لگے۔ گھر کے مالک گھر میں موجود تھے۔ انہوں نے دو غیر مردوں کو اندر آتے دیکھا تو غصہ سے آگ بگولا ہو گئے۔ اور ان دونوں کو پکڑ کر خوب پیٹا۔ جب دونوں کے سروں پر جوتیاں برس رہیں تھیں تو بڑھیا چپکے سے نکلی اور بھاگ کھڑی ہوئی۔ وہاں سے وہ برتنوں کی دکان پر پہنچی۔ دکان دار کو ایک طرف لے جا کر کہنے لگی کہ میری بیٹی نے تجھے دیکھا ہے اور تجھ پر فدا ہو گئی ہے۔ ایک بار اس کو شکل دکھا دو تا کہ اسے چین نصیب ہو۔ تیرے فراق میں نہ کھاتی ہے نہ پیتی ہے۔ جب دکاندر راضی ہو گیا تو وہاں سے بڑھیا کسی ہمسائے کے گھر چلی گئی۔ وہاں یہ ڈھونگ رچایا کہ تمہاری بیٹی کو میں بہو بنانا چاہتی ہوں اس لئے کچھ دیر کے لئے اسے اپنے گھر لے جاؤں گی۔ میرا بیٹا بڑا شرمیلا ہے۔ لاکھ کہا یہاں نہیں آیا بس ایک نظر دیکھ لے گا تو پھر تمہاری بیٹی کو چھوڑ جاؤں گی۔ بڑھیا بولی بیٹیاں سب کی سانجھی ہوتی ہیں اور پھر تمہاری بیٹی کو تو میں ویسے بھی بہو بنا چکی ہوں۔ بیٹی کی ماں نے اجازت دے دی۔ بڑھیا لڑکی کو لے کر سیدھی برتنوں کی دکان پر پہنچی اور دونوں کو آمنے سامنے کر دیا۔ دونوں گفتگو میں محو ہوئے تو دھیرے سے دکاندار کی تجوری صاف کر کے چلتی بنی۔ راستے میں بڑھیا کو سوداگروں کا ایک قافلہ ملا۔ اس نے قافلہ کو بھی لوٹنے کی ٹھانی۔ اس نے سوداگروں سے کہا۔ اپنا بھلا چاہتے ہو تو یہیں رک جاؤ۔ شہر کا حاکم ظالم ہے۔ تمہارا مال و اسباب چھین لے گا۔ مجھے سب چیزوں کے اچھے اچھے نمونے دے دو۔ ان نمونوں کو شہر میں دکھا کر میں گاہک یہیں پر لے آؤں گی۔ سوداگر اس کی باتوں میں آ گئے۔ چالاک بڑھیا قیمتی نمونے لے کر گم ہو گئی اور سوداگر اس کی راہ دیکھ دیکھ کر تھک گئے اس کمائی سے بڑھیا نے کچھ سال اور بسر کر لئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مگر پھر وہی ہوا۔ روپے پیسے کے ختم ہوتے ہی بڑھیا روٹی کے ایک لقمے کو ترسنے لگی۔ بیٹی کے کہنے پر دوبارہ شہر روانہ ہوئی۔ اب کی بار بڑھیا شہر آئی تو کیا دیکھتی ہے۔ سنار، دھوبی، دکاندار اور سوداگر اس کی گھات میں تھے۔ چاروں نے ٹھان رکھی تھی۔ کہ ایک بار بڑھیا ہاتھ آ جائے تو اس کو ایسا مزہ چکھائیں گے کہ اپنی نانی کو یاد کرتی پھرے گی۔ مگر بڑھیا ان سے زیادہ چالاک تھی۔ انہوں نے بڑھیا کو پکڑ لیا اور بادشاہ کے پاس لے گئے۔ بڑھیا روتی پیٹتی محل کے اندر چلی گئی۔ ملکہ نے پوچھا کیوں روتی ہو؟ کہنے لگی ملکہ صاحبہ میں حج کے لئے روانہ ہونا چاہتی ہوں لیکن میرے چار غلام ہیں جو مجھے نہیں جانے دیتے ان کو خرید لو تاکہ میں آزادی سے فریضہ حج ادا کر سکوں۔ ملکہ کے دل پر اس کی بات اثر کر گئی۔ اس نے چار غلاموں کے پیسے دے کر انہیں خرید لیا۔ چالاک بڑھیا کہنے لگی اب مجھے اپنے کپڑے بھی دے دو تاکہ میں بھیس بدل کر محل سے نکل جاؤں۔ وہ موئے راستے میں کھڑے ہوں گے اور میرے قدموں سے لپٹ جائیں گے۔ یوں بڑھیا بھیس بدل کر وہاں سے فرار ہونے میں کامیاب ہوگئی۔

اس بار بڑھیا نے دریا کا رخ کیا۔ ایک ملاح کو کہنے لگی۔ میں غریب ہوں۔ خدا کے لئے مجھے کنارے پر پہنچا دو۔ محل کے باہر کھڑے ہوئے چاروں فریادی تھک کر بادشاہ کے پاس پہنچے اور شکایت کی کہ انہیں ایک چالاک بڑھیا نے لوٹ لیا ہے اور کئی گھنٹے گزر گئے ہیں وہ محل سے باہر نہیں نکلی بادشاہ نے کہا۔ تم جھوٹ کہتے ہو۔ میری اطلاع کے مطابق تم چاروں اس کے غلام ہو اور وہ تمہیں فروخت کر گئی ہے۔ یہ سن کر چاروں کے ہوش اڑ گئے۔ ''شوندے روندے کھاندے ۔۔۔ تھک نہ باندھے'' یعنی وہ مسلسل روتے تھے اور یہ سلسلہ ترک نہ ہوتا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قومیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس وقت چولستان کے مشہور مقامات پر درج ذیل قومیں آباد ہیں۔ یہ ریکارڈ مقامی باشندگان کے زبانی بیانات کی بناء پر ترتیب دیا گیا ہے۔

1۔ ڈراور

مہر[۱]، پرے ہاڑ، کلپال، بلوچ[۲]، بفیرے

2۔ ڈھوری

کلوار، ڈہے، بلوچ

3۔ رکن پور

نائج، چنگل، اعوان، پرھاڑ، ڈاھے۔

4۔ دین گڑھ

لاڑ، شیخ، نومسلم شیخ، پنوار، بھٹی۔

1۔ قوانین منظور (1932) میں مہر قوم جٹ قوم کی ذیلی شاخ کے طور پر درج ہے۔ اس کی دیگر شاخیں حسب ذیل ہیں۔ اس اکثریت میں سے کلپال، کلیار، چنڑ، بوہڑ اور پڑھاڑ اقوام بہاول پور کے آباد علاقوں تک محدود رہی ہیں اور صحرا کے کنارے پر آباد ہونے کے باوجود صحرا میں ان کے ورود کے شواہد نہیں ملتے۔

بشنوئی، بھادو، بیسو، پونیہ، جاجرہ، جندگر، چاندوکا، جالنگل، دھانوالہ، دھاریہ، دودی، دھائل، دھاکہ رام، گریہ، ربابہ، سنہاڑ، سہاگ، سہاگرہ، سارن، سسدو، سہور، شگ، شودہ، کہور، کلیر، کلراون، کاکر، کروٹ، کچر، گل، گودارہ، گوجرانہ، گیلہ، مکٹ، ڈھا، نہرہ، ناگ، اولکھ، بندھیر، بانیہ، نباڑ، بوبہ، ہراڑ، بھولائی، ھدیجہ، بنڈر، بھڈیر، بھڈرانی، بندکہ، بدھر، بھل، بنورتھہ، بانتھ، بیگو، پنوں، پنوار، پھلر، جانی، جوھل، چٹانہ، جھٹہ، جاکڑہ، جوٹہ، چھوبہ، مچال، چاھل، دھاریوال، دندھول، دیول، دولت، دھول، ڈرنگ دھو، رمانہ، ردھاوا، ریزہ، ردھل، رتیکا، روتیا، سندھو، سنگا، سگلو، سینگی، قجون، کھور، کھنڈایہ، کلیر، کگ، کمل، کرٹلو، کاجلہ، کھیڑا، کنگر، گدایون، گل، مان، موڑ، بجن، مہر، ہیر، اوتیرا، ابڑا، اونٹر، اٹھوال، اندرڑ، اودھا، ایسر، اوٹھا، انصاری، اہیر، اڈا، آہنہ، اوکھرند، بیہا، بوہڑ، بٹر، بھنڈہ، بھن، بنگلہ، بویک، بورانہ، بونہ، بہون، بیلدار، برڑہ، بوسن، بنب، بھٹیوال، بہترہ، بہلہ، بڑاڑ، بانہ، رویہ، بدلہ، بہلکہ، بازدار، بٹیر، بوھن، باگڑی، اچھا، پاندا، پھلر، پرھار، لکیوار، بہوڑ، پنڑ، پنو، پرارہ، لنگل، پونیہ، ترکرہ،

(جاری)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

5۔ سالم سر

قریشی (۳) ،کٹوال، پڑہاڑ۔

6۔ خان گڑھ

• بوھڑ، ٹانوری، کٹوال، لاڑ، چنن

(بقیہ) تھیم، تیلی، تہریلی، تنیہ، تنگراہ، تلانہ، تجھکنہ، ترہیجڑ پلی، ٹوبہ، جوتہ، جھلن، جھیڈو، جگا، جھانیوں، جوگی، جھابڑ، جالگہ، جھوٹ، جھکال، جیر، جھنجھ جھکر، جاڑہ، جھک پچھینہ، چارن، چنڑ، چاچڑ، چدھرڑ، چنجرہ، چانڈ، چاال، چپ، چھوبن، چاوڑہ، حامرہ، رحسام، خوجہ، خاص، خیلی، ورگہ، دھول، ڈاوچ، دھلنڈی، ڈانگر، ڈنگر، ڈیسی، ڈکھنہ، ڈھانڈو، ڈھاور، ڈنبہ، ڈرائیر، دریچہ، درگڑوہ، ڈیت، رھان، رھام، ڈاغ، راجڑ، رھنہ، رڈ، روانچ، رک ران، دونگھ، رتیب، رسہو، سیلن، سہو، سرائے، سگو، سپیرا، سوگی، سمیجہ، ساھگی، سندھا، سوھلہ، سومرہ، سندل، سرگی، سنگرہ، سوڑہ، سندھی، سوترہ، سراج، شور، شجرہ، کھوکھر، کھوہارا، کسرا، ککلہ، کلس، کلیار، کھاکھی، کلہوڑہ، کھور، کانجوں، کچھی، کٹ، کہویرہ، کنپال، لیل، کوتہ، کنون، کلاسز، کالڑ، کھپری، کھنڈ، کالری، کھروالہ، کھاڑک، کانجن، کلر، کچلا، ککڑ، کھیڑہ، کھاوڑ، کلوار، کٹہ، کٹوال، کوندی، کھنبرہ، کلواڑہ، کچالا، کھوٹی، گوجر، گورایہ، گل، کہرواں، گنپ، گھلو، گورہ، گنڈولہ، گکڑے، گھاڑو، گھوٹیہ، گلک، گہنہ، گھانکھل گھل، گنواں، گنہلہ، گھونیاں، لودھرہ، لسوڑہ، لانگ، للو، لاک، لکھائی، لکھانی، گانگا، لانگی، لاگڑھاہ، لکڑ، مونڈ، لسن، مانڈھلل، لہری، موحل، لمکول، مانک، ماہو، لہر، مانگا، موتھا، موڈر، میورہ، موہانہ، مہند، رکنڈ، مل، موھلی پوترہ، مولا، ہنگریہ، میکن، ہڑہ، مونجی، ھرا، نیکوکارہ، نون، نانچ، نوناری، نرگہ، نہرا، نہابہ، نندن، نہنجڑہ، ورھا، دگھال، ونجارہ، وسلی، ولن، واڈو، واگھو، ورند، اسٹھہ، داسہ، ولانہ، دیہہ، ھمشیرہ، ھڈھر، ھانسی، ھرتار۔

۲۔ بلوچ قوم کی وہ ذیلی شاخیں چولستان کے ساتھ ساتھ زرعی علاقوں میں جن کی سکونت ثابت ہے حسب ذیل ہیں۔ ادوانی، بہک، بھنڈ، بٹوائی، برہوی، بٹھرانی، پتانی، تمرانی، جتوئی، جھلن، لجانی، حیدرانی، خٹک، دشتی، دیشک، رحمانی، رند، فتونی، قرائی، کشکوئی، کوش، کھوسہ، گلاچی، گلگالہ، گویانک، کنول، گولہ، گورگیج، لشاری، لدلائی، لغاری، للکانی، نگسی، مزاری، مستوئی، مشوری، مرزائی، ورند، بذرانی، ابلیلے، ہوت۔

۳۔ قوم قریشی کی وہ ذیلی شاخیں جو چولستان کی ملحقہ زرعی آبادیوں میں سکونت پذیر ہیں۔ اونٹر، جبلہ، چشتی، چاوی، دریچہ، صدیقی، فاروقی، کرخی، کمچی، کریچہ، کہیری، ہیجوارہ، نیکوکار، نوخانی، ہاشمی۔

داد پوترہ قوم سابق ریاست بہاول پور میں مقتدر تھی۔ اس لئے چولستان کے باشندے ان کا بے حد احترام کرتے ہیں۔ اس قوم کے افراد کو اب بھی صاحبزادہ کہہ کر پکارتے ہیں۔ داد پوترے چولستان میں صرف شکار کی غرض سے آتے تھے۔ اس قوم نے مستقل سکونت زرعی علاقوں میں اختیار کی۔ اس کی دیگر شاخیں حسب ذیل ہیں۔ حمانی، اسرانی، اچرانی، اکرانی، اسپانی، اریانی، پیرانی، کبجانی، سرانی، پرجانی، جلانی، جمرانی، جھنڈانی، جمانی، چھتانی، خوربانی، حسمانی، ربانی، رحمانی، شبرانی، صدقانی، طلبانی، عباسی، عربانی، فتانی، کرانی، ہکرانی، لوٹھر، جمانی، منگرانی، للیانی، وچھنی، ھسپانی، بلانی، ھکڑہ، شہمانی، ٹھوبڑہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

7۔ بجنوٹ

مہر، کٹوال، کٹا، ٹانوری، مھکیوال۔

8۔ چانچڑاں والا ٹوبہ

لاڑ[۴]، مہر، چاچڑ۔

9۔ نواں کوٹ

مہر، پڑھاڑ۔

10۔ خیر گڑھ

ڈھے، پڑھاڑ[۵]، مہر، کھر، ماچھے، ٹانوری، بوہرتوس، بھیے

11۔ رنہال

کٹپال، ڈھے، قریشی، بلوچ۔

12۔ لیارا کنڈیرہ

دکے فقیر، دھکڑ، مہر،

۴۔ لاڑ قوم کے تحت بیان ہونے والی دوسری قومیں یہ ہیں۔ موسلا، متیلا، نیکوکارہ، لنگر مال،

۵۔ صحرا میں آباد "پڑھاڑ" اور "بھٹی اقوام" کو راجپوت قوم کی ذیلی شاخ کے طور پر درج کیا گیا ہے۔ راجپوت قوم کی یہ ذیلی شاخیں زرعی علاقوں میں پائی جاتی ہیں۔ گذشتہ پچاس سالوں میں اس امر کا مطالعہ نہیں کیا کہ ان ذیلی شاخوں میں سے کس کس نے صحرا کا رخ کیا ہے یا کیوں صرف دو شاخیں صحرا میں جا کر آباد ہو گئیں۔

ابریرہ، امروکا، لہرا، یلیوکا، بھوریکا، بیگ کا، پہلوانکا، بھٹی، بہادرکا، بھگ، باریکا، بھڈیرا، بہرم کا، بیدانہ، ببریکا، بیکوکی، بسیم، بھایا، لہوڑ، بن، بوکھا، بہمن، پرھار، پمنا، جودھیا، جویہ، صوبہ سلیانہ، تمیگ، جمانیکا، جھی، جہانیاں، جمیرا، جبوکا، جلوانا، جھیڈو، جاویکا، چوہان، چیمہ، چھجو 1، چکوکا، حبیب کا، دیسل، ڈیرہ، ڈھڈی، ڈوڈیکا، دویکا، ددلتانہ، وھابدلہ، ڈنگر، راھنہ، رامکا، راج کا، راندھہ، رگھ، رحمونکا، رتیکا، ستیکا، سابوکا، شیخوکا، سوڈیکا، سہول، سیال، سومرو، سلہ، سالم کا، ساڑھو، سوترک، صابوکا، عاکوکا، عدلیہکا، غلام، غازی، غمہانہ، قاسم کا، قائم کا، کالوکا، کگریا، کلکلہ کبرلی، کربالی، کوبھر، گدھوکا، گرناچ، گونکا، لالیکا، سنگانہ، مکھویرہ، موسیکا، مونکا، مریدکا، مسوکا، مانڈل رزیکا، میوکا، میانہ، ملکانہ، ڈل، مہا، مرکنڈا، نہاکا، نیعریرا، نہایہ، نارل، ناتج، وزیرکا، وٹو، وینس، دمرلہ، واگی، ہنجرہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

13۔اسلام گڑھ

مہر، کلر، ٹانوری، لاڑ، دے کے نفیر، پتانی بلوچ، ببرے، سگرے، راجڑ، برس۔

14۔مروٹ

سماں، جھکڑ، بھٹی، مہر، بانوری، بھیں، پنوار، اُتے راہ، ڑل۔

15۔پھلڑہ

کمہار، پنوار، بھٹی وغیرہ۔

16۔موج گڑھ

بوہڑ، بھٹی، پنوار وغیرہ۔

17۔رانا بھانا

بوہڑ، پرھاڑ، جھکڑ، بھیں وغیرہ۔ سلے، مہر، جویے، کمرانی، تہوڑ۔

18۔رسول سر

تانوری، کٹوال، شیخ، لاڑ، چنن، پرہاڑ۔

سندھ کے جاٹ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں

ڈرادور کے مقام پر اصحاب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزارات ہیں جو ظاہر کرتے ہیں کہ عربوں کی آمد اس صحرا میں اس عہد سے جاری تھی۔ صحرا میں کثیر جاٹ اقوام آباد ہیں۔ ملحقہ صحرا سے جن کے ہم قوم افراد کو پیغامِ حق کی نوید سن کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب مصر، روم، ایران، حبشہ، شام اور چین کے شہنشاہوں کو دعوت اسلام کے خطوط ارسال کیے اس وقت تک اسلام کی آواز سندھ کے ساحلی علاقوں تک پہنچ چکی تھی۔ سندھ سے کچھ جاٹ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ جنہیں عبداللہ ابن مسعود کی ایک روایت میں ''زط'' (بمعنی جاٹ) کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔'' (باب الاشال ترمذی)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غیر مسلم قومیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(الف) شیخ۔ بڑانے

(ب) اوڈ اور اس کے تحت آنے والی اقوام گلاٹ، ڈولے اور پاتر

(ج) ہندو اقلیتی اقوام

مینگوال، بودے، بانوری، گندھیر، جی پال، ہانی، جتانی، میڈ، بھیل، پنوں، سے جی، تڑ کے ٹراھتی، پڑھاڈ۔

1) زرعی علاقوں میں شیخ قوم کی جو شاخیں آباد ہیں۔ ان میں ادجن فقیر، بھلے، جیون، چنچن، خلعانہ، رحمانی، شجرہ قابل ذکر ہیں۔ یہ ذیلی شاخیں صحرائی سکونت کی طرف ملتفت نہ ہوئی ہیں۔ کیونکہ صحرا میں سفر کے دوران یہ نام کانوں نے نہیں سنے۔

2) چولستان کی اک خوددار قوم ہے ان کی پہچان یہ ہے کہ قسم نہیں کھاتے اور عہد کے پکے ہوتے ہیں۔

ہندو آبادی

غیر سرکاری اعدادوشمار کے مطابق چولستان کی مجموعی آبادی میں ہندوؤں کی تعداد پانچ ہزار سے زائد ہے۔ یہ لوگ یہاں کی معاشرتی زندگی میں رچ بس گئے ہیں۔ گو کہ میل جول اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقریبات میں ان کے اور مسلم آبادی کے درمیان ایک معقول فاصلہ برقرار رہتا ہے۔ جفاکشی اور صحرانشینوں کی راہ پیمائی کا جذبہ ان میں بدرجہ اتم موجود ہے۔ صحرائی آبادیوں کو ایک دوسرے سے ملانے والے قدرتی کچے راستے جو مجموعی طور پر ایک ہزار ایک سو نانوے میل لمبے ہیں۔ برسات کے علاوہ سال بھر آمد و رفت کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ ان سڑکوں پر جیپ میں سفر کرتے ہوئے دورویہ بڑھتے ہوئے اور لوٹتے ہوئے قافلوں میں کبھی کبھار ہندو مرد و زن بھی دکھائی دیتے ہیں۔ ان کے لباس کی ساخت خدوخال اور ظاہری وضع قطع اتنی منفرد ہوتی ہے کہ دیکھنے والا انہیں آسانی سے پہچان لیتا ہے۔ ہندو خواتین سبز پیلے گاڑھے سرخ نیلے رنگوں کی کانچلی (چولی) پہنے ہوتی ہیں۔ گھگرہ ٹخنوں سے قدرے بلند، پیروں پر ڈھول سے اٹا مارواڑی جوتا پہنے محنت کش مردوں کے دوش بدوش محو عمل نظر آتی ہیں۔ عام طور پر چاندی کے زیورات جن میں ہاتھوں کے ''چوڑھ'' بازو کے ''زہر بند'' گردن کی ''ہسی'' ناک کی ''نتھلی'' ''پوپا'' اور ''پولا'' کانوں کے ''بوڑے'' ماتھے پر جھالر نما ''چھکن'' پیروں کے کڑے یا ''تراوڑے'' چولستان کی ہندو خواتین میں بڑے مقبول ہیں۔ مردوں میں سرخ پگڑی اور لانگھان کا پسندیدہ لباس ہے۔ اونٹ کو جان سے زیادہ عزیز رکھنا انہوں نے صحرائی زندگی سے سیکھا ہے۔ مقامی مصنوعات اور چولستانی دستکاری میں ان کا انداز ایک جداگانہ مقام رکھتا ہے۔ جو ممتاز دستکاریاں ان گھرانوں میں رواج پذیر ہیں وہ اپنا ثانی نہیں رکھتیں۔ شائقین دور دراز سے آ کر ان دستکاریوں کے خوش رنگ نمونے خریدتے ہیں۔ نفاست اور رنگوں کا حسین امتزاج ان دستکاریوں کا طرہ امتیاز ہے اس مقصد کے لئے چھوٹی چھوٹی جھوکوں جھونپڑیوں میں کھڈیاں نصب ہیں۔ جن کے ذریعے اونٹ کے بالوں اور سوتی دھاگوں کی آمیزش سے طرح طرح کی مصنوعات تیار کی جاتی ہیں۔ ''لنگیاں'' اور ''لوکاراں'' (اوڑھنیاں) جو زیادہ مقبول ہیں ان کی رنگائی اور بنائی اتنی عمدہ ہوتی ہے کہ محسوس نہیں ہوتا کہ ان کو دستی کھڈی پر تیار کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں ان اقوام کے ہاں رنگوں کے استعمال کا خاص ذوق موجود ہے۔ جو ان کی دستکاریوں کو منفرد مقام عطا کر دیتا ہے۔ کمبل اور دوھریں بھی ان کے ہاں تیار کی جاتی ہیں۔ ان دستکاریوں پر بیشتر، ہندو گھرانوں کا تکیہ ہے۔ تیار شدہ حالت میں ان کا نرخ ایک سو سے لے کر چار سو روپے تک ہوتا ہے اور باشندگان چولستان اور آس پاس کے بڑے لوگ انہیں شوق و رغبت سے خریدتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحرائی آبادی کی اس ہندو اقلیت کی بہت مختصر تعداد عام مزدوری بھی کرتی ہے ورنہ دوسرے مویشی پالتے ہیں اور چولستان کے دیگر باشندگان کی طرح گزراوقات کے لئے بھیڑیں، گائیں اور اونٹ پالتے ہیں۔ یہ پیشہ اس علاقہ میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔

بانوری

یہ قوم یزمان اور اس کے اطراف میں پھیلی ہوئی ہے۔ ان کا ایک نمائندہ رام ممبر بھی ہے جس نے بتایا کہ بانوری مٹ بچہ اور تھوری اقوام کے تحت آتے ہیں اور یہ کہ بہاول پور میں بانوریوں کے تقریباً چار سو گھر ہوں گے۔ باقی اقوام بانوریوں سے اپنا الحاق ظاہر کرنے میں دلچسپی نہیں رکھتیں۔ آپس میں یہ لوگ مارواڑی زبان بولتے ہیں مگر رام کے نزدیک اس زبان کا نام ''پارسی'' ہے۔ پنجاب میں بڑ واسی قوم مُردے حیوان کھاتی ہے۔ اور ایک قوم ساہنی کا بھی علم ہوا جس کے افراد دوڑ کر بلی کی طرح دیوار پر چڑھ جاتے ہیں۔ رام سے جب یہ پوچھا گیا کہ وہ (زندہ یا مردہ) ہر چیز کیوں کھا لیتے ہیں، تو اس نے ایک لمبی کہانی شروع کر دی۔ سائیں ستیل گڑھ ہمارا اصل وطن اور ''من کھجل'' (مولد) تھا۔ جہاں سے ہمیں جبراً دیس نکالا مل گیا۔ جن ظالموں نے ہمیں نکالا تھا وہ بھی وہاں آباد نہ ہو سکے۔ ستیل گڑھ کا دروازہ آج بھی کھلا ہے اور جب تک ہم لوٹ کر وہاں نہیں پہنچتے وہ کھلا رہے گا۔ ہمارے بڑے وہاں سے عاجز ہو کر نکلے اور اس صحرا میں مارے مارے پھرتے تھے۔ اس حالت میں جب کوئی چیز پاس نہ تھی اور کھانے کو کچھ میسر نہ تھا۔ مردہ جانوروں کو مجبوراً کھانا پڑا۔ مگر خانماں خرابی اور عسرت کی یہ مدت تادیر قائم رہی اور رفتہ رفتہ مردہ جانوروں کو کھانا ایک رواج اور ایک عادت بن گیا۔ اب ہم بکرا، چھترا، بھینس گیدڑ، اور لومڑی وغیرہ سب کھا جاتے ہیں اور ان کی کھالوں کو سکھا کر بیچ ڈالتے ہیں۔ مگر ہمارے بڑوں نے گائے، مرغا، کتا اور گدھا کھانے سے منع کیا ہے اور ہم ان چاروں کو کسی حالت میں نہیں کھاتے۔ گائے اس لئے کہ وہ مقدس ہے اور باقی تین اس لئے کہ وہ برے ہیں۔ اس سے مرغے، کتے اور گدھے کے برا ہونے کا سبب پوچھا تو وہ کہنے لگا۔ ہمارا ایک بڑا سورما تھا۔ رات کے اندھیرے میں اس کی بیٹی کو اس کے گدھے پر کوئی بھگا لے گیا اور صبح جب اسے علم ہوا تو اسے اپنے گدھے پر بھی غصہ آیا جس نے دشمن کی مدد کی اور اپنی پشت پر گھر کی عزت کو لاد کر لے گیا۔ ہمارے بڑوں کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ بھی دکھ ہوا تھا کہ مرغا اگر بول پڑتا اور کتا بھونک دیتا تو یہ حادثہ نہ ہوتا اور گھر والے بیدار ہو کر دشمن کو پکڑ لیتے۔ اس لئے ہمارے بڑوں نے مرغے اور کتے کو بھی قابل نفرت قرار دیا۔ اب ہم تینوں کو ناپسند کرتے ہیں اور ان کا گوشت بھی نہیں کھاتے۔ کوّا بانوریوں کے نزدیک منحوس پرندہ ہے۔

طوائف اور گدھے کو ہاتھ لگ جانے سے بانوری یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ ناپاک ہو گئے ہیں۔ اس نجاست سے صاف ہونے کے لئے پھر انہیں گنگا کے پانی اور گائے کے پیشاب سے ٹونہ کرنا پڑتا ہے۔ نجاست لگ جانے کو بھٹ جانا کہا جاتا ہے۔

بانوری اس بات کا ذکر کرتے ہوئے اک گونہ فخر محسوس کرتے ہیں کہ ان کے قبیلے کا کوئی فرد چوری نہیں کرتا۔ ان کا دعویٰ ہے کہ پاکستان بھر میں کسی جیل میں آج تک کوئی بانوری نہ قید ہوا ہے اور نہ اس الزام میں آئندہ کوئی قید ہوگا۔ وہ اپنے آپ کو ''سودی قوم'' (سیدھی اور شریف قوم) کہتے ہیں۔

پیدائش کی رسمیں

بچوں کی پیدائش میں زچہ کی مدد کرنے کے لئے بانوریوں کی اپنی دائیاں ہیں۔ جب بچے کی پیدائش کو پانچ دن گزر جائیں تو ماں کو درمیان میں بٹھا کر آٹے سے دائرہ بنایا جاتا ہے۔ اسے ''چترائی'' کہتے ہیں۔ بیچ میں اپلوں سے آگ روشن کی جاتی ہے اس دوران بچے کو غسل دیا جاتا ہے اور سب موجود عورتیں ''سیوا'' (عبادت) کرتی ہیں اس موقع پر دوسری عورتیں ماں کو حسب توفیق پیسے بھی دیتی ہیں جنہیں انعام کا نام دیا جاتا ہے۔ اپلوں کی آگ کو روشن رکھنے کے لئے دوسری عورتیں جب گھی ڈالتی ہیں تو ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ یہ مرحلہ ان کے لئے بھی آسان ہو جائے اور جس طرح سامنے بیٹھی ہوئی نومولود کی ماں سلامت اور شادمان ہے اسی طرح وہ بھی اگر یہ دن دیکھیں تو عافیت سے رہیں۔

شادی کی رسمیں

لڑکے والا برادری کا اجتماع کرتا ہے۔ سب اکٹھے ہو جاتے ہیں تو اپنے خیال کا اظہار کرتا ہے کہ وہ اپنے بیٹے کی شادی فلاں شخص کی بیٹی سے کرنا چاہتا ہے۔ برادری متفق ہو تو سب مل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر لڑکی والے کے گھر پہنچ جاتے ہیں۔ لڑکی والے کو اگر یہ رشتہ منظور ہو تو لائی گئی تھالی میں لڑکے والا سوا بارہ روپے اور گری کے دو کھوپے رکھ کر لڑکی والے کو پیش کرتا ہے۔ اس عمل کے بعد سمجھا جاتا ہے کہ دونوں کا رشتہ طے ہو گیا ہے۔

پوتھی نکلوانا

اس کے بعد دونوں طرف سے برادری کے سربراہ مل کر برہمن کے پاس گھونگی جاتے ہیں اور اس سے درخواست کرتے ہیں کہ ''پوتھی'' نکالے (یعنی جوتش کے حساب سے شادی کے لئے موزوں دن) برہمن آخر کار بتاتا ہے کہ کس دن بارات آئے اور کس دن ڈولی اٹھے۔

بارات کی روانگی

جب دلہن کے گھر کی طرف بارات روانہ ہوتی ہے تو اس وقت یہ گیت سب کی زبان پر جاری ہوتا ہے۔

یہ گیت صرف مرد گاتے ہیں۔ لڑکے کے گھر اور لڑکی کے گھر جب ساری برادری اکٹھی ہو تو خود بخود یہ گیت زبانوں پر مچلنے لگتا ہے۔

گدے ساوا، گدے را پھیرا، گزرے مکھن لکھایا۔

کاچ نا ویٹرا ین را پیر اس نے لکھن للہایا۔

تیرے بلوانے کن را بلواڑین راجہ موڑ مہاڑیں آ وڑ رے۔

ہے جی۔۔۔۔۔ او جی۔۔۔

کن رے پرس تھاری جان کرلا کن تھارواگے واڑیں رے۔

ہے جی۔۔۔۔۔ او جی۔۔۔

چھنی کروڑ کن پرس تھاری مانگ رچاوے کن تھار و بھید پاسے

ہے جی۔۔۔۔ او جی۔۔۔

ساکھ سہیلوی مانگ رچاوے۔ دھیا تارو بھید تارو نوکر

ہے جی۔۔۔۔ او جی۔۔۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترس جہاں راہوارے بھورادھیرج ماندرگاے رے

ہے جی۔۔۔۔ او جی۔۔۔

اس گیت کا مفہوم یہ ہے:

تم گھوٹکی کب گئے تھے اور وہاں برہمن نے کون سی تاریخ مقرر کی ہے۔ جس دن دولہا سہرا باندھ کر ہمارے گھر آئے گا۔ دولہا کا کوئی عزیز دُلہن کے گھر پہنچ کر شادی کی تاریخ مقرر کرتا ہے۔ دولہا کا عزیز دلہن والوں سے سوال کرتا ہے کہ آنے والی بارات کی میزبانی کون کرے گا؟ انہیں کھانا کون پیش کرے گا اور پانی کون پلائے گا؟ کون تیرے گھر جھاڑو دیتا ہے؟ ہَوا۔ کون تجھے، پانی پلاتا ہے؟ بھگوان کا پیارا۔ دلہن کا باپ سوال کرتا ہے بارات والوں میں معتبر کون ہے اور بارات کی نفری کتنی ہوگی؟ جواب میں دولہا کا عزیز کہتا ہے کہ دولہا کا باپ بارات کا معتبر ترین فرد ہوگا اور باراتی بیشمار ہوں گے دولہا کا عزیز پھر جاننا چاہتا ہے کہ بارات کو خوش آمدید کون کہے گا اور رسومات کس کے ہاتھوں انجام پائیں گی؟ دلہن کا باپ جواب دیتا ہے کہ سات عورتیں طربیہ گیت گاتی ہوئی بارات کا استقبال کریں گی۔ سنگ سہیلیاں خوشی سے گانے میں مگن ہوں گی بعد میں ''گربا'' (بزرگ) مذہبی کتاب پڑھیگا۔ ''منگل'' (خوشی کا گیت) گایا جائے گا۔ آخر کار دولہن کا باپ یقین دلاتا ہے کہ (دیوریت) تمام مرحلے بہترین طریقے سے طے پائیں گے۔

یہ گیت گاتی ہوئی بارات لڑکی والوں کے گھر کے قریب پڑاؤ ڈالتی ہے اور سامنے پھنڑیاں لگا کر اس پر لکڑی کے دو پرندے لگا دیئے جاتے ہیں۔ عام طور پر دلہن کے گھر کے بالکل سامنے والے حصہ پر ان پرندوں کو آویزاں کیا جاتا ہے۔ دلہن کی برادری کے پانچ سات مرد میٹھا پانی (شربت) نہایت قلیل مقدار میں باراتیوں کو پیش کرتے ہیں۔ اس رسم کے ذریعے ایک تو باراتیوں کی تواضع مقصود ہوتی ہے اور اس میں ہلکا پھلکا مزاح کا عنصر بھی پایا جاتا ہے کیونکہ ایک یا دو گھونٹ سے پیاس بجھنے کی بجائے اور بھڑک اٹھتی ہوگی۔ نیچے پانی کی ایک ''ٹنڈ'' (گھڑا) رکھی ہوتی ہے۔ اس پر ایک لوٹا رکھا ہوتا ہے جو پانی سے بھرا ہوتا ہے۔ اس پانی میں کیکر کی گیلی لکڑی ڈال دی جاتی ہے۔ سب عورتیں اس موقع پر خوشی کے گیت گاتی ہیں اور ہنسی مذاق کی فضا پیدا ہو جاتی ہے۔ دولہے کی ''سالی'' آگے بڑھ کر دولہے کی آنکھوں میں سرمہ ڈالتی ہے اور دولہے سے شوخی کرتی ہے۔ اس کی پیروی میں دلہن کی طرف کی خواتین دولہے کے بزرگوں کے چہرے پر ادھر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ادھر سرمہ لگانے کی کوشش کرتی ہیں اور وہ اس حملے سے بچنے کی کوشش میں وہ بڑے مضحکہ خیز نظر آتے ہیں۔ اس سے محفل میں ہر طرف قہقہے بلند ہوتے ہیں۔ اس کے بعد دولہے کو آویزاں لکڑی کے پرندوں کے نیچے لایا جاتا ہے ساتھ اس کا سر بالا ہوتا ہے باقی برادری دور کھڑی رہتی ہے۔ دلہن کی ماں تھالی میں رنگ لئے نمودار ہوتی ہے اور انگلی سے وہ رنگ پہلے دولہے پھر شہ بالے اور پھر باقی تمام باراتیوں کے ماتھے پر لگاتی ہے۔ سب باراتی اس پلیٹ میں ایک ایک روپیہ ڈالتے جاتے ہیں اور یہ رسم ادا ہو جاتی ہے۔

دوسری بار دولہے کی ساس آتی ہے تو اس کے ہاتھ میں ایک طشت ہوتا ہے جس کے چاروں طرف جھالر لٹک رہے ہوتے ہیں۔ جھالروں کی اوٹ سے اندر جلتا ہوا دیا دکھائی دے رہا ہوتا ہے۔ ساس یہ طشت لا کر دولہے کے سامنے سات مرتبہ ہلاتی ہے۔ جسے یہ لوگ ''پھیرے دینا'' کہتے ہیں۔ ساس جب یہ لاتی ہے تو اس نے اسے پردے سے ڈھانپا ہوتا ہے تاکہ ہوائیں اس کو گل نہ کر دیں۔

اس کے بعد سالی آتی ہے دولہا اسے دو روپے دیتا ہے سالی ان کو وصول کرتے ہی دولہے کے سامنے تنے ہوئے دھاگے کو کھینچ کر توڑ ڈالتی ہے۔ اس وقت دولہے کے پاؤں کے قریب زمین پر الٹی ''چھووتڑی'' (گھڑے کا ڈھکنا) کے اندر دو روپے رکھے ہوتے ہیں وہ پاؤں کی ضرب مار کر اسے توڑ ڈالتا ہے اور پھر جا کر دلہن کے گھر کے سامنے بچھے ہوئے کپڑے پر بیٹھ جاتا ہے۔ سر بالا اس کے ہمراہ ہوتا ہے۔ باراتی دور اسی اسی جگہ کھڑے کھڑے یہ منظر دیکھتے ہیں۔

وداع کی رسم

دو سالیاں دولہے کے دونوں طرف اوپر کی جانب کچا دھاگا پکڑ کر کھڑی ہوتی ہیں اور دولہے کو بیٹھے ہی بیٹھے اس تاگے کو توڑنا ہوتا ہے۔ دولہے نے لوہے کا ''گیڈیا'' پکڑ رکھا ہوتا ہے وہ اکثر تین کوششوں کے بعد یہ دھاگے توڑنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ کبھی کبھی سر بالا بھی دولہے کی مدد کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ سر بالا احتیاطاً اپنے پاس طویل لکڑی رکھتا ہے۔

اس رسم کے پورا ہوتے ہی بارات اسی بستی میں کسی دوسرے پڑاؤ کے لئے روانہ ہوتی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔لڑکی والوں کے گھر پڑاؤ کرنے کی بجائے اگرلڑکے کے رشتہ داروں میں سے کسی کا گھر ہوتو وہاں جانے کوترجیح دی جاتی ہے۔اس دوسرے پڑاؤ پر بارات انتظار کرتی ہے تاوقتیکہ دلہن کے ہاں کھانا پک کر تیار ہو جاتا ہے اور کوئی بلانے کے لئے آتا ہے۔اس کی درخواست پر بارات دوبارہ دلہن کے گھر آتی ہے۔

دوشیزہ اور پھیکے چاول

بانورویوں کے ہاں دستو ہے کہ کنواری لڑکی کی شادی میں میٹھا بھات نہیں پکاتے محض پھیکے چاولوں پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ہاں اس ضیافت کو پرتکلف کرنا ہوتو گھی اور شکر بھی علیحدہ ساتھ رکھ دیا جاتا ہے۔

چار چکر

پہلے مرحلے میں ''کرین'' کے درخت سے چار سوٹیاں توڑ کر انہیں زمین پر چار کونوں میں نصب کر دیا جاتا ہے۔کچا دھاگا سات مرتبہ ان کے گرد لپیٹ دیا جاتا ہے اور آٹے سے چاروں طرف ''چترائی'' (نشان لگانا) کر دی جاتی ہے۔ساتھ ہی دولہا دلہن کے بیٹھنے کے لئے زمین پر کپڑا بچھا دیا جاتا ہے۔لکڑی کے خشک چھلکے اکٹھے کر کے درمیان میں جلا دیئے جاتے ہیں۔ ان پر مسلسل گھی ڈالا جاتا ہے۔تاکہ آگ روشن رہے۔سفید پگڑی کا ایک حصہ دلہن کی کمر سے بندھا ہوتا ہے اور دوسرا دولہے کے کندھوں پر ڈالا ہوتا ہے۔پہلے تین چکروں میں دولہا آگے اور دلہن پیچھے ہوتی ہے۔ان تین چکروں کے بعد دونوں کو بٹھا دیا جاتا ہے۔عزیز و اقربا دلہن کو نقدی پیش کرتے ہیں۔جو عموماً نصب شدہ سوٹیوں کے پاس رکھ دی جاتی ہے۔جب سب دے چکیں تو اس رقم کو گن کر باندھ لیا جاتا ہے اور آخری چکر شروع ہوتا ہے۔

دوسرے چکر میں چوتھا اور آخری ''پھیرا'' (چکر) لگاتے وقت عورت آگے اور مرد پیچھے ہوتا ہے۔

نصیحت

چوتھا پھیرا مکمل ہوتا ہے تو موجود برہمن یا دیور، دولہا کے ملے ہوئے ہاتھوں کو کھول کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھوڑ دیتا ہے۔ دلہن کا باپ اپنی وداع ہونے والی بیٹی کو نصیحت کرتا ہے کہ آج کے بعد کبھی اپنے شوہر کے آگے مت چلنا بلکہ ہر بات میں اس کے قول اور فعل کو فوقیت اور ترجیح دینا اور ہمیشہ اس کے پیچھے چلنا۔ اس کے بعد رخصتی عمل میں آتی ہے۔ دلہن کو والدین کے گھر سے اس جگہ منتقل کر دیا جاتا ہے۔ جہاں بارات نے ڈیرہ ڈال رکھا ہوتا ہے۔ دلہن سب سسرال والوں کو سلام کرتی ہے اور دولہا پھر اسے کچھ دیر کے لئے میکے چھوڑ آتا ہے۔ دوسرے دن لڑکے والوں کی طرف سے کھانا دیا جاتا ہے۔ ''چھترے'' کا گوشت پکایا جاتا ہے اور اس بات کی تسلی کی جاتی ہے کہ ہر باراتی کو گوشت کا بھوجن خوب ملا ہے۔

بدشگونی

چھترے کو ذبح کرنے کے علاوہ اور کوئی خون نہیں دیا جاتا ہے۔ بانوری شادی کے موقع پر زیادہ تر ''رتول'' (خون کی سرخی) کو برا سمجھتے ہیں۔ دوسری اشیاء خوردنی سے کام چلا لینے کو بہر طور بہتر سمجھا جاتا ہے اس موقعہ پر کسی کو تنازعہ کو ہوا دینا اور فضول خرچی کرنا بھی برا گردانا جاتا ہے۔ کوّے (''دھاڑو'' ''کالو'') کا بولنا، کتے کا کان جھٹکنا، بلی کا راستہ کاٹنا اور گدھے کا بائیں طرف سے بولنا برا شگون سمجھا جاتا ہے۔ لیکن گدھا اگر دائیں جانب سے بولے تو یہ ان کے لئے نیک فال ہوتی ہے۔ ان کے قبیلوں میں سفر یا کاروبار کے لئے روانہ ہوتے وقت جو اصول مشہور ہے وہ یہ ہے۔

جنیوڑاں کجھ نمیں تھیوڑاں
ڈعوی کئے جا دعوی

ترجمہ

دائیں طرف سے آواز آئے تو کچھ کام نہ بنے گا
بائیں طرف سے آواز آئے تو جو چاہتا ہے وہ ہو گا

مگر گھر آنے کے لئے مندرجہ ذیل اصول الٹ ہو جاتا ہے اور شگون کی تعبیر بھی پھر اسی حساب سے نکالی جاتی ہے۔ بہت سے برے اثرات سے بچنے کے لئے یہ لوگ بارات اکثر رات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو روانہ کرتے ہیں۔ جاتی بارات کو اگر جنازہ راہ میں مل جائے تو اس کی خاطر انہیں ایک بکرا ذبح کرنا پڑتا ہے۔ جو ہر بارات کے ساتھ احتیاطاً رکھ لیا جاتا ہے۔ بارات کی روانگی کے وقت گیدڑ کا بولنا بھی برا سمجھا جاتا ہے۔ دستور کے مطابق اگر سانپ، لومڑی یا گیدڑ بھی بارات کا راستہ کاٹ جائیں تو بکرا ذبح کیا جاتا ہے۔

موت کی رسمیں

مردوں کو نہلا کر قبرستان میں لایا جاتا ہے اور یہاں بھی چار لکڑیوں کو نصب کر کے ایندھن اکٹھا کیا جاتا ہے۔ اب کی بار میاں یا بیوی میں جو زندہ بچ گیا ہو وہ الٹے چار چکر لگاتا ہے۔ گویا شادی کے وقت لگائے گئے چکروں نے جس بندھن میں دونوں کو باندھا تھا وہ ٹوٹ گیا۔ اب زندہ فریق کو آزاد تصور کیا جاتا ہے۔ کہ چاہے دوسری بار اپنا گھر بسا لے۔ ان کے ہاں چونکہ طلاق کی گنجائش نہیں ہوتی اس لئے ایک کے مرنے کے بعد یہ حق دوسرے کو صرف اسی طور نصیب ہوتا ہے۔

گیارہویں کی روٹی

جب گیارہ دن گزر جائیں تو مرنے والے کی اگلی مشکلیں آسان کرنے کے لئے روٹی پکا کر تقسیم کی جاتی ہے۔ سوگ منانے کی بس یہی ایک بڑی رسم ہے۔

خوش بخت

جس آدمی کو خوش نصیب پائیں یہ لوگ اسے ''فقیر مہتم'' کہہ کر پکارتے ہیں۔ ''فقیر مُہتم'' منہ سے جو بات نکالے وہ پوری ہو کر رہتی ہے۔

اچھا شگون

صبح کے وقت ان لوگوں کو کوئی ایسا مرد یا عورت نظر آ جائے جو گھڑے یا کسی برتن میں پانی بھر کر لا رہا ہو تو اسے نیک شگون سمجھا جاتا ہے۔ خالی برتن دیکھنے سے دن بھر کی ناکامی اور خواری مراد لی جاتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہتا کبیرا جدے رہن دی پار وسدا کھنڈی میں رہوتا بھائی۔

بھیل اقوام

بھیل قوم کے سرکردہ لوگوں کا کہنا ہے کہ دراوڑ، کول، جنگلول اور بھیل یہاں کی قدیم قومیں ہیں، جنہیں آریا نے آ کر شودر بنا دیا اور چودہ پابندیاں عائد کر دیں۔ بھیل قوم کی اٹھارہ سے چھتیس گوتیں بتائی جاتی ہیں۔ چند ایک کے نام یہ ہیں۔ لڑیا، ڈریگا، من کھٹ، سونڈیا، جویا، چوڑی، سندھڑیاں، جاکیتا، مل کھٹ، کالے واں، کالیاڑاں، لادا، لاریتا، ڈھیند ادا، گھے، گوندی، کڑوا، جاڑتریاں، ڑایا، سوار، بھرٹ۔ ان دنوں مہرلال بھیل ان اقوام کا نمائندہ ہے۔ بہاول پور شہر میں چاہ پولو والا پر اپنے قبیلے کے چند گھرانوں کے ساتھ رہتا ہے۔ اس کا خیال ہے بھیل منگھوال، مٹریچہ، تھوری اور بانوری ملا کر چولستان میں سترہ یا اٹھارہ ہزار ہوں گے۔ مگر یہ تعداد کچھ زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ ''بھیل'' قوم صحرا میں بھیڑ بکریاں پالتی ہے اور دستکاری کی چند مقبول چیزیں تیار کرتی ہے۔

دستکاری

مینگھوال کمبل، لوئیاں اور جوتے بناتے ہیں جب کہ بھیل قوم کے گھرانے اونٹ اور بکری کے بالوں سے ''فلاسیاں'' ''گندیاں'' ''چولیاں'' بنانے اور عمدہ کڑھائی کرنے کی وجہ سے پہچانے جاتے ہیں

عبادت گاہیں

قاعدہ یہ ہے کہ دس بارہ گھر ہوں تو چھوٹا مندر بنایا جائے اور تقریباً سو گھر ہوں تو بڑا مندر تعمیر کیا جائے۔ یہاں بھیل قوم کی عبادت گاہیں ان مقامات پر ہیں۔ گارخاں تریوری، بھیل نگر، سنجر پور، قیصر چوہان، کھل کھیوں، عبادت گاہ کو یہ ماتھوٹیکن (ماتھا ٹیکنا) کی جگہ کہتے ہیں۔ ان کی عبادت گاہوں میں رام چندر، شیواجی مہاراج، کرشن جی، کبیر بھگت، رام دیو، ہنومان، ماں ڈے پربتی اور کھل ڈیوا کی مورتیاں رکھی جاتی ہیں۔ اس کے برعکس بانوری قوم کی روایت ہے کہ ہر گھر میں ایک احاطہ عبادت کے لئے مختص کر دیا جاتا ہے۔ اس میں گوردا گوسائیں کی مورت بنا کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی پوجا کی جاتی ہے۔اس لئے بانوریوں کی اجتماعی عبادت گاہیں دیکھنے میں نہیں آئیں۔بھیل قوم کا برہمن بھی ''ڈیرکی'' میں ہے۔مہرلال نے اس کا نام منگلو بتایا ہےاور کہا ہے کہ وہ گورو ہیں۔ البتہ چھوٹے برہمن جنہیں مقامی بولی میں ''گرڑے'' کہا جاتا ہےصحرائے چولستان کے کناروں پر آباد ہین۔ بہاول پور میں ان کے کوئی دوسو گھر بتائے جاتے ہیں۔احمد پور جودراوڑ سے 35 میل کے فاصلے پر ہے، وہاں فقیر رام کے علاوہ دیگر گرڑے ہری چند، اجوارام کان جی اور مولک رام رحیم یارخان میں موجود ہیں۔ برہمن کی عائدکردہ تحریری قدیم پابندیوں کا تاحال اثر یوں باقی ہے کہ کسی بھیل کے پاس گیتا نہیں ہے، اور نہ ہی اس کے تحریری اقتباسات ہندی یا اردو میں موجود ہیں۔

تہوار

دیوالی اور ہولی تو سب ہندوؤں کے لئے دو بڑے تہوار ہیں مگران کے علاوہ بھیل قوم بڑی رغبت کے ساتھ رحیم یارخان میں منعقد ہونے والے مہاراج پرسارام کے تہوار میں شمولیت کرتی ہے۔یہ میلہ ستمبر کے ماہ میں تین دن تک رہتا ہے۔

جل کوخراج

کچھ ریزگاری ساتھ رکھ لی جاتی ہے۔ بڑی نہر یا دریا کو عبور کرتے وقت دس پیسے یا زیادہ ضرور پانی کی نذر کردئے جاتے ہیں۔عقیدہ یہ ہے کہ ایسا کرنے کے بعد سفر عافیت سے گزرے گا۔

زیورات

ان ہندواقوام کے سنار بھی مارواڑی ہوتے ہیں اور انہیں مخصوص ساخت کی زیور سازی میں مہارت حاصل ہوتی ہے۔جو زیورات ہندوخواتین میں بہت مقبول ہیں ان کی تفصیل یہ ہے۔

ماتھے پر''ڈاوڑیں'' ''بوریا'' اور''سرپرپڑیاں''۔ناک کے لئے سونے کا''پویا،اور ''بولا'' (نتھ) گلے میں''ہسّی'' اور پاؤں میں''کڑیاں'' پہنی جاتی ہیں۔کنگن عموماً چاندی کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتے ہیں۔ پیروں کی انگلیوں میں چھلّے پہننے کا رواج بھی پایا جاتا ہے۔

پسندیدہ رنگ

عورتیں مارواڑی طرز کے گھاگرے اُدھن (دوپٹہ) اور چولی میں ملبوس نظر آتی ہیں۔ ان ملبوسات کا رنگ زیادہ تر سرخ ہوتا ہے۔ اس پر ہلکی نیلی پٹی ہوتی ہے۔ کہیں کہیں پیلا رنگ بھی نظر آتا ہے۔ مرد سفید رنگ کو ترجیح دیتے ہیں۔ پگڑی، چولا (کرتا) اور دھوتی اسی رنگ کے ہوتے ہیں۔ مرد دھوتی کی لینگھ نکالتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چولستان کے روایتی زیور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ زیورات اب بڑی بوڑھیوں کے پاس رہ گئے ہیں۔ جو نئے زیورات بنوائے جارہے ہیں۔ان کے حجم اور وزن میں تبدیلی نمایاں ہے اس کی وجہ سے شہری زندگی کے پھیلتے ہوئے وہ اثرات ہیں۔ جو رفتہ رفتہ صحرا کی حدوں کو پھلانگ کر چولستانیوں کے دروازوں پر دستک دے رہے ہیں۔ چاندی کے زیورات چولستانی خواتین میں زیادہ مقبول ہیں۔ان میں سے چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے۔

بالیاں

کبھی یہ بتیس تولے کی ہوتی تھیں۔یعنی ایک بالی سولہ تولے کی۔ یہ زیادہ تر چاندی کی ہوتی ہیں۔

جُھمکے

امیر خواتین سونے کے جھمکے بنواتی ہیں۔عموماً ان کا وزن تین تولے ہوتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سونے کی ''مرکی'' اور ''کنگن''

یہ دونوں زیورات بھی صرف امیر خواتین کی دسترس میں ہیں۔ مرکی کی پشت پر چاندی استعمال کی جاسکتی ہے۔ عام خواتین چاندی کے کنگن پہنتی ہیں۔

ہسی

گردن کے ساتھ ساتھ دائرے کی شکل میں ہوتی ہے۔ روائتی ہسی چالیس تولے کی ہوتی ہے اور چاندی سے بنائی جاتی ہے۔

بولا

ناک میں پہننے کا چاندی کا زیور جو چولستانی خواتین میں مقبول ہے۔

پوپا

چاندی کا چھوٹا سا دائرہ نما زیور جو ناک میں پہنا جاتا ہے۔ یہ کام کاج کے وقت بھی خواتین ناک میں رہنے دیتی ہیں۔ چولستانی جب قوت بخش بوٹی ''چھپری'' کی پہچان بتاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اس بوٹی کے پھل پوپے کی طرح ہوتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چولستانی گھروں میں استعمال کی جانے والی اشیاء

تنگ

اون کی باریک رسیاں جو اونٹ کے ساز و سامان کا حصہ ہیں اور جن کے آخر میں گول جھالر ہوتی ہے۔ کمروں میں دیواروں پر آویزاں دکھائی دیتی ہے۔

ٹمیاں

ایک ہار نما تار میں سیاہ اون کے گولے پروئے ہوتے ہیں۔ یہ تار کا ہار بھی کمروں میں کیل کے ساتھ لٹکا ہوتا ہے۔

چھج

گندم صاف کرنے کا روایتی ذریعہ۔ یہ بھی کمروں کی دیواروں کی زینت بنا ہوتا ہے۔

پینگھا

بچوں کا جھولا جو صحرا کی ٹیڑھی میڑھی لکڑیوں سے بنایا جاتا ہے۔ یہ عام حالات میں صحن میں اور اگر کمرہ بڑا ہو تو کمرے کے اندر رکھا جاتا ہے۔

جالا

اسے ہوادار کھڑکی کے آگے بنایا جاتا ہے۔ تاکہ سردیوں میں آگ کا دھواں باہر جا سکے اور گرمیوں میں ہوا اندر آ سکے۔

تونگ

سویاں رکھنے کے کام آتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑاٹ

چولستانی اس میں کپڑے رکھتے ہیں۔

بوکا

ہر ایک گھر کا اپنا مشکیزہ ہوتا ہے۔ جسے وہ پانی بھرنے کے لئے جاتے ہوئے ساتھ لے جاتا ہے۔ یہ زیادہ تر چمڑے سے اور خال خال ربڑ کی ٹیوبوں سے بنائے جاتے ہیں۔

ٹینگا

عموماً کسی تار سے لٹکا ہوتا ہے۔ ایک قسم کی چھلنی ہے۔

چکّی

عام چکی کی طرح۔ اسے بھی کمروں کے اندر دیکھا گیا۔

تھڑے

گدیاں جو کمروں کے کونوں میں ایک دوسرے پر رکھی ہوتی ہیں۔ یہ اونٹ پر سازوسامان کسنے سے پہلے رکھی جاتی ہیں۔

گہی

کھانا، روٹی اور اشیاء خوردنی ذخیرہ کرنے کا خانہ جسے مٹی سے بنایا جاتا ہے۔ عام طور پر سونے کے کمرے میں ہوتا ہے۔

خشک لسّی

چولستانی ''گوشت'' اور ''کھمبی'' کے علاوہ لسی کو بھی خشک کر لیتے ہیں۔ تا کہ اگر کبھی بارشوں کی کمی اور خشک سالی کی وجہ سے دودھ کم ہو جائے اور تازہ لسی کے بلونے کے امکانات نہ رہیں تو یہ خشک لسی استعمال میں لائی جا سکے۔ لسی کو (Preserve) کرنے کا یہ طریقہ بہت پرانا ہے۔ تازہ لسی میں کچھ ڈال کر اسے چولہے پر رکھ دیا جاتا ہے۔ اچھی طرح جوش دینے کے بعد اتار

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر اس گاڑھے سیماب کو یہ لوگ ریت پر گہری لکیریں بنا کر ان میں انڈیل دیتے ہیں۔ پانی کو ریت چوس لیتی ہے۔ باقی جو بچ جاتا ہے وہ سوکھ کر سفید ڈلوں کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ جسے ہاتھوں سے دبا دبا کر چولستانی باریک سفوف میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ بس جب جی چاہے اس سفوف میں پانی ملا کر لسی تیار کر لی جاتی ہے۔

ڈھیرو:

یہ اُون کے گولے بنانے کا آلہ ہے۔ ایک ڈیڑھ فٹ کی پتلی لکڑی پر چھوٹی دو لکڑیاں نصب ہوتی ہیں۔ بکری کے بالوں کا گول چھلّہ چرواہا ایک ہاتھ میں رکھتا ہے اور دوسرے میں ڈھیرو۔ اسے گھما گھما کر اون کے تاگے کو لپیٹا جاتا ہے۔ شہری جس ذوق سے چیونگم کھاتے ہیں۔ چولستانی اس ذوق سے ڈھیرو پر اُون بناتے ہیں۔

منجھن

ٹوبوں کی مٹی اٹھانے کا صحرائی سامان ہے۔ دو لمبی لکڑیوں کے درمیان میں بان سے بنا ہوتا ہے۔ آخر میں مٹھیاں بنی ہوتی ہیں۔ اس پر مٹی لاد کر مزدور دُور لے جاتے ہیں۔

گھنڈ یا ٹل

یہ وہ گھنٹیاں ہیں جو مویشیوں کی گردن میں ڈالی جاتی ہیں۔ مالک ان گھنٹیوں کی آواز سے اپنے مویشی کو پہنچانتے ہیں۔ چولستانی اسے ''گھنڈ'' اور ''ٹل'' کے الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔ شیخ واہن کے لوہار گھنڈ بنانے کے ماہر ہیں۔ گھروں کے باہر یا کمروں کے اندر فالتو ٹوٹے ہوئے یا نئے ''گھنڈ'' دکھائی دیتے ہیں۔ ان کی پہچان ان کے سائز سے کی جاتی ہے۔ مثلاً آٹھ انگلی، دس انگلی، ایک بالشت دو بالشت وغیرہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

گھر کے حصے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھُڈی

مرغیوں کا ڈربہ مٹی کا بنا ہوتا ہے۔

کلھوٹی

گندم ذخیرہ کرنے کا گودام جسے گھر کے اندر ہاتھوں سے بناتے ہیں۔ یہ انسانی قد جتنا بلند ہوتا ہے۔

گھڈڑا

چار کونوں والا چھوٹا سا کمرہ، جسے بطور سٹور استعمال کیا جاتا ہے۔

گڑاونی

پانی کے گھڑے رکھنے کے لئے مٹی کی بنی ہوتی ہے۔ ڈیزائن خود ساختہ اور ہر گھر میں مختلف طرز کا ہوتا ہے۔

تنور

گول اور زمین سے تین فٹ بلند ہوتا ہے۔ روٹی پکانے کے لئے اس پر انحصار کیا جاتا ہے تو ابہت کم دکھائی دیتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسم ورواج

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چولستانی لوگوں کے رسم ورواج کے چند چیدہ چیدہ پہلو ذیل میں درج کیے جاتے ہیں۔

امراء کی مسکن نشینی

خوشحال لوگ گھروں میں قیام رکھتے ہیں۔ دوسروں کے پاس چل کر جانے کو کسرِ شان سمجھا جاتا ہے۔ چولستان کے نمبرداروں یا مویشیوں کے مالکان کو امیروں کے زمرے میں شمار کیا جاتا ہے اور یہ چلن ان میں زیادہ مقبول ہے۔

ترک صحرا نہ کرنا

صحرا کو چولستانی کسی قیمت پر خیر باد نہیں کہتے۔ صحرا سے باہر انہیں جتنی آسائشیں دی جائیں ان کا خیال ہے وہ بے کار ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں انسان کا وقار صرف اسی طور پر محفوظ رہ سکتا ہے کہ وہ اپنے اصل کو نہ چھوڑے اور جس طرح پودے کو جڑ سے اکھاڑ دیا جائے تو وہ سوکھ جاتا ہے۔ اس طرح انسان اپنے اصل کو چھوڑ کر پروان نہیں چڑھ سکتا۔ اس کو سرائیکی میں ''تھڈ یا لڈیا'' کہا جاتا ہے۔ یعنی جسے اکھیڑ دیا گیا اسے فنا کر دیا گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بکری کا گوشت

چولستانی چھوٹے بکرے کا گوشت مہمانوں کو پیش کرتے ہیں اور وہ خود بھی اس کا کھانا فخر سمجھتے ہیں۔ بڑا گوشت کھانا اچھا نہیں سمجھا جاتا اور دال خوری معیوب۔

سادات کا احترام

چولستانی سادات گھرانے کی تکریم میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھتے۔ سید اگر غریب بھی ہو تو اسے چارپائی پر بائیں طرف بٹھایا جاتا ہے جو کہ عام طور پر عمر اور درجے میں بڑے لوگوں کا حق سمجھا جاتا ہے۔

قیلولہ کی عادت

گرمیوں میں خصوصیت کے ساتھ دوپہر کو آرام کیا جاتا ہے۔ دوپہر کے وقت جھوکوں اور آبادیوں کے پاس بھی ہر طرف سناٹا چھایا ہوتا ہے۔ صرف ایک روشنی کا عنصر ہوتا ہے۔ ورنہ خاموشی اس قدر گہری ہوتی ہے کہ رات کا سکوت بھی شرما جائے۔ دوپہر کو جھوکوں میں بچے، خواتین، جوان اور بوڑھے لمبی تان کر سو جاتے ہیں۔ دوپہر کے وقت آبادیوں میں کام کاج ہوتا ہے اور نہ ہی قافلوں کا سفر جاری رہتا ہے۔

چوری اور نشہ سے پرہیز

چولستان میں چوری کی واردات نہیں ہوتی اور نہ ہی منشیات کا استعمال ہوتا ہے۔ چوری ویسے بھی عملی طور پر یہاں ناممکن ہے۔ کیونکہ ریت پر قدموں کے نشانات بھاگتے چور کا تعاقب آسان بنا دیتے ہیں اور پھر ہر طرف پھیلی ہوئی وسعتوں کو طے کرنے سے پہلے شناخت ہو جانے کا امکان یقینی ہوتا ہے۔

منشیات کی ضرورت قطعاً محسوس نہیں کی جاتی کیونکہ انتہائی ناداری کے باوجود یہاں کا عام آدمی سماجی دباؤ کا شکار نہیں ہے۔ معاشی ناہمواری کے باعث زندہ رہنے کے لئے ہر قدم پر مصالحت نہیں کرنا پڑتی۔ وہ بے زر ہوتے ہوئے بھی خوراک اور رہائش کے معاملے میں مطمئن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتا ہے۔ کیونکہ بکری یا گائے کا دودھ اس کی کل غذا ہے اور کسی خالی جھوک میں سو رہنا اس کے لئے ہر وقت ممکن ہے۔

تھگڑو پیر

کسی درخت کو پیر کا مزار یا اس کی نشست کی جگہ تصور کر لیا جاتا ہے اور وہاں منتیں مانی جاتی ہیں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایسی جگہوں کو بزرگوں سے حقیقت میں کوئی نسبت ہو۔ جب کوئی اس درخت کے سامنے عہد کرتا ہے تو کپڑے کی ایک دھجی لے کر درخت کے ساتھ باندھ دیتا ہے۔ سرائیکی زبان مین دھجی کو ''تھگڑ'' یا ''تھگوی'' کہا جاتا ہے۔ چولستان میں تھگو پیر اکثر ٹوبوں کے پاس پائے گئے ہیں۔ ایسے درخت کے تنے کے چاروں طرف دو تین فٹ کچی دیوار چن دی جاتی ہے اور دھجی باندھنے والا جوتے باہر اتار کر اس کی حدود میں داخل ہوتا ہے۔ تھگو پیر کے پاس کھڑے ہو کر دعائیں مانگنے کا رواج عام ہے۔

سر ڈھانپنا

گھروں اور جھوکوں کے قریب سے کوئی نوجوان ننگے سر نہیں گزرتا۔ پگڑی نہ پہنی ہو تو اسے آداب کے منافی سمجھا جاتا ہے۔ س روایت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے آبادیوں کے قریب پہنچتے ہی اونٹ سوار اور مسافر اپنی پگڑیاں نئے سرے سے درست کر کے باندھ لیتے ہیں۔

تضحیک کے چند نام

مردوں کو ''وجوں'' (بجو) ''دھک'' (چوٹ) ''لم'' (ناک کا ریشہ) ''بودن'' (بیوقوف) ذات الجنب (سر درد نمونیہ) ''دال پیونا'' (دال خور) ''کھپرا'' (سانپ کی قسم) دھر پڑ (اونٹ کا بچہ) کے ناموں سے پکارا جائے تو بے عزتی محسوس کرتے ہیں۔ عورتوں کو ''بلٹن'' (جل پری) کہا جائے تو اسے گالی سمجھتی ہیں۔

تکیہ کلام

ذیل میں ایسے مقبول کلمات کی چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں جن کو عام بول چال میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کثرت سے استعمال کیا جاتا ہے۔

1۔ لیلے باک: فاصلہ کم بتانے کے لئے صحرانشین یہ الفاظ محاورتاً کہتے ہیں۔ اس سے مراد بکری کے بچے کی آواز ہے اور اس کے ذریعے پوچھنے والے کو یہ تاثر دیا جاتا ہے کہ منزل اتنی قریب ہے جہاں سے بکری کے بچے کی آواز بھی سنائی دے سکتی ہے۔ حالانکہ اکثر جس منزل کے لئے "لیلے باک" کا محاورہ استعمال ہوتا ہے وہ میلوں دُور ہوتی ہے۔ یہ اس کا دلچسپ پہلو ہے۔

2۔ بٹ کڑاک: صحرانشینوں کی بولی میں گپ شپ کا مترادف ہے۔ بٹ کڑاک کے لئے اکثر نوجوان فرصت کے اوقات میں ایک جگہ جمع ہو جاتے ہیں۔ اس مجلس میں سفروں کی رُوداد اور عشقیہ قصے سنے اور سنائے جاتے ہیں۔ صحراتی قصہ گو محفلوں کی روح رواں ہوتے ہیں۔

3۔ نچ مارنا: بیکار وقت ضائع کرنے یا کام کو بگاڑ دینے کے معنی میں بولا جاتا ہے۔ عموماً ہم عمر دوست زچ ہو جائیں تو ایک دوسرے پر یہ جملہ چست کرتے ہیں۔

حُسن کے معیار

1۔ مرد مُچھیل: یہاں مونچھوں کو مردانہ حسن کا معیار سمجھا جاتا ہے۔ قدآور جوان کو دیوار سے تشبیہ دی جاتی ہے یعنی "کندھی جیڈا جوان"۔

2۔ تھالی جیڈ امنہ: کشادہ اور گول چہروں والی (Fleshy) عورتوں کو حسین سمجھا جاتا ہے۔ اس لئے جس عورت کو خراج دینا ہو اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ فلانی دا تھالی جیڈ امنہ ہے۔" یعنی فلانی کا تھالی جتنا کشادہ چہرہ ہے۔

سندھ۔ شہروں کا صحرائی نام

صحرائے چولستان کے شمال میں جو آباد علاقہ ہے۔ چولستانی اس کو سندھ کہہ کر پکارتے ہیں۔ تیل، آٹا، نمک، مرچ اور استعمال کے برتن نیز دوسری اشیاء حاصل کرنے کے لیے یہ لوگ ایک اونٹ سوار کو نامزد کر دیتے ہیں۔ وہ شہروں میں آ کر سب کے لئے چند مہینوں کا سامان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضرورت خرید لیتا ہے۔ صحرا میں نو وارد جب صحرا نشینوں سے پوچھتے ہیں کہ اشیاء استعمال کہاں سے خریدی گئی ہیں۔ تو سب یہی کہیں گے کہ وہ سندھ سے خریدی گئی ہیں۔ دراصل سندھ سے مراد بہاول پور کا شہری علاقہ ہوتا ہے۔

اَٹا گھٹا

مزارات پر عقیدمند آٹا اور بکرا لاتے ہیں۔ کھانا پکا کر دور دور سے آئے ہوئے زائرین میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ سرائیکی میں اسے ''اٹا گھٹا'' کہتے ہیں۔ یہ صاحب مزار سے ارادت کے اظہار کا مقبول طریقہ ہے۔ عرس کے موقع پر اٹا گھٹا دینے والوں کا ہجوم ہوتا ہے۔ لوگ اس غرض سے مزارات پر آتے رہتے ہیں کیونکہ ان کی مراد پوری ہو جاتی ہے۔ وہ سب کام چھوڑ کر اٹا گھٹا کی رسم ادا کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ اٹا گھٹا کا فرض ادا نہ کیا جائے تو خوف دامن گیر ہوتا ہے کہ بنے بنائے کام بگڑ جائیں گے۔ منت ماننے کو مقامی زبان میں ''منوتی منن'' کہتے ہیں۔

غذا

یہاں بغیر چینی ڈالے گائے کے دودھ سے روٹی کھانے کا رواج عام ہے۔ اسے سرائیکی میں ''کھیر سُر کن'' کہتے ہیں۔ صحرائی جھاڑی ''پھوگ'' کے پھولوں سے حاصل کردہ ''پھگوسی'' کا بھوجن بھی بڑا مقبول ہے۔ اس کے علاوہ ''کھمبی'' کا سالن ''سنگریاں'' اور ''سیٹو'' چولستانی بہت پسند کرتے ہیں۔ صحرائی پودے ''لاڑان'' کی ایک قسم ''بگالاڑاں'' کے پھل کو جمع کر کے اس کی روٹی پکائی جاتی ہے۔

لباس

مرد سروں پر اکثر رنگا ہوا ''پٹکا'' یا پگڑی پہنتے ہیں۔ جو بل دار ہوتی ہے۔ سفر کے دوران ''پٹکے'' سے پورے چہرے کو اس طرح چھپا لیا جاتا ہے کہ صرف آنکھیں ظاہر ہوتی ہیں۔ تاکہ ریت کے ذرّات اور لو سے بچاؤ ہو سکے۔ ''پٹکے'' کو اس طرح باندھنے کو ''موہل'' کہا جاتا ہے۔ پرانے زمانے میں ''کلیوں وال کڑتہ'' (کرتہ) پہننے کا رواج تھا۔ مگر اب سادہ سفید کرتہ پہنا جاتا ہے۔ اسی طرح سفید ''ڈیڈھا'' یا تہمند پہننا عام ہے۔ خواتین سفید سوتی ''بوچھن'' یا دوپٹہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہنتی ہیں۔ جو اس قدر لمبا ہوتا ہے کہ اس سے سر اور آدھا جسم بآسانی ڈھانپا جاسکتا ہے۔ دوشیزائیں ''بوچھن'' سے پردے کا کام لیتی ہیں۔ ''چینبھڑوں بوچھن'' یا ٹھپے والے دوپٹے بھی پہنے جاتے ہیں۔ مگر خال خال۔ خوش حال گھرانوں کی عورتیں تنگ چولی پہنتی ہیں۔ لیکن کم حیثیت والے گھرانوں کی خواتین کھلے چولوں میں دیکھی گئی ہیں۔ لیکن دونوں قسم کے چولوں کی آستین تنگ ہوتی ہیں تاکہ کام کاج میں آسانی ہو۔ چولستان میں سب خواتین گھگرا یا لہنگا پہنتی ہیں۔ جو لٹھے یا چھینٹ کے ہوتے ہیں اور یہ ایڑھیوں تک لمبے ہوتے ہیں۔ گھگرا چھ گز کا بھی ہوتا ہے اور پچیس گز کا بھی ہوتا ہے۔ گھگرا اگر زیادہ لمبے کپڑے کا بنایا گیا ہو تو اس کے شکن بدل بدل کر اسے مہینوں پہنا جاسکتا ہے۔

رقص

جھمر چولستان کا معروف لوک رقص ہے۔ مرد ''پھیری والی'' اور ''ڈالیاں والی جھمر'' کا رقص کرتے ہیں اور عورتیں پردے میں ''تالیوں والی جھمر'' کا ناچ کرتی ہیں۔ سرائیکی زبان میں اسے ''جھمر کھیڈراں'' یا ''جھمر مارڑاں'' کہا جاتا ہے۔ مردوں کے جھمر کا دائرہ بڑا اور عورتوں کے جھمر کا دائرہ چھوٹا ہوتا ہے۔ مردوں کا جھمر ''ڈھولکی'' بین اور ''چپڑی'' کی دھنوں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ جبکہ عورتوں کا جھمر صرف تالیوں کی لے پر مردوں کے جھمر کی ابتدا ''ہمکل'' یا ندا سے ہوتی ہے۔ ابتدا میں پندرہ یا اٹھارہ آدمی شامل ہوتے ہیں۔ پھر موجود مہمانوں میں سے کوئی بھی اٹھ کر شامل ہوسکتا ہے۔ ''ہرندا'' پر رقص کا انداز بدل جاتا ہے۔ پہلی ندا پر ''پھیری'' بدلتی ہے۔ دوسری پر پوری ''تھپڑی'' تیسری ندا پر آدھی ''پھیری'' ڈالتے ہوئے منہ باہر کی طرف کرلیا جاتا ہے اور چوتھی پر الٹی سیدھی ''پھیری'' کا آغاز ہوتا ہے۔ پانچویں ''ہمکل'' پر ''پھیریاں'' تیز ہو جاتی ہیں۔ اور آخر میں یہ تیزی اپنے عروج کو پہنچ جاتی ہے۔ ڈالیاں اور ''سوئیوں'' والی جھمر میں بھی ''کھڑادیں'' ''ڈیڈھی'' پھیر دیں ''پو والی'' ''بیٹھک والی'' اور ''تھپردیں'' کے انداز دکھائے جاتے ہیں۔

نذر خان، واحد بخش خان ٹانگی کے محلے والے شہر بہاولپور کے مشہور جھومری ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک اہم لوک ساز

''رانڑتی'' چولستان کا مخصوص ساز ہے۔ اس وقت رحیم یا خان کے صرف لکھن جی بھیل اور ساتھی یہ ساز بجانے کی مہارت رکھتے ہیں۔ ڈھولکی کی سنگت پر ''رانڑتی'' کو بجایا جاتا ہے تو یوں لگتا ہے کوئی فاختہ مسلسل چہک رہی ہے۔ سننے والے کو اس ساز کی صدا میں دریا کی بہتی لہروں کے تسلسل کی سی کیفیت محسوس ہوتی ہے۔ اس ساز کی شکل یہ ہے کہ دو کمانوں میں تار لگے ہوتے ہیں جن کی باہمی رگڑ سے صدا پیدا کی جاتی ہے۔ لکھن جی بھیل کے علاوہ کوئی دوسرا اس ساز سے واقفیت نہیں رکھتا۔ اگر یہ روایت اگلی نسل کو منتقل نہ ہوئی تو اندیشہ ہے کہ شاید یہ ساز ناپید ہو جائے۔

نوٹ: لکھن جی بھیل کے بعد اب ان کے بیٹے راجو نے اس فن کو زندہ رکھا ہوا ہے۔ راجو کا پتہ یہ ہے موضع سربھوری چک 102۔ پی تحصیل ضلع رحیم یار خاں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

توہمات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بُجّا

جب کسی کی سرزنش کرنا مقصود ہو تو چولستانی دونوں ہاتھوں کے پنجے کھول کر دہ ہاتھ اس شخص کے منہ کی طرف نمایاں کر دیتے ہیں۔ کبھی کبھی صرف دائیں ہاتھ کو حرکت میں لانا کافی سمجھا جاتا ہے۔ اسے یہاں ''بُجّا دینا'' کہا جاتا ہے۔ اگر سرزنش کو مزید تضحیک آمیز کرنا ہو تو ہاتھ کا پنجہ کھول کر دوسرے کے منہ کے قریب کر لیا جاتا ہے۔ اور منہ کے ساتھ ساتھ اوپر سے نیچے ہلکے ہلکے جھٹکے دے کر پھیرا جاتا ہے۔ اسے ''گھڑوڑواں بجا'' کہتے ہیں۔ انتہائی غصے میں خال خال استاد، شاگرد کے منہ پر بھی بجا پھیر دیتا ہے۔ عام طور پر بجا کو سنے کے لئے دیا جاتا ہے یا پھر شرمندہ کرنے کے لئے۔ راہ چلتے ہوئے یا دور کھڑے ہو کر بڑا چھوٹے کو ''بجا'' دے دے گا۔ بڑے مرتبے والے کم درجہ لوگوں کو بُجّا دینے میں تامّل نہیں کرتے۔ بُجّا دیتے وقت دیکھ لیا جاتا ہے کہ جس طرف بُجّا دیا جا رہا ہے اس طرف کوئی مقدس یا قابل احترام چیز نہیں ہے۔ ایک چولستانی نے بتایا کہ ایک بار کسی نے اونٹ پر بیٹھے بیٹھے بغیر سوچے سمجھے ایک شخص کو بُجّا دے دیا۔ اسی طرف اللہ کے ایک ولی کا مزار تھا۔ خدا کا غضب اس پر نازل ہوا اور وہ اونٹ سے لڑھک کر نیچے آ گرا اور اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ نیک اور متقی لوگ ''بُجّا'' دینا پسند نہیں کرتے اور یہ رسم درمیانی عمر کے دنیادار لوگوں میں زیادہ رائج ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''مُوندھا کھلہ'' (الٹا جوتا)

سرائیکی الفاظ میں ''موندھا'' اُلٹا اور ''کھلہ'' جوتا کے مترادفات ہیں۔

چولستان میں کہیں جوتا الٹا ہو تو اس کو فوراً سیدھا کر دیا جاتا ہے۔ کوئی بھی جوتا الٹا نہیں دیکھنا چاہتا۔ نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ اپنا تو اپنا اگر دوسرے کا جوتا الٹا ہو تو بھی اس کو سیدھا کرنا ضروری سمجھا جاتا ہے۔ چنانچہ چولستانی خواہ کسی اہم کام میں مشغول ہو ''موندھا کھلہ'' نہیں دیکھ سکتا۔ گو اس بارہ میں شعوری طور پر چولستانی نہیں جانتے کہ وہ کیوں ایسا کرتے ہیں مگر اتنا ضرور ان کے تصور میں آتا ہے۔ اگر جوتا سیدھا نہ کیا تو ان کی زندگی میں آسودگی اور راحت کا سلسلہ ٹوٹ جائے گا اور کوئی تکلیف وارد ہوگی۔ صحرا کے عام آدمی کا خیال ہے کہ موندھے کھلے کا رخ چونکہ آسمان کی طرف ہوتا ہے اس لئے یہ بندے کی طرف سے گستاخی ہے۔ اس لئے الٹے جوتے کو فوراً سیدھا کر دینا چاہئے۔

لوک کہانیوں میں اس وہم کا ایک اور سراغ ملتا ہے۔ ان کہانیوں میں بادشاہ اپنے بیٹے کو سلطنت سے محروم کرنے کے لئے اپنا جوتا اُلٹا دیتا تھا۔ اسے دیکھ کر بیٹا، باپ کا گھر چھوڑنے پر مجبور ہو جاتا تھا۔

''فجر مردان''

صبح کے وقت کو فجر مردان کہا جاتا ہے۔ یہ وقت خدا ترسی، ذکر خدا، نیکی اور بھلائی کے لئے مخصوص ہے۔ اگر کوئی اس وقت شرارت کرے تو اس کو شرمندہ کرنے کے لئے یاد دلایا جاتا ہے کہ فجر مردان کے وقت تو یہ کیا کر رہا ہے۔ بعض کاروباری حضرات فجر مردان کے وقت رقومات کی ادائیگی سے گریز کرتے ہیں اگر ادائیگی بہت ضروری ہے تو یہ لوگ لیت ولعل کر کے پوری طرح دن چڑھنے کا وقت لے آتے ہیں۔

''ٹورا''

بول و براز کے لئے جگہ کے انتخاب میں احتیاط برتی جاتی ہے۔ ہر جگہ بیٹھ جانا مناسب نہیں سمجھا جاتا۔ عام تصور یہ ہے کہ مختلف جگہوں پر اللہ کی مخلوقات مثلاً جن، بھوت پریت وغیرہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے ڈیرے ڈال رکھے ہوتے ہیں۔ اس لئے ہر جگہ کو آلودہ کرنا درست نہیں ہے۔ بستیوں اور جھوکوں کے نزدیک کچھ سمتیں عورتوں اور کچھ سمتیں مردوں کی رفع حاجت کے لئے مخصوص ہیں۔ بس وقت ضرورت اس طرف ہی افراد کا رجحان ہوتا ہے۔ مسافر اگر مجبور ہو جائیں تو کسی جگہ کو منتخب کرنے سے پہلے با آواز بلند درخواست کرتے ہیں۔ ''میں اب رفع حاجت کے لئے اس جگہ بیٹھنے لگا ہوں اگر کوئی یہاں مخلوق ہو تو چلی جائے۔ یا مجھے اپنے ہونے کی اطلاع دے'' اس کے بعد وہ تھوڑی دیر کیلئے توقف کرتا ہے اور پھر مطمئن ہو کر بیٹھ جاتا ہے۔ یہاں کے لوگوں سے سنا گیا ہے کہ ایک شخص رفع حاجت کے لئے بغیر صدا دیئے ایک جگہ بیٹھ گیا تھا ابھی وہ فارغ نہ ہوا تھا کہ ایک زناٹے دار تھپڑ اس کے منہ پر لگا۔ کسی غیر مرئی ہاتھ نے یہ تھپڑ اسے رسید کیا تھا۔ وہ شخص اسی جگہ گر کر ڈھیر ہو گیا۔

''حبلا سا''

کھانا پکانے والی ''ڈوئی'' اگر کسی کے ماردی جائے تو وہ ''پیٹو'' اور ''ندیدہ'' ہو جاتا ہے۔ سرائیکی میں ان دونوں کے الفاظ کے لئے ''حبلا سا'' کا لفظ بولا جاتا ہے۔ یہاں مائیں جتنی بھی مشتعل ہو جائیں کبھی بھی ڈوئی سے بچوں کو نہ ماریں گی۔ وہم یہ کیا جاتا ہے کہ ڈوئی جس کو لگ گئی وہ عمر بھی کر لئے بسیار خور ہو جائے گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آوازیں اور شگون

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چکور کی آواز

اس کی آواز اگر بائیں طرف سے بلند ہو تو اسے بدشگونی سمجھا جاتا ہے۔ چور اگر روانہ ہوتے وقت بائیں طرف سے اس کی آواز کو سن لیں تو کسی انجانے خوف کے تحت چوری کا ارادہ ترک کر کے گھر لوٹ آتے ہیں۔

گدھے کی آواز

ہندو اگر دائیں جانب سے گدھے کی آواز سن لیں تو اس کو سفر میں ناکامی کی دلیل سمجھتے ہیں۔

بادلوں کی گرج

اگر کوئی بارات دوران سفر راستے میں تیز ہوا کے جھکڑ کی زد میں آ جائے یا اسے طوفانی ہواؤں کے تھپیڑے لگیں یا بادلوں کی گرج سنائی دے تو اسے خطرات کا پیش خیمہ سمجھا جاتا ہے۔ مگر بیشتر شگونوں کی طرح یہ بھی ہندو اقلیتوں میں زیادہ مروّج ہے۔

تیتر کا بولنا

اگر دائیں طرف تیتر بول اٹھے تو اسے نیک شگون سمجھا جاتا ہے۔ اس سے مطلب یہ لیا جاتا ہے کہ عنقریب کامیابی نصیب ہو گی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چولستانی دستکاریاں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زیورات

صحرانشیں خواتین خاص ڈیزائن دار زیورات پسند کرتی ہیں۔ گو سنار کی دکانیں چولستان میں نہیں ہیں۔ لیکن چولستانی خواتین کو زیورات خریدنے کی غرض سے میلوں کا سفر طے کر کے رحیم یار خان، احمد پور، یزمان اور فورٹ عباس کے شہروں میں آنا پڑتا ہے۔ ان شہروں کے بعض سُنار چولستانی زیورات بنانے کے لئے مشہور ہیں۔ چولستانیوں کو ان سناروں سے انسیت پیدا ہو چکی ہے۔ وہ بھرے پُرے شہر میں اپنے مطلب کے سناروں کو ڈھونڈ لیتے ہیں۔ یہ سنار زیادہ تر چاندی کے زیورات بنانے میں مشاق ہیں۔ کیونکہ سونے کی ''نتھ'' کے علاوہ تمام چولستانی زیورات چاندی کے ہوتے ہیں۔ بدیہی نظر سے ان زیورات میں نزاکت کی بجائے مضبوطی اور پھیلاؤ کا رجحان زیادہ ہوتا ہے۔ جن پر دل کش مگر مختصر نقش و نگار بنے ہوتے ہیں۔

کلام فریدؒ میں زیورات اور پہناوے کا ذکر

چوڑا انا دے جیسلمیر دا   سُو ہار نگاڈے خاص اجمیر دا
ہووے اصلی خاص مڑیچہ   نانقلی دل پھیر دا

مجھے جیسلمیر سے چوڑیاں منگا دے اور خاص اجمیر سے ڈوپٹہ رنگا دے۔ جو اصلی مارواڑی ہو اور نقالوں کا تیار کردہ نہ ہو۔

بچھوا بیکانیری گھنسان   سجڑے کھبڑے پَیر دا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں دائیں بائیں پیر کے لئے بیکانیری ساخت کی پازیب لوں گی۔

گزرے ناز حسن دے زمانے زیور تریور وسریا
وسرے کجلے سرخی میندیاں بولا بینٹر وسریا

ناز اور حسن پر اترانا ختم ہو گیا۔ زیورات اور دیدہ زیب لباس بھول گئی ہوں کاجل اور مہندی یاد نہیں اور ناک کے زیورات پہننا بھی بھول گئی ہوں۔

مساگ ملیندی داگزر گیا ڈیہنہ سارا سنگار کریندی داگزر گیا ڈیہنہ سارا
کجلا پایم سرخی لایم کیتم یار وسارا

میرا دن دنداسا کرتے اور آرائش کرتے گزر گیا ہے۔ میں نے کاجل بھی لگایا اور سرخی بھی۔ لیکن میرے محبوب شاید تم آنا بھول گئے ہو۔

بولا بیلسر کس نوں پاواں
ڈھولن کیتم نا منظور

کتھ نوں بنیاں مانگھ بناواں کجلا پاواں سرخی لاواں
یار تتی دا دسدا دوُر

میں بولا اور بنیسر (ناک کے زیورات) کیوں پہنوں، میرا محبوب مجھے بھول گیا ہے۔ کس لئے ماتھے پر ''بنیاں'' لگاؤں اور کس کارن مانگ سجاؤں کیوں میں کجلا ڈالوں اور کس کے لئے سرخی لگاؤں۔ مجھ دکھیاری کا یار کہیں دور ہے۔

جیں ڈیہنہ دیاں ول لگڑیاں تانگھاں اجڑیاں سرخیاں میندیاں مانگھاں
بولے بینے بینسر چور

جس دن سے آس لگائے بیٹھی ہوں اس دن سے میرے گالوں پر نہ سرخی ہے نہ مہندی ہے اور نہ ہی مانگ سجی ہے۔ اب میں نے آرائش ترک کر دی ہے۔ نہ بولے پہنتی ہوں نہ بینے نہ بینسر اور نہ چور۔

زیور نیور باہیں تریور کرساں ٹوٹے پرزے بیور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پٹ پٹ سیٹساں سہرے ویار

اے محبوب اگر تو نہ آیا تو تیرے فراق میں پازیب، بازوبند، دوپٹہ اور اپنی چولی پرزے پرزے کر دوں گی اور سہرے کی لڑیاں توڑ دوں گی۔

بھاگ سہاگ سنجیں توں روٹھڑے ہار حمیلاں گانے ترٹڑے

ٹوٹے بانھ چوڑیلی وویار

میرا بخت مجھ سے روٹھ گیا ہے۔ پھولوں کے ہار گلے میں حمائل ہیں۔ زیورات ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے ہیں اور چوڑا ٹوٹ گیا ہے۔

خواجہ غلام فرید نے دوری کا کرب ظاہر کرنا ہو تو چولستان کی جٹی کے جذبوں اور اداؤں کا حوالہ نہیں دیتے۔ بلکہ ٹوٹے ہوئے زیورات کا بیان کرتے ہوئے تنہائی کے درد کی عکاسی کرتے ہیں۔ گویا وہ متاع جسے جٹی عزیز رکھتی ہے عالم فراق میں بُھلا کر اپنے محبوب کی یاد میں تڑپنے لگتی ہے۔ لیکن وہ پریت کی جوت جگائے ہوئے ہے۔ وہ اپنے سچ کی سند دینے کے لئے ایک ایک کر کے آس پاس بکھرے ہوئے حسن افزا زیورات کو شمار کرتی ہے اور ان کا استعمال ترک کر دینے پر مصر نظر آتی ہے۔

چولستانی دستکاریاں

صحرا میں رنگ مفقود ہیں۔ ہر طرف سفید ریت کا سمندر پھیلا ہوا ہے۔ لہذا دستکاریوں کے ماہرین صحرا نشینوں کی نظروں کی اس پیاس کو شوخ رنگوں کے استعمال سے بجھاتے ہیں اس لئے ہر دستکاری بے شمار گاڑھے رنگوں کے امتزاج کا نمونہ ہوتی ہے۔ چولستانی دستکاریوں کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ ان کو محض زیب و زینت کی چیز بنا کر نہیں رکھا جاتا بلکہ چولستانی اپنی روزمرہ زندگی میں ان مصنوعات کو بڑی افراط اور بے تکلفی سے برت رہے ہیں۔ چولستانی دستکاریوں میں گندی (رَلّی) بچکے، میز پوش، تکیہ غلاف، تمباکو اور زیورات رکھنے کے چھوٹے تھیلے اور کلام پاک کے غلاف گھریلو خواتین بناتی ہیں۔ پرانے کپڑوں کو رنگ کر یہ چیزیں تیار کی جاتی ہیں۔ خواتین بڑی مہارت سے ان رنگدار کپڑوں کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کو جوڑ کر خوش نما ڈیزائن بناتی ہیں کبھی کبھی ان میں رنگ دار دھاگوں اور شیشے کے ٹکڑوں کا استعمال بھی کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوکار، فلاسی، بوری، چھٹی، خرجین اور رکھیس مرد ماہرین دستی کھڈی پر تیار کرتے ہیں۔ چولستان کے مختلف مقامات پر ان مصنوعات کو بنانے والے پائے جاتے ہیں۔ کھڈی کو چولستانی ''دوکان'' کہتے ہیں۔ عام طور پر یہ مصنوعات بنانے والے اپنے گھروں میں کھڈیاں نصب کر لیتے ہیں۔ گاہک ان کے ہاں چل کر آتے ہیں۔ اور اکثر ان کی تیار کردہ مصنوعات بننے کے ساتھ ہی ساتھ بک جاتی ہیں۔ صحرائی مقامات ''ڈراور'' رِلّی کے لئے ''راجگڑھ'' فلاسی کے لئے اور ''دین گڑھ'' لوکار کے لئے بڑی شہرت رکھتے ہیں۔

رِلّی

چولستانی مصنوعات میں رِلّی اپنی دلکشی کے اعتبار سے اولیت رکھتی ہے۔ اس کا سائز بڑے بستر پوش جتنا کشادہ ہوتا ہے۔ فضا میں خنکی ہو تو رات کے وقت بطور اوڑھنی کے بھی استعمال ہوسکتی ہے۔ رِلّی وہی ہے۔ سندھ میں جسے ''رَلّی'' کہا جاتا ہے۔ گھریلو خواتین پرانے کپڑوں کو رنگ کر ان کے چھوٹے چھوٹے مساوی ٹکڑوں کو باہم جوڑ کر اسے بناتی ہیں۔ سلائی اس طرح کی جاتی ہے کہ دکھائی نہیں دیتی۔ رنگوں کی ٹکڑیاں اور سیدھی لائنوں سے بنے ہوئے مختلف ڈیزائن مصوّر کے برش کا شاہکار معلوم ہوتے ہیں۔ ڈیزائن ابھرے ہوئے بھی ہوتے ہیں اور دھنسے ہوئے اور گہرے بھی۔ استعمال ہونے والے سب رنگ گہرے اور شوخ ہوتے ہیں۔ رِلّی قریب رکھی ہو تو بے اختیارانہ اسے چُھو لینے کو جی چاہے گا۔ اچھی رِلّی سات آٹھ سو میں مل جاتی ہے۔ ڈراور میں آباد مہر خاندان خوبصورت رِلّیاں بنانے میں بڑی شہرت پا چکے ہیں۔ ان کی بنائی ہوئی رِلّیاں تحفے کے طور پر بیرون ملک بھی بھجوائی جاتی ہیں۔

تھیلے

یہ بھی پرانے کپڑوں کو رنگ کر بنائے جاتے ہیں۔ ان میں کئی طرح کے ڈیزائن رائج ہیں۔ چھوٹے زیورات کے لئے اور بڑے خشک آٹے کے لئے یا دوسری خوردنی اشیاء کے لئے ہوتے ہیں۔ ان تھیلوں کا منہ بند کرنے کے لئے بالعموم دو دھاگوں کی ڈوری ہوتی ہے جسے کھینچیں تو منہ کے پاٹ مل جاتے ہیں۔ ان پر بنے ہوئے ڈیزائن رِلّی کے ڈیزائنوں سے بہت ملتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھوٹے تھیلے بیس تیس میں اور بڑے اسی پچاسی تک بکتے ہیں۔ان کی تیاری بھی زیادہ تر خواتین کے ہاتھوں انجام پذیر ہوتی ہے۔

فلاسی

یہ چولستان میں عام استعمال ہونے والی خوب صورت دری ہے۔اسے اونٹ کی اون اور کپاس کے سوت سے دستی کھڈی پر بنایا جاتا ہے۔اس میں سبز، پیلے، سرخ، سفید اور مسے (اونٹ کے رنگ) کی دھاریاں ہوتی ہیں۔مہمانوں کی آمد پر چولستانی گھروں میں موجود بہترین فلاسیاں نکال کر بچھاتے ہیں۔موج گڑھ فلاسیوں کے لئے مشہور ہے۔اس جگہ کے پیر بخش، محمد انور، امام بخش اور غلام حیدر نے فلاسیاں بنانے میں بڑا نام کمایا ہے۔فلاسی کو سردیوں میں چارپائی پر بچھایا جاتا ہے۔بارش آجائے تو فلاسی کو سامان پر ڈال دیا جاتا ہے۔اگر یہ پرانی ہو جائے تو اونٹ کے "پاکھڑوں" میں تھڑوں کی جگہ کام میں لائی جاتی ہے۔گاہک خام مال خود مہیا کرتا ہے جو اڑھائی کلو اونٹ کی اون اور دو کلو کپاس کی صورت میں ہوتا ہے۔اونٹ کی اُون چولستانی خود تیار کر لیتے ہیں۔جبکہ ڈی۔ایم۔سی کا سوتی دھاگہ پچاس روپے کلو کے حساب سے شہروں سے خریدا جاتا ہے۔یہاں چار سو روپے میں اچھی فلاسی مل جاتی ہے اور دو سو روپے میں عام معیار کی۔مگر یہ قیمتیں غیر چولستانی لوگوں کے لئے ہیں۔چولستانیوں کو صرف ایک سو پچھتر روپے مزدوری کے ادا کرنے پڑتے ہیں اور اس کے علاوہ خام مال دے کر وہ اپنی پسند کی فلاسی بنوا لیتے ہیں۔قوم بھٹہ کے بشیر احمد اور نذیر احمد جو موج گڑھ میں اپنی کھڈی پر فلاسیاں بناتے ہیں انہوں نے بتایا کہ وہ اڑھائی میٹر لمبائی اور سوا میٹر چوڑائی پر مشتمل فلاسی ایک ہفتہ میں بنا لیتے ہیں اور کھڈی میں گردش کرنے والی "کانھ" (Shuttle) پندرہ منٹ میں لپیٹ لیتے ہیں۔

بوری

اسے اونٹ کی اُون سے تیار کیا جاتا ہے۔اس وقت سو روپے میں دستیاب ہو جاتی ہے۔ایک بوری مکمل ہونے میں چار دن صرف ہوتے ہیں۔اس کی بنائی کی اجرت پچیس روپے مقرر ہے۔فی بوری ساڑھے تین کلو اونی سوت صرف ہوتا ہے۔جو چولستان میں پچیس روپے فی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کلو بل جاتا ہے۔

چُھٹی

یہ تھیلا نما ہوتی ہے۔ اونٹ کو بھوسہ اور گھاس ڈالنے کے لئے استعمال میں لائی جاتی ہے۔ اس کی تیاری پر بکری کے بالوں کا آٹھ کلو سوت صرف ہوتا ہے۔ چھٹی چار سو روپے میں خریدی جا سکتی ہے اور اس کی بنائی کرنے والے تقریباً چھ دن میں اسے تیار کر لیتے ہیں۔

بِرجین

چولستانی اپنا سامان سفر پر ساتھ لے جانے کے لئے برجین استعمال کرتے ہیں۔ اس کی شکل دو جڑے ہوئے تھیلوں کی طرح ہوتی ہے جسے اونٹ یا سائیکل پر اس طرح ڈال دیا جاتا ہے۔ کہ دونوں طرف ایک ایک تھیلا لٹک جاتا ہے۔ یہ اندازاً ڈیڑھ میٹر لمبا اور نصف میٹر چوڑا ہوتا ہے۔ برجین کو چولستانی ''مسی'' اور کپاس کو ملا کر تیار کرتے ہیں۔ سائیکل پر ڈالنے والا ''برجین'' ساڑھے چار کلو میں بن جاتا ہے۔

لوئی یا لوکار

دستی کھڈی پر اسے بھیڑ کی اُون سے تیار کیا جاتا ہے۔ کاریگر ہفتہ میں ایک یا دو لوکاریں بنا لیتے ہیں۔ اس کا رنگ ہلکا زرد ہوتا ہے اور بے حد گرم ہوتی ہے۔ خام مال اگر گاہک مہیا کرے تو کاریگر ایک لوئی بنانے کی اجرت تیس پینتیس روپے وصول کرتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشہور مقامات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسجد علی مردان

قلعہ مروٹ میں ایک مسجد ہے جہاں پتھر سے تراشی گئی ایک جانماز رکھی ہے، اس کی سطح پر ماتھے اور ہاتھوں کے گہرے نشانات بنے ہوئے ہیں۔ مشہور ہے کہ اس پتھر پر حضرت علیؓ نے نماز ادا کی تو ان کی روحانی طاقت سے اس پتھر پر یہ نشان پڑ گئے۔ دور دور سے چولستانی اس مصلیٰ کی زیارت کے لئے آتے ہیں۔ بعض دفعہ عقیدت مند یہاں آ کر کئی کئی دن مسجد کے باہر کھلے میدان میں گزار دیتے ہیں۔ اس مسجد کے محراب میں ایک کشکول علی مردان بھی رکھا ہے، جسے حضرت علیؓ سے منسوب کیا جاتا ہے۔ سیف الرحمٰن ڈار کے بقول اب یہ مسجد عبادات کی بجائے زیادہ تر تبرکات کی زیارت کے لئے مخصوص ہو کر رہ گئی ہے۔

مزارات صحابہء کرام

ڈراور کے مقام پر چار مزارات ہیں جن کو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزارات بتایا جاتا ہے۔ ان کے گرد چار دیواری ہے جس میں دروازہ نصب کیا گیا ہے۔ چولستانی ان مزارات کو عقیدت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اس لئے باقی مزارات کی طرح اس کو کھلا نہیں چھوڑا گیا۔ بلکہ چار دیواری اور دروازے سے محفوظ کر دیا گیا ہے تا کہ مویشی اور جنگلی جانور مزارات کی حدود سے پرے رہیں۔ تربتوں پر لوح مزار نصب ہیں جن پر صرف یہ لکھا ہے کہ وہ مزارات اصحاب رسول صلعم کے ہیں۔ ان مبارک ہستیوں کے نام کسی کو معلوم نہیں۔ تربتوں کو طوالت میں غیر معمولی طور پر بڑھا دیا گیا ہے تا کہ ان شہداء کے مراتب سے زائرین بآسانی آگاہ ہو جائیں۔

یہ روایت ہے کہ چاروں اصحاب تبلیغ اسلام اور تجارت کی غرض سے سندھ اور بنارس جانے والی جماعت کے ساتھ آئے تھے۔ پوپلا قوم کے افراد کو ان حضرات نے اسلام کا عالمگیر پیغام پہنچایا۔ جانڈہ کھانڈہ[1] (قلعہ ڈراور کے سامنے واقعہ کھنڈر) کے راجہ سے مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہوئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مزار حضرت چنن پیرؒ

یہ زیارت گاہ پورے صحرا کے ہر خاص و عام میں برابر مقبول ہے۔ اس روحانی ہستی کی وجہ سے اس جگہ آبادی کا نام بھی چنن پیر پڑ گیا ہے۔ مزار شریف تعمیر شدہ نہیں ہے بلکہ مٹی کا ایک تودہ ہے جس پر پتھر اور ٹھیکریاں جوڑ دی گئی ہیں۔ مزار سے ملحقہ ایک پختہ مسجد ہے۔ موسم بہار میں یہاں عرس کی تقریب ہوتی ہے۔ ہر سال اس عرس میں کثرت سے لوگ آتے ہیں۔ انہیں دیکھ کر یوں لگتا ہے شاید ہی چولستان کا کوئی گوشہ ہو جہاں سے لوگ نہ آئے ہوں۔ ورنہ اس عرس پر سارا صحرا امڈ آتا ہے۔ یہ سات جمعرات جاری رہتا ہے۔ لوگ ہفتہ بھر آتے رہتے ہیں اور جمعرات کو تقریب شباب پر ہوتی ہے۔ آخری جمعرات کی تقریب بڑی بھرپور ہوتی ہے۔ عرس کے موقع پر ہفتہ بھر لوگوں کی آمد کو مقامی زبان میں ''میلہ بھرنا'' کہتے ہیں۔

مسجد ڈراور کا پتھر

ڈراور کی خوبصورت مسجد کے جنوبی دروازے کے وسط میں ایک پتھر نصب ہے جس کے اندر از خود غلام فریدؒ کا نام اُبھر آیا ہے۔ لوگ اس کی زیارت کرتے ہیں اور اسے حضرت خواجہ غلام فریدؒ کی کرامت سمجھتے ہیں۔

پہلوان کا ڈھانچہ

مدت ہوئی مروٹ کے پاس قبرستان میں ایک ڈھانچہ بے نقاب ہوا تھا، جس کا سائز غیر معمولی طور پر بڑا تھا۔ اس ڈھانچے کی کھوپڑی، تین کھوپڑیوں کے برابر تھی۔ پسلی کی ہڈیوں کی موٹائی تین انگلی جتنی تھی۔ لمبائی میں یہ ڈھانچہ سات فٹ سے زیادہ تھا۔ لوگ اسے دیکھتے تو حیرت زدہ ہو جاتے تھے۔

آسیب زدہ ریسٹ ہاؤس

ڈراور سے چار میل دور جنوب میں ایک پرانا ریسٹ ہاؤس ہے جس کے کواڑ اور

۱۔ جانڈہ کھانڈہ کا مقام سکندر مقدونی کے وقت لب دریا آباد تھا۔ اس کے قریب سے سکندر اور اس کا لشکر گذرا ذکر کرام (ص ۸۸/۴)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھڑکیاں نہیں ہیں۔ دیواریں شکستہ ہیں۔ آس پاس کوئی آبادی نہیں ہے۔ بیان یہ کیا جاتا ہے۔ کہ اس ریسٹ ہاؤس پر جنوں کا قبضہ ہے۔ اگر کوئی رات وہاں بسر کرے تو جنات اسے موت کے گھاٹ اتار دیتے ہیں۔ مقامی لوگ سیاحوں کو دہاں قیام نہیں کرنے دیتے۔ ماضی میں ہونے والی دو افسروں کی اموات کا ذکر بھی کیا جاتا ہے جنہوں نے ان کی بات نہ مانی تھی اور صبح جب انہیں دیکھا گیا تو ان کی گردن کی ہڈیاں ٹوٹی ہوئی تھیں۔

''رام ڈے بابا''☆

بہاولپور کا دوسرا ریلوے سٹیشن جسے بغداد الجدید کہا جاتا ہے ریت کے ٹیلوں میں گھرا ہوا ہے۔ سٹیشن سے کوئی ایک میل کے فاصلے پر ایک درخت ہے وہاں ہندوؤں نے کچھ علامتیں بنا رکھی ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ رام ڈے بابا جو بھگوان کے اوتار تھے سفر کے دوران گھوڑے پر سوار ہو کر

☆۔ مہر لعل بھیل نے وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ یہ مقام ہندوؤں کے لئے بڑا اہم ہے کیونکہ ان کے نزدیک بابا رام ڈے بھگوان کے اوتار تھے۔

صحرا کے ہندو رام ڈے کی کہانی اس طرح بیان کرتے ہیں۔

جیسلمیر کا راجہ اجمل بے اولاد تھا۔ صبح سیر کو نکلتا تو رعایا کا جو فرد اسے دیکھتا منہ موڑ لیتا تا کہ (اوتر) بے اولاد شخص کو دیکھ کر اس دن اس کو کاروبار میں نقصان نہ ہو۔ ایک روز راجہ شدت غم سے بے قابو ہو گیا۔ پجاریوں سے پوچھا بھگوان کہاں ہے۔ انہوں نے بت کی طرف اشارہ کیا۔ راجہ یہ دیکھ کر کہ لوگ بت کے منہ سے کھانے کی چیزیں لگاتے ہیں مگر وہ کھا نہیں سکتا مایوس ہو گیا۔ اس نے پتھر سے بت کو نشانہ بنایا اور پجاریوں سے آگ بگولہ ہو کر پوچھا۔ سچ سچ بتاؤ اصل بھگوان کہاں ہے۔ جان بچانے کے لئے انہوں نے راجہ کو کہا وہ سمندر میں رہتا ہے۔ راجہ کے ذہن میں طوفان آیا ہی ہوا تھا۔ بھگوان سے ملنے کی آرزو میں وہ سمندر میں کود گیا۔ آگے کیا دیکھتا ہے بھگوان کھڑا ہے اور سر پر پٹی باندھی ہوئی ہے۔ راجہ نے کہا تو کیسا بھگوان ہے۔ مجھے سب کچھ دیا اولاد نہ دی۔ اور سارے جگ کا مذاق بنا دیا۔ بھگوان بولے تو نے ہماری شبیہہ کا احترام نہ کیا اور پتھر دے مارا۔ دیکھ ہم نے اس جگہ پٹی باندھ رکھی ہے۔ راجہ کی فریاد جاری رہی تو بھگوان بولے ''ویرم ڈے'' بڑا بیٹا دیتا ہوں راجہ نے عرض کیا بڑا دیا ہے تو چھوٹا بیٹا بھی دے۔ بھگوان بولے اچھا جا کر ''ویرم ڈے'' کے علاوہ تجھے میں نے ''رام ڈے'' بھی دیا جو میرا اوتار ہوگا۔ جب ''ویرم ڈے'' فلاں عمر کو پہنچے گا تو تو دیکھے گا ایک اور اس کا ہم عمر بچہ اس کے ساتھ سویا ہوا ہے۔ ڈرنا نہیں۔ وہ میرا اپوتا ہوگا۔ اس کی پہچان یہ ہوگی کہ اس روز چولہے پر دو قدموں کے نشان ہوں گے راجہ جیسلمیر خوش خوش اپنی راجدھانی کہانی میں واپس آ گیا۔ کچھ عرصہ بعد ''ویرم ڈے کی پیدائش ہوئی۔ پھر مقررہ مدت کے بعد ''بابا رام ڈے'' بالکل اسی طرح دوسرا بچہ بن کر ظاہر ہوئے۔ راجہ جیسلمیر نے چولہے پر دو قدموں کے نشان دیکھ کر فوراً پہچان لیا اور بیوی کو بتایا کہ یہ بھگوان کے اوتار ہیں اس دن سے بابا رام ڈے محل میں شہزادہ بن کر رہنے لگے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب ادھر سے گزرے تھے تو وہاں کچھ دیر کے لئے انہوں نے قیام کیا تھا۔ بھادوں کی 11۔12۔13 اور 14 تاریخ کو یہاں میلہ لگتا ہے مارچ کے مہینے میں ہندو یہاں جمع ہوتے ہیں اور اپنی رسمیں ادا کرتے ہیں۔ اس جگہ کو ''رام ڈے بابا'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ ہندوؤں کے علاوہ اس مقام کی حقیقت سے دوسرے لوگ واقف نہیں ہیں۔

رانجھے دی جھوک

بہاول پور شہر کا اصل نام ''رانجھے دی جھوک'' تھا۔ عبدالرشید طالوت / ''حیات عزیز'' میں تحریر کرتے ہیں کہ ہندوستان پر نادر شاہی حملے کے ساتھ ہی ریاست بہاولپور تشکیل کے مراحل سے گزر رہی تھی۔ بہاول خاں اوّل کو اپنے زیرنگیں علاقے کے لئے ایسے وسطی مقام پر دارالخلافہ بنانے کی ضرورت محسوس ہوئی، جہاں سے وہ ہر طرف حکومتی کاروائی آسانی سے کر سکے۔ اس مقصد کے لئے اس کی نظر انتخاب موجودہ شہر بہاولپور کے مقام پر آباد بستی پر پڑی جو اس وقت ''رانجھے دی جھوک'' کے نام سے موسوم تھی۔ بہاول خان اوّل نے اس مقام کو اپنے نام سے منسوب کر دیا۔ اس دن سے ''رانجھے دی جھوک'' کو بہاول پور کا موجودہ نام ملا۔ گو محفلوں میں پرانے نام کا تذکرہ بھی باقی نہیں رہا مگر یہاں کے لوگوں کی وفاکشی کا جذبہ دیکھ کر تحقیق دان اس شہر کے پرانے نام کو یاد کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

شہر بہاول پور کی محرابیں

تین سو سال پہلے آج جہاں شہر بہاول پور ہے، وہاں تک چولستان کا صحرا پھیلا ہوا تھا۔ اب انسان کی ہمت نے صحرا کو دھکیل کر پچیس، تیس میل جنوب کی طرف دور کر دیا ہے۔ پہلے جب اس جگہ کا نام جھوک رانجھا سے تبدیل ہو کر بہاول پور مقبول ہوا تو لوگ یہاں آباد ہونے سے گریز کرتے تھے۔ کیونکہ آندھی کی آمد کی وجہ سے چاروں طرف سے ریت اڈ کر مکانوں میں جمع ہو جاتی تھی۔ اس شہر کو آباد کرنے کے لئے بازار بنائے گئے ہیں اور ان کی دیواروں میں محرابوں کے نشان رکھے گئے۔ لوگوں کو دعوت دی گئی کہ وہ محرابوں کے نیچے چنی ہوئی اینٹوں کو ہٹا کر دکان بنا لیں اور اس کے پیچھے جتنا بڑا گھر چاہیں تعمیر کر لیں تاکہ کاروبار کے لئے دکان اور رہائش کے لئے مکان کی سہولت آسانی سے ہر ایک کو مل جائے۔ اس ترغیب نے اس شہر کے پہلے آباد کاروں کو صحرا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں رہنے اور اس کا مقابلہ کرنے کا حوصلہ عطا کیا۔ یہ صحرا میں شہر بہاول پور کے بازاروں کی پرانی دیواروں میں آج بھی دکھائی دیتی ہیں۔

حضرت ملوک شاہؒ کی دعا

صحرائی حالات کی وجہ سے جب لوگ شہر بہاول پور میں سکونت اختیار نہیں کرتے تھے تو حضرت ملوک شاہ کی خدمت میں شہر کی آبادکاری کے لئے استدعا کی گئی۔ آپ ایک خدارسیدہ بزرگ تھے، مجذوبیت کا رنگ ان پر ہر وقت چھایا رہتا تھا۔ آپ نے مٹی کے ایک آب خورے پر دم کیا اور فرمایا اس کے پانی کو شہر کے تمام کنوؤں میں ڈال دو۔ جو بھی یہاں کا پانی پیئے گا۔ یہیں کا ہو کر رہ جائے گا۔ آپ کی دعا سے نہ صرف یہاں کے صحرائی حالات ختم ہو گئے۔ بلکہ اس پانی کی برکت سے جو چند دنوں کے لئے بھی یہاں قیام کر لیتا وہ واپس جانا پسند نہیں کرتا تھا۔ اب صحرا اس جگہ سے ختم ہو گیا ہے مگر پانی کی تاثیر اب بھی باقی ہے۔

پیر صاحب کی گھوڑی

سنا ہے ایک بزرگ گھوڑی پر سوار ہو کر ادھر سے گزرے۔ ایک مریدان کے ساتھ تھا۔ سفر میں رات ہو گئی تھی۔ وہ گھوڑی سے اترے اور مرید کو حکم دیا کہ وہ زمین میں کیل ٹھونک کر گھوڑی کو باندھ دے، وہ رات وہیں آرام کرنا چاہتے تھے۔ مرید نے کیلہ زمین میں ٹھونکنے کی بڑی کوشش کی مگر ناکام رہا۔ تنگ آ کر اس نے پیر صاحب کی خدمت میں اپنی مشکل بیان کی۔ پیر صاحب نے اپنا جوتا اتار کر مرید کو دیا اور ہدایت کی کہ کیلہ پر جوتا مارو۔ مرید نے حکم کی تعمیل کی تو حیران رہ گیا کیونکہ ایک ہی ضرب سے کیلہ زمین میں داخل ہو گیا۔ حیرانی کی بات یہ تھی کہ اس سے پہلے مرید نے وزنی چیزوں سے بھی ٹھونک کر دیکھا تھا اس کے باوجود کامیاب نہ ہوا تھا۔ مگر اس بار ہلکے جوتے کی ضرب نے کام دکھا دیا تھا۔ اس نے پیر صاحب سے یہ راز جاننے کی درخواست کی پیر صاحب نے بتایا کہ یہ زمین کا خاصا ہے۔ یہاں اصلاح کے لئے سختی کرنی ضروری ہوگی۔

"دستی دی ماڑی"

بُھٹہ واہن میں ایک دو منزلہ مگر شکستہ عمارت ہے جس میں سسّی پیدا ہوئی تھی۔ شہر بُھٹہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

داہن زمین کے ابھار پر بنا ہوا ہے۔ آنے والوں کو دور سے یہ ماڑی دکھائی دیتی ہے۔ اس عمارت میں تخریب کا عمل تیزی سے جاری ہے، اگر کچھ نہ کیا گیا تو چند سالوں میں عمارت منہدم ہو جائے گی۔ اس ماڑی سے کوئی ڈیڑھ میل کے فاصلے پر نشیبی علاقہ ہے۔ جہاں پرانی اینٹوں سے سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں۔ قریب جو زمین کا نشیب ہے وہ سات سو سال پہلے بہنے والے دریاؤں کے پاٹ کا ثبوت ہے اور سیڑھیاں یہ یاد دلاتی ہیں کہ سسی کو اس جگہ پر دریا کی موجوں کے حوالے کیا گیا تھا۔ اسی نسبت سے یہ جگہ سسی دی ماڑی مشہور رہے۔ عام کہاوت ہے کہ بھٹہ واہن میں ایک خاص مقام پر جو بھی لڑکی پیدا ہو گی وہ سسی کے جذبہ محبت سے سرشار ہو گی اور جو لڑکا وہاں پیدا ہو گا وہ تاریخ کے دو عظیم کرداروں ابوالفضل اور فیضی جتنا دانا دبینا ہو گا کیونکہ ان تاریخی کرداروں کا تعلق بھی اسی قصبہ سے تھا۔ بھٹہ واہن، صادق آباد سے آٹھ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔

خواجہ غلام فریدؒ کا محل

چاچڑاں شریف میں آج بھی خواجہ غلام فریدؒ کے گھر کو دیکھنے کے لئے زائرین دور دراز سے آتے ہیں۔ یہ کشادہ حویلی ہے اس کے چاروں طرف اونچی اونچی فصیلیں ہیں۔ حویلی کے اندر ایک مسجد اور ایک کنواں بھی ہے۔ کمرے بڑے اور ہوادار ہیں۔ لکڑی کی چھتوں پر خوبصورت اور رنگین بیل بوٹے بنے ہوئے ہیں۔ ایک کمرہ چھت پر علیحدہ بنا ہے۔ محل کے اندر سے سیڑھیاں اس کمرے تک جاتی ہیں کہا جاتا ہے کہ روہی والی مائی صاحبہ کا قیام زیادہ تر اس کمرے میں رہتا تھا۔

بلی کا مزار

موج گڑھ میں محمد معروف خان داد پوترہ کا مزار ہے۔ موج گڑھ کے بوڑھوں نے بتایا کہ ان کی پائنتی کی طرف ان کی محبوب بلی بھی دفن ہے۔ ریت کا جال اس مزار کے اندر تک پھیل چکا ہے۔ کہتے ہیں ہاڑ کے موسم میں اس مزار کے اندر صحرا کے ہرن بھی دم لینے کے لئے آتے ہیں اور پکڑ لئے جاتے ہیں۔

محمد بن قاسم کی سپاہ کا میدان جنگ

شہر بہاولپور کے جنوب مغرب میں پرانا قبرستان ہے۔ اب جسے لوگ قبرستان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''حضرت ملوک ☆ شاہؒ '' کہتے ہیں۔ بستی ''مستیاں'' اس قبرستان کے قرب میں واقع ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ جگہ محمد بن قاسم اور بھٹی راجپوتوں کے درمیان ہونے والی جنگ کا میدان تھا۔ یہاں سینکڑوں عالی مرتبہ ہستیاں شہادت کا جام پی کرابدی نیند سورہی ہیں۔ ہر جمعرات کئی مزارات کے اندر سے بلند ہونے والی تلاوت قرآن پاک کی آوازیں سنی جاتی ہیں۔

مکھن کا پتھر

یہ ان دنوں کی بات ہے جب اونٹنی کے دودھ سے گائے اور بھینس کے دودھ کی طرح مکھن برآمد ہوتا تھا۔ کسی اللہ والے نے دودھ کا تقاضا کیا۔ اونٹنی کے مالک نے دینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ اسے دودھ کا مکھن بنانا ہے۔ اس لئے نہیں دے سکتا۔ اونٹنی کے مالک کے پاس کچھ نکلا ہوا مکھن پڑا تھا۔ اللہ والے بزرگ جلال میں آگئے اور بددعا دی تو وہ مکھن اسی وقت پتھر بن گیا۔ چولستان میں یہ روایت مشہور ہے کہ اس دن کے بعد اونٹنیوں کے دودھ سے مکھن برآمد ہونا بند ہوگیا۔ یہ پتھر، قلعہ مروٹ کی مسجد کے دائیں جانب والے طاق میں ایک مدت سے زیارت گاہ خاص وعام بنا ہوا ہے۔

تانبے والا کنواں

مروٹ کے قلعہ کے اندر پرانے کنوئیں موجود ہیں۔ ان میں سے ایک کنواں ایسا ہے جس کا اساسی پتھر یعنی (تلونگ) تانبے کا ہے۔ ایک اندازے کے مطابق اس کنویں کی گہرائی ڈیڑھ سوفٹ بتائی جاتی ہے۔ 1941 میں مولوی عزیز الرحمن کے مشاہدے کے دوران اس میں پانی پایا گیا تھا۔

خواجہ غلام فریدؒ کی مسجد اور کنواں

فیروزہؒ ریلوے سٹیشن کے پاس لاڑ قبیلے کے افراد آباد ہیں۔ یہ وہی گھرانہ ہے جس میں حضرت خواجہ صاحب نے شادی کی۔ اس نسبت کی وجہ سے لاڑ قبیلہ کو بڑا شرف حاصل ہوا۔ چولستان کے باشندے اس قبیلہ کے افراد کو خواجہ فریدؒ سے قرابت کے حوالے سے پہچانتے ہیں۔

☆۔ بانیء شہر نواب محمد بہاول خاں اوّل اور تاریخ جواہر عباسیہ، حلیہ شریف وغیرہ کے مصنف مولوی محمد اعظم صاحب قریشی کے مزارات قبرستان ملوک شاہ میں موجود ہیں۔ (ذکر کرام)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فیروزہ میں ریلوے لائن اور بہاول پور رحیم یار خان ہائی وے پر واقع ہے۔اس مقام سے تین چار میل دور ایک پرانی مسجد اور کنواں ہے، جنہیں خواجہ غلام فریدؒ سے منسوب کیا جاتا ہے۔اپنے قیام کے دوران وہ یہیں عبادت میں مشغول رہتے تھے۔لوگ اس کنویں اور مسجد کی زیارت کے لئے دور دور سے آتے ہیں۔قبیلہ کے افراد میں مائی صاحبہ کا بھتیجا زندہ ہے۔اس کا نام چھبرو اور عمر نوے سال ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اکھان، پہیلیاں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اکھان

☆وہ اکھان جن میں موسموں کا ذکر پایا جاتا ہے۔☆

بدرہ بد بلا تے ساون ہووے ہا۔
(بھادوں بڑی بلا ہے۔کاش ساون کا موسم ہوتا)

بدرہ بد رنگ گورے کالے تے کالے بد رنگ۔
(بھادوں میں رنگ بگڑ جاتے ہیں۔گورے کالے اور کالے بد رنگ ہو جاتے ہیں)

پھگن پھگے اتے سیالا لگے۔
(پھاگن نکھرتا ہے تو ایک بار پھر سردی کا زور بڑھ جاتا ہے)

سیالا کالا اے۔
(سردیوں میں اشیائے خوردنی کم ہو جاتی ہیں)

جھر دی دھپ غریب دی چپ، گردن دی مک، سور دی گٹ
(جنگل کی دھوپ غریب کی خاموشی، گردن پر گھونسے کی ضرب اور خنزیر کا حملہ نا قابل برداشت ہوتے ہیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆وہ اکھان جن میں مویشیوں اور پرندوں کا ذکر ملتا ہے☆

بھیڈ مل تے اٹھ جھونگا۔
(قیمت بھیڑ برابر جھونگا (اضافہ) اونٹ برابر)

گھوڑے کوں تلہ بھلا رن کو کھلا بھلا
(گھوڑے کو گھاس اور عورت کو جوتا ٹھیک رکھتا ہے)

بھیڈ دا پُچھ پکڑیا نہ پار نہ اروار
(بھیڑ کی دُم پکڑی نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے)

چار ڈہاڑے چیتر دے کڈے بکروال
(بکریوں کا چرواہا چیتر کے چار دن نکالتا ہے)

بھرا بھرواں دے چیچڑ کانواں
(آخر بھائی، بھائی ہی ہوتے ہیں)

بکروال والا سڈ
روایت یہ ہے کہ چرواہا دوسرے چرواہے کو بلاتا ہے مگر بغیر کسی وجہ یا اہم کام کے۔

شینہہ نال ہتھ کھڑ اند ٹھیک نہیں
(شیر سے ٹھٹھا کرنا ٹھیک نہیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذات دی کرڑی اتے شہتیراں نال جپھے
(چھپکلی ہو کر شہتیروں سے بغل گیر ہوتی ہے جب کمزور قوی کے مقابل آ جائے تو یہ کہا جاتا ہے)

بکری رودے جند کوں تے قصائی منگے مینجھ
(بکرا جان کو روتا ہے اور قصاب چربی کے لئے فکرمند ہے)

☆وہ اکھان جن میں انسانی رشتوں کا ذکر پایا جاتا ہے☆

ماں ماسی کندھ ایرے تے آسی
(جیسی ماں اور خالہ ہیں بیٹی ویسی ہی ہوگی جس طرح کہ دیوار کی تعمیر بھی بنیاد کے مطابق ہوتی ہے)

زال بال تے مچھ دا وال۔ جتھ بلاؤ اتھائیں باندھے
(بچہ بیوی اور مونچھ کا بال جس طرح ڈھال دو ڈھل جاتے ہیں)

جم ناں مکی تے نانی دے مہاندرے۔
(بیٹی پیدا نہیں ہوئی اور اس نے پہلے اعلان کر دیا ہے نانی سے شکل ملتی ہے)

دھی پاڑے تاں ہاں ساڑے دھی پرے تاں ہاں ٹھرے
(بیٹی قریب ہو تو اس کا درد دل جلاتا ہے۔ بیٹی دور ہو تو دل کو سکون ملتا ہے)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوناں نال نیوے آکھے لاہندی چڑھدی جُلیاں
(وہ ساتھ نہیں لے جانا چاہتا۔ اور یہ کہتی ہے کہ اہتمام کے ساتھ چلوں گی)

ناں کر سس برائیاں مساں لہنیں اپنا جایاں
(ساس برائیاں نہ کر۔ کہیں تیرے پیٹ کے جنی ان برائیوں کا خمیازہ بھگتے)

سن نڑی دھی اے سمجھ نڑی نوں ایں
(بیٹی کو کہنا اور دراصل بہو کو سنانا)

پیندی کوئی ٹھمکیندی کوئی کوئی
(لباس تو سب ہی پہنتی ہیں مگر جچتا کسی کسی کو ہے)

کن ناں پاپڑی رن وڈی آکڑی
(بے چاری ہے تو معمولی صورت کی۔ مگر دیکھو تو کیسی اکڑی پھرتی ہے)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہاوتیں

1۔ وریوں تھئے ویھ کئی نہ سُجھے بئ

وریوں تھیا چالیھ آئی عقل دی تھالی

وریوں تھیا سٹھ بُدھ گئی ہٹ

وریوں تھیا اسّی کھاناں ہووے خسّی ہووے بھت تے لسّی

وریوں تھیا سو تجن لاتھا آسرا دشمناں پیا بھو

ترجمہ: جب عمر بیس سال ہو جائے تو اپنے سوا کوئی بجھائی نہیں دیتا۔

جب چالیس سال ہو جائے تو انسان صاحب عقل ہو جاتا ہے۔

جب عمر ساٹھ برس کی ہو جائے تو حافظہ ساتھ چھوڑ دیتا ہے۔

جب عمر اسّی برس کی ہو جائے تو نرم کھانا، چاول اور لسّی پر گزران کرنی پڑتی ہے۔

جب عمر سو سال کو پہنچ جاتی ہے تو اپنے آسرا چھوڑ دیتے ہیں اور دشمنوں کو کچھ سننے کی بے تابی ہوتی ہے۔

2۔ دِلّی ٹھگ تے کوڑا جیسلمیر

پیر فرید شہید فقیر کچھی تے دنیا بیکانیر

ترجمہ: پیر فرید کے سوا دنیا میں کچھ نہیں رکھا۔ دِلّی اور جیسلمیر میں جھوٹ اور لوٹ کا بازار گرم ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

3۔ عالم اے ملوک دا وچ باڑے دے راہندا

عقل اے بھڈ یئے دا چیتا مول نئیں راہندا

ترجمہ : دنیا حکمران کے لئے ہے مگر وہ دنیا سے علیحدہ ہے۔

عقل بڑھاپے میں آتی ہے مگر پھر حافظہ ساتھ نہیں دیتا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہیلیاں

(1)

اُچّے ٹبے تے ڈاند کھتا
ہڈ کوڑا تے ماس مٹھا — پیلو کا پھل

(2)

اندھی مینہ لوڑھا لتاڑے۔ — جوتی

(3)

نکی جیس ذرّی جنگل وچ وڑی اے
نورخاں ڈٹھی اے چپر خاں ماری اے — جوئیں

(4)

عمل پور کمل پور
لکھاں تے ہزاراں مُل
کیئں کول اُدھا
کیئں کول سارا — ماں باپ
کیئں کول ہے وی کوئی ناں

(5)

او کیہڑی شئے ہے جیہڑی عورت کیئں
کون نیئں ڈیندی — میت کو کا اندھا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(6)

آندی ہے تے گھبن اے

ویندی ہے تاں بھِن اے — رہٹ میں لگے ہوئے لوٹے

(7)

چار بھرا میڈے مکھن ماکھی — تھن

ڈو بھرا میڈے سُکے کاٹھی — سینگ — گائے

ہک بھرا میڈا اُلو گھولو — دُم

(8)

رات دی گھبن

ڈینہہ دی بچھن — رضائی

(9)

چِٹی تھگوی اللہ وسائی

توں تاں دھرگدی تیڈی ماں دی ہائی — کھمبی

(10)

ٹھک ٹھک ٹھیں ٹھیں

کوٹھا ہے دروازہ کوئی نیئں — ڈھولک

(11)

عطر کہبے مطر کہبے

تھالی اِچ کٹورا کہبے — کشتی

بادشاہ زادی پانی منگے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(12)

او گئی او گئی او گئی — نظر

(13)

اَنگل جیڈی شئے
بانہہ جیڈی تھی وینجے — سوئی دھاگا

(14)

کاٹھی دا گھوڑا الوہے دی لگام
ڈھے ڈھے پوندن بڈ کے جوان — کپاس کا بیلنا

(15)

اَمب نئیں انار نئیں
مِٹھے دا شمار نئیں — کیلا
گٹک ہوندے نال نئیں

(16)

کاٹھ دی بکری، وال دی کاتی
ڈس بکروال بکری کیوں باکی — سرنگی

(17)

پانی اچ لُڑھدی ویندی ہے
تہ نال مردی ہے
سمل اوندے کول اے — سستی
گل وِچ جوسر تے قرآن
اوکراڑی کہ مسلمان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(18)

السلام وعلیکم میڈا نبیؐ کہے نئیں

وعلیکم السلام میڈا ربّ کہے نئیں — محراب شریف

(19)

اللہ سائیں مٹھائی بچھی ہک من پنجی سیر

اج تکدیں مکی — 30 پارے 30 روزے 5 نمازیں

(20)

اکول دے پتر لونگاں دے لہاں

سونے دے وڈھ باہن عاقل اوبجھن کڈاں — قرآن شریف

(21)

ترے ہتھ دھرتی ترے ہتھ آسمان

ترے گھڑے پانی ترے پتے پان — قبر

(22)

اساں آ ڈھی ہائی ہک مائی

پینتری ہزار پتر جمایا۔ ڈو سو دھی جائی

اوناں دھیاں وا رب واہ نشان بنایا

اوکون ہے مائی — صدی، 35 ہزار دن، 200 عیدیں

(23)

چار بھرا روہیلے چار بھرا چوہی کوں

ڈو بھرا آ کڑ کلّے ڈو بھرا ڈھل پیدلے

ہک بھرا پکھ جھلے۔ — گائے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(24)

پانی اکھیندے میڈے وچ پیاس کیئے نیں۔

گھیوا کھیندے میڈے وچ ٹھنڈا کیئے نیں امام حسنؓ، امام حسینؓ

بھا اکھیندی اے میڈے وچ اگ کیئے نیں

ہوا اکھیندی اے میڈے وچ زور کیئے نیں

(25)

ترے شخص بیٹھن

ہک اوندی اماں ہے

ہک پتر۔

ہک اوندا پیو۔ زچہ کے پستان (زچہ و بچہ)

مٹھائی دی پلیٹ اوناں دے ادھ وچ

مرد کھاندے حرام اے۔ عورت کھاندی۔ اوندے واسطے مکروہ ہے۔

لڑکا کھاندا اوندے واسطے حلال

(26)

اللہ تعالیٰ بڑائی ہے تلائی۔

نہ لون پکھی پرندے ناں اوندے منہ

دے وچ نہ مارے اڑا راہی عورت کے پستان

(27)

بیر کردے ون تاں کوئی

چنز ڈا کوئی نیں

سیج وچھی پئی اے کوئی سمرا کوئی نیں آسمان اور ستارے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(28)

اللہ تعالی ہک بوٹی بنائی ہے
پھل اُوکوں ڈو لگن
اجن تائیں پھل نئیں لگا — آخرت کا حساب
خبر نئیں کڈن لگسی

(29)

اُتوں ڈھنڈے لعل
ڈو ڈیکھین
ڈو بھجن
ڈو چارن — منہ ، ہاتھ ، پیر ، آنکھیں
ہک کھاوے

(30)

ڈو دِسن دُر بجر دے — نوح علیہ السلام اور دوسرے انبیاء
چھ عرشی — کلمے
چھ فرشی — آسمانی کتابیں
چھ پانی وچ تر دے — امام حسنؓ اور امام حسینؓ

(31)

ہک او ملک اے
جتھاں جمد ے ون اوتھ مر دینئیں — آخرت
ہک او ملک اے
جتھاں مر دے پن جمد ے نئیں — موجودہ دنیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(32)

اللہ دُلدل
نبیؐ کاٹھی — شہادت
علیؓ لغام ۔ سوار کون اے

(33)

چار پا دھرتی چار پا اسمان
چار پا جواجون چار پا اب — قسمت والے کو آخرت میں اجر ملے گا
ملے گا کب

(34)

ہر چیز دی پانی خوراک اے
تے پانی دی کیا خوراک اے — ہَوا

(35)

سو حویلی ہک منہ
سو سودا نے ہک نوں — تسبیح

(36)

اوہ کیہڑ یاں ترائے چیزاں — مسجد
ہن جیہڑ یاں حضور پاکؐ — تکبیر والی چھری اذر
کوں کنڈ کیتی کھڑ یاں ڈِسن — دعا کے وقت ہاتھوں کی پشت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(37)

تریہہ دِتے	ابھی تک قائم ہیں
باراں کِلّے	بارہ مہینے
اجن تائیں نئیں ہے	تیس دن

(38)

کالی ککڑ وینڈے دار	
سارے ترتے دنجے پار	بندوق

(39)

پیو پُتر دا اکّوناں	
پُتر پھرے پھرے گراں گراں	
دھی ماوے	آم
وچوں نکلے پیو داناں	

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نامور صحرا نشین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت چنن پیرؒ

ایک مرتبہ حضرت جلال الدین سرخ بخاری جیسلمیر کے علاقے سے گزرے۔ آپ نے لوگوں سے پوچھا یہاں کوئی کلمہ گو موجود ہے۔ جواب نفی میں ملا۔ آپ نے دعا کی اور بعد دعا لوگوں کو بتایا کہ راجہ جیسلمیر کے ہاں ایک لڑکا تولد ہوگا جو صاحب ایمان ہوگا۔ راجہ جو جب حضرت جلال الدینؒ کے روحانی کمالات کی شہرت سن چکا تھا ان کی پیش گوئی پر یقین کر لینے کے باعث پریشان رہنے لگا۔ وہ جانتا تھا مسلمانوں کی ایسی برگزیدہ ہستیاں جو بات کہہ دیتی ہیں وہ ہو جاتی ہے۔ اتفاق سے رانی کے ہاں لڑکا پیدا ہوا راجہ نے ذہن میں پہلے سے موجود خدشات کے تحت مستقبل میں پیش آنے والی باقی باتوں کے ظاہر ہونے سے پہلے ان کا ازالہ کرنا چاہا اور حکم دیا کہ بچے کو ختم کر دیا جائے۔ مامتا نے زندگی کو سنبھالا دیا۔ ملکہ نے بچے کو جھولے میں ڈال کر اس مقام پر کنیزوں کے ذریعے پہنچا دیا جو مزار کی موجودہ جگہ ہے ایک روایت ہے کہ مامور کردہ سپاہیوں کو زر و جواہر دے کر کہا کہ دوسری سلطنت میں چھوڑ آؤ مگر قتل نہ کرنا۔ بچہ بڑا خوبصورت تھا۔ کہتے ہیں کہ اس کے چاند سے مکھڑے کی وجہ سے اس کا نام چنن پڑ گیا۔ (یعنی چاند والا) ایک روایت ہے کہ جس جھولے میں آپ کو ڈالا گیا وہ صندل کی لکڑی کا بنا ہوا تھا۔ سرائیکی میں صندل کو "چنن" کہتے ہیں۔ لوگوں نے جب آپ کو صندل کے جھولے میں دیکھا تو چنن پیر پکارنے لگے۔ کسی کو معلوم نہ تھا کہ آپ راجکمار ہیں۔ بڑے ہو کر آپ سے کرامات کا ظہور ہوا تو سب آپ کی بڑائی کو

ا۔ ذکر کرام میں درج ہے۔ "آپ کا نام چنن پیر سدھو دلیل پیر اور امیر مشہور ہے۔ آپ بزرگ بھٹی قوم کے ہندو تھے سلطان شہر علاقہ ریاست جیسلمیر کے رہنے والے تھے .... ذکر کرام میں مزید تحریر ہے کہ حضرت جلال الدینؒ کی دعا راجہ کے لئے ایک نامبارک خبر تھی۔ راجہ جس کا نام سدھیرن تھا اپنی حاملہ ملکہ کو ساتھ لے کر خانقاہ کی جگہ آ گیا۔ بچہ پیدا ہوا تو اسے اٹھا کر موقع مزار کی جگہ پھینک دیا۔ جس ٹیلہ پر راجہ سدھیرن نے قیام کیا وہ سدھیرن بھٹ (یعنی سدھیرن کا ٹیلہ) مشہور ہے۔ کہتے ہیں راجہ نے بچے کا نام سدھو رکھا اور ہائش کے لئے ایک محل بنوا دیا کئی گھرانے آپ کے فیض سے مسلمان ہوئے۔ آپ کا ایک "مبہن" نامی بھائی تھا جو آپ کا جانشین ہوا۔ جس کی اولاد اب تک موجود ہے۔ کہرور میں چنن پیر کی ایک بیٹھک ہے۔ چنڑ قوم کے لوگ ان کے ساتھ منسوب ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جان گئے۔ لاکھوں انسانوں کو آپ کی وجہ سے ہدایت ملی۔ آپ پر ہر وقت جذب کی کیفیت طاری رہتی تھی۔ مگر پھر بھی سفر کرتے تو دور دراز کے علاقوں میں چلے جاتے۔ آپ کی دعائیں مستجاب ہونے لگیں تو صحرا میں آپ کا چرچا ہو گیا۔ نتیجہ یہ ہے کہ آج بھی چولستانیوں کے دلوں پر آپ کی حکمرانی قائم ہے۔ لوگ خاص طور پر آپ کے مزار پر اولادِ نرینہ کی دعا مانگتے ہیں۔ جس کی دعا منظور ہو جائے وہ مرد نسوانی چولی گھگرہ پہن کر رقص کرتا ہوا مزار پر حاضری دیتا ہے اور کچھ دن قیام کرنے اور خیرات دینے کے بعد لوٹ جاتا ہے۔

پیر فریدؒ

صحرائے چولستان میں حضرت خواجہ غلام فریدؒ ایک ایسا مانوس اور مبارک نام ہے جس سے ہر چولستانی بچپن میں ہی واقف ہو جاتا ہے اور زندگی کی ساری منزلیں اس نام کو ساتھ لئے طے کرتا ہے۔ چولستانی ہر مرحلہ پر اس نام کے حوالے سے تعبیریں نکالتا ہے۔ خواجہؒ کا کلام یاد ہونا چولستانیوں کے نزدیک علیت کی دلیل ہے اور خواجہؒ کے کلام کو روائیتی انداز میں گانا یہاں مقبولیت کا سبب ہے۔ حضرت خواجہ غلام فریدؒ نے جس (Diction) کو شعر گوئی کے لئے منتخب کیا اس کا ماخذ یہ صحرا ہے۔ اس لئے ان کے کلام میں چولستانیوں کو اپنی ذات اور اپنے ماحول کی اتنی بھرپور عکاسی ملتی ہے کہ وہ وجد میں آ جاتے ہیں۔ اپنی روزمرہ کی زندگی میں خواجہ فریدؒ کے مصرعوں اور شعروں کو یہ لوگ سند کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ جو اکثر حتمی فیصلوں کی بنیاد بن جایا کرتے ہیں۔ خواجہ غلام فریدؒ کی کرامت بیان کرتے ہوئے ایک صحرا نشین نے بتایا کہ ایک مرتبہ خواجہ صاحب چولستان میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ ایک شخص آیا اور ان کی خدمت میں عرض کی کہ اس کی گابھن گائے بچہ نہ جننے کی وجہ سے تکلیف میں ہے۔ اس نے خواجہ صاحب سے درخواست کی کہ وہ دعا کریں تاکہ اس کی گائے کو تکلیف سے نجات ملے۔ خواجہ صاحب نے اس شخص کو کہا جاؤ اور گائے کے کان میں میرا یہ پیغام دھیرے سے کہہ دو۔ ''لوگ تاں مِلن کوں سکدے ہِن تے توں مِلدی نائیں''۔ ''لوگ ملنے کو ترستے ہیں لیکن تو ملتی نہیں ہے۔'' لفظ ''مِلن'' ذو معنی ہے۔ سرائیکی میں اس کا مطلب بچہ جننا بھی ہے۔ کہتے ہیں آدمی نے جب گائے کے کان میں یہ کلمات کہے تو اس نے فوراً بچہ جن دیا۔ ایک صحرا نشین نے سنایا کہ ایک دفعہ ایک معصوم دوشیزہ اپنی جھوک سے نکل کر بکری کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک کلکلیاں بھرتے ہوئے بچے کو پکڑنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اس کے پیروں میں جوتا نہیں تھا۔ ریت گرم تھی مگر تعاقب کے جوش میں اسے کسی بات کا خیال نہ رہا تھا۔ تھوڑی دور جا کر اس پیکر جمال نے بکری کے بچے کو بانہوں میں دبوچ لیا۔ لیکن ابھی اسے اوپر اٹھایا ہی تھا کہ گرم ریت کی جلن نازک پیروں کے لئے ناقابل برداشت ہوگئی۔ اس نے جھٹ بکری کے بچے کو ریت پر پھینک دیا اور اپنے مرمریں پیروں کے تلوے سہلانے لگی۔ کبھی ایک تلوے کو سہلاتی کبھی دوسرے کو۔ پھر یک لخت اس کے ذہن میں یہ خیال کوندا کہ اسے دوڑ کر جھوکوں میں پناہ لینی چاہیے۔ اس نے رخ موڑا اور دوڑتی ہوئی اپنی جھوکوں کی اوٹ میں گم ہوگئی۔ خواجہ صاحب یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ انہیں یہ معصوم ادا بڑی بھلی لگی۔ صحرا نشین نے بتایا کہ یہ دوشیزہ لاڑ قبیلہ سے تعلق رکھتی تھی۔ اور یہی وہ خاتون ہیں جو خواجہ صاحب کے عقد میں آئیں۔ ان کی سادگی اور معصومیت میں صحرائی زندگی کا عکس نظر آتا ہے۔ چولستان میں حضرت خواجہ غلام فریدؒ جہاں جہاں تشریف لے گئے اور جس جگہ قیام فرمایا چولستانی ان جگہوں کو زیارت گاہ بنائے ہوئے ہیں۔ حتیٰ کہ آپ جس ٹیلہ پر بیٹھے۔ جس ٹوبے پر رات بسر کی۔ ایسی ہر ہر جگہ سے آپ کی نسبت تا حال قائم ہے۔ چولستانی وہاں کی مٹی چہروں پر ملتے ہیں اور اس کا کھانا بیماری کا تریاق جانتے ہیں۔

کہتے ہیں سابق ریاست بہاولپور کے والی آپ کے ارادت مند تھے۔ اکثر آپ کو بگھی میں بٹھا کر اس کے بٹے اپنی بغلوں میں باندھ لیتے اور اسے کھینچ کر خواجہ غلام فریدؒ کی خواب گاہ تک لے جاتے۔ کبھی زمین گرم ہوتی تو پیروں میں آبلے پڑ جاتے۔ خواجہ غلام فریدؒ غیر ملکی ثقافتی یلغار سے بچنے کی تلقین کرتے ہوئے سابق والئ ریاست کو یوں خطاب فرماتے ہیں:

سجوں پھلوں سجھ سہاتوں   بخت تے تخت کوں جوڑ چھکا توں

اپنے ملک کوں آپ وساتوں   پٹ انگریزی تھانے،

دوالا سائیں ☆

چولستان کے باشندے سابق ریاست بہاولپور کے آخری فرمانروا صادق محمد عباسی کو چاہت سے ''دوالا سائیں'' کہہ کر پکارتے ہیں۔ صحرا کے رہنے والے آج بھی صادق کی نیکیوں کو

☆۔ سر صادق محمد عباسی خان صاحب بہادر خامس عباسی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یاد کرتے نہیں تھکتے۔ چولستان میں کئی مقامات پر لوگوں کو اب بھی صادق محمد عباسی کی شخصیت سے اپنی عقیدت ظاہر کرتے ہوئے اشکبار دیکھا گیا ہے۔ خواجہ غلام فریدؒ کے بعد موصوف اس سرزمین کی مقبول ترین ہستی ہیں۔ ان کا مزار ڈراور کے شاہی قبرستان میں واقع ہے۔ ڈراور کے بیشتر لوگ اس بات پر فخر کرتے ہیں کہ نواب مرحوم کے ذاتی خدمتگار اور حفاظتی دستے کے افراد کا چناؤ ڈراور کے باشندگان میں سے کیا جاتا تھا۔ اس بات سے یہ لوگ اپنی وفاداری اور نواب مرحوم کا ان کے ساتھ ترجیحی سلوک ظاہر کرتے ہیں۔ یہ بتایا گیا ہے کہ دولا سائیں کو صحرا والے مکڑی اور پھگوسی خاص طور پر بھجواتے تھے۔ چولستانیوں کے مطابق موصوف ان کو بھون کر کھانا پسند کرتے تھے۔ روایت یہ ہے کہ نجی زندگی میں دولا سائیں ایک درد ستان اور عاجزی کا پیکر تھے دولا سائیں نے اپنے مزار کے لئے از راہ عاجزی سیاہ رنگ کا پتھر تجویز کیا تھا۔ جب زندہ تھے تو اپنے موجودہ مزار والی جگہ پر کھڑے ہو کر اپنے ایک مقرب کو کہا کہ یہ جگہ میرا آخری ٹھکانہ ہے۔ مجھ سیاہ کار کی قبر بھی سیاہ پتھر کی بنائی جائے تاکہ میرے مرنے کے بعد بھی میری قبر کو پہچاننے میں کسی کو دشواری پیش نہ آئے۔ ڈراور کے قبرستان میں اس خاندان کے سب نوابوں کے مزارت ہیں مگر چولستانی گاماں بی بی کے مزار کے علاوہ اگر کسی اور مزار کا ذکر کرتے ہیں، تو وہ صرف صادق محمد عباسی مرحوم کا ہے۔ جب نواب اپنی زندگی میں احمد پور شرقیہ سے ڈراور آتے تھے تو چولستانی راستے کے دونوں طرف قطاریں بنا کر انتظار میں کھڑے رہتے۔ نواب مرحوم کو تھوڑے تھوڑے فاصلوں پر ان لوگوں کو کھڑا دیکھ کر کارروائی پڑتی۔ وہ ان سے درخواستیں وصول کرتے اور ان پر احکامات جاری کرتے اور یہ سلسلہ سفر کے تمام ہونے تک جاری رہتا۔ چولستانیوں کو اپنی تکلیفیں یاد آتی ہیں تو وہ دولا سائیں کو خراج دینے کے لئے ان دنوں کو بہت یاد کرتے ہیں۔ نواب مرحوم کے محافظ دستوں کے بعض افراد نے بتایا کہ جب وہ فوج کی ملازمت کے دوران پینتیس میل دور دولا سائیں کے محل پر پہرہ دیتے تو ڈراور میں اپنے پیاروں سے ملنے کے لئے بعد عشاء سائیکل پر روانہ ہوتے اور نماز فجر سے پہلے ستر میل کا فاصلہ کاٹ کر صادق گڑھ پیلس میں واپس پہنچ جاتے۔ ایک بار صحرا نشینوں نے ایک بے سند بات بتائی کہ دولا سائیں صحرا میں نہریں لانا چاہتے تھے۔ مگر ہمیں یہ خوف ہونے لگا کہ ہمارے کچے مکان بہہ جائیں گے اس لئے ہم نے ان کی خدمت میں درخواست کی تھی کہ ہم نہروں کے بغیر ہی خوش ہیں سو دولا سائیں نے ارادہ ترک کر دیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نواب مرحوم نے اپنی زندگی میں ہمیشہ صحرا نشینوں کو ان کی معصومیت اور سادگی کے سبب ہمدردی اور توجہ کا مستحق قرار دیا اور جب بھی کوئی چولستانی فریاد لے کر ان کے روبرو پیش ہوا اس کے ساتھ شفقت سے پیش آئے۔ یہی وجہ ہے صحرا کی ہر جھوک میں آج بھی ''دولا سائیں'' کی مِدحت زبانوں پر جاری ہے۔ صحرانشینوں کے مطابق نواب مرحوم کے عہد میں جانڈا کھانڈا اور قدیم قلعہ کے مختلف گوشوں میں گمشدہ تاریخی خزانے کی تلاش کی گئی مگر اس کا سراغ نہ ملا تھا۔

آپ کے محافظ دستے کے بوڑھے سپاہی نے بتایا کہ دولا سائیں رات بھر کتابوں کا مطالعہ کرتے تھے۔ جس کمرے میں ہم انہیں چھوڑ کر جاتے صبح کو وہاں نہ پاتے۔ ہر کمرے میں دیکھا جاتا مگر وہ دکھائی نہ دیتے۔ آخر گیٹ کے پاس برآمدہ میں یا کہیں سوئے ہوئے پائے جاتے۔ حالت یہ ہوتی کہ کتاب سینے پر کھلی ہے اور آنکھیں بند ہیں۔ محافظ نے کہا۔ سائیں ان کا دماغ بڑا عالی تھا وہ رات بھر جاگتے اور علم حاصل کرتے تھے اس طرح دشمن سے اپنی حفاظت بھی کرتے اور علم کا نور بھی انہیں مل جاتا۔ اکثر فجر کی نماز کے بعد سوتے تھے اور صبح اس حالت میں پڑے ہوتے کہ ہمارے سوا انہیں کوئی غیر نہ پہچان سکتا کہ اتنی اونچی شان والے نواب ہیں۔ سائیں ان کی تو باتیں ہی اور تھیں۔ ڈراور کا ایک محلاتی خادم بتانے لگا کہ سائیں ان کے محل میں ایک کمرہ ایسا بھی تھا جس کا فرش مٹیسے بنا ہوا تھا۔ کبھی کبھی دولا سائیں اس کمرے میں چلے جاتے اور اللہ کی جناب میں بہت روتے تھے۔

صادق محمد عباسی کو ایک بار کہا گیا کہ فلاں شخص پر آپ مہربان ہیں مگر وہ آپ سے مخلص نہیں ہے۔ اس لئے اس کی طرف التفات نہ فرمایئے۔ انہوں نے کہا تم چاہتے ہو اس کا بگاڑ میری ذات میں بھی پیدا ہو جائے جانتے ہو خدا نے مجھے نواب اور تمہیں ایک عام آدمی کیوں بنایا ہے صرف اس لیے کہ جو مجھے برا کہتا ہے میں اِس کا رزق بند نہیں کرتا لیکن اگر تمہارے ساتھ ایسا ہو تو تم اس کا رزق بند کر دو اسی لئے تم ایک عام آدمی ہو اور ایک عام آدمی ہی رہو گے۔ چغلی کھانے والا اپنا سا منہ لے کر رہ گیا اور نواب صاحب نے اس شخص کے ساتھ اپنی نوازشات کا سلسلہ حسب سابق جاری رکھا۔

پنجاب یونیورسٹی کے سینٹ ہال کی تعمیر نواب مرحوم کی علم دوستی کا ایک ثبوت ہے۔ آپ نے علیگڑھ یونیورسٹی اور مسجد اقصیٰ کے لئے باقاعدگی سے عطیات دیئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جدوجہد آزادی میں آپ کی دلچسپی حد سے بڑھی ہوئی تھی اور اس سلسلہ میں آپ نے تاریخ ساز خدمات انجام دیں۔

بیان کیا جاتا ہے کہ 1958ء میں اورنگ زیب عالمگیر کے عہد کا ایک سکہ نواب مرحوم کے عجائب گھر میں دیکھا گیا۔ جس کا وزن ایک سیر تھا اور جو اس وقت دنیا کا سب سے بڑا سکہ تھا۔

بخت فقیر

یہ درویش سخنور گو احمد پور لمہ میں مقیم ہیں مگر ان کا کلام صحرا میں پہنچ کر قبول عام کی سند حاصل کر چکا ہے۔ حضرت حاجن سائیں اویسیؒ سے کسب فیض کرنے والی یہ ہستی سوز دروں کی دولت کو اپنے کلام کے ذریعہ عام کر رہی ہے۔ نون خاندان کے یہ فرد کسی دنیوی مکتب کے مرہون منت نہیں ہوئے۔ بلکہ اللہ کے مقرب بندوں کے پاکیزہ قرب نے انہیں بصیرت کے ایسے انمول موتی عطا کئے ہیں کہ وہ آگہی کی اس دولت کو ہر ہر طالب میں تقسیم کر رہے ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ مرشد کا التفات ان کی طرف حد سے بڑھا ہوا تھا۔ ایک بار بخت فقیر مرشد کے برتن قلعی کر کے لائے تو مرشد نے اجرت پوچھی، کہنے لگے میں توجہ کا طلب گار ہوں زر کا نہیں۔ مرشد پر کیفیت طاری ہوگئی اور فرمایا تو نے ہمارے برتن قلعی کئے ہیں ہم تیرے قلب کو قلعی کر دیتے ہیں۔ مرشد نے شادماں ہو کر مہر کی نظر سے جو دیکھا تو بخت فقیر کی دنیا بدل گئی۔ اب ان کے لہجے میں جذبے کی شدت کے علاوہ معرفت کی چھاپ نمایاں ہونے لگی۔ شعر کہنا اب بخت فقیر کو فرائض بندگی کی ادائیگی کے مترادف نظر آتا ہے۔ ان کے ڈوہڑہ جات صحرا کے گھبروؤں سے سن کر فکر تازہ کی مہک آتی ہے۔ بخت فقیر پر شاعری کا حسن طاری ہے۔ اس لئے وہ کہتے ہیں تو لگتا ہے ان کا سارا ماحول ان کی آواز میں اپنی آواز ملا کر سامع کو اپنی طرف بلا رہا ہے۔ احمد پور لمہ میں ان کا ڈیرہ اہل درد کی بیٹھک ہے۔ دور نزدیک سے بخت فقیر کے چاہنے والے یہاں آتے ہیں اور ان کے سخن سے بصیرت کے موتی چنتے ہیں۔ محبوب حقیقی کے دیدار کی تمنا جب بخت فقیر کے کلام میں ڈھل جاتی ہے تو اس کا یہ رُوپ بن جاتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی یار کنوں نئیں آندا
کیتا درد الم دا ماندا
کوئی قاصد تھورا لاوے شالا خیر دی خبر سناوے
موئی جند کوں آن جیواوے ڈسے حال میڈے بجناں دا

زندگی کو "نذر زندگی" کرنے کی خُو بخت فقیر کے "کلام" کا لبادہ اختیار کرتی ہے تو شاعری کا ایک انوکھا لہجہ جنم لیتا ہے۔ ذیل کے اشعار جس کا حسین عکس پیش کرتے ہیں۔

(۱)

اینویں بخت نصیبہ تھیوے انہاں اکھیاں دوست ڈکھیوے
وچ قدمیں سیس نویوے مٹے درد اندوہ غماں دا

(۲)

دل دی ہک اے تے یار دی ہک اے بنیا سودا روز ازل دا
میری دل وچ دل میری وچ پیچ گیا ول ول دا
کون نکھیڑے پیچ اڑیئے نیں سودا اج کل دا
بختا! ازلوں پکڑیم دامن سوہنے حاجن پیر کھرل دا

(۳)

آ سوہنا سانول جیویں نہ رول اُوارہ انیویں
غمیں باجھ نبھاواں کیویں پیا لوک نہیں کوئی سہندا

دیوان بخت سے کلام کے چند مزید اقتباسات: ذیل میں درج کیے جاتے ہیں

(۱)

رل بختا گھنڈ حجاب والا اُڈوں توں کھولیں ایڈوں میں کھولاں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲)

بن قلعی گر جگ سارے دے بنت برتن کریں قلعی   سب آکھن ہے استاد وڈا کر گھندے عجب صفائی
پَر اپنا بھانڈہ مول نہ دھوتو تے رہ گئی اونویں سیاہی   ایہا کاریگری استادی بختا ڈس کم تیڈے کیا آئی

(۳)

اللہ دے سہارے دے باجھوں بے سارے سہارے مُک ویندن
اللہ دے پیارے دا دامن پکڑ دنیا دے پیارے مک ویندن

(۴)

سِک ہے رہبر راہ فقر دی سِک دھو ڈیندی ہے گُل زنگال
سِک دے باجھ قرآن کتاباں وِرد وظائف ہن جنجال

(۵)

جے چاہیں میں پہونچاں توڑ   ہتھ کامل دا مول نہ چھوڑ

موسیٰ لکھ پال

چولستانی باشندے موسیٰ لکھ پال کے کردار سے اتنے مانوس ہیں کہ عام بول چال میں اگر کسی کو طعنہ دینا ہو تو یہ کہتے ہیں کہ تم اپنے آپ کو موسیٰ لکھ پال سمجھتے ہو کیا۔ موسیٰ لکھ پال ایک نیک دل ڈاکو تھا۔ وہ امیروں کو لوٹتا اور غریبوں کی مدد کرتا تھا۔ یہاں کے سب لوگوں کو معلوم تھا کہ حقیقت میں موسیٰ لکھ پال ڈاکو نہیں بلکہ ایک رحم دل اور ہمدرد انسان ہے۔ لوٹی ہوئی دولت کا کوئی حصہ وہ بچا کر اپنے پاس نہ رکھتا اور ایک ایک پیسہ ضرورت مندوں کو ڈھونڈ کر ان میں تقسیم کر دیتا۔ امیر اس کے نام سے خوف کھاتے اور غریب اس کی راہ تکتے تھے۔ لوگوں میں وہ اس درجہ مقبول تھا کہ جب کبھی سرکار کی طرف سے اس کو گرفتار کرنے کی کوشش کی جاتی۔ سب اس کی مدد کرتے اور وہ صاف بچ نکلتا۔ دن یونہی گزرتے رہے اور موسیٰ لکھ پال یونہی غریب پروری کرتا رہا۔ چولستان کا صحرا اس کی پناہ گاہ تھا۔ وہ ایک دور افتادہ صحرائی مقام پر سکونت پذیر تھا۔ رات کی سیاہی میں واردات کرنے کے لئے شہروں کی طرف آتا اور طلوع سحر سے پہلے چولستان کی وسعتوں میں گم ہو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتا۔اس کے متعلق یہ بھی سنا گیا ہے کہ وہ دوڑ کر مال گاڑی پر چڑھ جاتا تھا۔اور علاقہ بہاولپور ختم ہونے سے پہلے ڈبوں کے تالے توڑ کر قیمتی سامان نیچے گرادیتا تھا اس سامان کو فروخت کر دیتا اور جو رقم حاصل ہوتی وہ غریبوں میں بانٹ دیتا۔ چونکہ اس وقت ہند پر انگریزی حکومت تھی۔ اس لئے ایسا کرتے ہوئے وہ سمجھتا تھا کہ انگریز سامراج کے خلاف کام کر رہا ہے۔صحرا میں وہ پھوگ کے پھولوں کا بھوجن پسند کرتا۔اس کو ''پھگوسی'' کہتے ہیں۔موسیٰ لکھ پال نے چونکہ ایک سودس سال سے زیادہ عمر پائی اس لئے یہ مشہور ہوگیا کہ پھگوسی کھانے سے عمر دراز ہوتی ہے۔مشہور ہے کہ موسیٰ لکھ پال عورت کے دغا کی وجہ سے پکڑا گیا۔ورنہ وہ اتنا بہادر اور پھرتیلا تھا کہ پولیس اس کا تعاقب کر کے نہ پکڑ سکتی تھی۔ کہتے ہیں کہ اس کے پاؤں غیر معمولی طور پر چھوٹے اور لچکدار تھے۔جب وہ دوڑتا تھا تو تیز رفتار گھوڑا بھی اس کی گرد کو نہیں پہنچ سکتا تھا۔اس کے متعلق لوگوں میں طرح طرح کی کہانیاں بیان کی جاتی ہیں۔ایک کہانی یوں ہے کہ گرفتاری کے بعد جب وہ فرمانروائے بہاولپور کے پاس لایا گیا تو انہوں نے اسے بٹھالیا۔فرمانروا اس وقت بستر پر لیٹے ہوئے تھے۔موسیٰ لکھ پال کی نیکدلی کی وجہ سے اس سے یہ سلوک کیا گیا۔موسیٰ لکھ پال فرمانروا کے پاؤں دابنے لگا۔وہ پاؤں بھی دابتا اور ساتھ ساتھ ان کے سوالوں کے جوابات بھی دیتا رہا۔فرمانروا نے پوچھا۔موسیٰ تم چوری کیسے کرتے ہو۔فرمانروا کو ذرا اونگھ آ گئی۔موسیٰ لکھ پال نے فرمانروا کی جوتی پہنی اور ساتھ والی بستی میں چوری کی واردات کر کے دوبارہ اسی جگہ آ کر بیٹھ گیا۔زیورات کی گٹھڑی اس نے قریب رکھ دی اور دوبارہ پاؤں دابنے میں مشغول ہوگیا۔فرمانروا کی آنکھ کھلی تو انہوں نے اپنا سوال دہراتے ہوئے کہا موسیٰ میں نے تم سے پوچھا تھا کہ تم چوری کیسے کرتے ہو؟ موسیٰ لکھ پال نے بستر کے نیچے رکھی ہوئی گٹھڑی اٹھائی اور فرمانروا کے سامنے رکھ کر کہا۔''سائیں میں ایسے چوری کرتا ہوں''۔فرمانروا نے حیران ہو کر ثبوت مانگا۔موسیٰ لکھ پال بولا محل کے باہر دربانوں سے پوچھیں اس تازہ ترین کاروائی کا ثبوت اب تک ان کے پاس پہنچ چکا ہوگا۔محل کے باہر قدموں کے نشانات پر چلتے چلتے کھوجی آ گئے تھے۔وہ شاہی جوتے کے نشانات دیکھ کر حیرت زدہ تھے اور محل کے باہر بت بنے کھڑے تھے۔

کہتے ہیں کہ طویل کوششوں کے بعد پولیس نے موسیٰ لکھ پال کو گرفتار کیا تھا۔ایک حکایت یہ بھی ہے کہ ایک سفاک انگریز نے جو برطانوی پولیس کا بہت بڑا افسر تھا گرفتاری کے بعد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور تلاوت کلام پاک جاری رکھی۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ نواب کے احترام میں کیوں کھڑی نہیں ہوئیں تو وہ بولیں۔ یہ تو ایک ریاست کا نواب ہے میرے سامنے دو جہاں کا بادشاہ قرآن پاک رکھا ہے۔ قرآن پاک کا احترام زیادہ ضروری ہے۔ فرمانروا گاماں بی بی کے جذبہ ایمانی سے بے حد متاثر ہوا۔ بعد میں گاماں بی بی کے حسن کردار کے پیش نظر انہیں فرمانروا کی ملکہ بننے کا شرف حاصل ہوا۔ مگر قدرت نے ان کی زندگی کو زیادہ مہلت نہ دی۔ فرمانروا گاماں بی بی کے انتقال کے بعد شدت غم سے بے قابو ہو گئے۔ حضرت خواجہ غلام فریدؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا مجھے ایک بار گاماں کی جھلک دکھا دیجئے ورنہ میں اس صدمے کو برداشت نہ کر سکوں گا۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کل شام گاماں تمہاری خوابگاہ کے دروازے پر دستک دے گی۔ دروازہ کھول کر اس کی زیارت کر لینا مگر اسے ہاتھ نہ لگانا۔ دوسری شام دستک ہوئی تو فرمانروا نے دروازہ کھولا اور گاماں کو موجود پایا۔ خوشی سے سرشار ہو کر مرشد سے کیا ہوا وعدہ بھول گئے اور گاماں کو ہاتھوں سے چھو لیا۔ جیسے ہی فرمانروا کا ہاتھ گاماں کے جسم سے لگا تو سامنے خواجہ فریدؒ خود موجود تھے۔ خواجہ صاحب مسکرا رہے تھے اور فرماتے تھے اگر تم گاماں ماں کو ہاتھ نہ لگاتے تو وہ تمہیں روز ملنے آتی۔

حضرت پہلوان شہید

نواں کوٹ میں آپ کا مزار چولستانی ارادت مندوں کی توجہ کا مرکز ہے۔ آپ کو عالمِ شباب میں شہادت کا مرتبہ نصیب ہوا۔ ایک بار سرحد پار سے چند ڈاکو آ گئے انہوں نے ایک بیوہ کے مویشی چرا لئے۔ جب وہ انہیں ہانک کر لے جا رہے تھے عین اس وقت بیوہ نے آہ و فغاں شروع کی۔ کسی نے بیوہ کی امداد نہ کی۔ حضرت پہلوان شہید نے تنہا اس آڑے وقت میں بیوہ کو سہارا دیا۔ گھوڑے پر سوار ہوئے اور ڈاکوؤں کا پیچھا کیا۔ سرحد عبور کر کے ان کے وطن میں ان ڈاکوؤں کو جا لیا۔ ڈاکوؤں کی تعداد زیادہ تھی۔ حضرت پہلوان اکیلے تھے۔ وہ مردانہ وار ان سے لڑتے رہے اور سب کو ختم کر ڈالا مگر خود زخموں سے چور ہو گئے تھے۔ ان کے جسم کا کوئی حصہ نہ تھا جس پر زخم کا نشان دکھائی نہ دے رہا ہو۔ وہ مشکل سے گھوڑے پر بیٹھے اور بہتے ہوئے زخموں کے ساتھ مویشیوں کو ہانک کر واپس نواں کوٹ لے آئے۔ بیوہ کے مویشی اس کے حوالے کیے اور خود

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہیں گر کر شہید ہو گئے۔ پرانے قلعہ کے پاس آپ کا مزار ہے۔ جہاں چولستانی صبح شام دعائیں اور منتیں مانتے ہیں۔

راجہ پڑھاڑ

وہ ایک طاقتور جوان تھا۔ بھاگتے ہوئے اونٹ کی ٹانگ پکڑ لیتا اونٹ وہیں رک جاتا۔ کنویں میں ایک ہاتھ ڈال کر اڑھائی من کا مشکیزہ باہر نکال لیتا۔ جب مویشیوں کو پانی پلانے کی باری آتی تو لوگ اس سے مدد حاصل کرتے کیونکہ اس اکیلے کی کوشش سے چالیس گائیں سیر ہو کر پانی پی لیتیں۔ وہ اپنی شجاعت اور قوت کی وجہ سے دُور دُور تک مشہور ہو گیا۔ لوگ ہر بات میں اس کو شامل کرنے لگے۔ ایک روز وہ پکڑا گیا۔ تھانیدار ہتھکڑی لگانے لگا تو اسے سخت مایوسی ہوئی۔ راجہ پڑھاڑ کی کلائی اتنی چوڑی تھی کہ ہتھکڑی چھوٹی پڑ گئی اور اسے پہنائی نہ جاسکی۔

چنیسر ٹانوری

ایک بار چنیسر صحرائی سفر سے رات کے وقت لوٹ رہا تھا۔ اس نے دور روشنیاں دیکھیں۔ یہ سوچ کر کہ بارات اتری ہوئی ہے۔ اس نے اونٹ اس طرف موڑ لیا۔ نزدیک گیا تو کیا دیکھتا ہے۔ ایک جیسے اونٹوں کی قطاریں کھڑی ہیں وہ اونٹ نہ ہلتے ہیں نہ آنکھیں جھپکتے ہیں۔ چنیسر تاڑ گیا کہ وہ جنات ہیں مگر اس نے اپنے اوسان خطا نہ ہونے دیئے۔ وہ حوصلہ مند تھا اس کا اونٹ بھی مالک کی طرح تھا۔ چنیسر ٹانوری اس پُر اسرار مخلوق کو دیکھ کر خوفزدہ نہ ہوا۔ اس نے اونٹ کی لگامیں موڑ لیں جیسے ہی بارات کی طرف اس نے پشت کی پیچھے سے ایک شور اٹھا "جام چنیسر گیا، جام چنیسر گیا" چنیسر ڈرنے کی بجائے اونٹ پر لگامیں کس کر بیٹھ گیا اور خطرے کی حدود سے عافیت کے ساتھ نکل گیا۔

جیا بہادر

جیا اپنے کارناموں کے باعث بہادر مشہور ہو گیا تھا۔ وہ شکار کے لئے جاتا تو کوئی ہتھیار اس کے ساتھ نہ ہوتا۔ وہ دوڑ کر جانوروں کو دم سے پکڑ لیتا اس کی تیز رفتاری ضرب المثل بن چکی تھی۔ ایک بار اس نے حد ہی کردی۔ کنویں میں ایک "توڈا (اونٹ کا بچہ) گر گیا۔ اس نے دوڑ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موسیٰ لکھ پال پر تشدد کیا۔لیکن موسیٰ لکھ پال چٹان کی طرح مردانہ واراس کے تشدد کا سامنا کرتا رہا۔نہ اس نے آہ وفریاد کی اور نہ ہی اس کے حوصلے پست ہوئے۔کوڑوں کی بارش میں بھی وہ مسکراتا رہا۔اس کی زبان پر اپنے وطن کے غریبوں کے لئے دعائیں جاری تھیں۔موسیٰ نے آخری عمر میں داڑھی رکھ لی۔وہ بچوں کو قرآن پاک پڑھاتا اور سارا وقت عبادت میں گزار دیتا تھا۔

گاماں بی بی

آپ کی خداترسی اور غریب پروری کا اب بھی دور دور تک شہرہ ہے۔آپ کی زندگی میں ایک موڑ ایسا آیا تھا۔جس نے نیک فطرت اور بیباک گاماں خاتون کو فرمانروا کی ملکہ بنا دیا۔ کہتے ہیں کہ آپ کی شخصیت میں دلکشی اور دلیری کا حسین امتزاج پایا جاتا تھا۔آپ صاحب کردار اور نڈر ہونے کی وجہ سے خاص وعام میں ہر دلعزیز تھیں۔

زرعی علاقوں اور دریا کے کنارے پر اس خاتون نے اپنی زندگی کے ابتدائی دن گزارے۔لیکن آج ڈراور (چولستان) کے شاہی قبرستان میں ایک خوبصورت گنبد نما مزار میں محو خواب ہیں۔بہت سے مزارات میں اس مزار کو صحرا نشین بآسانی پہنچا لیتے ہیں۔

گاماں بی بی اتنی طاقتور تھیں کہ راہ چلتے درخت کی موٹی ٹہنی توڑ کر کئی کئی مردوں سے اس لاٹھی کے ساتھ تنہا مقابلہ کرتیں اور انہیں ہرا دیتیں۔ایک بار گاماں بی بی نے اپنے ہاتھ سے دلدل میں دھنسی ہوئی بھینس کو نکال دیا تھا۔جبکہ موقع پر موجود دو مرد اس کو نہ نکال پائے تھے۔ساہوکار سود خور اور زرداران کے نام سے کانپتے تھے۔ایسے بے ضمیر لوگوں کی تجوریاں گاماں بی بی کی ایک للکار سے کھل جاتیں اور دیکھتے ہی دیکھتے مستحق لوگوں میں خیرات کر دی جاتی تھیں۔گاماں بی بی کے دل میں صرف غریب پروری کا جذبہ موجزن تھا۔انہیں ارباب اقتدار کا خوف تھا نہ احتساب کا اندیشہ۔گاماں بی بی کی بڑھتی ہوئی مقبولیت نے انتظامیہ کو خوف زدہ کر دیا تو انہیں حراست میں لینے کی اجتماعی کوشش کی گئی جس میں کامیابی ہوئی۔فرمانروائے بہاولپور کا دورہ طے پایا۔فرمانروا جس کوٹھری کے سامنے سے گزرتے تمام اسیران سروقد کھڑے ہو جاتے۔گاماں بی بی تلاوت کلام پاک میں مشغول تھیں۔جب فرمانروا اس کی کوٹھری کے سامنے سے گزرے تو وہ بدستور بیٹھی رہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر اس کی ٹانگ پکڑلی اور زور بازو سے اسے باہر نکال لیا۔لوگ حیران ہو کر اسے دیکھتے رہ گئے۔
''جیا'' کلائی پکڑنے (کلی پکڑن) میں بڑا ماہر تھا۔ جو اس کے مقابل آتا منہ کی کھاتا۔ایک روز پھلوہ کا ایک میراثی مقابلے کے لئے آیا۔ جیا نے اس کی کلائی اس مضبوطی سے پکڑی کہ اس کی چیخیں نکل گئیں۔کلائی چھڑوانے کی بجائے وہ رو رو کر فریاد کرتا کہ جیا خدا کے لئے میری کلائی چھوڑ دو۔میری توبہ پھر کبھی تمہارے ساتھ مقابلے کی جرات نہ کروں گا۔اسی طرح بتایا جاتا ہے کہ ''ٹللا راں'' کی طرف لوگ ''مال'' (مویشوں) کو جانے نہیں دیتے تھے۔کیونکہ ادھر ایک لگڑ بگڑ گھومتا نظر آتا تھا۔جو مویشیوں کو ہلاک کر دیتا تھا۔لگڑ بگڑ زمین پر چلتا ہو تو بڑے کتے جتنا ہوتا ہے اور اگر دو ٹانگوں پر کھڑا ہو جائے۔تو انسان کی قامت کے برابر ہو جاتا ہے۔لگڑ بگڑ چولستان میں رات کے وقت حملہ کرتا ہے۔جو انسان سوار ہو پیروں سے اس کی طرف ریت اور گرد اچھالتا ہے۔ جو انسان کی آنکھوں میں پڑ جاتی ہے اور وہ اپنا دفاع نہیں کر سکتا۔اس حالت میں لگڑ بگڑ اس پر حملہ کر دیتا ہے۔جیا کو لوگوں نے اس لگڑ بگڑ کے متعلق بتایا تو وہ ''ٹللا راں'' کے مقام پر جا سویا۔رات بھر وہ لاٹھی پر ہاتھ رکھے انتظار کرتا رہا۔مگر لگڑ بگڑ پچھلی جانب سے آیا اس کے قدموں کی دھمک سن کر جیا اور بھی ہوشیار ہو گیا۔لگڑ بگڑ اور بھی قریب آیا تو جیا ایک دم اٹھ کھڑا ہوا وہ لگڑ بگڑ کو خاک اچھالنے کا موقع نہیں دینا چاہتا تھا مگر اس تاک میں تھا کہ وہ اتنا قریب آ جائے کہ اس پر لاٹھی برسائی جا سکے۔لگڑ بگڑ، جیا کو مقابلے کے لئے تیار پا کر دونوں ٹانگوں پر کھڑا ہو گیا۔ جیا جانتا تھا کہ لگڑ بگڑ کے ناک پر چوٹ زیادہ لگتی ہے۔اس نے اپنی پوری قوت سے اس کی ناک پر لاٹھی سے وار کیا۔لگڑ بگڑ کی ایک خوفناک چیخ ماری اور کراہتا ہوا بھاگ کھڑا ہوا۔اس کے بعد ''ٹللا راں'' کے مویشی ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو گئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور تلاوت کلام پاک جاری رکھی۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ نواب کے احترام میں کیوں کھڑی نہیں ہوئیں تو وہ بولیں۔ یہ تو ایک ریاست کا نواب ہے میرے سامنے دو جہاں کا بادشاہ قرآن پاک رکھا ہے۔ قرآن پاک کا احترام زیادہ ضروری ہے۔ فرمانروا گاماں بی بی کے جذبہ ایمانی سے بے حد متاثر ہوا۔ بعد میں گاماں بی بی کے حسن کردار کے پیش نظر انہیں فرمانروا کی ملکہ بننے کا شرف حاصل ہوا۔ مگر قدرت نے ان کی زندگی کو زیادہ مہلت نہ دی۔ فرمانروا گاماں بی بی کے انتقال کے بعد شدت غم سے بے قابو ہو گئے۔ حضرت خواجہ غلام فریدؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا مجھے ایک بار گاماں کی جھلک دکھا دیجئے ورنہ میں اس صدمے کو برداشت نہ کر سکوں گا۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کل شام گاماں تمہاری خوابگاہ کے دروازے پر دستک دے گی۔ دروازہ کھول کر اس کی زیارت کر لینا مگر اسے ہاتھ نہ لگانا۔ دوسری شام دستک ہوئی تو فرمانروا نے دروازہ کھولا اور گاماں کو موجود پایا۔ خوشی سے سرشار ہو کر مرشد سے کیا ہوا وعدہ بھول گئے اور گاماں کو ہاتھوں سے چھو لیا۔ جیسے ہی فرمانروا کا ہاتھ گاماں کے جسم سے لگا تو سامنے خواجہ فریدؒ خود موجود تھے۔ خواجہ صاحب مسکرا رہے تھے اور فرماتے تھے اگر تم گاماں ماں کو ہاتھ نہ لگاتے تو وہ تمہیں روز ملنے آتی۔

حضرت پہلوان شہید

نواں کوٹ میں آپ کا مزار چولستانی ارادت مندوں کی توجہ کا مرکز ہے۔ آپ کو عالم شباب میں شہادت کا مرتبہ نصیب ہوا۔ ایک بار سرحد پار سے چند ڈاکو آ گئے انہوں نے ایک بیوہ کے مویشی چرا لئے۔ جب وہ انہیں ہانک کر لے جا رہے تھے عین اس وقت بیوہ نے آہ دفغاں شروع کی۔ کسی نے بیوہ کی امداد نہ کی۔ حضرت پہلوان شہید نے تنہا اس آڑے وقت میں بیوہ کو سہارا دیا۔ گھوڑے پر سوار ہوئے اور ڈاکوؤں کا پیچھا کیا۔ سرحد عبور کر کے ان کے وطن میں ان ڈاکوؤں کو جا لیا۔ ڈاکوؤں کی تعداد زیادہ تھی۔ حضرت پہلوان اکیلے تھے۔ وہ مردانہ وار ان سے لڑتے رہے اور سب کو ختم کر ڈالا مگر خود زخموں سے چور ہو گئے تھے۔ ان کے جسم کا کوئی حصہ نہ تھا جس پر زخم کا نشان دکھائی نہ دے رہا ہو۔ وہ مشکل سے گھوڑے پر بیٹھے اور بہتے ہوئے زخموں کے ساتھ مویشیوں کو ہانک کر واپس نواں کوٹ لے آئے۔ بیوہ کے مویشی اس کے حوالے کئے اور خود

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہیں گر کر شہید ہو گئے۔ پرانے قلعہ کے پاس آپ کا مزار ہے۔ جہاں چولستانی صبح شام دعائیں اور منتیں مانتے ہیں۔

راجہ پڑھاڑ

وہ ایک طاقتور جوان تھا۔ بھاگتے ہوئے اونٹ کی ٹانگ پکڑ لیتا اونٹ وہیں رک جاتا۔ کنویں میں ایک ہاتھ ڈال کر اڑھائی من کا مشکیزہ باہر نکال لیتا۔ جب مویشیوں کو پانی پلانے کی باری آتی تو لوگ اس سے مدد حاصل کرتے کیونکہ اس اکیلے کی کوشش سے چالیس گائیں سیر ہو کر پانی پی لیتیں۔ وہ اپنی شجاعت اور قوت کی وجہ سے دُور دُور تک مشہور ہو گیا۔ لوگ ہر بات میں اس کو شامل کرنے لگے۔ ایک روز وہ پکڑا گیا۔ تھانیدار ہتھکڑی لگانے لگا تو اسے سخت مایوسی ہوئی۔ راجہ پڑھاڑ کی کلائی اتنی چوڑی تھی کہ ہتھکڑی چھوٹی پڑ گئی اور اسے پہنائی نہ جا سکی۔

چنیسر ٹانوری

ایک بار چنیسر صحرائی سفر سے رات کے وقت لوٹ رہا تھا۔ اس نے دور روشنیاں دیکھیں۔ یہ سوچ کر کہ بارات اتری ہوئی ہے۔ اس نے اونٹ اس طرف موڑ لیا۔ نزدیک گیا تو کیا دیکھتا ہے۔ ایک جیسے اونٹوں کی قطاریں کھڑی ہیں وہ اونٹ نہ ہلتے ہیں نہ آنکھیں جھپکتے ہیں۔ چنیسر تاڑ گیا کہ وہ جنات ہیں مگر اس نے اپنے اوسان خطا نہ ہونے دیئے۔ وہ حوصلہ مند تھا اس کا اونٹ بھی مالک کی طرح تھا۔ چنیسر ٹانوری اس پُر اسرار مخلوق کو دیکھ کر خوفزدہ نہ ہوا۔ اس نے اونٹ کی لگامیں موڑ لیں جیسے ہی بارات کی طرف اس نے پشت کی پیچھے سے ایک شور اٹھا۔ ''جام چنیسر گیا، جام چنیسر گیا'' چنیسر ڈرنے کی بجائے اونٹ پر لگامیں کس کر بیٹھ گیا اور خطرے کی حدود سے عافیت کے ساتھ نکل گیا۔

جیا بہادر

جیا اپنے کارناموں کے باعث بہادر مشہور ہو گیا تھا۔ وہ شکار کے لئے جاتا تو کوئی ہتھیار اس کے ساتھ نہ ہوتا۔ وہ دوڑ کر جانوروں کو دم سے پکڑ لیتا اس کی تیز رفتاری ضرب المثل بن چکی تھی۔ ایک بار اس نے حد ہی کر دی۔ کنویں میں ایک ''توڑا (اونٹ کا بچہ) گر گیا۔ اس نے دوڑ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زبانی روایات

ڈراور	رسول سر	بہاول پور
مرزا احمد بیگ	قادر بخش کٹوال	واحد بخش بلوچ
		بشیر احمد ظامی
غوث بخش مہر	**محراب والا**	بریگیڈیر نذیر علی شاہ
عطا محمد	غلام رسول بلوچ	اللہ نواز لشاری
ننھا فقیر	محمد حنیف	رب نواز محمدی
	اللہ نواز	
	یٰسن بلوچ گائیڈ	
عاشق محمد	محمد رمضان	نذر خاں
ریاض احمد بھیرا	**احمد پور لماں**	واحد بخش
منشی خدا بخش	بخت فقیر	بڈو پہلوان
		اللہ وسایا

مٹھرا	اوچ	بہاول نگر
قاضی تاج دین	جانباز جتوئی	عبدالعزیز نیازی
نصیر		

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رام مبر	رحیم یار خاں	فورٹ عباس
ڈیوارام	عبدالرحمٰن اعوان	عبدالقادر شکاری
		مہر محمد بخش
		مہر نبی بخش

موجگڑھ	احمد پور شرقیہ	یزمان
ماسٹر گل حسن مغل		حکیم محمد یونس
مشتاق پنوار	نقوی احمد پوری	محمد حسین بوہڑ
خدا بخش گائیڈ		گل حسن گائیڈ

-☆-

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحریری ماخذ

1 -The History of Bahawalpur. By Shahamet Ali (London 1848).

2 - تاریخ وتعارف ضلع رحیم یار خاں

3- چچنامہ حامد بن ابوبکر (ترجمہ مولانا حفیظ الرحمٰن)

4- تاریخ معصومی معصوم علی بھکری

5- تاریخ فرشتہ

6- بہاولپور گزیٹر 1904ء دین محمد

7- بہاولپور کے تمدّن کی دو مختلف تصویریں (سیر ستان مولفہ پیر ابراہیم) مترجم از محمد حفیظ الرحمٰن حفیظ

8- دیوان فریدؒ (مرتبہ محمد حفیظ الرحمٰن حفیظ)

9- دیوان فریدؒ (از عزیز الرحمٰن)

10- طبقات ناصری منہاج سراج (اردو ترجمہ غلام رسول مہر)

11 -Annals and Antiquities of Rajastan By Lietanant, Colonel Jamestod.

12- چولستان نمبر (سہ ماہی الزبیر)

13- آثار قدیمہ نمبر (سہ ماہی الزبیر)

14- تحفۃ الکرام (سر شیر علی قانع)

15- مقابیس المجالس (ترجمہ کیپٹن واحد بخش سیال)

16- گوہر شب چراغ (انور فیروز)

17- قوانین منظور 1932ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

18۔ اولیائے بہاولپور (شہاب دہلوی)

19 Bahawalpur Perspective by A.K.Khalid.

20۔ جنگلات اور لائیوسٹاک کے محکمہ جات کی محکمانہ رپورٹیں۔

21۔ سفرنامہ ابن بطوطہ

22۔ صادق نامہ (بریگیڈیئر "ر" نذیر علی شاہ)

23۔ بہاول پور "ری ویو" (انگریزی ماہنامہ)

24۔ افزائش حیوانات (ڈاکٹر عبدالوہاب مرکزی اردو بورڈ)

25۔ محکمانہ رپورٹ نیشنل پارک لال سہانرا۔

26۔ لغات سرائیکی (محمد بشیر احمد ظامی بہاولپوری)

27۔ دی وزڈم آف فارسٹ (گیو فرپاونڈر)

28۔ ملتانی شارٹ سٹوریز (ایف۔ڈبلیو۔سکیپ)

29۔ حیات عزیز (مولانا عبدالرشید طالوت)

30۔ حیات محمد بہاول خاں خامس (از محمد عزیز الرحمٰن عزیز)

31۔ رموز الاطباء (مرتبہ حکیم فیروز الدین)

32۔ فن تاریخ گوئی (از کیپٹن منظور حسن)

33۔ روایات ارض بہاول پور (انور فیروز ____ قلمی)

34 ۔Land of Five Rivers= Davedras.

35۔ دیوان بخت

36۔ ذکر کرام ____ محمد حفیظ الرحمٰن حفیظ بہاولپوری۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک ''ٹوبھا'' ۔جس میں برسات کا پانی جمع ہے۔ چولستانی باشندے اور مویشی آبنوشی کے لئے ایسے ''ٹوبھوں'' پر انحصار کرتے ہیں۔

ٹوبھے کا کنارا...... آبنوشی کی سہولت کے علاوہ معاشرتی رابطوں کے مواقع فراہم کرتا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

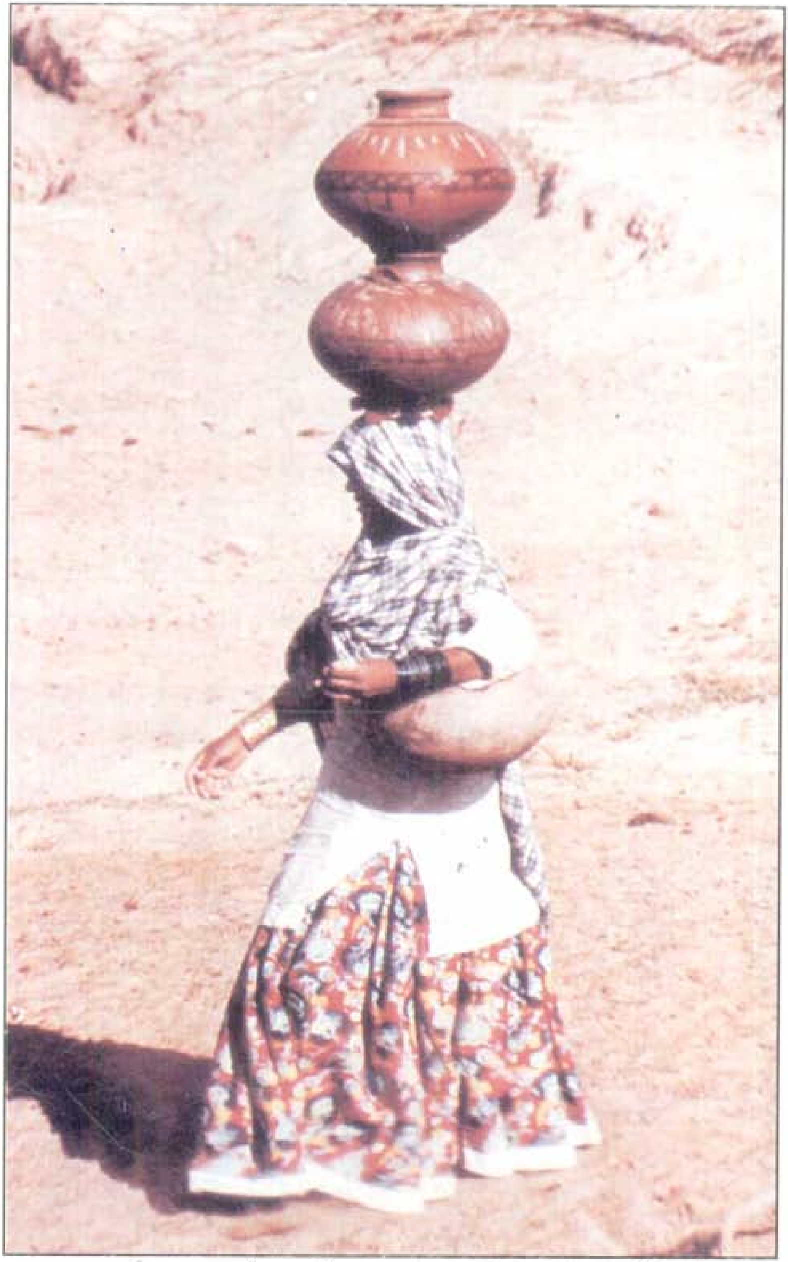

خواتین پانی کی سوغات کو اہتمام کے ساتھ "ٹوبھوں" (پانی کے برساتی جوہڑوں) سے گھروں میں منتقل کرتی ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

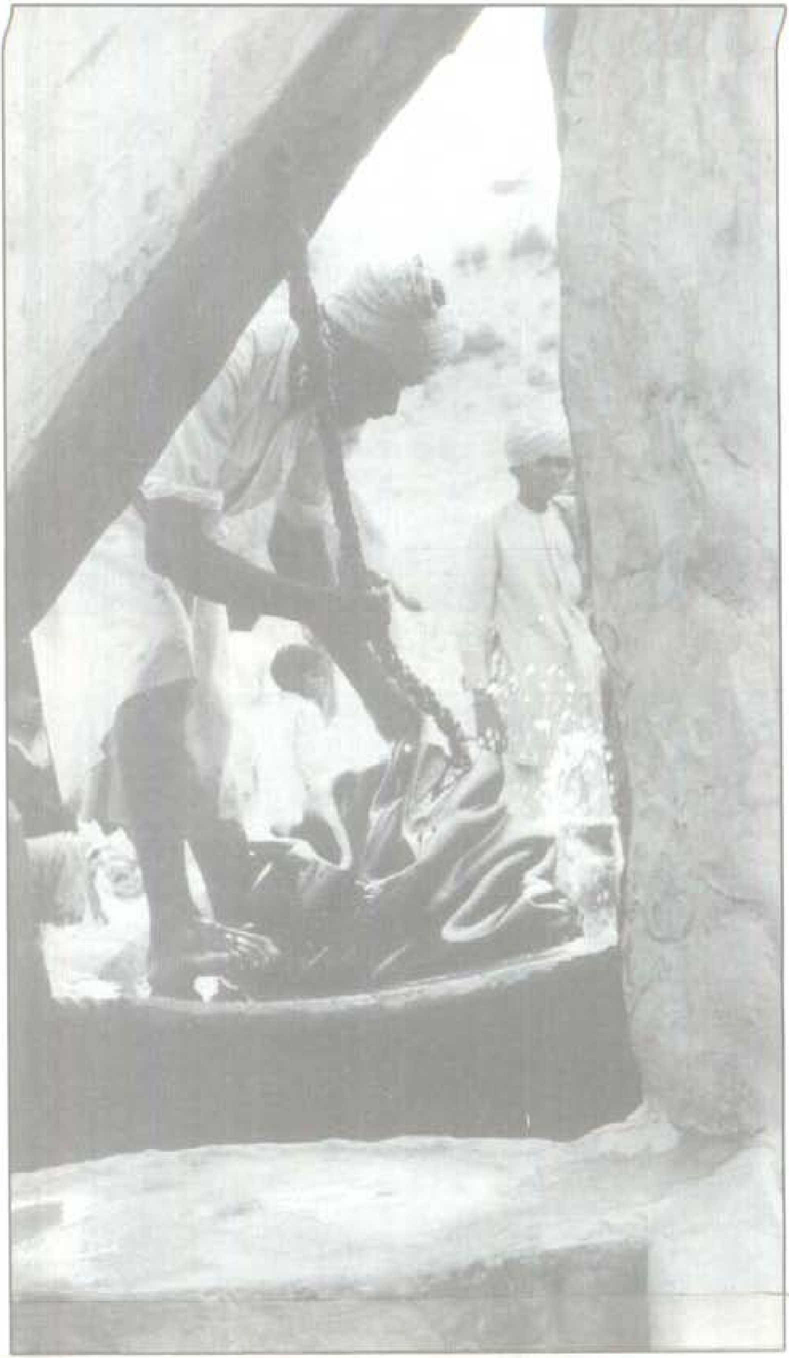

پانی صحرا نشینوں کی سب سے قیمتی سوغات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ٹوبھوں سے پانی بھر بھر لانا

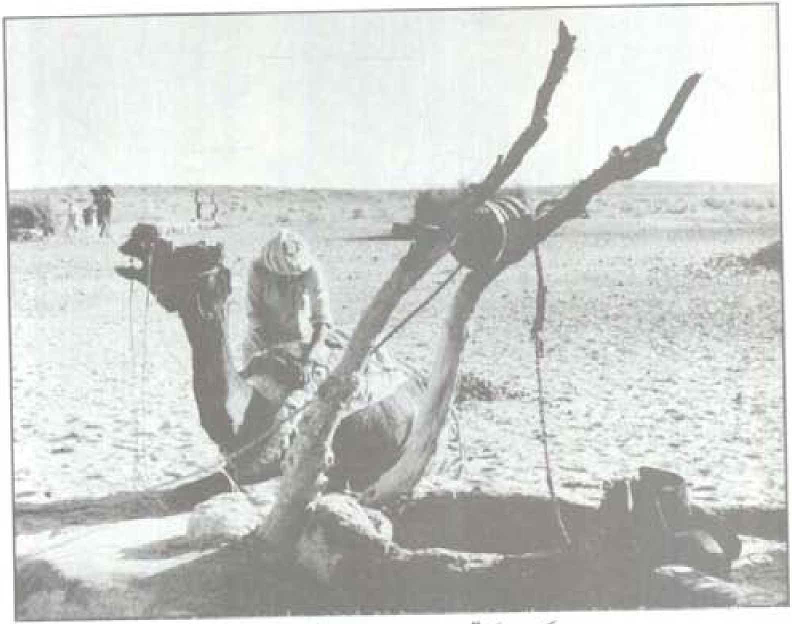

کنویں کے قرب میں پیاسا اونٹ بلبلا رہا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

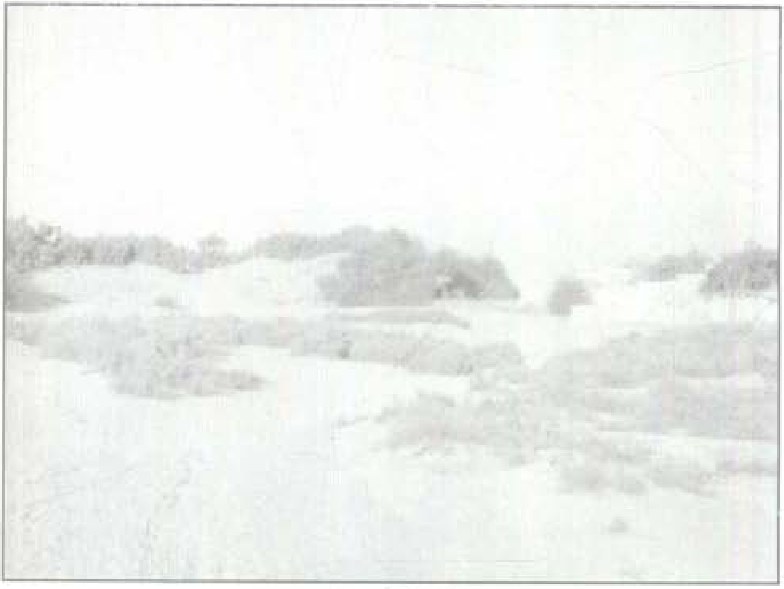

صحرا کا ایک موڑ

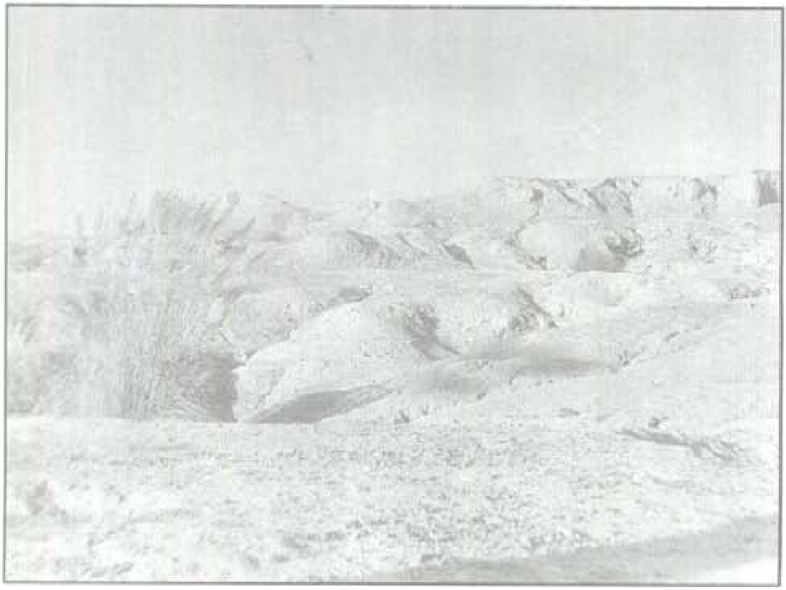

کھنڈرات (موہنجوداڑو)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

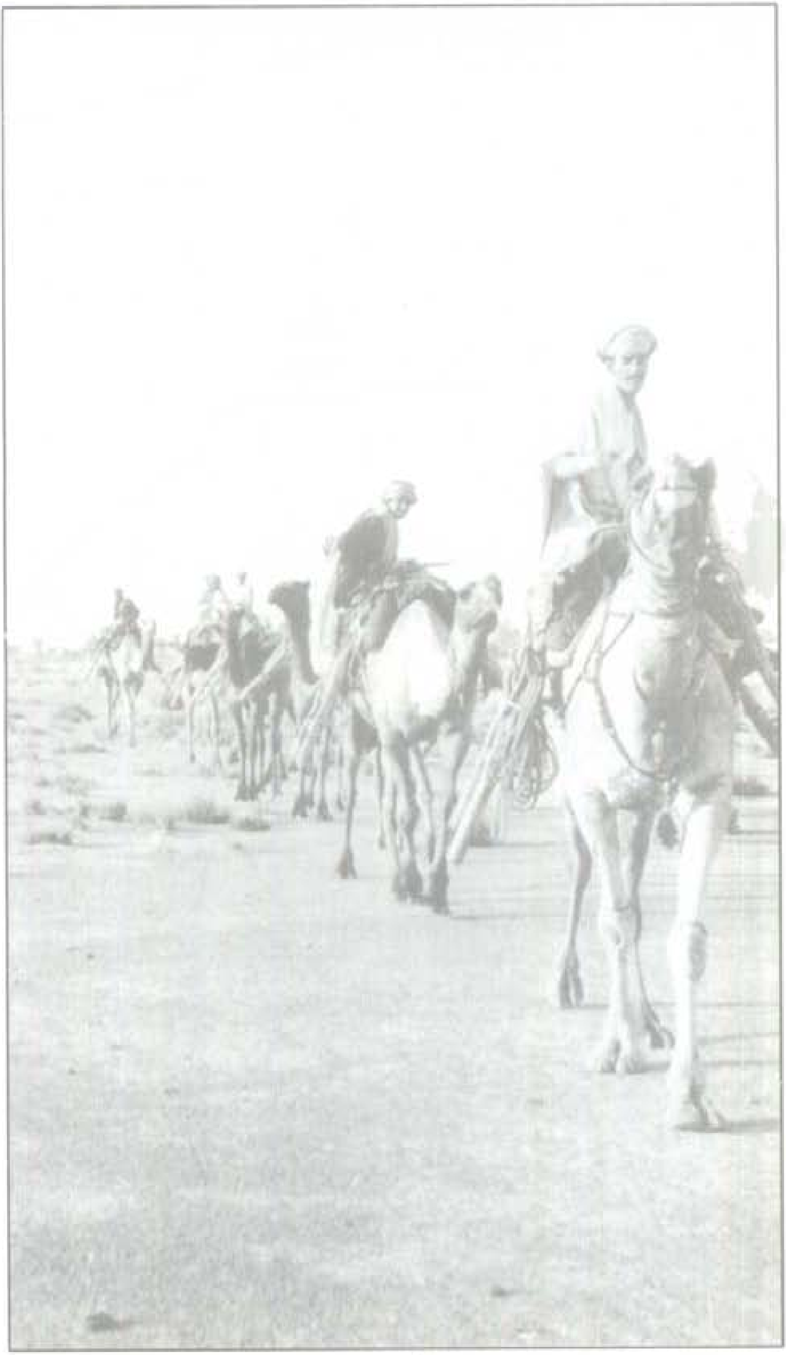

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

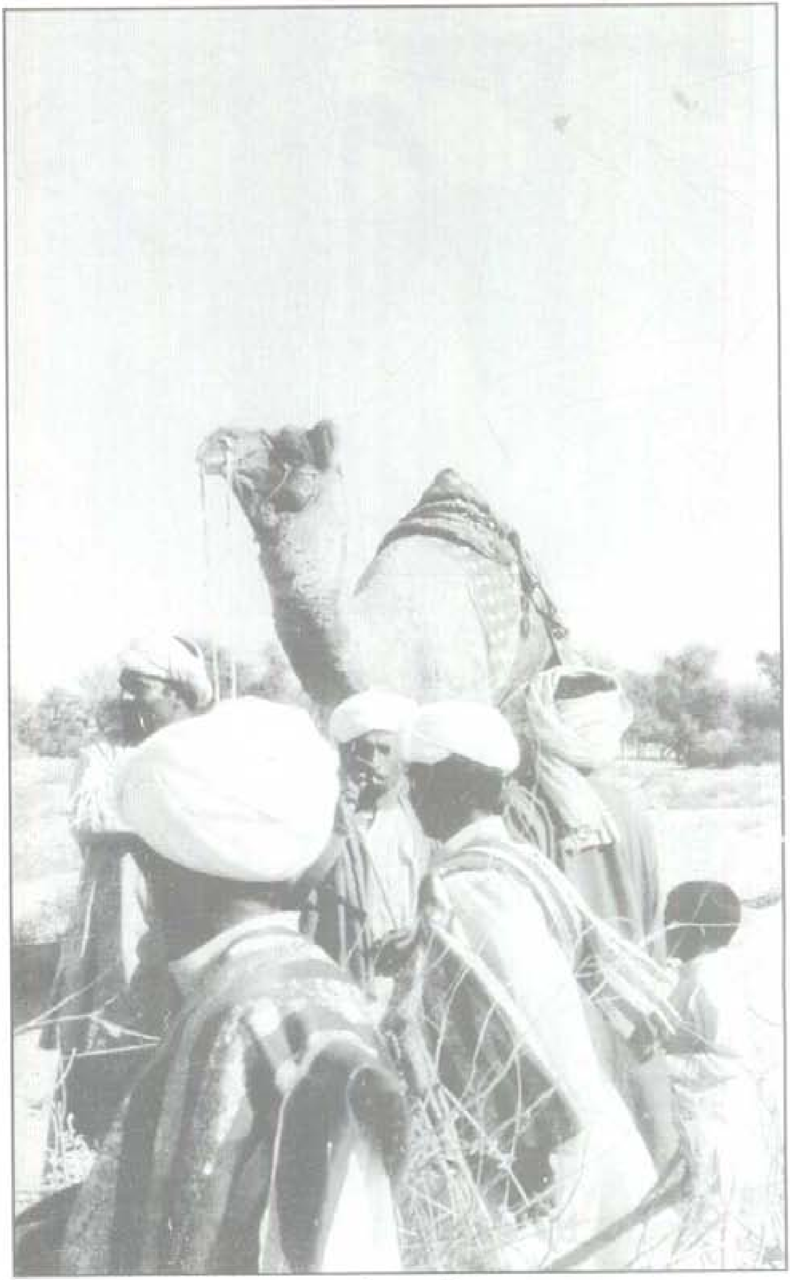

چولستانی مہم جواور سفر کی تیاری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

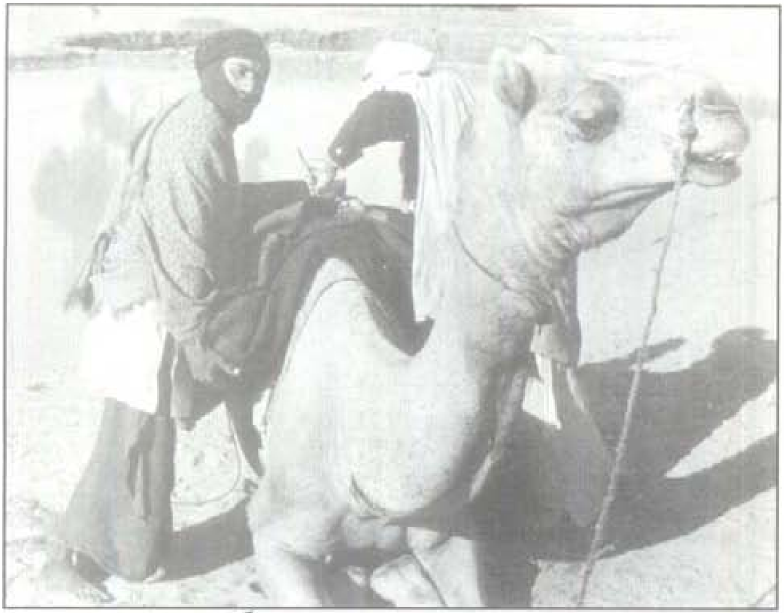

اونٹ سوار۔۔۔صحرا کی وسعتوں کے تصور میں گم ہیں

نئے سفر کی تیاری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

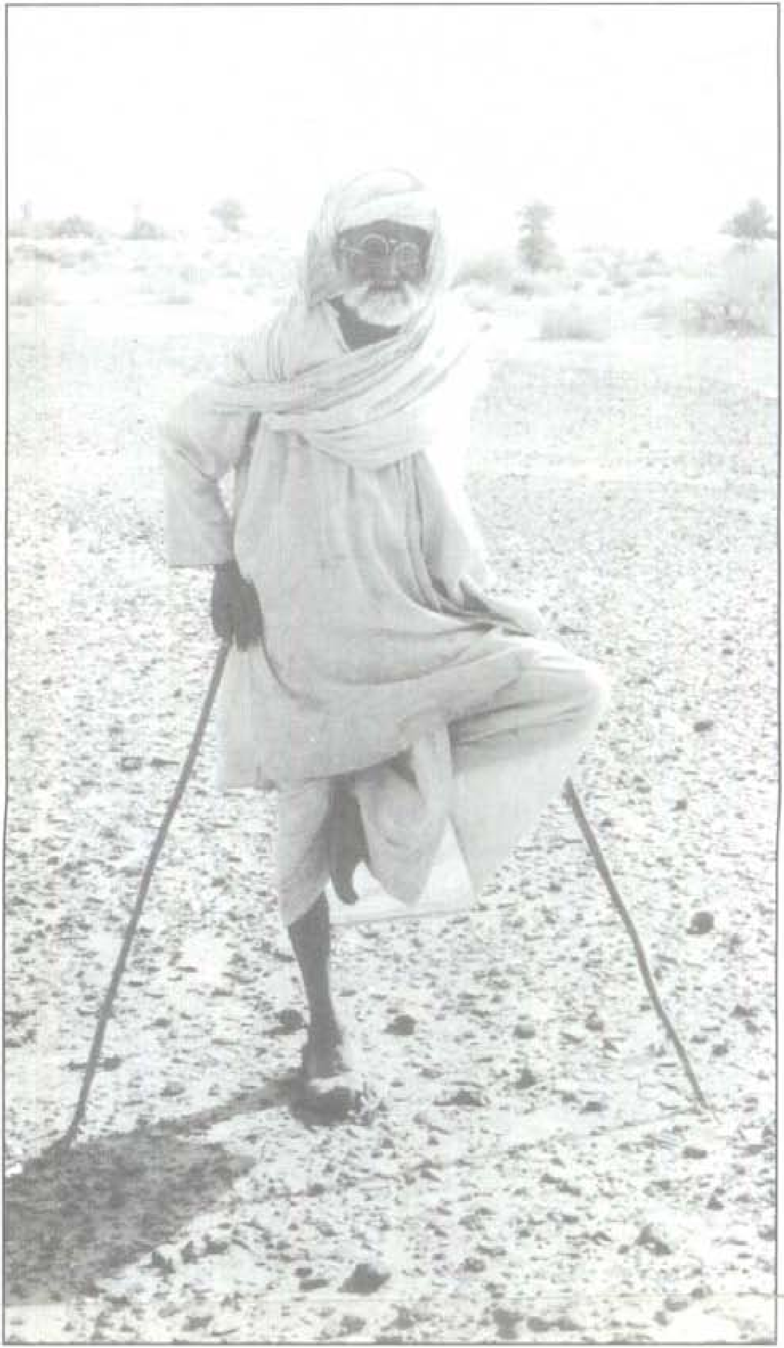

ایک تھکا ہارا مسافر الو کے انداز میں دم لے رہا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

............"ڈیہاں ولوڑن مٹکیاں"............(غلام فریدؒ)

چولستانی کوبرا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چولستان کا ایک نادر پرندہ۔۔۔۔ ''بھوکر''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحرا کے کنارے پر پائے جانے والے بھورے تیتر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیاہ ہرن

سیاہ اور چنکارہ ہرنوں کا غول۔ (لال سہارا نیشنل پارک)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

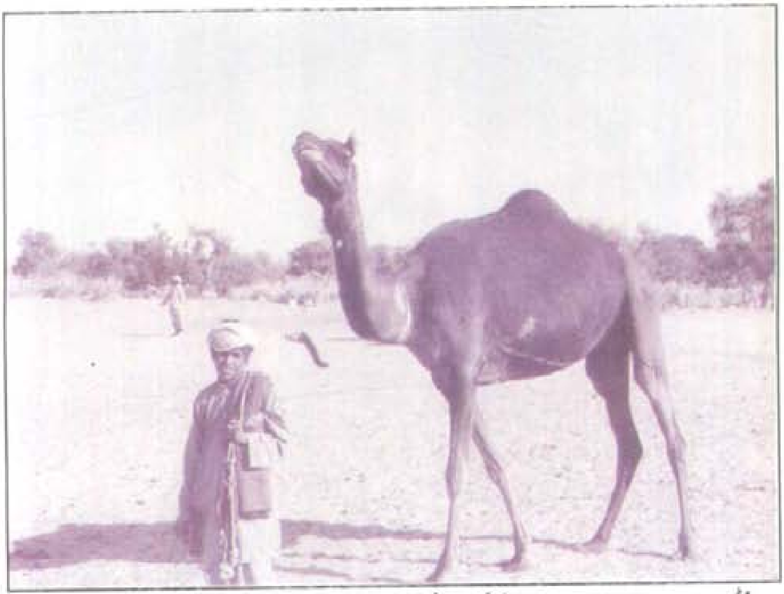

اونٹنی اپنے مردہ ''توڑے'' (بچے) کی کٹی ہوئی دم چرواہے کے شانوں پر حرکت کرتے ہوئے دیکھ کر
اس کے پیچھے پیچھے چل رہی ہے۔ (ڈھوری)

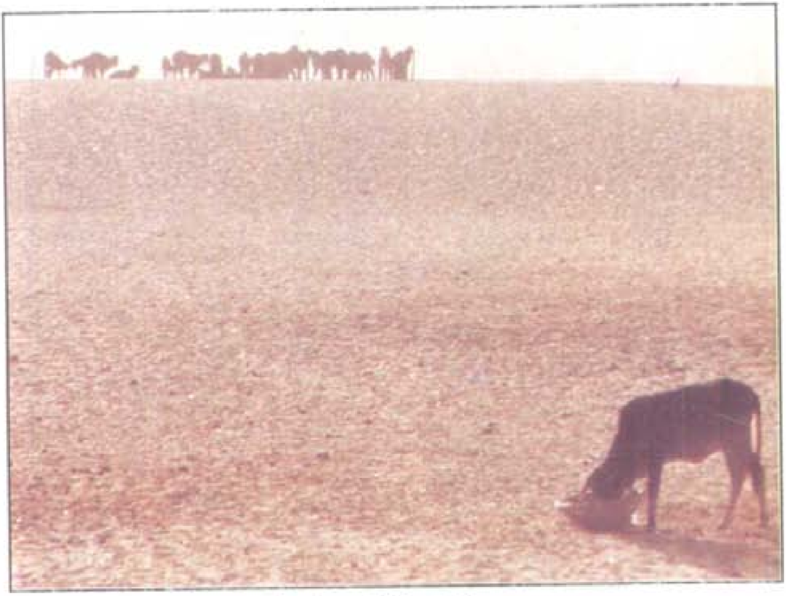

دور سے بھیڑوں کے ایک ریوڑ کا منظر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چولستانی چرواہا......اور بچی نسل کی بھیڑوں کا غلہ

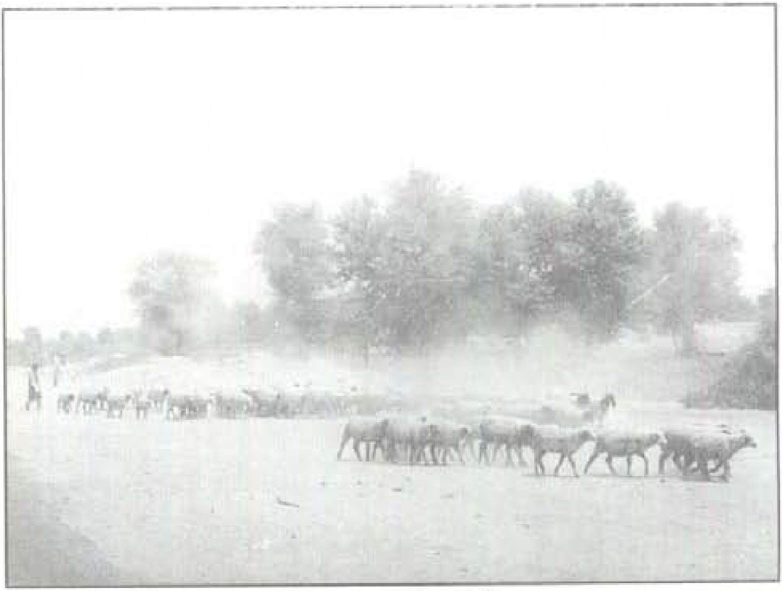

چولستانی بھیڑوں کا ریوڑ رواں دواں ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھیڑوں کا ایک ریوڑ اور صحرا کے سناٹوں میں تنہا گھومنے والا ایک چرواہا۔

ایک پڑاؤ۔۔۔ قافلہ دم لے کر سفر پھر سے جاری کرنے کے لئے تیار ہو رہا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

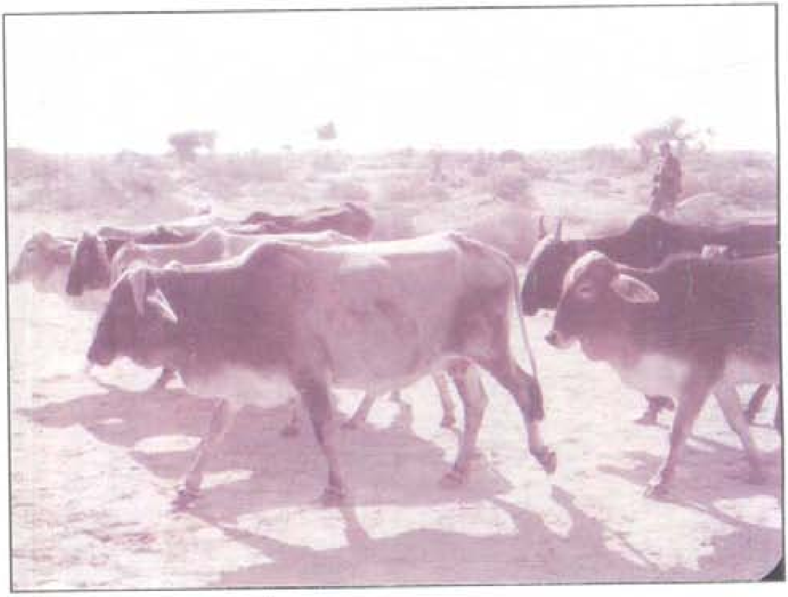

صبح ہوتے ہی گائیں صحرا کی وسعتوں کی طرف چل پڑتی ہیں

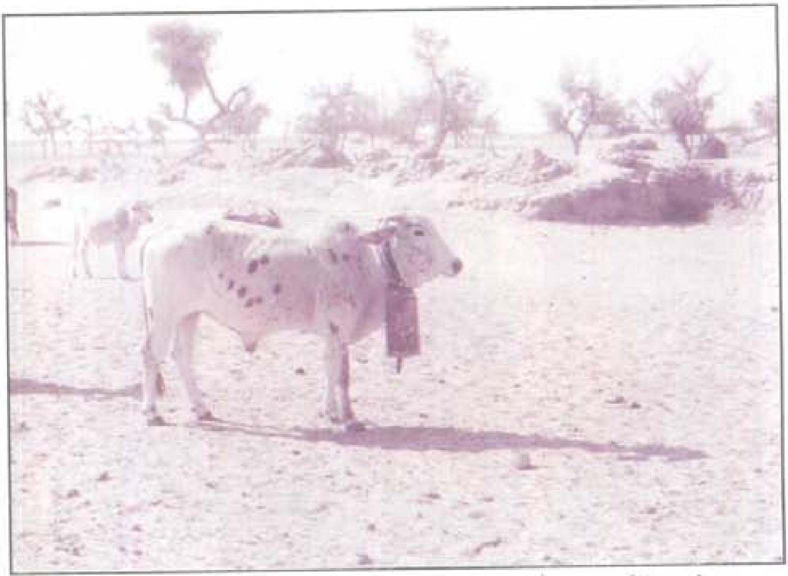

چولستانی گائے کی گردن میں ''ٹل'' لٹک رہا ہے۔اس کی صدا دور سے مالک کو گائے کے ''ٹریک''۔۔۔ کی خبر کر دیتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھجوروں کے باغات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قطرن۔ایک کثیرالفوائد صحرائی جھاڑی

سائے میں خشک کی گئی چولستان کی قوت بخش نایاب بوٹی۔ ''چھپری''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلا واقعہ ۲۰۰۲ء (دوسرا واقعہ) اگست

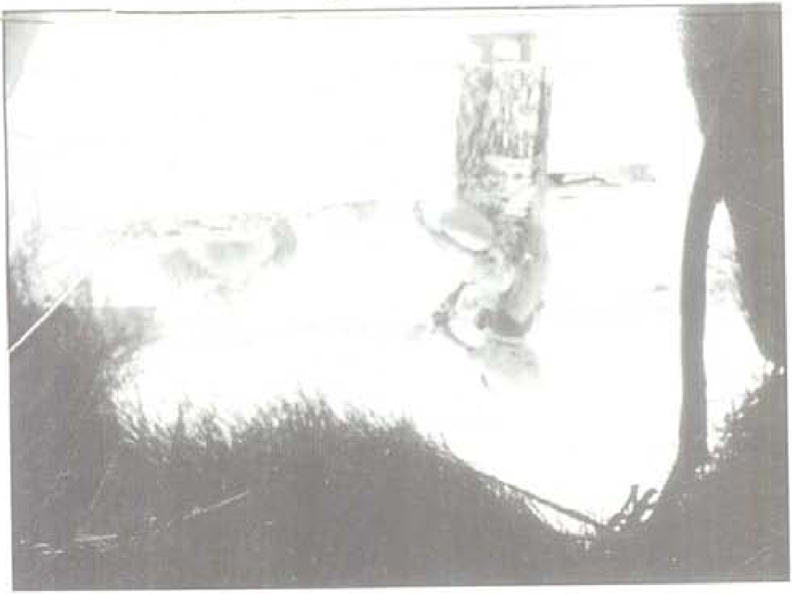

۱۹۸۳ء تیسرا واقعہ ...... "ابھی"

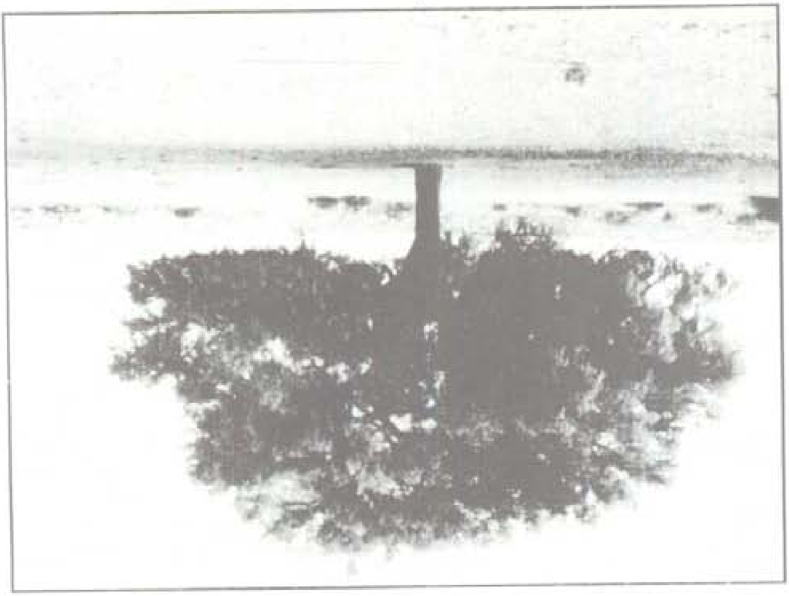

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

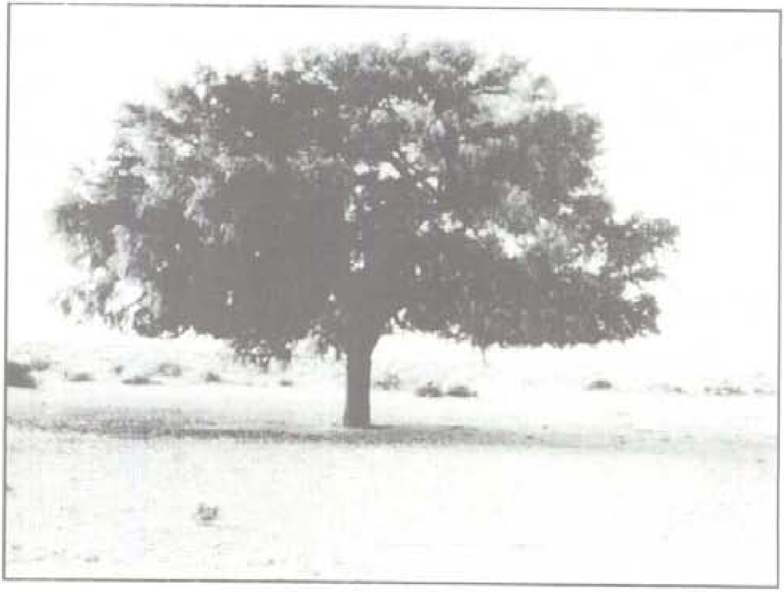

''کنڈا''......صحرا کا شجر سایہ دار

گوپے (صحرائی گھر) کے اندر سے صحرا کا منظر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

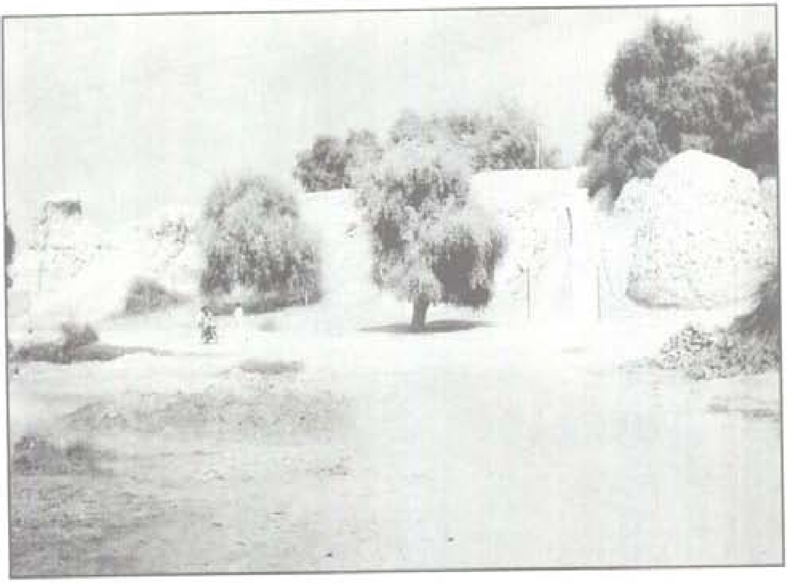

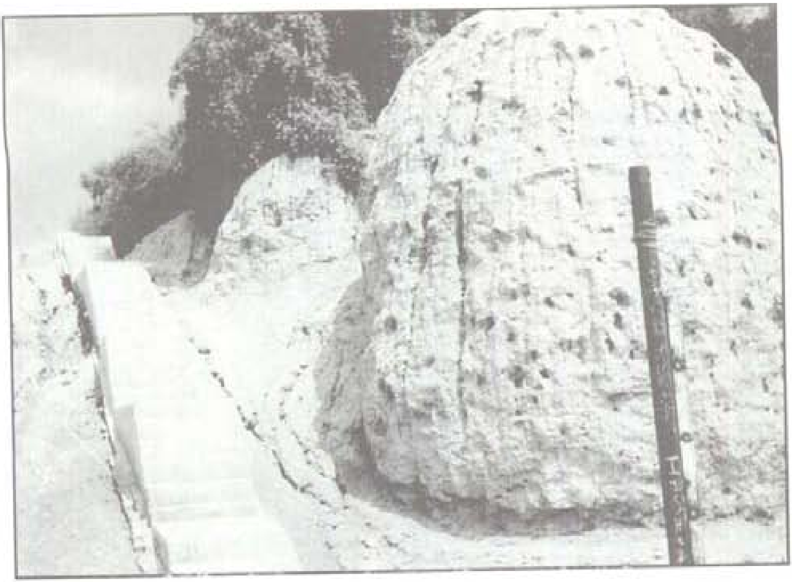

شہر ''ماتھیلو'' کے قریب واقع موہل کی ماڑیوں کے کھنڈرات (صوبہ سندھ)

چولستان میں اس لوک کہانی کی قدرے مختلف شکل مشہور ہے۔ موہل مینڈرا کے علاوہ چولستان میں ان ماڑیوں سے اور بھی کئی کہانیاں منسوب ہو چکی ہیں۔ (فوٹوگرافی:۔ غلام عباس خان خانپوری)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معصوم مسکراہٹ

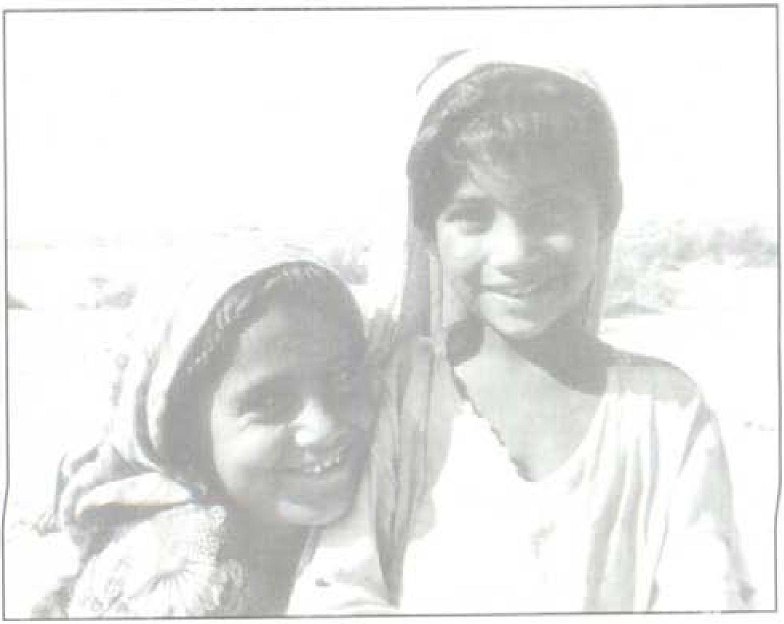

دو سہیلیاں۔۔۔ صحرا کی آغوش میں خوش ہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اجنبی لوگوں کا ہجوم دیکھ کر سہمی ہوئی چولستانی بچی

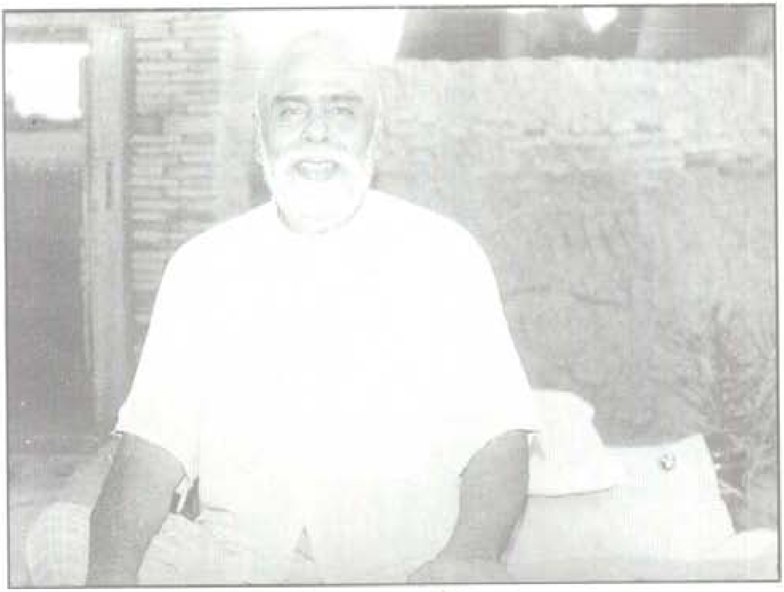

ڈراور کے جگت استاد مرزا احمد بیگ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

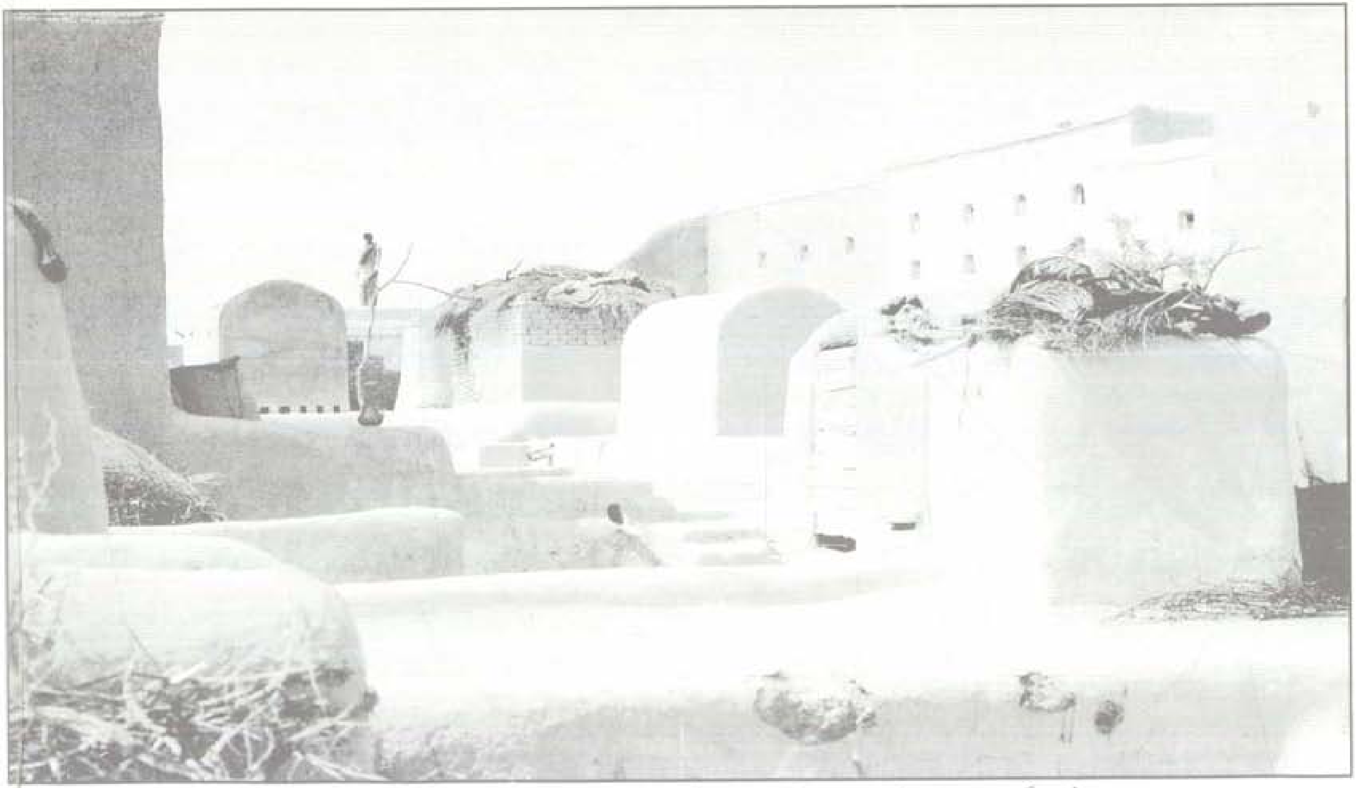

چولستانی اپنے گھروں میں سہولت کی ہر شے خود بنا کر اس پر صحرائی مٹی کا لیپ (پلستر) کر دیتے ہیں۔ جو اسے دیدہ زیب بنا دیتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چولستانی گھر کا آنگن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

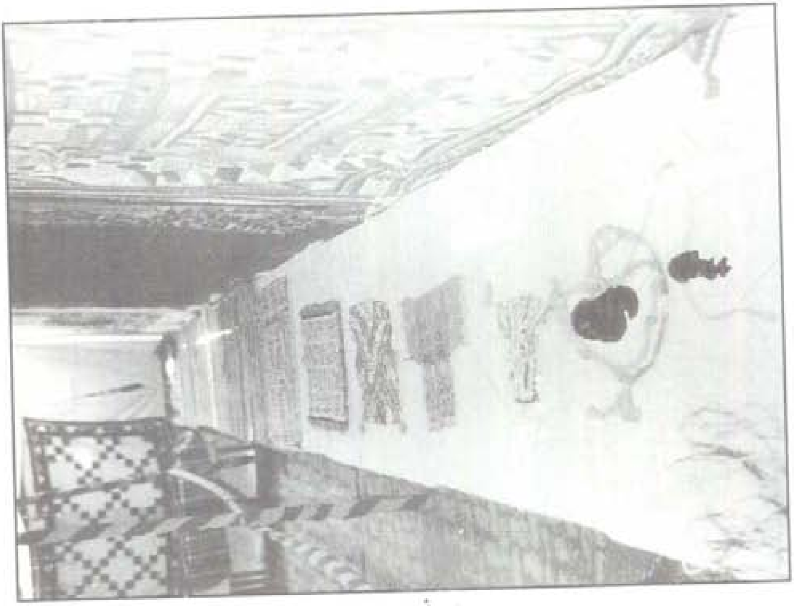

چولستانی مصنوعات

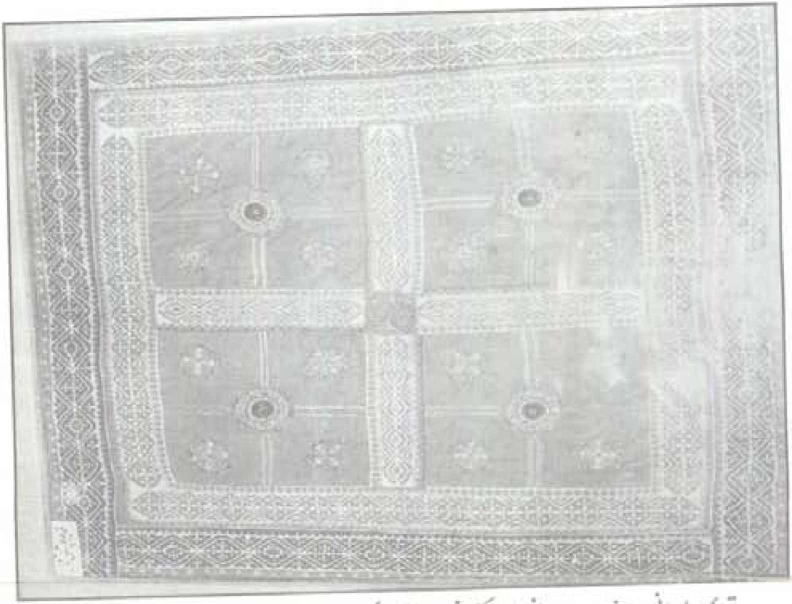

قدیم چولستانی دسترخوان۔ جو ماضی میں کئی مشہور ہستیوں کی ضیافت میں استعمال ہوتا رہا ہے۔ (ڈراور)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

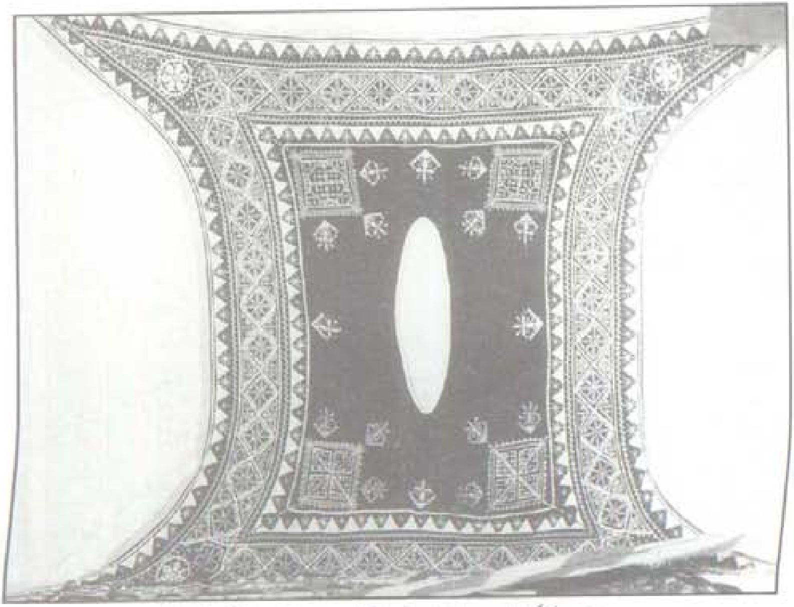

اونٹ کے کوہان پر سجایا جانے والا خوبصورت ”ہنڈی کرافٹ“

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضعیفی اور مشقت

دستکاری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مزار حضرت چھن پیرؒ۔1980ء

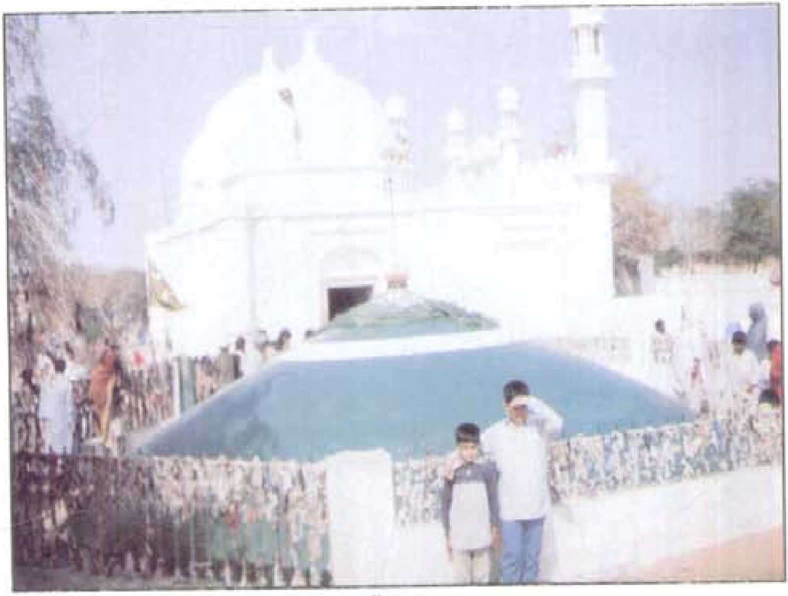

مزار حضرت چھن پیرؒ۔2005ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مزار حضرت ملوک شاہؒ۔ (بہاول پور)

مزار حضرت ملوک شاہؒ سے ملحقہ قبرستان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

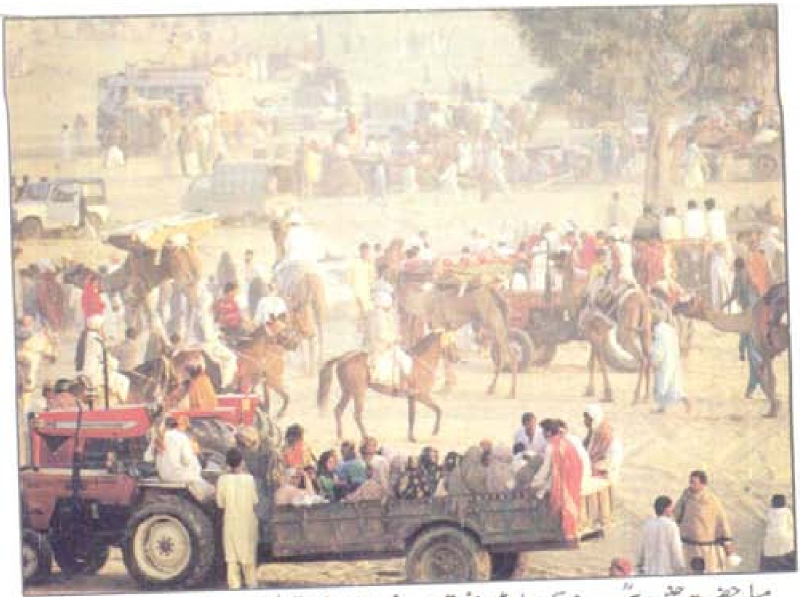

میلہ حضرت چنن پیرؒ۔۔۔ موسم بہار میں منعقد ہونے والا صحرا کا مقبول ترین میلہ۔ جس میں صحرا کے گوشے گوشے سے زائرین کی ٹولیاں شریک ہونے کے لئے آتی ہیں۔ (چنن پیر)

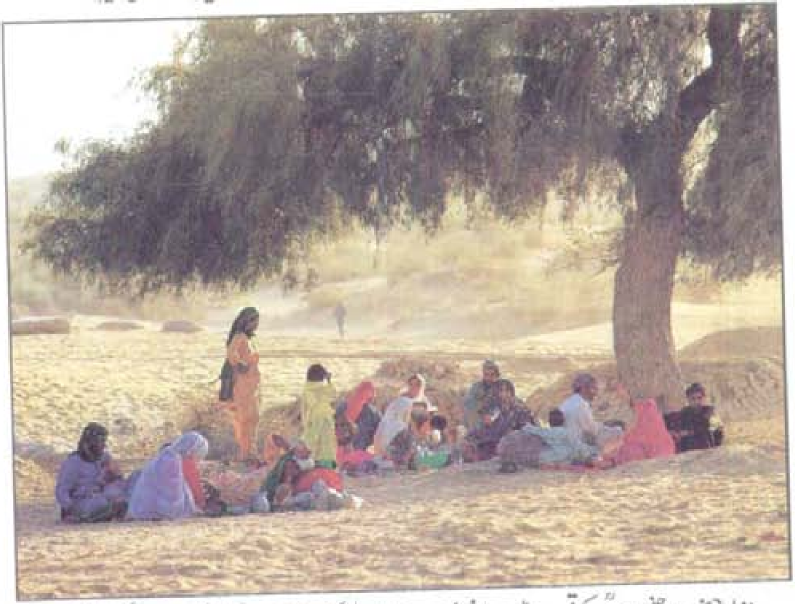

مزار حضرت چنن پیرؒ کے قرب میں حاضری دینے والے ایک خاندان کے افراد سائے کی ٹھنڈک سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ (چنن پیر)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

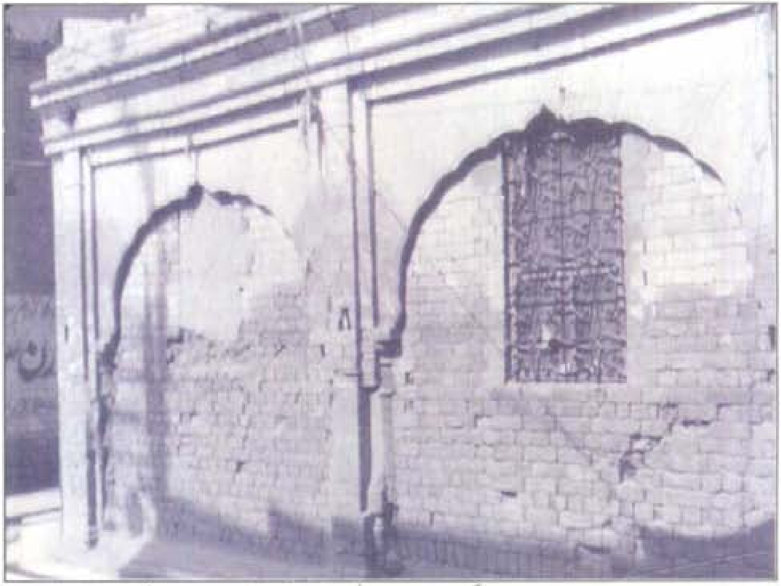

شہر بہاول پور کے بازاروں میں چنی گئی محرابیں جو اولین آبادکاروں کو یہاں مفت سکونت اختیار
کرنے کی ترغیب دینے کے لیے بنائی گئی تھیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

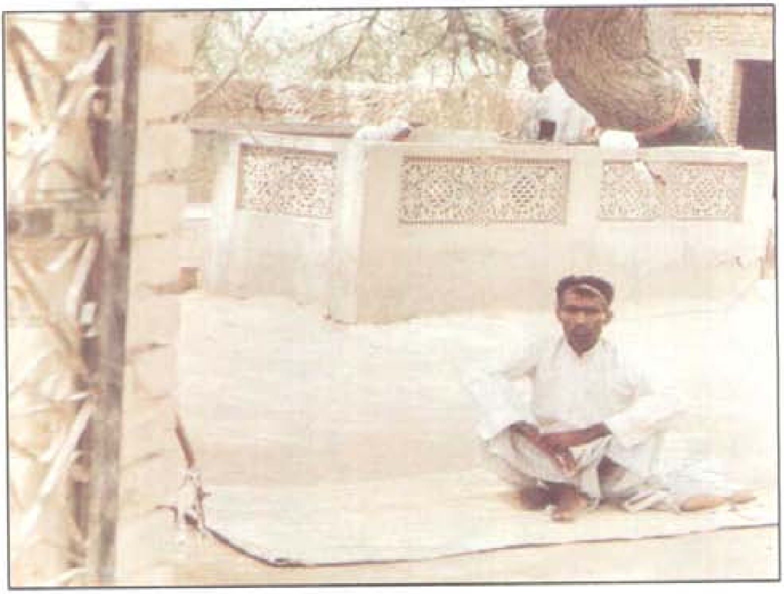

بغداد الجدید ریلوے اسٹیشن کے قریب ”رام ڈے بابا“ ۔۔۔ کا مقام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

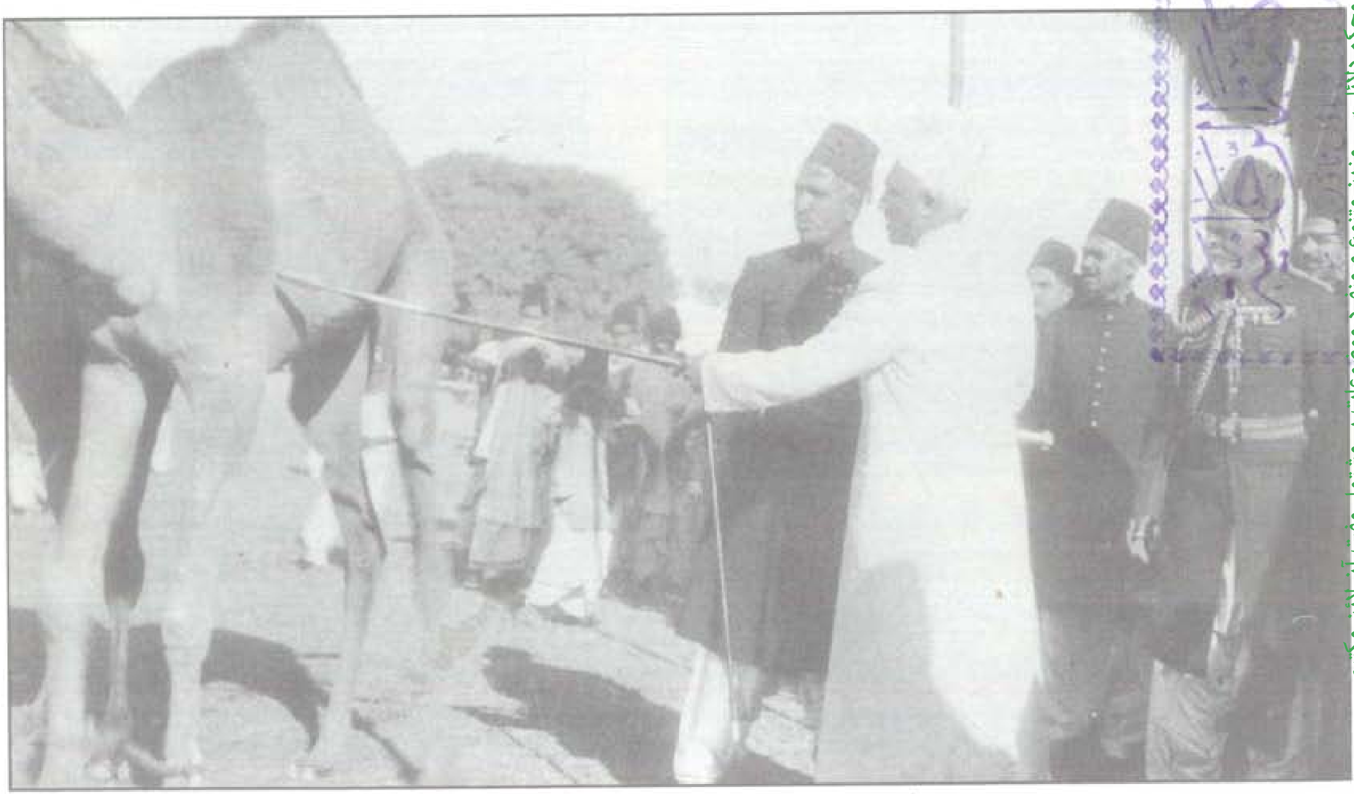

نواب صادق محمد خان خامس...... سابق والیان ریاست کی محبوب رسم ادا کرتے ہوئے اونٹ کو...... نیزے کی انی چھو کر تقریب کے بعد یہ اونٹ شاہی خطیب کو عطا کر دیا جاتا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصنف کی دیگر تصانیف

حیاضُ القدس	تصوف
تلاشِ حق روداد	تصوف
حضرت حاجی شیر محمد المعروف دیوان چاوی مشائخ ؒ	تصوف
اثراتِ سحر کا روحانی مداوا	تصوف
ساندل بار (ایوارڈ یافتہ)	لوک ادب
وادی سون سکیسر (ایوارڈ یافتہ)	لوک ادب
چولستانی لوک کہانیاں	لوک ادب
موسی لکھ پال (انگریزی۔ غیر مطبوعہ)	لوک ادب

الفیصل ناشران و تاجرانِ کتب
غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
ISBN 969-503-524-8
Design By: MUHAMMAD AHSAN
MOHSAN GRAPHICS

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

خواجہ فریدؒ کی شاعری اور چولستان